

أَفْضَلُ مَرْحَلَةٍ إِلَى اللَّهِ

هَذَا مِنْ قَضَائِ مَرِيٍّ



۱۹۳۷

جلد اول

لائف کرنے والے صاحب المکتبہ کے بی۔ آئی۔ ایم وی۔ او اے۔ ڈی سی
کمانڈر افواج باقاعدہ سیکرٹری

طالعہ طبع دارالحدیث

فیاملی کرو سپہ ۱۸۶۲ء



<p>I. Retalidar Major Mirza Zulfakhar Ali Beg Khan Bahadur, Hyderabad Contingent (Afsar ul-Mulk's son)</p>	<p>II. Mirza Mahomed Ali Beg (when 12 years old) Col. the Nizam's Afsar ul-Mulk, Afsar ul-Dowla, Afsar ul-Mulk, C.I.E., M.V.O., A.D.C. Commandant of the Nizam's Regular Force</p>	<p>III. Retalidar Mirza Vilayat Ali Beg, Hyderabad Contingent (Afsar ul-Mulk's father)</p>
--	--	--

مرزا ولایت علی بیگ رسالدار بھادر مرزا محمد علی بیگ خان بھادر مرزا ذوالفقار علی بیگ خان بھادر
 رسالہ سوم حیدرآباد کنٹینٹ افسر الملک در سن دہ سالگی رسالدار میجر حیدرآباد کنٹینٹ

هو العزيز

بسم الله الرحمن الرحيم



جب میں آغوشِ دایہ سے نکل کر چلنے پھرنے کے لائق ہوا تو میرے والد ماجد نے سواری کے لئے ایک چوٹا سا یا بو مجھے لے دیا اور اسکی پشت پر کرسی نما ایک زین کساجاتا اور میں سوار ہو کے ہوا خوری کے لئے جایا کرتا تھا۔ میری بڑی بہن بیان کرتی تھیں کہ مجھے اسکی سواری کا اوس زمانہ میں ایسا شوق تھا کہ میرے بہلانے کا یہ ایک عمدہ ذریعہ ہو گیا تھا میری دایہ مجھے اوس کرسی نما زین پر بٹھلائی اور پہرے نے کو لیجاتی تھی اگر اس درمیان آیا تھا کہ جاتی تو یہ خدمت میری بڑی بہن ادا کرتیں وہ مجھ سے نہایت محبت رکھتی تھیں مجھے اس دکھنی یا بو پر جب کا نام میرے والد ماجد نے چھینڈو رکھ دیا تھا زمانہ مکان کے احاطہ میں گھنٹوں پہر تین اور اپنے اوپر کاپٹ گرامر کے بچے بہلایا کرتی تھیں۔

۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۲۷۳ھ ہجری میں جبکہ میری عمر تقریباً پانچ سال کہ
تھی ہندوستان میں غدر کی شورش برپا ہوئی میرے والد کو اسی زمانہ میں حیدرآباد
کے کٹنجنٹ فوج کے ساتھ اوسط طرف کا ایک بڑا سفر پیش آیا اور ایک سال سے زیا
دہا ملک متوسط اور شمالی ہند میں قیام کرنا پڑا۔ اسکا انھن احوال میں اپنی عمر کے گیارہویں
سال کے حالات میں بیان کر دے گا۔

۱۸۵۸ء عیسوی مطابق ۱۲۷۴ھ ہجری میں غدر کا فتنہ فرو ہونے کے
بعد جب میرے والد ماجد ہندوستان سے دکن میں تشریف لائے میرا سن چھ
سال کا ہو گیا تھا اسوقت بجائے کرسی نماز میں مجھے ایک چھوٹا سا بانائی خوگیر دیا
اور آیا کی جگہ محمد رمضان اردلی میری نگرانی پر مقرر کیا گیا۔ یہ پیش خدمت میرے یا بوکو
باگ پکڑے ہوئے صبح و شام ہونا خورمی کے لئے مکان سے باہر قرب و جوار میں
مجھے لیجا یا کرتا تھا۔

۱۸۵۹ء عیسوی مطابق ۱۲۷۵ھ ہجری میں ساتویں سال والد ماجد مجھے اپنے
ہزارہا سکسار میں لیجانے لگے میں اسی یا بوکو پر سوار ہوتا اور محمد رمضان اردلی اپنے
گھوڑے پر سوار میرے یا بوکو باگ ہاتھ میں لئے رہتا تھا مگر ان ایام میں خادم کا یا
موقع پر یا بوکو باگ پکڑنا مجھے سخت ناگوار تھا دل میں ہی تمنائیں تھیں کہ میں تنہا
آزادانہ اپنے یا بوکو پہان چاہوں وہاں دوڑتا پھرون کسی طرح رمضان کے ہاتھ
سے مجھے نجات ملے۔

اٹھویں سال بہالہ کی جگہ بلیئر ڈکیو مین اپنے ہاتھ مین لیکر والد ماجد کے ہمراہ شکار کو جایا کرتا تھا۔ اس زمانہ مین ایک آئرگن (ہوائی بندوق) بھی میرے والد نے مجھے ملگا وہی تھی جس سے مین نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مین نشانہ اندازی مین مشغول تھا اتفاق سے اس وقت میری چھوٹی بہن سامنے آگئیں اور آئرگن کی گولی اون کے پاؤں مین لگ گئی۔ اگرچہ اس چھوٹی گولی سے اونکو کچھ ہرج نہیں ہوا لیکن چونکہ میرے والد ماجد بڑے دورانہدیش اور انجام بین تھے اونہون نے اس واقعہ سے خیال کیا کہ اس قسم کی بے احتیاطی کا اگر اس وقت انسداد نہ کیا جائے گا تو آئندہ خوفناک واقعات ضرور پیدا ہون گے۔

لہذا اس قصور کی سزا مین فوراً میری بندوق چھین لی اور ایک ہفتہ تک یا پو کی سواری بھی موقوف کر دی۔ اس موقع پر جو بچ اور صدمہ میرے دل پر گذرا وہ ایک زمانہ تک فراموش نہیں ہوا۔ اور اس واقعہ نے میرے دل مین نہایت ہی مفید اثر پیدا کیا اور مجھے تمام عمر کے لئے محتاط بنا دیا۔ مین ہمیشہ بندوق اور تفنگ چھپ کر کرتے وقت بے انتہا احتیاط کرتا رہا اور مین اپنے والد ماجد کے ایسی اصول پر آجتا کہ کاربند ہون۔

چنانچہ ۱۸۸۹ء عیسوی مطابق ۱۳۰۰ھ ہجری مین جو کتاب موسوم بہ تفنگ یا فرہنگ سینے لکھی ہے اس کے باب دوازوہم مین بندوق سے احتیاط کرنے کے بارہ مین بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

پک اسٹنگ

۱۸۶۱ء عیسوی مطابق ۱۳۷۷ھ ہجری میں میرے والد کی رجسٹرڈ تیسرا سالہ حیدر آباد کنٹنٹ اورنگ آباد سے مومن آباد کو آیا یہ مقام حیدر آباد سے ساٹھ کوس کے فاصلہ پر عرب کی جانب آباد ہے۔ اسکی مردم شماری بارہ ہزار سے زیادہ ہے اسکی شمالی طرف مین کچھ دور پر دریائے گو داوری اور ایسے ہی جنوبی جانب مین دریائے مانجرا بہتا ہے جسکے سبب سے یہ قطعہ نشیبی زمینوں میں زیادہ سرسبز و شاداب ہے اس کے چاروں طرف جنگل وغیرہ کثرت سے ہے شمال و جنوب بلکہ قریب قریب چاروں طرف سے چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے دور تک چلے گئے ہیں جن کے باعث انواع و اقسام کے درند اور چرند اس نواح میں پائے جاتے ہیں۔ بوز کچ اور خنزیر کا شکار اس مقام کا بہت مشہور ہے پک اسٹنگ یعنی خنزیر کو بہالہ سے شکار کرنا ہندوستان کے بہترین شکاروں میں تصور کیا جاتا ہے۔

جیسے اس زمانہ میں یورپ کے بڑے بڑے معرزمین اور شاہزادے پک اسٹنگ کے لئے ہندوستان آتے ہیں اور شمالی ہند جیپور جوہ پور آگرہ وغیرہ کی طرف اس شکار میں شریک ہوتے ہیں ویسے ہی اس زمانہ میں دکن میں اورنگ آباد مومن آباد دونوں جگہ جنگلی خنزیروں کا بہالہ سے شکار کرنا بہت مشہور تھا۔

مومن آباد کی چھاؤنی میں رسالہ کے پہونچتے ہی شکار کا انتظام کیا گیا۔ یہ قاعدہ

تھا کہ شکار سے قبل سکاری لوگ جانوروں کی خبر لانے کے لئے جنگل کو پہنچا اے جاتے تھے جسوقت خبر آتی کہ جانور موجود ہیں تو سب شکار دوست افسر گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل کو جاتے اور ہلکا شروع کیا جاتا۔

جسوقت جانور اپنے مقاموں سے نکل کر میدان کی طرف آتے تو اسوقت افسر لوگ اپنے گھوڑے دوڑاتے اور انکو بہانوں سے شکار کرتے تھے۔

خمنزیر کے شکاری کوفن سواری اور نیزہ بازی کی زیادہ مہارت درکار ہے اور گھوڑا بھی خوب دوڑنے والا اور جاندار اور سوار کے قابو کا ہونا چاہئے ورنہ یہ موجد جانور اکثر گھوڑے کو زخمی کر دیتا ہے اسکے علاوہ یہ بھی ہے کہ شکاریوں میں باہم تقدم اور سبقت کا بڑا خیال ہوتا ہے۔ اونہیں جو شخص اول بہالہ مارتا ہے اسی کا اول نمبر شمار کیا جاتا ہے اول بہالہ معنی فرسٹ اسپر چلانے کے لئے بہت کچھ سعی و کوشش کیجاتی ہے تاہم وار زمین نالوں اور پہاڑوں میں گھوڑے دوڑاتے وقت اکثر گھوڑی گر جاتے ہیں اور سواروں کے سخت چوٹیں آتی ہیں ایسے موقعوں پر سوار کوفن سواری کی شق اور گھوڑے کی شایستگی زیادہ بکار آمد ہوتی ہے۔ جب تک میرے والد کی رجینٹ مومن آباد میں رہی ہفتہ میں ایک یا دو بار میرے والد ماجد چند احباب شکار دوست کے ہمراہ پاک اسٹنگ کو ضرور تشریف لیجاتے تھے۔

ایک دن صبح کے وقت مومن آباد کی شمالی جانب سے شکار کی خبر آئی چونکہ شکار کا سامان ہیارہا کرتا تھا اس خبر کے سنتے ہی میرے والد اور سٹروائٹس اور سٹرجلس

اور مسٹر فخر لڈ شکار کو روانہ ہوئے۔ مین بھی اپنے چھوٹے وکھنی یا بو پر سوار ہو کر اونکے ساتھ ہو لیا۔ ہر چند میرے یا بو کی باگ اور سوقت محمدر صفائی کے ہاتھ مین نہ تھی لیکن پہر ہی بیجا طور پر یا ناہموار زمین اور جنگل وغیرہ مین یا بو کے دوڑانے کی بھڑکت ممانعت تھی۔ یہہ پیش خدمت سایہ کی طرح میرے ساتھ لگا رہتا تھا جو مجھے کمال ناگوار گزارتا تھا۔ صاحبان موصوف کے پہونچتے ہی جنگل مین ہانکہ شروع ہوا۔ ایک سب صاحبون نے اپنے اپنے گھوڑے دوڑائے اور بہت جلد میری نظر سے غائب ہو گئے۔ ”مین بھی اون کے پیچھے پیچھے اپنا یا بو دوڑا تا چلا گیا“ جب مین کچھ آگے پہونچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نالہ مین نہایت دلدل ہے اور اس کے اوس پار مسٹر جالتس مسٹر واٹس میسر والد کے پاس کھڑے ہیں۔ ”اور کرنل فیلڈ میرے والد کے کاندھون مین ہاتھ دے ہوئے اون کو زمین سے اٹھا رہی ہیں“ جب مین نے اون کے پاس پہونچنے کے لئے نالہ سے گزرتا چاہا تو میرا یا بو دلدل مین پھنس گیا آخر بشکل اوس سے نکلا پر مین آہستہ آہستہ دو سکرنارہ سے اپنے والد کے پاس پہونچا۔ پہونچنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ شکار کے پاس اول مسٹر جالتس پہونچے لیکن اوکا گھوڑا اور اون کے بعد مسٹر واٹس کا گھوڑا نالہ سے عبور کرتے وقت دلدل مین گر پڑا۔ اور اونکے بعد جب میرے والد وہاں پہونچے تو اونکا گھوڑا ایسا بے طور گرا کہ اون کے سخت چوٹ آئی اور کاربون زہلی کی ٹڈی ٹوٹ گئی۔

مومن آباد میں ایک اسٹائلک لینے بہالہ سے خنزیر کا شکار



اسٹائلک لینے بہالہ سے خنزیر کا شکار - مومن آباد میں ایک اسٹائلک لینے بہالہ سے خنزیر کا شکار - ۱۹۰۶

صفیہ بیگم (۱۰)

سنگا خنتر میر میں مرزا ولایت علی بیگ والد ماجد افسر الملک بھادو کا کھوڑے سے گزرنا اور کرنل فخر علی خان کو زمین سے اٹھاتا۔



مرزا محمد علی بیگ افسر الملک درین ہشت سالگی۔ مرزا ولایت علی بیگ کرنل فخر علی خان سے ملتا ہوا۔

چونکہ میں نے اس سے پہلے شکار کا ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا تھا میرے دل میں
اد کے دیکھنے کا اشتیاق جوش مار رہا تھا میں نے جانتے ہی اون سے پوچھا کہ وہ جانور
جسے آپ نے شکار کیا ہے کہاں سے مسٹر جانس نے کہا وہ تو کل گیا۔ جب ہم اس
نالہ کے قریب پہنچے یکایک ہمارے گھوڑے گر گئے اور تمہارے والد کی
کاربون کرنے کے صدمہ سے ٹوٹ گئی اس واقعہ کے سننے پر بھی میرا خیال نہ بدلا
میں شکار کے شوق میں ایسا محو تھا کہ پہر میں نے اون سے کہا کہ میرے والد تو اپنی
کاربون کے ٹوٹنے کے سبب سے شکار کا تعاقب نہ کر کے آپ صاحبوں نے شکار کو
کیونکہ بچانے دیا اور اس کا تعاقب کیونکہ نہ کیا اسپر مسٹر جانس نے بیاختہ جواب دیا اے
ناشکرے لڑکے ہم تیرے والد کی خبر گیری میں رہے اس لئے شکار کے پیچھے نہ جا سکے
میری اس کم سنی کے زمانہ کی یہ گفتگو اور صاحبان موصوف کے جواب بعد کو ایک
لطیفہ ہو گئے۔ مدت دراز تک مسٹر جانس مسٹر وائٹن نے میرے اس ریمارک کو
یاد رکھا ہمیشہ محبت آمیز لب و لہجہ میں اس کا ذکر ملاقات کے وقت کیا کرتے تھے۔
میرے والد کو سیر و شکار سے کچھ ایسی دلچسپی تھی کہ جب کچھ دنوں کے بعد اون کو
صحت ہو گئی تو پہر سب عادت شکار کے شغل میں مشغول ہو گئے۔

تیندوے کا شکار

اسی طرح تیندوے کا شکار بھی مومن آباد کے قرب و جوار میں کثرت سے کیا

جانتا تھا شکاری لوگ اکثر تیندوے کی خبر لاستے اور میرے والد تشریف لیجا کے
بندوق سے اونکا شکار کیا کرتے تھے۔ حسبِ مادت: ایک روز شکاری لوگ خبر
اسے کہ بوٹا ناترہ کے جنگل میں ۱۰ تیندوے سنے ایک گاؤن کے یل کو مارا ہے
اور وہ دونوں ایک نالہ این بیٹھے ہیں۔

اس خبر کے سنتے ہی میرے والد ماجد نے شکار کا انتظام کیا اور ہانکے والے اور
بندوقین اور شکار کا جملہ سامان روانہ فرمایا اور خود مع مسٹر جانس و مسٹر وائٹن اور مسٹر فیلڈ
کے شکار کو تشریف لے گئے۔ جنگل میں پہونچتے ہی نالہ اور پہاڑوں کے اطراف
میں آدمی بٹھلا دے گئے جب یہ خبر آگئی کہ ہانکے والے پہاڑ اور نالہ کے درمیان
پہونچ گئے تو میرے والد ماجد سمت راست اور کرنل جانس اور کرنل وائٹن
وسط میں اور کرنل فیلڈ جانب دست چپ بندوقین لیکر کھڑے ہو گئے نالہ کے
دونوں طرف درختوں پر آدمی بٹھلا دے گئے اور وہ شتر سوار لین میں کھڑے ہو کر دے
گئے کہ تیندوے کی نقل و حرکت کو اونٹ پر سے دیکھتے رہیں اور صاحبان موصوف
کو فوراً اطلاع دیں۔ اوسوقت مجھے ہی پہاڑ کے ایک ایسے بلند مقام پر کھڑا کروایا گیا تھا
کہ سارا جنگل نظر آتا اور میں شکار اور شکار کھیلنے والوں کے حالات کا خاطر خواہ تماشا
دیکھ سکتا تھا۔

غرض ہانکے شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد ایک تیندوہ پہاڑ سے نکل کر مشروٹن
کے سامنے آیا انہوں نے اوپر گولی چلائی تیندوہ مجروح ہو کر نالہ کے کنارہ ایک

گنجان جہاڑی میں گھسکر بیٹھ گیا۔ ہانکے والے یہہ دیکھ کر اسکی طرف بڑھے۔ جب شترسوار
 اس جہاڑی کے قریب ہو کر گزرے تیندوے نے اونٹوں کو دیکھتے ہی اپنی جا
 سے جست کی اور ایک اونٹ کی گردن پکڑ لی اونٹ اس بلائے ناکہانی میں پھرتے
 ہی سخت گہر پیا اور اس نے اچھلنا کو دنا لاتین مارنا شروع کیا یہاں تک کہ زمین کو تنگ
 ٹوٹ گئے شترسوار اور زمین دونوں زمین پر گر گئے مگر تیندوے نے اونٹ کی گردن
 پھنچوڑی اور اسے لپیٹا ہی رہا اونٹ اس کشمکش سے بے دم ہو گیا گردن نیچے ڈال دی
 اور قریب تھا کہ اسکا کام تمام ہو جائے مگر سیف اللہ خان جعدارا اسوقت قریب
 میں تھے اونہوں نے بڑھکرتیندوے پر بندوق چلائی تیندوہ زمین پر گر گیا اونٹ کو
 جو اس سے نجات ملی تو وہ اس وحشت اور گہرا ہٹ سے بہاگا کہ کئی ہانکے والے
 اسکی چیٹ میں آگئے اس اثنا میں دوسرا تیندوہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ سیدھا
 میرے والد ماجد کی طرف چلا آئے دیکھتے ہی اوسپر گولی چلائی تیندوہ زخمی ہو کر ہانکے
 والوں کی طرف واپس ہو گیا چونکہ اونٹ اور تیندوے کی گڑبڑ سے تمام ہانکے والے
 پر اکندہ اور منتشر ہو گئے تھے تیندوہ جب ان کے قریب پہونچا تو اونہوں نے شور
 وغل مچایا۔

کریم خان نامی ایک سپاہی نالہ کے کنارہ ایک درخت پر بیٹھا ہوا تھا تیندوہ
 کی نظر کہیں اوسپر جا پڑی اس نے آدمی کو اپنی زور پر دیکھ کر اوسپر جست کر کے پکڑ لیا اور
 زخمی کر ڈالا مگر کریم خان اور تیندوہ دونوں درخت پر سے کچھ ایسے بے ترکیب زمین پر

گرے کہ تیندو اکبر اہٹ سے اوس مجروح سپاہی کو چھوڑ کر ایک گنجان جھاڑی میں جاگہ سا چوتک تھوڑی ہی دیر میں دو تیندو ن سے ایک اونٹ اور ایک آدمی زخمی ہو چکا تھا اب اوسکے پاس جانیکی سیکو جرات نہوئی۔

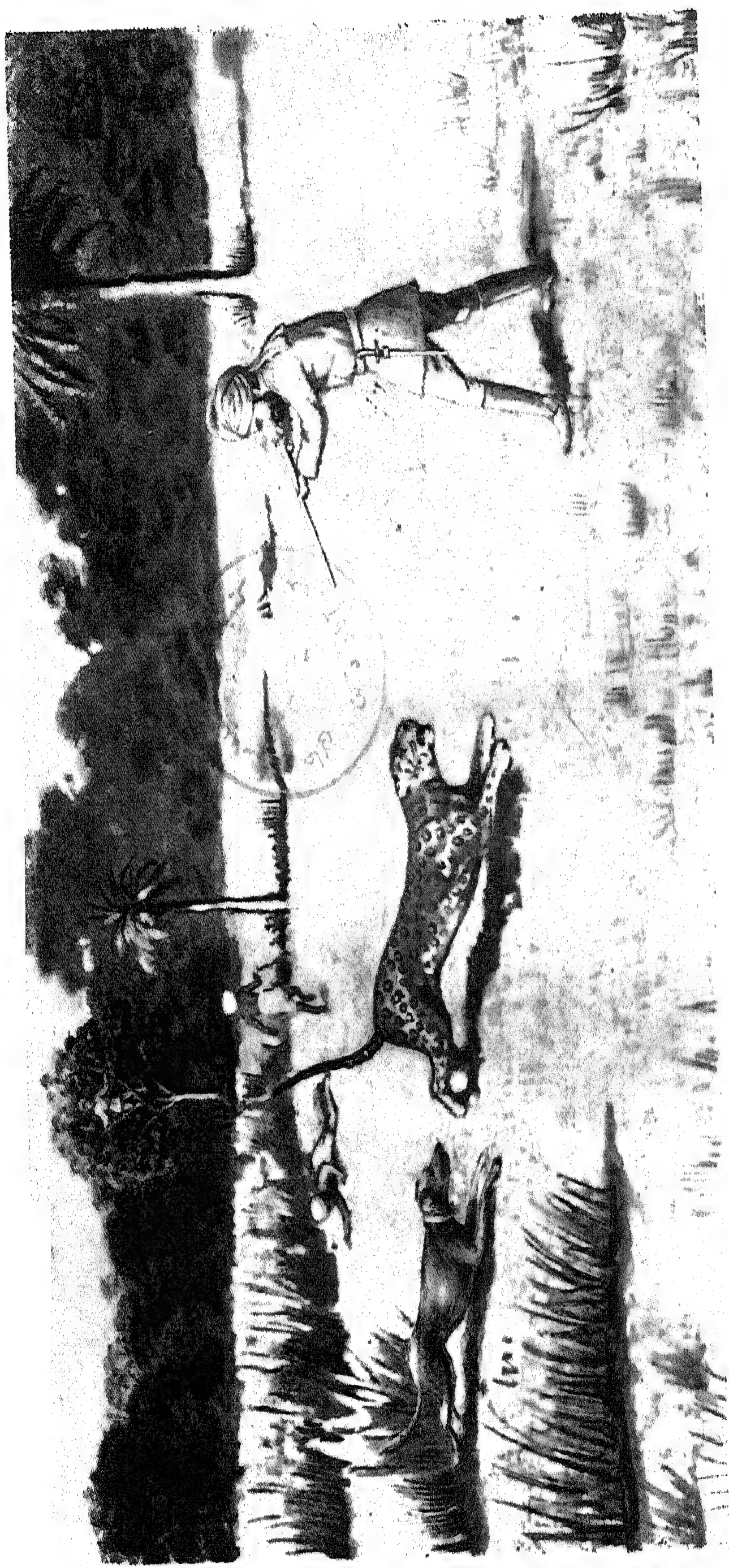
میرے والد ماجد جو نالہ کے کنارہ تیندوے کے انتظار میں بندوق لہو کھڑے تھے جب ہانکہ کو دیر ہوئی تو انہوں نے اردلی کو آگے بھج کر کیفیت دریافت کی معلوم ہوا دو تیندوے نالہ سے نکلے ایک نے اونٹ کو زخمی کیا اور اوسکو سیف اللہ خان نے مار لیا اور دوسرے کے حملے سے کریم خان سپاہی مجروح ہوا ہے اوسکے دہنے پاؤں اور بائیں مونڈھے میں سخت زخم آئے ہیں اور یہ تیندو نالہ کے درمیان جہاں گنجان جھاڑی اور لائبنی گھاتس ہے بیٹھا ہوا ہے ہانکہ والے اوسکی طرف خوف سے نہیں جاسکتے یہ تے ہی میرے والد نے اپنے اردلی کو ساتھ لیا اور جھاڑی کی طرف تیندوے کی تلاش میں گئے راستہ میں کریم خان کو دیکھا کہ وہ پاپاں زخمی بیہوش پڑا ہے آچے نہایت توجہ سے پہلے اوسکے آسائش کی تدبیر کی اور چند گانوں والوں کو طلب کر کے اپنے اردلی کے ساتھ اوس مجروح کو قریب کے گانوں کی طرف بھجوا دیا اور خود تنہا تیندوے کی جستجو میں آگے بڑھے تھوڑی دیر پہونچے تھے کہ ایک سپاہی نے درخت پر سے اشارہ کیا کہ تیندو آچے سامنے جھاڑی میں بیٹھا ہوا ہے آپ اوس جھاڑی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہانکہ والوں کو اشارہ کیا کہ اوسے جھاڑی سے باہر نکالیں لیکن یہ لوگ ایسے خوف زدہ ہو گئے تھے

کہ کوئی جھاڑی کے نزدیک جانے کی حرات نہ کرتا تھا ہاں کہہ والوں کی جب یہ کیفیت ملاحظہ کی تو میرے والد خود آگے بڑھے جھاڑی بہت گنجان تھی صاف نظر نہ آتا تھا میرے والد تیندوے کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ مجروح درندہ نے اپنی جگہ سے جست کر کے اون پر حملہ کیا۔ انہوں نے بڑے استقلال کے ساتھ نہایت سرعت سے اوپر گولی چلائی جس سے اوس کا پیچھے کا جیڑا ٹوٹ گیا مگر وہ بھی ایک چشم زدن میں جست کر کے اونپر آہی پڑا تسکارا اور تسکاری میں ایسی شمش ہوئی کہ دونوں میں پر گر پڑے۔

تیندوے نے ہر چند چاہا کہ منہ سے سر کو پکڑے مگر پیچھے کا جیڑا ٹوٹنے کی وجہ سے گرفت نہ ہو سکی تاہم اوس کے ناخنوں سے گردن اور مونڈھوں میں گہرے زخم آئے اسی اثناء میں آپ کا اردلی حیدر بیگ نامی پہنچ گیا۔ اور اوس نے تیندوے پر تلوار کا ایک وار کیا اور ہر نیلم بنجاری گتے نے دوڑ کر تیندوے کی ران پکڑ لی جس سے تیندوے نے مجبور ہو کر میرے والد کو چھوڑ دیا اور چند دم پر جا کر گر پڑا۔

تیندوے کے چوناخن آپ کی گردن اور مونڈھوں میں لگے تھے اونکے زخموں سے خون اس قدر نکلا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور ہماری کی لوگ قریب کے گاؤں سے چار پانی مٹکا کے اوپر آپ کو مکان کو لائے۔ چونکہ تیندوے کے ناخنوں میں سمیت ہوتی ہے اون کے زخموں سے

مرزا و لایت علی بیگ والد ماجد افسر الملک بجای پیر تمند و هکا حمزہ کرکنا۔



صفحه نمبر (۱۳) و

کئی مہینے تک آپ کو تکلیف رہی لیکن جب زخم مندمل ہو گئے تو پہرہ ہی شکار
تھا اور آپتے۔ بارش کے موسم میں چار مہینے تک ہر ہفتہ میں ایک دو بار شکار
دوست افسر ریک اسٹنگ کو ضرور جایا کرتے اور میں بھی ہمیشہ ان کے ہمراہ رہ کر
شکار کا تماشا دیکھ کرتا۔

ریچہ کا شکار

کچھ زمانہ کے بعد حیدر آباد کنٹنٹ کا تیسرا سالہ ہنگولی چلا گیا یہ مقام باسم
کے جنوب میں برار کی مغربی سرحد کے قریب واقع ہے اور ان دونوں مقاموں کے
درمیان گنگا بہتی ہے جس کے سبب سے ملک خوب سرسبز و شاداب ہے۔ رونی کی
پیداوار کثرت سے ہوتی ہے چنانچہ آجکل تو یہ مقام پنبہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی شکار
گاہ مانا جاتا ہے۔ ہنگولی کے شمالی حصہ میں بڑا جنگل ہے جہاں ریچہ بکثرت رہتے
ہیں۔ یہ جانور بڑا سخت جان ہوتا ہے اس ملک کا ریچہ گوشت خوار نہیں ہوتا
صرف درختوں کی جڑوں اور پہلوں پر گزارا کرتا ہے اس سبب سے کسی جاندار پر شکار
کی غرض سے حملہ نہیں کرتا مگر جنگل کے چلنے پر نئے والوں کو بہت ایذا پہونچاتا ہے
اگر اسکو بہالہ سے شکار کریں تو سوار کو گھوڑے پر سے اتار کر سخت صدمہ پہونچاتا
ہے بہالہ سے ریچہ کو شکار کرنا بڑا خطرناک کام ہے اس کے لئے شکاری کو چالاک
وچست اور نہایت عمدہ سوار ہونا ضرور ہے اور گھوڑا بھی نڈر اور خوب دلیر ہونا چاہیے

ہنگولی کے جنگل میں ہوا بکثرت ہوتا ہے جن دنوں میں مہوا پک جاتا ہے۔
تو یہ بچوں کی عادت ہے کہ سر شام کھانے کو نکلتے ہیں اور کچھ اندھیرے سے پہاڑی
مقامات پر اپنے مسکنوں کو پلٹ جاتے ہیں۔

میرے والد ریچون کے شکار کے لئے علی الصبح نکلتے اور چند اجباب
شکار دوست کے ساتھ اندھیرے ہی میں ایسے مقامات میں پہنچ جاتے جہاں
ریچہ مہوا کھانے کے بعد پہاڑوں کو واپس جاتے تھے اس وقت جیسا موقع اور
وقت کا تقاضا ہوتا کہی تو بہالہ سے اونکا شکار کھیلتے اور کہی گھوڑا دوڑا کے پاس
جاتے اور بندوق سے اونکو مار تے تھے۔

ایک روز قبل از صبح صادق ایسے وقت میں کہ چاندنی رات کچھ کچھ باقی تھی
میرے والد اور چند شکار دوست لوگ جب عادت کھڑے ہوئے ریچون کا انتظار
کر رہے تھے کہ مہوا کھا کر تین ریچہ پہاڑوں کو واپس آتے ہوئے نظر آئے ایک
شخص نے جو اسی غرض سے درخت پر بیٹھا گیا تھا ریچون کے آنے سے مطلع
کیا سب شکاری جنگلی تعداد قریب پندرہ کے تھی اونکے تعاقب میں چلے بمبلی
روشنی ابھی طسج نہونے پائی تھی انہوں نے دیکھا کہ ریچہ ٹڈی کے کنارہ
کنارہ پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں۔ چونکہ زمین ناہموار اور جا بجا پتھر ملی تھی اور
نالوں کے نشیب و فراز تھے اسلئے گھوڑوں کو چلنا سخت مشکل تھا دو تین میل
گھوڑے دوڑانے کے بعد تین اسپورٹس میں صرف میرے والد اور سیف اللہ خان

جعدار اور ایک اردلی باقی رہ گئے اور دوسرے شکاریوں کے گھوڑے آگے نہ بڑھ سکے
تھوڑی دیر آگے بڑھ کے سیف اللہ خان جعدار کا بھی گھوڑا گر گیا اور اردلی بھی اونکو
پیچھے رہ گیا۔

اب صرف میرے والد ہی تن تنہا ترچھون کے تعاقب کے لئے باقی رہ گئے
اور چار میل کی مسافت طے کرنے کے بعد انہوں نے ترچھون کو جا لیا۔

جسوقت ترچھون کے قریب پہونچے فوراً اپنے گھوڑے کو روک کر ترچھون

پر گولیاں چلائیں۔ پہر گھوڑے پر بندوق بہر کے ترچھون کا تعاقب کیا۔ اور جب

اون کے نزدیک پہونچ گئے تو اپنے گھوڑے کو روک کے اونپر بندوق فیر کی

چنانچہ پہاڑوں میں پہونچنے کے قبل ہی اپنے دور پیچہ مار لئے مگر تیسرا پیچہ زخمی

ہو کر پہاڑ میں چلا گیا اور ایک غار میں چہرپ کر بیٹھ گیا آپ گھوڑے پر سے اتر کر

پیادہ پا اوس غار میں گئے پیچہ اپنے دشمن کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور اونپر

حملہ آور ہوا۔ عین حملہ کے وقت آپ نے فوراً اوس کے سینہ میں گولی ماری

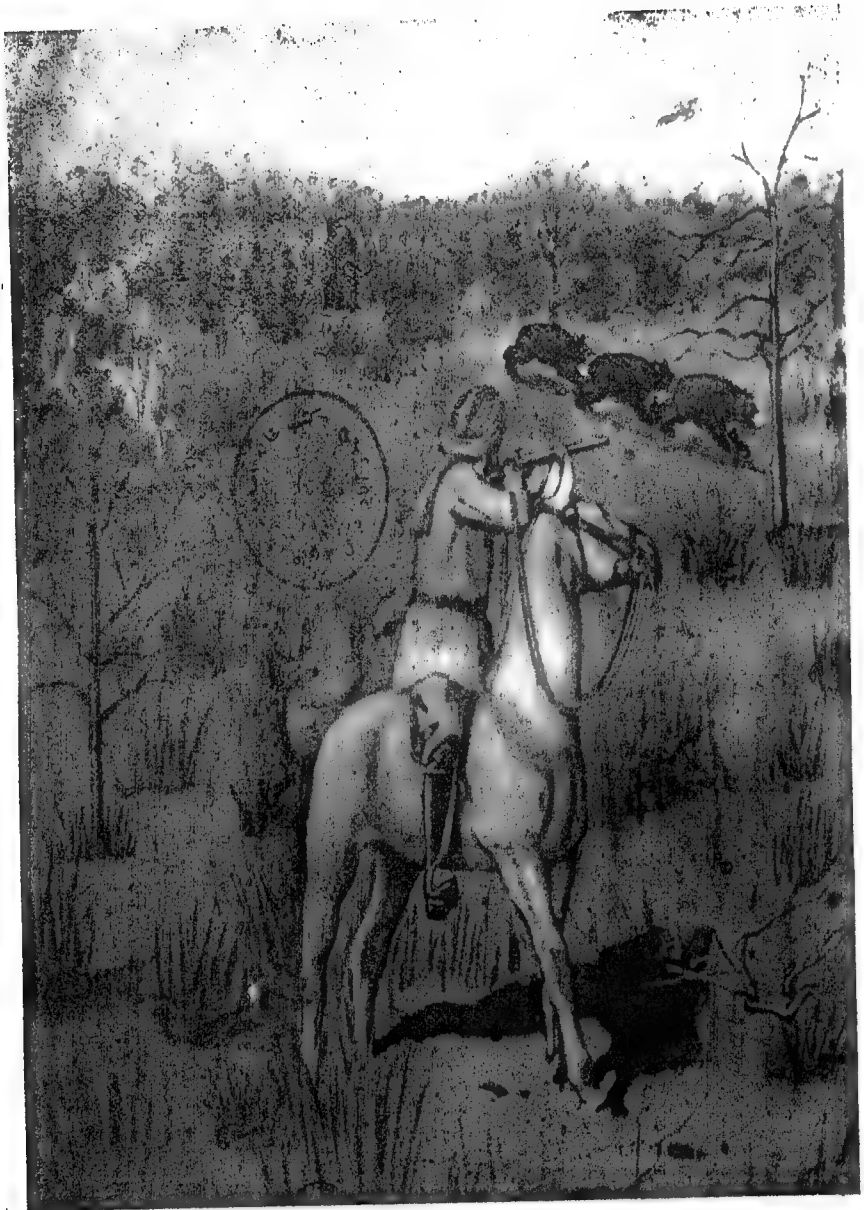
وہ پیچہ اوس جگہ گر پڑا تینوں پیچہ جنکا تعاقب کیا گیا تھا مار لئے گئے۔

اس قسم کے واقعات بار بار ہوا کرتے تھے۔ پیچہ کا شکار بندوق سے

اکثر لوگ پیادہ پا کیا کرتے تھے لیکن گھوڑا اوڑا کر پیچہ کے قریب پہونچنا اور

بندوق سے اوسکو مارنا اور بہالہ سے پیچہ کو شکار کرنا میرے والد ہی کی ایجاد

ہے۔



افسر الملک بہادر کے والد ماجد مرزا ولایت علی بیگ کا ریچھون کو شکار کرنا۔

ایامِ خدر میں میرے والد کا تیسرے رسالہ حیدر آباد
گٹنجنٹ کے ساتھ ہندوستان جانا اور ایک سال

سے زیادہ رہ کر خدماتِ لالیقہ کا انجام دینا

۱۸۹۳ء عیسوی مطابق ۱۲۹۷ھ ہجری میں جبکہ میری عمر گیارہ سال کی تھی۔
خبر ملزوں صاحب چھاوتی موہن آباد کے رجمنٹ کے انسپشن کے لئے آئے
ہوئے تھے میرے والد ماجد مع دوسرے افسرانِ فوج کے ان کی ملاقات
کو گئے اور مجھے ہی اپنے ہمراہ لے گئے اور وقت میرے والد کی کمز میں ایک
ترنگار عباسی تلوار تھی۔

خبر صاحب موصوف نے اثنائے گفتگو میں میرے والد سے پوچھا کہ یہ
تلوار آپ کو کہاں سے ملی انہوں نے فرمایا کہ ایامِ خدر میں خدماتِ لالیقہ مخصوصاً
جہانسی کی لڑائی میں جو کارہائے نمایاں مجھ سے وقوع میں آئے تھے ان کے
صلہ میں سر سپور و صاحب نے یہ تلوار بطریقِ یادگار مجھے عنایت فرمائی ہے خبر
صاحب نے میرے والد سے کہا کہ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو اس لڑائی کا کچھ حوالہ

بیان کیجئے جس کے صلہ میں آپ کو یہ تلوار ملی ہے۔
آپ نے جہانسی کی رانی اور حیدر آباد گٹنجنٹ کے رسالہ سے جو لڑائی ہوئی تھی

اور اوس کے بعد سر ہیوروز صاحب نے پچاس سواروں سے آپ کو دشمن کی
خبر لانے کو بھیجا تھا اور جہانسی کے چار سو سواروں نے اونہیں گہرے لیا تھا اور
آپ نے دشمن کے چند آدمیوں کو ہالہ سے مارا اور بجز ایک سوار کے جو اتفاق
سے ماہ کیا آپ اپنے کل ہمراہیوں کو سلامت نکال لائے تھے سب احوال
بالتفصیل جنرل صاحب موصوفے سے بیان کیا۔ میں یہ قصہ بیٹھا ہوا دل لگا کر
سنتا رہا۔

جنرل صاحب کی ملاقات کے مکان پر واپس آنے کے بعد میں نے اپنے
والد ماجد سے عرض کیا کہ اوس لڑائی کی کیفیت آپ پر بیان فرمائے آئیے
کہا کہ وقعدار علی شیر خان جو اس وقت میرے ارولی میں رہتے ہیں اوس لڑائی میں
میرے پاس حاضر تھے اون سے پوچھو وہ سب احوال اوس لڑائی اور نیز اودن
کل لڑائیوں کا مفصل بیان کروں گے۔ جنہیں ایام غدر کے پر آشوب زمانہ
میں ایک سال سے زیادہ میں شریک رہا ہوں۔

میں نے علی شیر خان سے اون لڑائیوں کی کیفیت پوچھی اونہوں نے
کل احوال مفصل طور سے بیان کیا۔ سب نے دل لگا کر اوتکو سنا ایک بار ہی
نہیں بلکہ ایک ایک لڑائی کی کیفیت دو دو تین تین بار میں اودن سے پوچھتا
اور اودن کی زبانی سنتا تھا۔ اوس وقت کے وہ کل واقعات مجھ کو اتنا
یاد ہیں۔

قتلہ و فساد کی طرف مائل ہوئیں۔ مگر افضل الدولہ بہادر نے نواب سالار جنگ اور سحر
 ڈیوڈ سن زریڈنٹ حیدر آباد کے مشورہ سے ایسا شایستہ انتظام کیا کہ اس قلمرو میں
 فوراً سکون ہو گیا اور ہر طرح کا امن قائم رہا۔ بیٹی مین اوسوقت لارڈ الفٹن گورنر
 تھے اونہوں نے اپنی فراست اور انجام بینی سے یہہ باور کر لیا تھا کہ وسط ہند میں
 یہی ضرور بغاوت پہیلے گی۔ اس لئے چاہا کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ اگر وہ اور یہی کے
 درمیان راستہ بند نہ ہونے پائے۔

اسی زمانہ میں میجر ڈیوڈ سن نے سرکار نظام کے مشورہ سے حیدر آباد کسٹنٹ
 کا ایک برگید بنایا۔ حسین حیدر آباد کے تین رسالہ اول سوم چہارم اور دو پلٹین سوم و
 پنجم اور تین تو پچانے تھے۔

اس برگید کی کمانڈ پر جنرل وڈیرن مامور کئے گئے اور انکو حکم دیا گیا کہ حیدر آباد
 کسٹنٹ کی مختلف چھاؤنیوں سے یہہ فوج روانہ ہو کر مقام اورنگ آباد میں جمع
 کی جائے اس حکم کی بنا پر میر سے والد کار سالہ ہی کپٹن جان آر صاحب کے زیر کمانڈ
 اورنگ آباد پہونچا۔ اس موقع پر کرنل وڈیرن بیمار ہو گئے اور برگید کی کمانڈ جنرل
 اسٹوارٹ صاحب کے تفویض ہوئی۔

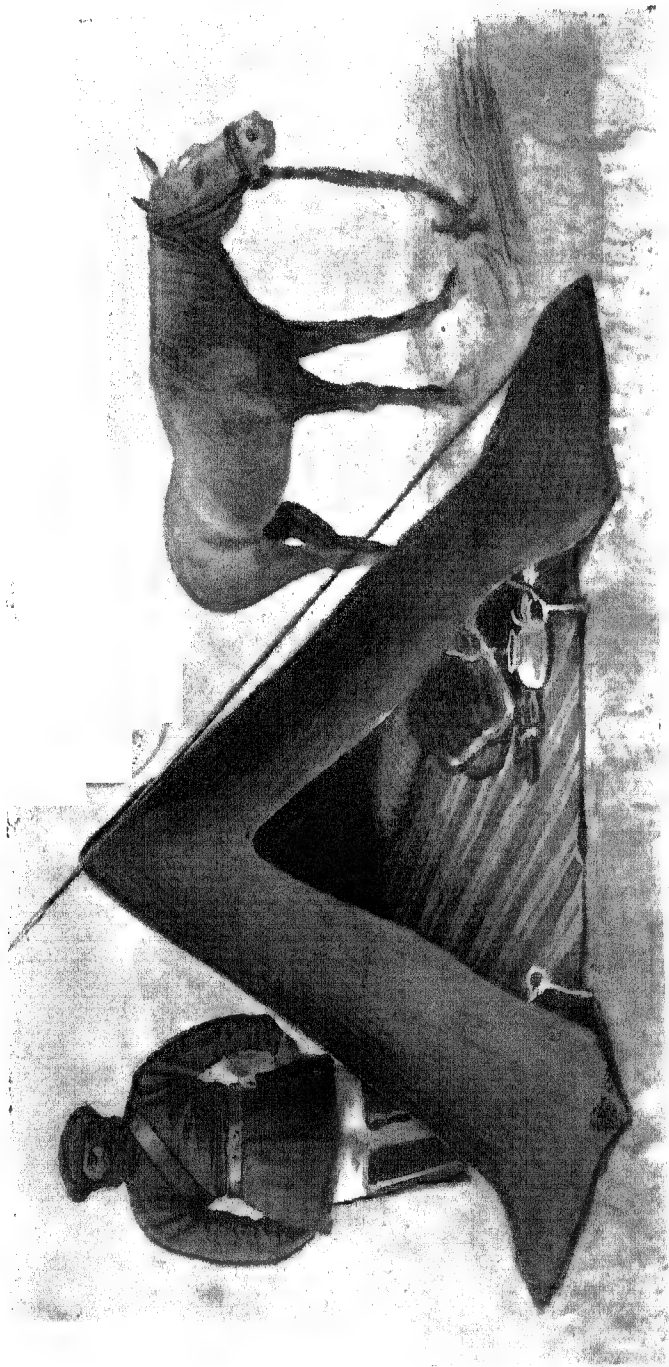
۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء عیسوی کو حیدر آباد کسٹنٹ کی برگید اورنگ آباد سے کوچ
 کر کے بیس روز میں مقام منو کو پہونچی۔ اس مقام پر انگریزی چودہویں پلٹن اور علاقہ
 بھی کی ویسی ایک پلٹن اور انگریزی ایک تو پچانہ اس فوج میں اور شامل ہو گیا پھر

اس تمام برگنڈ کا زیر کمان جرنل سٹوارٹ کے آسیر گڈہ کی جانب کوچ ہوا جو بران پور سے بارہ میل کے فاصلہ پر ممالک متوسط میں ایک بڑا مضبوط اور مشہور قلعہ ہے۔
 بارش کا موسم تھا مینیہ ہر روز برستا تھا۔ بعض اوقات ایک ایک ہفتہ علی الاطلاق بارش کی چٹری لگی رہتی تھی مگر اسپر بھی تمام فوج باران بان اوڑھے ہوئے شب روز منزل بمنزل چلی جاتی تھی۔

اگر بارش یاد ہو سکے وقت کیمپ میں اوترتے تو بارانی کوراؤٹی کے طور پر کھڑا کر لیتے تھے۔ سپاہی اور اس کے ہتیار اور گھوڑے کا کل سامان دھوپ اور پانی سے محفوظ رہتا تھا اگر پیدل سپاہی اوڑھ لیتا تو سر سے لیکر نخنون تک چھپ جاتا اور پانی سے اس کو کچھ ضرر نہ ہوتا تھا۔

بارانی کے سامنے دو بکسوں لگے رہتے تھے سوار ہوتے وقت اون بکسوں کا تسمہ کمربین باندھ لیا جاتا تھا۔ بارانی میں اگر کچھ نقص نہا تو یہی تھا کہ بارش کے وقت پانی سے ہیگ کے بہت وزنی ہو جاتی تھی اگر اس عیب سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو بارانی کی مذکورہ بالا جتنی خوبیاں تھیں وہ نہایت بکار آمد اور اہل فوج کے لئے زیادہ مفید تھیں میں خیال کرتا ہوں کہ اس بکار آمد بارانی کو کثیر المنافع ہونے سے غالباً اکثر لوگ اس زمانہ میں کم واقف ہوں گے کیونکہ اس زمانہ میں فوجی تہذیب اور اسکی ہر قسم کی شایستگی کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور پچھلے زمانہ کے سامان وغیرہ فوجی میں انواع و اقسام کے تغیرات اور تبدیلیاں

حیدرآباد و گنٹل کے سوار کا موسم بارش میں اپنی بارانی کو راوٹی یعنی خیرہ کے موافق استہمال کرنا....





ایام عذر ہندوستان میں حیدرآباد کنفیڈرٹ کے سوار کا مارچنگ آرڈر یونی فارم

ہو رہی ہیں عذر سے بعد آج تک انڈین آرمی کے ڈریس اور ہتھیاروں میں روز افزون اصلاح ہوتی جاتی ہے میری یاد میں اس وقت تک سپاہیوں کے ڈیروں اور باران کوٹ وغیرہ کی متعدد سکین بدل چکی ہیں اور مختلف قسموں کے باران کوٹ اور کلوک یکے بعد دیگرے بدلے گئے ہیں۔ جنوبی افریقہ اور چین کی جنگ کے بعد سے برٹش دارم کوٹ اور ہلکا میکنٹاش یعنی واٹر پروٹ سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے لیکن تجربہ کار قدیم سپاہیوں کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اس بے سرو سامانی کے زمانہ میں جبکہ نہ ٹرانسپورٹ کا انتظام تھا نہ خیمے تھے اور نہ سرکاری بار برداری کا بندوبست تھا تو یہ بارانی ایام عذر میں واٹر پروٹ اور راوٹی دونوں کا نہایت اطمینان بخش کام دینی تھی۔

غرض کہ دشمن کے مقابلہ کے واسطے دو سواروں میں ایک یا بوسے کے ساتھ حیدر آباد کٹنگھٹ کے رسالے بڑی بڑی منزلیں طے کرتے ہوئے جا رہے تھے میں نے اپنے والد سے اکثر سنا ہے کہ کمپ میں پہنچنے کے بعد دو تین گھنٹے تک کہی بار برداری کا انتظار کرنا نہ پڑتا تھا۔ اور کمپ میں پہنچے اور ہر جوڑی کلاسٹیں اور یا بوسے اگر کمپ میں داخل ہو گیا۔

آسیگرگڑہ پہنچنے کے قبل دریافت ہوا کہ دشمن کی فوج وہاں سے مند سوری طرف کوچ کر گئی ہے۔

کپٹن جان آرنے میرے والد ماجد کو چوبیس سوار دیکر دشمن کی خبر لاسنے کے

واسطے مندسور کی طرف بھیجا آپ فوراً اوس طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں دیکھتے کیا ہیں کہ دھار کے مقام پر دشمن کی فوج جمع ہو رہی ہے آپ نے اوس کے حالات کا محض یہ یافتہ کہ:۔ اور ایک سو بارہ میل مسافت میں روز کی آمدورست میں ملے کر کے اپنے گیمسپ میں واپس آ گئے دشمن کی فوج توپوں کی تعداد سولہ اور بیٹن کی تفصیل ہستہ اور زمین کی ہمواری اور ناہمواری کی حالت کے جنرل صاحب کو تفتی بخش اطلاع دی۔

جنرل اسٹوارٹ صاحب جو اپنی ہمراہی فوج لیکرایام بارش میں آباد کی طرف چلے گئے تھے بارش کے بعد سرکش زمینداروں کی سرکوبی کرتے ہوئے دھار کے قریب کپٹن جان آر کے شکر سے آئے۔

اوس کے پہونچتے ہی جنگی کارروائی کا طرز جو پہلے اختیار کیا گیا تھا فوراً تبدیل کرویا گیا اور دھار کے راستہ سے مندسور کی طرف جو اندوڑے امانا نہیں میل کے فاصلہ پر مغربی جانب واقع ہے کوچ کر دیا۔

سٹرل انڈیا میں دھار بھی ایک ہندو راجہ کی ریاست تھی راجہ اوس وقت کم سن لڑکا تیرہ سالہ تھا مگر اوسکی مان اور ماموں نے بغاوت پر کمر باندھ ہی تھا اور جنگ پر آمادہ تھے۔

اکتوبر ۱۸۵۷ء میں کوانگریزی فوج دھار کے قریب پانچ میل کے فاصلہ پر دھار کے خیمہ زن ہوئی۔

شام کے وقت افسران فوج نے باہم مشورہ کر کے لڑائی کا طرز کار رروائی قرار دیا اور صبح کو اوسکے مطابق صف آرائی کی گئی۔

دشمن کی فوج نے شہر دھار کے جنوبی سمت فراہم ہونا شروع کیا اور صبح کے آٹھ بجے تک اپنی چار برنجی توپیں ایک بلند ٹیکری پر چڑھا دیں اور سرکار انگریزی کی فوج پر فیر کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اونکی پلٹین بھی آگے بڑھیں اور رسالہ ہی دست راست کی طرف سے گھوم کر انگریزی فوج کے عقب میں آیا اور حملہ کاروں کی جھڑپ اسٹوارٹ صاحب نے دشمن کی کارروائی کے آغاز ہی میں حیدر آباد کونٹینٹ کے توپخانہ کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر ایک بلند جگہ پر اپنا پوزیشن لے۔ اور اوسکے توپخانہ پر فیر کرنا شروع کر دے اور اپنی پلٹین کو غنیم کی پلٹین کی طرف بڑھایا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ کپٹن جان آر کو حکم دیا کہ تیسرے رسالہ کا ایک اسکوڈن لیکر توپوں پر حملہ کریں اور باقی دو اسکوڈرن غنیم کے رسالہ کے مقابلہ کو جائیں۔ میرے والد ماجد اوسوقت اس اسکوڈرن میں تھے جسکو توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا گیا تھا وہ اپنی اسکوڈرن کو لیکر مخالف کے توپخانہ پر چلے اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ آپس میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ رکھ کر حملہ کریں اور جس قدر نزدیک ہوتے جائیں اوس قدر باہم ملتے جائیں۔ سپاہیوں نے اپنے اپنے حکم کی تعمیل کی اور سپاہ توپخانہ پر حملہ کیا۔

چونکہ انگریزی توپخانہ کی توپیں غنیم کے توپخانہ پر برابر فیر کر رہی تھیں گونوں کی

زور سے غنیم کی دو توپیں بالکل بیکار ہو گئیں اور باقی توپوں نے چند فیر کئے تھے کہ
حیدر آباد کونٹھنٹ کے دلاوروں نے طرفۃ العین میں دشمن کی توپوں کا محاصرہ کر لیا
اسی اشتہار میں غنیم کی پلٹن کو بھی وسط میں نہایت مہولی اور مہربان انگریزی توپخانہ کو
خالف کے توپخانہ کے مقابلہ سے فرصت ملی تو اس نے اپنی توجہ غنیم کے رسالہ
پر کی۔ دشمن کا رسالہ انگریزی توپخانہ اور رسالہ کی تاب مقاومت نہ لاکر بھاگتا اور تمام
باغی قلعہ دار میں جا چھے۔

۲۵ اکتوبر ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ربیع الاول ۱۲۷۷ھ ہجری کو قلعہ کا محاصرہ شروع
ہوا چہرہ دن کے بعد محصورین قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور انگریزوں نے اونکا
نواقب کیا۔

میر سے والد ماجد اور کپٹن جان آر اور کپٹن ڈوکر نے اس لڑائی میں بہاؤنگ
بڑا کام کیا مخالف کے متعدد سپاہیوں کو بہالہ سے مارا اور یہ ثابت کر دیا کہ بہالہ رسالہ
کی لڑائی میں نہایت بکار آمد ہے۔

رسالہ اور پلٹن دونوں کے دو طرفہ حملوں سے دشمن کی سپاہ کو بہت
نقصان پہونچا دشمن کے پندرہ سپاہی مقتول اور کثرت سے مجروح ہوئے۔ اور
حیدر آباد کونٹھنٹ کے صرف دو سپاہی مارے گئے اور چہرہ سپاہی زخمی ہوئے انگریزی
فوج شام تک دشمن کے نواقب میں مصروف رہی اور سر شام اپنے کیمپ کو
واپس آئی۔

جھوٹا یہ فوج باغیوں کے سرکوبی کو روانہ ہوئی تھی اور سوقت گرم موسم تھا سردی کا نام نہ تھا۔ چونکہ دشمن کو فرصت نہ دینے کی غرض سے عجلت درکار تھی اسوجہ سے فوج نے سرمائی لباس کا کچھ انتظام نہ کیا تھا۔ راستہ میں بارش شروع ہوئی اور وہاں پہونچتے پہونچتے ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سردی کا موسم آگیا فوج کو سردی سے نہایت تکلیف اڑھانی پڑی۔ لیکن رسالہ کنٹنٹ کی سپاہ اکثر دن کی مہات میں ہر کچھ ایسی گرم و سرد آزمودہ ہو گئی تھی کہ سردی و گرمی و بارش کی کچھ پروا نہ کرتی۔ شب روز اپنی سرکار کی خدمت گزاری میں بدل و جان مصروف رہتی اور بڑی جانفشانی اور خیر خواہی سے اپنے فرائض کو ادا کرتی تھی۔

جب باغیوں کو دھار میں شکست فاش پہونچی تو وہ مند سور میں پناہ گزین ہونے کی غرض سے چار توپیں لیکر فرار ہو گئے اور مہدی پور کی چھاؤنی پر حملہ کر کے کچھ توپیں اور میگزین وہاں سے لیکر چلتے ہوئے۔

اس موقع پر جنرل اسٹوارٹ نے کپٹن جان آڈ کو حکم دیا کہ اس راستہ سے جو نہایت نزدیک ہے مند سور کی طرف کوچ کریں اور بحلیہ تمام غنیمت سے آگے پہونچ کر راستہ میں حائل ہو جائیں۔ اور مند سور کی طرف پشت کر کے اونے مقابل ہوں۔

کپٹن موصوف نے میرے والد کے ٹروپ کو اپنے ساتھ لیکر ثواب رومی سے اور سوقت کام لیا۔ اور بحلیہ تمام آگے پہونچ کر رسول گاؤں کے پاس باغیوں کا

راستہ روک لیا۔ اس موقع پر کپٹن جان آر کے ساتھ فقط ساڑھے چار سو آدمی اور دو توپیں تھیں۔ وہاں اور مند سہر کے وسط میں شام تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

میرے چچا ذوالفقار علی بیگ صاحب رسالہ دایہ جیو ہی اس جنگ میں موجود تھے وہ اور میرے والد اس لڑائی میں بڑی دلیری سے آگے بڑھ کر دشمنوں پر حملہ کر رہے تھے جبکہ میجر برٹن نے تارخ حیدر آباد کنٹنجنٹ میں ذکر کیا ہے آخر کار باغی بہاگ گئے آہٹ توپیں اور اپنا کل سامان چھوڑ گئے جو فتح کرنے والوں کے ہاتھ لگا باغیوں میں سے ایک کو پھرترا آدمی مقتول اور مجروح اور ستر آدمی مقید ہوئے۔

نومبر ۱۸۵۷ء عیسوی کو اس مقام سے برٹش فوج مند سہر کو گئی جہاں پندرہ ہزار سے زیادہ باغی جمع تھے۔

۲۵ نومبر کو سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج نے مند سہر کو باغیوں سے خالی کر لیا اسکے بعد حیدر آباد کنٹنجنٹ کی فوج میجر آر صاحب کی ماتحتی میں میرے والد کے ہمراہی میں تین مہینے تک اسی علاقہ میں قیام کر کے امن امان قائم کرتی رہی۔ اور تار برہی کا جو سلسلہ جہاں شوب زمانہ میں ٹوٹ گیا تھا۔ از سر نو اسکے درست اور قائم کرنے میں اہتمام کیا گیا۔

پھر ۲۶ فروری ۱۸۵۷ء عیسوی کو سہر پور و جوسٹیل انڈیا فیلڈ میں

کی کمان کرتے تھے اپنی فوج لیکر جہانسی کی طرف متوجہ ہوئے اور میجر آر صاحب کو حکم پہنچا کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ ادس راستہ میں پہنچ جائیں جو ہمارے راستے کے مقابل ہے۔ میجر آر حیدر آباد کٹنجنٹ کو ہمراہ لیکر جنرل اسٹوارٹ صاحب کے ہمراہ ادس طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں چند روز تک جنگ میں مصروف رہے اور آخر میں کامیاب ہو کر اونہون نے سترہ پارچ کو چند بری پر قبضہ کر لیا جب یہ خبر سر ہیوروز صاحب کو پہنچی تو اونہون نے میجر آر صاحب کے پاس حکم پہنچا کہ آپ اپنی فوج لے جا کر جہانسی کا محاصرہ کریں اور خود کوچ کر کے جہانسی سے چودہ میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ اس حکم کے پہنچتے ہی میجر آر جہانسی کو روانہ ہو گئے۔

سر ہیوروز صاحب نے میجر آر کو لکھا کہ ایک ہتھیار لائق بہادر افسران کے اردلی افسر ہی کے لئے حیدر آباد کٹنجنٹ سے مقرر کریں چنانچہ میجر آر نے میرے والد کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا۔ میرے والد مقام جہانسی پر سر ہیوروز صاحب کے اسٹاف میں خیر پاک ہوئے سر ہیوروز صاحب نے میرے والد کو دشمن کی خبر لانے اور ملک کے حالات دریافت کرنے پر مقرر کیا۔ غرض کہ میرے والد نے اس خدمت کو بڑی جفاکشی اور ہتھیاری سے بجالائے اور ایک عرصت تک سر ہیوروز کے اردلی میں افسر رہے۔

پھر والد بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ چودہ گھنٹے تک برابر پارچ کر کے

جہانسی کے قریب پہنچنے پہنچنے وہاں پہنچنے کے بعد جنرل اسٹوارٹ صاحب نے میجر آر صاحب کو حکم دیا کہ آپ اپنی رجمنٹ سے ایک سکڑی سپاہیوں کی ہیکر دشمن کا احوال دریافت کریں۔ میجر آرنے میرے والد کو اس کام پر مقرر کیا اور آپ بچاس جوانوں کے ساتھ فوراً قلعہ جہانسی کی طرف روانہ ہوئے اثنائے بین پہلواری ندی کو عبور کر کے قلعہ جہانسی کے قریب جا پہنچے پہلے آپ نے اپنے سپاہیوں کو ایک محفوظ مقام میں چھپا دیا پھر خود آپ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دوہین سے چاروں طرف دیکھنے لگے اوسوقت یہ دیکھا گیا کہ قلعہ جہانسی کے شرقی دروازہ سے جوق جوق سوار اور پیادے نکل رہے ہیں اور ویرہ میل کے فاصلہ پر ایک بڑے وسیع میدان میں جمع ہو رہے ہیں اور اوسکے ہر ایک جوق کے ساتھ دو دو تین تین جہنڈیاں ہیں۔ ہر جہنڈی نظر دوڑائی مگر نہیں تو پچانہ کا پتہ معلوم نہوا جب چاروں طرف غور سے دیکھا تو ندی کے کنارہ ایک ٹیکری نظر آئی جس سے یہ شبہ ہوا شاید کچھ سپاہی بیان پوشیدہ ہوں اور یہ بھی خیال ہوا شاید یہیں تو پچانہ ہی ہو یہ معاینہ فرما کے میرے والد فوراً وہاں سے اوس ٹیکری کے طرف عازم ہوئے۔ جب پہنچ کر دیکھا تو بائیں چہرہ سپاہی اور اوسکے ساتھ بارہ توہین وہاں موجود تھیں مخالفین انہیں دیکھتے ہی اونپر حملہ آور ہوئے اور بندوقین چلانا شروع کیں اگرچہ فاصلہ بہت کم تھا لیکن میرے والد کے ہمراہیوں میں سے کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچا جب یہ سب احوال معلوم ہو گیا تو

آپ وہاں سے پلٹے اور آپ کے ساتھ کل سواروں نے اپنے گھوڑوں کی بائیں
اڈھاوین اور اپنے لشکر میں پہونچ کر جنرل اسٹوارٹ صاحب کے تمام واقعات بیان
کر دے جنرل صاحب آپ کی اس مستعدی سے نہایت خوش ہوئے اور اختتام جنگ
کے بعد اس کا رگزار ہی کا احوال خاص طور پر پرمہنور وزیر صاحب کے بیان کر کے
اپنی خوشنودی ظاہر کی۔

جب جنرل اسٹوارٹ صاحب کو دشمن کے حالات کے کافی طور پر اطلاع
ہو گئی تو انہوں نے اپنی فوج کو اگے بڑھنے کے لئے حکم دیا۔ ۲۰ مارچ کو دوسرے
برگیڈ اور حیدر آباد کینٹنمنٹ کے سواروں اور توپخانہ نے جہانسی کا محاصرہ شروع کر دیا
اس موقع پر پرمہنور وزیر خود بھی آکر جہانسی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔
جہانسی صوبجات متحدہ کی ایک کمشنری ہے شہر جہانسی اگرہ سے ایک سو
بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہانسی میں ایک رانی جو بڑی توہین اور
مدبرہ تھی۔

۱۸۵۳ء عیسوی میں جب اوسکا شہر گر گیا تو سرکار انگریزی نے اوسکی ریاست کو
ضبط کر لیا اور ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ رانی کے اوقات بسر کے لئے پنشن کر دی
جس سے وہ ناخوش تھی۔ جب افواج میرٹھ کی بغاوت کی خبریں پہان پہونچیں تو
سرکار انگریزی نے خیر خواہ سمجھ کر اسے اپنی حفاظت کے لئے فوج پہرتی کرنے
کی اجازت دیدی۔ شہر کے قریب جو زمین جہانسی کا قلعہ تھا اوس میں انگریزی فوج

کی چھاؤنی تھی۔ جب وہاں کی فوج نے بغاوت کی تو اس رانی نے اس باغی فوج کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسکے پاس شہر اور قلعہ میں دس ہزار سندی اور ولایتی اور پندرہ سو باغی سپاہیوں کی تعداد ہو گئی تھی۔

اپریل ۱۸۵۷ء عیسوی میں جب جہانسی کا کامل محاصرہ ہو گیا تو سر ہیوروز نے اپنی فوج کو دو حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے حصہ میں حیدر آباد کٹنجنٹ شامل تھی سترہ روز تک محاصرہ رہا۔ انگریزی تو پچانہ رات دن گولہ اندازی میں سرگرم تھا۔ رانی بھی قلعہ کے اندر سے خوب جواب دیتی تھی۔ اوسکا تو پچانہ بھی کسی وقت بند نہ ہوتا تھا محاصرین نے ان دنوں میں کبھی کبھار بے بد گے گھوڑوں کی نگاہیں بجز کھانے پینے کے اوقات کے اور کسی وقت نہ اترتی تھیں۔ محصورین بھی بڑی محنت اور جانفشانی کرتے تھے۔ عورتیں بچے تک دیواروں کی مرست میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔

رانی ہدات خود ہمیشہ فوج میں آتی اور اپنی محبت آمیز باتوں سے انکی دل افزائی کر کے ہمت اور جرات بڑھاتی اور ان کے دلوں میں لڑائی کا جوش پیدا کرتی تھی۔ یہاں یہ واقعات تھے کہ ۳۱ اپریل کی شام کو یکایک یہ خبر آئی کہ ایک فوج قلعہ کی جنوبی طرف سے اہل قلعہ کی کمک کو آرہی ہے یہ سپاہ تانٹیا ٹوپیا کی تھی۔

جب تانٹیا ٹوپیا کانپور سے نکلا تو وہ گنگا پارا دھرا۔ اور زانا کے نتیجے

راؤ صاحب کے حکم سے نو سو سپاہی اور چار توپین ہمراہ لیکر چرکھاری پہونچا اور گیارہویں دن اسے فتح کر لیا وہاں تین لاکھ روپیہ اور چوبیس توپین اس کے ہاتھ آئیں جب جہانسی کی رانی محصور ہو گئی اور اس نے تانتیا راؤ کے فتح کی خبر سنی تو تانتیا ٹوپیا سے لاکھ کی استدعا کی۔ اس وقت اس کے ہمراہیوں میں پانچ چہرہ جٹیں گوالیار کنٹھنٹ کی اور نیز دوسرے راجاؤں کی سرکش فوجیں شامل ہو گئی تھیں جن کی مجموعی تعداد بائیس ہزار تھی اور ہائیس توپین ان کے ساتھ تھیں جس وقت وہ اس فوج کو اپنے ہمراہ لیکر جہانسی کے سامنے آیا اس وقت انگریزی فوج کی حالت نہایت معرض خطر میں تھی اس لئے کہ اس کے ایک غیر مفتوح قلعہ تھا جس میں گیارہ ہزار پر جوش لڑنے والے سپاہی موجود تھے۔ اور دوسری طرف سے بائیس ہزار سپاہ سے یہ ایک نامور سردار بڑھتا چلا آ رہا تھا کہ اسکو برٹش گورنمنٹ سے سخت عداوت تھی اگر حسن تدبیر سے کام نہ لیا جاتا اور فوج کا ایک قدم بھی ہرج و مرج اوڑھتا تو ہلاکت اور تباہی میں کچھ شک نہ تھا۔ سر ہورور نے قلعہ کے محاصرہ کو بحال رکھا۔ اور تھوڑی تھوڑی سپاہ دونوں برگیڈوں سے منتخب کی۔

پہلے برگیڈ کے حصہ کو تو جنرل اسٹوارٹ کے زیر کمانڈ دیا اور دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود لیا۔ جنرل اسٹوارٹ صاحب کے حصہ میں حیدر آباد کنٹھنٹ کے سوار تھے جن میں میرے والد بھی شریک تھے۔

سپاہی احتیاطاً راست کو یونی فارم پہنے ہوئے ہوئے

پہلی اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو چار بجے راستے کے تانٹیا ٹوپیا نے انگریزی فوج پر حملہ کر کے سید ہاشم کی طرف جہان رانی کی فوج تہی جانے کے لئے قصد کیا۔ اس وقت اس کے فوج کی دو لہین تھیں ایک لائن تو یہی تھی جو انگریزی فوج کے سامنے تھی اور دوسری لائن اس کے پیچھے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ تانٹیا تو دوسری لائن کے قریب ایک پہاڑی پر کھڑا تھا۔ آدھے گھنٹے کے بعد سرکاری فوج کو اس کے پیش قدمی کی اطلاع ہوئی۔ سر ہوروز نے بھی اپنی فوج کو آگے بڑھنے کے لئے حکم دیا۔ سالہ سو گز بھی نہ بڑھا ہو گا کہ غنیم کے تو پخانہ نے کین گاہ سے توپیں چلانا شروع کیں اور اس کی پلٹیں بھی باڑہ مارنے لگیں۔ لیکن اس وجہ سے کہ غنیم کی شست برابر نہ تھی تو یوں کے گولے نشانہ پر نہ لگتے اور سرون کے اوپر اوپر ہو کے چلے جاتے تھے تاہم دشمن کی فوج کی کثرت سے جو دونوں بازوؤں کو گھیرے ہوئے بڑھتی چلی آرہی تھی انگریزی فوج کے محصور ہو جانے کا بڑا اندیشہ تھا۔

اس موقع پر ناظرین یہ سن کر نہایت تعجب کریں گے کہ جو انگریزی فوج اس وقت حملہ آوروں کے روکنے کے لئے گئی تھی اس کی کل تعداد پندرہ سو تھی دشمن کے مقابلہ میں اتنی قلیل تعداد فوج کا کیا شمار ہو سکتا ہے انگریزی سپاہ کو اگر کچھ تفوق تھا تو اچھے ہتھیاروں اور فوجی تعلیم سے تھا اگر اس موقع پر دشمن کی دشجاعت سے کام نہ لیا جاتا تو ناکامیابی کا پورا سامنا تھا۔ سر ہوروز نے فوراً اپنی فوجی حالت کو

سمجھ گئے انہوں نے فوراً جنرل اسٹوارٹ صاحب کو اشارہ کیا کہ تو پنجانہ کوندی کے قریب جانے کے واسطے حکم دیا جائے تاکہ گولنڈاز اپاک بلند مقام پر تو پنجانہ کو قائم کر کے گولنڈازی شروع کریں۔

اودھر ہرٹشس اور نیو القنٹری کو بھی حکم کیا کہ اپنے آپ کوندی تک اسطرح پہنچائیں کہ حتی الامکان دشمن کو معلوم نہ ہونے پائے اور پھرندی کی آڑ میں شبنم پر فیر کرنا شروع کریں۔

اسطرح رسالہ کو بھی بائیں طرف سے دشمن کی لین پر روانہ کیا کہ اوس کے سواروں پر حملہ آور ہوا گرچہ اوس وقت مخالفت نے بھی اپنی فوج کو اچھے موقع سے بڑبا یا تھا لیکن ہرٹشس آرمی کے حسن تدبیر سے فوج غنیم کے پاؤں مقابلہ میں جم نہ سکے اور اون کی جماعت پر آگندہ ہونے لگی اس حملہ میں رسالہ کو آگے بڑھتے وقت معلوم ہوا کہ غنیم کی فوج جو لڑ رہی تھی اوسکی لکاکے لئے اور دوسری لائن بھی موجود رہے جو تقریباً ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پرندی کی آڑ میں چھپی ہوئی ہے۔ بعد کو یہ بھی آگاہی ہوئی کہ اوسکا افسر خود تانتیا ہے ہرٹشس کی بوری بگبڈ میں اوس وقت چودھویں ڈریگون اور حیدر آباد کنتھنٹل کے رسالے شامل تھے انہوں نے دشمن کے بازو سے بڑبڑا کر حملہ کیا۔ حیدر آباد کنتھنٹل کے سپاہی دشمن کی منٹ لین میں مل گئے دست بدست تلوار اور پہالہ سے خوب لڑائی ہوئی۔ دشمن کی فوج کی کثرت سے اپنے اور بیگانہ کی تمیز نہ رہی۔

اوسوقت میرے والد ماجد اور کپٹن ڈوکر اور کپٹن جان آئر اور کپٹن راسٹ اور
میرے چچا سکندر علی بیگ رسائیدار اور دیگر افسران فوج کے ہاتھوں میں بہا
تھے۔ یہ وہاں افسر اوسے طرح جرح و شکار کے وقت بہا لے کر اپنے اپنے
دشمن کے سواروں پر بہا لے چلاتے تھے آخر کو دشمن کی پہلی لائن کے سپاہی
انگریزی فوج کے حملوں کی تاب نہ لا کر نہایت بے ترتیبی سے جدھر سے آئے تھے
اوسطرف کو بے تحاشا بہا گئے اور بہا گئے وقت اپنی کئی توپیں چھوڑ گئے۔

پھر ڈریگون نے انکا تعاقب کیا جس سے وہ اور بھی پریشان ہو گئے اور
انہوں نے اپنی دوسری لائن پر گر کر اوس میں بھی پراگندگی ڈال دی اس موقع
پر جنرل اسٹوارٹ نے بھی حیدر آباد کنٹیننٹ کے ساتھ فوراً برٹش ڈریگون
میں شامل ہو کر بڑی سرگرمی سے دشمن کا تعاقب کیا برٹش کیولری اور
حیدر آباد کنٹیننٹ نے دشمن کی فوج پر سخت حملے کئے وہ ایسی بدحواس
ہو کر بہا لے کر جو توپیں اون کے پاس رکھی تھیں اون کو بجا بجا چھوڑتی گئی
اور میدان جنگ میں اون کے بہت سے مقتول و مجروح ہرٹے رہ گئے
اون کی کل توپیں اور تمام سامان جنگ برٹش فوج کے ہاتھ آیا۔

تانتیا ٹوپیا نے جو فوج کی ایسی شکست اور ہزیمت دیکھی نہایت
شکستہ دل اور مایوس ہوا۔ لیکن ایسی ناامیدی اور شکست کی حالت
بن عین ہزیمت کے وقت اس آزمودہ کار افسر نے اپنے فوج کے

بچاؤ کی ایک نہایت عمدہ تدبیر سوچی۔ یعنی پہلی لائن کے پیچھے جو خشک جنگل تھا اوس نے اوس میں آگ لگا دی اور اوس کے دھوین کی آڑ اور توپوں کی حمایت میں اپنی پیدل اور سوار فوج کو بیتواندی کے پار اوتار کر کالپی کی سڑک پر چلا گیا۔ میرے والد کا خیال تھا کہ اگر تانٹیا ٹوپیا یہ تدبیر نہ کرتا تو اوسکی تمام فوج بڑشش رسالوں کے ہاتھ ماری جاتی اور کوئی شخص جانبر نہ ہوتا۔

ہر چند کہ تانٹیا نے جنگل کو آگ لگا دی تھی اور آگ کے شعلے ہر طرف بلند ہو رہے تھے لیکن اسپر ہی جبر آباد کنٹینٹ کے دلاور سپاہیوں نے دشمن کا تعاقب نہ چھوڑا۔ اور جلتے ہوئے جنگل میں دشمن کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور توپیں وغیرہ سامان دشمن سے چھین لیا۔

دشمن کی ہزیمت کے بعد جنرل صاحب نے فوج کے جماؤ کا قزم جٹا کے لئے حکم دیا اور دشمن کی فوج کے مقتولوں کا شمار کیا گیا۔ ۱۵۰۰ ایک ہزار پانچ سو لاشیں میدان جنگ میں پائی گئیں اور اٹھارہ توپیں سر کٹا مگریری کے ہاتھ آئیں اور متعدد ہاتھی اور اونٹ بھی پکڑے ہوئے آئے۔

اس معرکہ میں انگریزی فوج کے کل شہداء آدمی مقتول اور جو بیسیس سپاہی مجروح ہوئے ان میں ایک مرزا سکندر علی بیگ سردار میری چچا بھی تھے۔

جنہوں نے زخون کے صدمہ سے ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔

دوسرے روز سرسپور ورنے اس لڑائی کے شعلے ایک جنرل آرڈر شالیج کیا اوسمین کپٹن آر اور کپٹن ڈوکر اور سالدار میجر اجنرل خان اور رسالدار علاء الدین خان ناغہ اور میرے والد عزیز اولایت علی بیگ اور میرے چچا مرزا ذوالفقار علی بیگ کی جہازت اور بہادری کی بہت کچھ تعریف لکھی اور میرے والد کو آرڈر آف میرٹ ملنے کے لئے سرکاری انگریزی سے سفارش کی۔ آرڈر آف میرٹ نیٹو آرمی میں ایک بڑا لالہ اور قابل وقت تمغہ تصور کیا جاتا ہے اس معرکہ جنگ میں میرے چچا کے مارے جانے کا جنرل صاحب نے نہایت افسوس ظاہر کیا اور اوسکے متعلقین کی پرورش اور دل افزائی کے واسطے معقول پنشن کی سکھار انگریزی سے سفارش کی۔

اپریل ۱۸۵۹ء عیسوی کو لوہاری چندیری کالپی کی طرف سے جاسوس افول شین کے اجتماع کی خبر پنا لائے جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اسی ہفتہ میں میجر آر صاحب کو حکم دیا کہ اپنے رسالہ کو تہواندی کے کنارہ لیجا کر ایسا بندوبست کریں کہ بان پور اور شاہ گڈہ کے راجاؤں اور دوسرے کرکٹون میں سے جو لوگ تہواندی کے ادس پار سے جنوب کی طرف آنا چاہیں۔ اذکورہ رک دیں۔

میجر آر صاحب حیدرآباد کٹنجنٹ کو ہمراہ لیکر تہوانا پار اوڑھے اور بان پور اور شاہ گڈہ کے راجاؤں کی جمیٹ کو ادنہوں نے براگندہ کر دیا ادھر سرسپور ورنے

جہانسی میں ادنیس روز قیام کیا تاکہ فوج آرام لے لے اور اس مدت میں دشمن پر حملہ کرنے کے لئے سامان بھی فراہم ہو جائے۔

پھر ۵ مہر اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو وہاں سے روانہ ہوئے کالپی میں باغبیوں کا سلخ خانہ تھا اور تانتیا کے بیٹے راول صاحب کا صدر مقام یہاں تو یوں کا سامان اور جنگ کا اسباب بکثرت جمع تھا۔ راول صاحب نے تانتیا ٹوپیا گوگوالیا کنٹھنٹ اور دو باغی پٹنوں کے ساتھ انگریزی فوج کے مقابلہ کو روانہ کیا۔

تانتیا اس فوج کو لیکر مقام کوچ میں داخل ہوا جہاں جہانسی کی سڑک پر کالپی سے بایس میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور نہایت استحکام کے ساتھ برٹش فوج کے انتظار میں اس نے قیام کیا۔

اور ہرچیز آر صاحب جب اپنے مقاصد سے کامیاب ہو گئے اور اون کو یہ علم ہوا کہ سر ہیروز صاحب کو پنج کی طرف آنے والے ہیں تو انہوں نے ۲ اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو غنیم کی خبر لانے کی غرض سے میرے والد کو پکاس چیدہ سواروں کے ساتھ اور سطرف روانہ کیا اور غور استہ میں سر ہیروز صاحب کی سپاہ کو مل گئے۔

میرے والد اپنے سپاہیوں کو لیکر بجلت تمام پچیس میل کی مسافت قطع کر کے سر شام قصبہ لوہاری کے حریب پہنچے جو مقام کوچ سے آٹھ میل پر ہے چونکہ تمام دن چلنے سے گہوڑے اور سپاہی ماندہ اور بیت ہو گئے تھے ایک گاؤں

کے پاس اپنے قیام کیا تاکہ سپاہی آرام لے لیں اور گھوڑے دانہ گھانس کہا لیں
تمام شب گھوڑے و تیریزین کسے رکھے اور کچھ فاصلہ سے دو چار جوان اطراف میں
حفاظت کے لئے کھڑے کر دئے۔

جب دس گیارہ بجے شب کے چاند غروب ہو گیا اور وقت آپ نے دو
سپاہیوں کو حکم دیا کہ گاؤں والوں کا لباس پہن کر گاؤں میں جائیں۔ اور بستی والوں
سے وہاں کا احوال دریافت کریں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے اور ایک
دکان سے کچھ خریدنے کا ارادہ کیا تو دکاندار نے اون سے پوچھا کہ تم کون
لوگ ہو کہاں سے آئے ہو سپاہیوں نے جواب دیا کہ ہم جہاںسہی کی رانی
کے سپاہی ہیں ہماری فوج انگریزوں سے لڑ کر بھاگ گئی۔ ہم اب رانی کے
پاس جا رہے ہیں۔

دکاندار نے بہت آہستگی سے کہا کہ تمہاری فوج کے چار سو سپاہی یہاں رہو
ہیں اور انگریزی رسالہ جو آج شام کو یہاں آیا ہے اس کے محاصرہ کرنیکی فکر کر رہے
ہیں تاکہ صبح ہوتے ہوتے اون سب کو قتل کر ڈالیں۔ یہ سن کر اون دونوں سپاہیوں
کے ہوش اڑ گئے۔ لیکن انہوں نے بڑی خود داری سے کام لیا اور استقلال
مزاج کے ساتھ اس دکاندار کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ ہم ابھی جا کر اپنے
ساتھیوں سے مل جاتے ہیں۔ دکاندار نے کہا کہ اون میں کے بیٹے پچیس
آدمی میرے دکان کے عقب میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں تم ٹھہرو میں ابھی اوتھیں

مسیکو تمہارے پاس بلا کر لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اوپر کو چل دیا۔ اوسکا پیٹھ پہیرا تھا کہ ان دونوں نے وہاں سے قدم اٹھائے اور جلد پہونچ کر میرے والد ماجد سے کل احوال بیان کیا کہ دشمن کے چار سو سپاہی یہاں موجود ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ ہمارے قتل کر دیں۔

چاند غروب ہو چکا تھا چاروں طرف رات کی تاریکی تھی نہ کوئی دیکھ رہا اور نہ رہتے معلوم تھا اوسوقت کہیں جاہی نہ سکتے تھے میرے والد نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بار برداری کے یا بو وغیرہ سب ایک جگہ جمع کر لئے جائیں اور گاؤں کی گاڑیاں وغیرہ جو کچھ فراہم ہو سکیں وہ ترتیب سے رکھ کر ایک محفوظ جگہ بطور حریہ کے بنالیں اور سپاہی لوگ اوسکے اطراف میں مسلح تیار رہیں مگر شب کو دشمن حملہ کرے تو اوسکے آگے سے بخوبی اپنی حفاظت کر سکیں اور یہ ارادہ کر لیا کہ صبح کی روشنی ہوتے ہی جو مناسب ہو گا وہ کیا جائے گا۔

تمام شب اس چھوٹی سی ٹکڑی نے اس استقلال سے گزاری کہ اگر اون پر اس وقت غنیم کے چار سو سپاہی بھی حملہ کرتے تو یہ لوگ اون کے مقابلہ میں اپنا کافی بچاؤ کر سکتے تھے۔ غنیم کی تعداد ہر چند زیادہ تھی مگر پہرہی اونکو حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ جب صبح کا تارا چمکا اور روشنی کی آمد آمد قریب ہوئی دشمن کا احوال دریافت کرنے کی واسطے دو دو سپاہی ہر ایک سمت کو روانہ کئے اور اونکو یہ ہدایت کی کہ جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ چہتے چہتے بلکہ جہاں ضرورت ہو پیٹکے بل چکر جائیں

اور ہوشیاری سے دیکھیں کہ مخالفین کدھر ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور اون کی طرز کار و ادائی سے اون کے خیال کا اندازہ کریں کہ کس صورت کو اختیار کرنیکی وہ کوشش کر رہے ہیں۔ یہ سپاہی جا کر خبر لائے کہ گاؤں کی طرف تو کوئی فوج نہیں ہے مگر شمالی جانب کو جھڑپ میدان ہے تمام فوج دشمن کی او تری ہوئی اور پہلی پڑی ہے اور وہ لوگ بیٹھے ہوئے حقہ وغیرہ پی رہے ہیں۔ ان کی باتوں کی آواز کچھ کچھ سنائی دیتی ہے طرز گفتگو سے ایسا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ روز روشن ہوتے ہی وہ ہمہ جہت حملہ کریں گے۔

یہ کیفیت منکر میرے والد خود بہ نفس نفیس اوسط طرف آہستہ آہستہ گئے اور موقع کے دیکھنے سے ظاہر ہوا کہ تمام میدان میں تین چار سو سوار پہلے ہوئے ہیں صرف اوس جانب جھڑپ ایک باغ کی دیوار ہے دشمن کی سپاہ نہیں ہے غالباً اذکا یہ خیال ہے کہ اوسط طرف راستہ نہیں ہے دیوار پر سے ہوا نہ سکنگے اس سبب انہوں نے اوسکو غیر محفوظ چھوڑ دیا ہے۔ وہاں سے پلٹ کر میرے والد نے اپنے تمام ماتحت عہدہ داروں اور سپاہیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ غنیم کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے خیال میں ہمیں محصور کر لیا ہے اب ہم بالکل اون کے قابو میں آچکے ہیں اس واسطے وہ ہم پر حملہ کرنے میں خفاہ جلدی نہ کریں گے۔ غالباً یا تو وہ ہمارے پاس پیغام بھیجے کہ ہم ہتھیار رکھ دین اور اپنے آپ کو اون کے حوالہ کر دین یا جب دن روشن ہو جائے گا تو

وہ ہمپر چارون طرف سے حملہ کریں گے۔ اس واسطے ہمارے لئے کارروائی کا بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ صبح کی روشنی سے جب راستہ نظر آنے لگے تو سامنے کے اس باغ کی دیوار پر سے جکی بلندی تھمنا چار فیٹ ہوگی ہم لوگ اپنے گھوڑے کدائین اور دشمن کے درمیان سے ہو کر نکلیں جہاں دشمن کو اس کا خیال ہی نہ ہوگا کہ ہم کچھ روز روشن ہوتے ہی اوسط طرف سے نکلنے کا ارادہ کریں گے۔ جب ہم نکلنے لگیں تو ضرور ہے کہ انہیں تیار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہونے میں کچھ دیر لگے گی اتنے میں ہم سب لوگ دیوار کے پار ہو جائیں گے اور پار ہوتے ہی لڑتے بڑتے مقابلہ کرتے اپنی فوج میں چلے جائیں گے۔

بار برداری کے یا بوسائیس اور نوکرون کی نسبت یہ صلاح ہوئی کہ سب اسباب بار برداری کے یا بوجھانے پینے کا سامان پہن چھوڑ دیا جاوے۔ یہ یقینی امر ہے کہ اسباب اور ملازم لوگ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جائیں گے۔ چند روز کے بعد کچھ کچھ ان کے رہائی کی کوئی صورت نکل آئے گی۔ میرے والد کا قدیم ملازم محمد علی خدمتی اور بالونامی سائیس تھا ان کو والد نے سب امور سمجھا کے ہدایت کر دی کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہر طرح کوشش کریں اور جب موقع ملے سرکار انگریز کے فوج میں اپنے آپ کو پہنچائیں۔ ان سے خدا حافظ کہے وہ ان سے نکلے اور دیوار کدائے کے سب طریقے اپنے اپنے جوانوں کو سمجھاوے اور اپنے آپ کی اس رائے کو پسند کیا اور اپنے ہتھیار وغیرہ لگا کر مستعد ہو گئے اور اپنی

بند و قین سلنگ کر لین اور بہا لے ہاتھوں میں لے لئے۔

۲۱ اپریل کو جب صبح صادق کی روشنی فی الجملہ نمودار ہوئی تو میرے والد نے پیادہ پا پوشیدہ طور سے تنہا دشمن کی طرف قصد کیا اور اونکی فوج پر نظر ڈالی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب سوار گھوڑوں پر سے اترے ہوئے بیٹے ہیں صرف اون کی باگین ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں گویا اون کے ذہن میں یہ ہے کہ شکار دام میں آچکا ہے فقط اتنا موقع باقی رہ گیا ہے کہ جال کی رسی کھینچ کر اسے پھانسلین آپ وہاں سے پلٹے پہلے آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سب کو یہ ہدایت کر دی کہ جنگ گھوڑے اچھے اور توانا ہیں وہ پہلے میرے پیچھے آئیں اور اپنی گھوڑے کدائیں تاکہ اون کے کودنے سے دیوار کا حصہ جھڑ کر تاجا جائے تو کمزور جانوروں کے کودنے کو آسانی ہو بہر دیوار کا وہ مقام اختیار کیا جو سب سے نیچا تھا اور سیٹی بجا کر سب کو گھوڑوں پر سوار ہونے کے لئے اشارہ کیا سپاہی تو منتظر ہی تھے فوراً گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

میرے والد کی سواری میں ایک عربی بچکیاں گھوڑا تھا چونکہ شکار وغیرہ میں میرے والد ہمیشہ اسپر سوار ہوتے تھے اس سبب سے وہ گھوڑا دیوار سیٹی وغیرہ نہایت عمدہ کودتا تھا۔ اپنے اپنے جواؤں کو دیوار سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑا کر کے کہا کہ میں گھوڑے کو خوب تیز بھاگ کر دیوار کداتا ہوں تم سب لوگ یکے بعد دیگرے میرے پیچھے اپنے اپنے گھوڑے کدائو جو شخص گھوڑا کد کر باہر ہو جائے وہ میرے ساتھ

دشمنوں سے لڑنے اور مقابلہ میں میرا شریک ہو جاوے اس لئے کہ جب ہم لوگ ایک ایک دودو آدمی گھوڑے کدا کر باہر ہوتے جائیں گے تو دشمن کے سپاہی بھی یکے بعد دیگرے ہمارے مقابلہ کو پہنچتے جائیگے پس جب تک سب سپاہی احاطہ کی دیوار سے اوس پار نہ ہو جائیں تب تک میدان پنجہڑ میں اس ہایت کے ساتھ ہی میرے والد اپنے گھوڑے کو خوب تیز دوڑا کر دیوار کے پاس لے گئے اور گھوڑا دیوار سے کودا کر احاطہ کے باہر ہو گئے والد کا فرمان تھا کہ اوس دیوار کی بلندی کہیں زیادہ کہیں کم تھی جس جگہ سے آپنے گھوڑا کدایا تھا وہ جگہ چار فیٹ بلند ہوگی۔ یہہ منظر ہر سہے کہ عری گھوڑوں کے واسطے چار فیٹ کی دیوار کو ذنا بہت ہی دشوار ہے خصوصاً ایسے وقت میں کہ شہادہ روز سفر کرنے سے گھوڑوں کی حالت خستہ ہو گئی ہو۔

آپکے بعد یکے بعد دیگرے تمام سواروں نے اپنے اپنے گھوڑے کدائے۔ اور پار ہوتے گئے طرفۃ العین میں سب جماعت دیوار سے باہر ہو گئی۔ اونچا س آدمی نکل گئے صرف ایک سوار واصل خان جبکا گھوڑا ضعیف تھا۔ دیوار سے کوڑتے وقت گر پڑا۔

میرے والد کا بیان تھا کہ جو وقت ہم نے احاطہ کے اندر سے اپنے گھوڑوں کی باکین اوٹھائیں اور اونکو دیوار پر سے کدانا شروع کیا۔ اوس وقت غنیم کے لشکر میں جو ہمارے اس ارادہ سے بالکل خالی الذہن تھا یکا یک کہل بلی پڑ گئی اور وہ لوگ

اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمارے مقابلہ کے واسطے دوڑے۔

اندازاً بیس پچیس سوار غنیم کے ہماری پاس پہنچے ہونگے کہ ہمارے تمام سوار دیوار کو پار ہو گئے اور بہت جلد دشمن کی فوج میں لکڑجنگ کرنے لگے۔ طرفین سے ہتھیار چلنا شروع ہو گیا میرے والد مع اپنے سپاہیوں کے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ اور دشمن سے لڑتے بڑھتے تلوار اور بہائے سے دار کرتے ہوئے صحیح و سلامت دشمنوں کے حصے باہر نکل آئے غنیم نے اپنے مقابل سپاہ کی ولاوری اور جرأت کو دیکھ کر اپنے گھوڑوں کی بائیں روکالین۔ اور پلٹ گئے۔ میرے والد اپنے ہمراہی سواروں کے ساتھ آکر اپنی فوج میں داخل ہو گئے۔

اس مقابلہ میں دشمن کے چار آدمی مارے گئے اور متعدد زخمی ہوئے اور ان کے طرف کا ایک ہی سوار واصل خان جگا گھوڑا گر گیا تھا دشمن کے ہاتھ سے مقتول ہوا باقی تمام اسباب و سامان اور بار برداری کے ٹٹو اور سامیٹس وغیرہ غنیم نے گرفتار کر لئے۔ میرے والد نے لشکر میں آتے ہی یہ تمام کیفیتیں ہر پوروز صاحب سے بیان کی۔ صاحب موصوف نے پہلے تو آپ کے صحیح و سلامت واپس آنے پر آپ کو مبارکباد دی۔ اور اوس کے ساتھ ہی آپ کی تحسین و آفرین تھا۔ درجہ کی کہ اپنے اپنے ہمراہیوں کو جبکہ وہ دشمن کے قابو میں آچکے تھے۔ مدبرانہ کوشش اور بہادری سے باسانی بچا لائے۔

اس واقع کے متعلق میجر برٹن مہٹری آف جیدر آباد کنٹنجنٹ کے صفحہ ۲۰۲



ایام خدر میں تمام لوطاری سپہ سالار و رعز و ایت علی بیگ لکھنؤ اور اجات کے ہزاری جو انوں کا جہانسی رانی کی فوج نے محاصرہ کرنا اور محصور الیہ کا

اپنے جوانوں کو لے کر دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے صبح و سہراست نکل جانا

24

کے آخر میں فتح کالیپی کے مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ لوہاری گاؤں کے باشندے جو کوچ سے آٹھ میل پر آباد ہے سابق میں سرکار انگریزی کے مطیع تھے پہلے انہوں نے بغاوت اختیار کی حیدر آباد کنٹننٹ کی ایک ٹکڑی سے انہوں نے دغا بازی کر کے اونکا محاصرہ کر لیا جس سے اس ٹکڑی کے سپاہی بشکل تمام ادن سے بچکر اپنی فوج میں آکر شامل ہوئے اور ایک آدمی اونمیں کا مارا گیا۔ اس ٹکڑی کے افسر میرے والد ہی تھے اور جو ان جو مارا گیا وہ واصل خان تیسرے رسالہ حیدر آباد کنٹننٹ کا تھا۔ جب سر ہیڈ روز کو دشمن کا احوال معلوم ہو گیا تو وہ آگے بڑھے اور لوہاری میں پہونچکر قلعہ کو فتح کر لیا۔

جسوقت جہانسی کالیپی لوہاری کی فتح ہو گئی اور اس طرف کے بہات اور نظام سے خارج ہو گئے تو اسوقت فوج واپس جانے کے لئے حکم دیا گیا حیدر آباد کنٹننٹ کی فوج دکن کو جب واپس آنے لگی تو سر ہیڈ روز صاحب نے جنگ لوہاری اور نیز دیگر کارہائے نمایان کے صلہ میں میرے والد کو ایک مرصع شمشیر عبا سی جو وہ خود اپنی کمربند باندھا کرتے تھے عنایت کی اور عہدہ رسائی داری پر ترقی دیکر آرڈر آف میرٹھ کا تمغہ اپنے ہاتھ سے اؤٹکوپھنایا جسکا احوال مہجر برٹن نے ہسٹری آف حیدر آباد کنٹننٹ کے صفحہ ۲۳۶ میں مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

حیدر آباد کنٹننٹ کی کل سپاہ کو ایک سال تک ہندوستان میں رہنے کا اتفاق ہوا۔

چونکہ ۲۰ جولائی ۱۸۵۸ء عیسوی مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۷۶ھ تک تہم باغی فرار و روپوش ہو گئے اور ملک فتنہ و فساد سے پاک ہو گیا تو وہ سپاہ و کن کو واپس چلی آئی ہندوستان کی ان لڑائیوں میں میرے خاندان کے چار آدمی شریک تھے میرے والد ماجد میرے ایک چچا مرزا ذوالفقار علی بیگ رسالہ انوجر جنکا ذکر مہاجر برٹن نے ایام غدر کی لڑائیوں میں کیا ہے میرے دوسرے چچا مرزا سکندر علی بیگ جو جہانسی کی لڑائی میں مارے گئے اور میرے تیسرے چچا مرزا صفدر علی بیگ تھے انکا بھی ذکر مہاجر برٹن نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

چند سال کے بعد میرے چچا ذوالفقار علی بیگ رسالہ اب نے اپنی دختر جہان پرور بانو کی شادی میں میرے والد ماجد کو مدعو کیا میرے چچا کی یہہ ایک ہی لڑکی تھی اس نے انہوں نے اس کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی اور یہہ لڑکی میرے محمد حسن خان کے ساتھ منسوب کی گئی میرے محمد حسن خان نواب میرزا یحیٰی علی خان المصطفیٰ بہ ناظم امکن بہادر کے امون اور سالار جنگ بہادر اولی کے قرابت داروں میں تھے۔ اس شادی میں سالار جنگ بہادر اولی اور اکثر امرا سے حیدر آباد مدعو ہوئے تھے۔

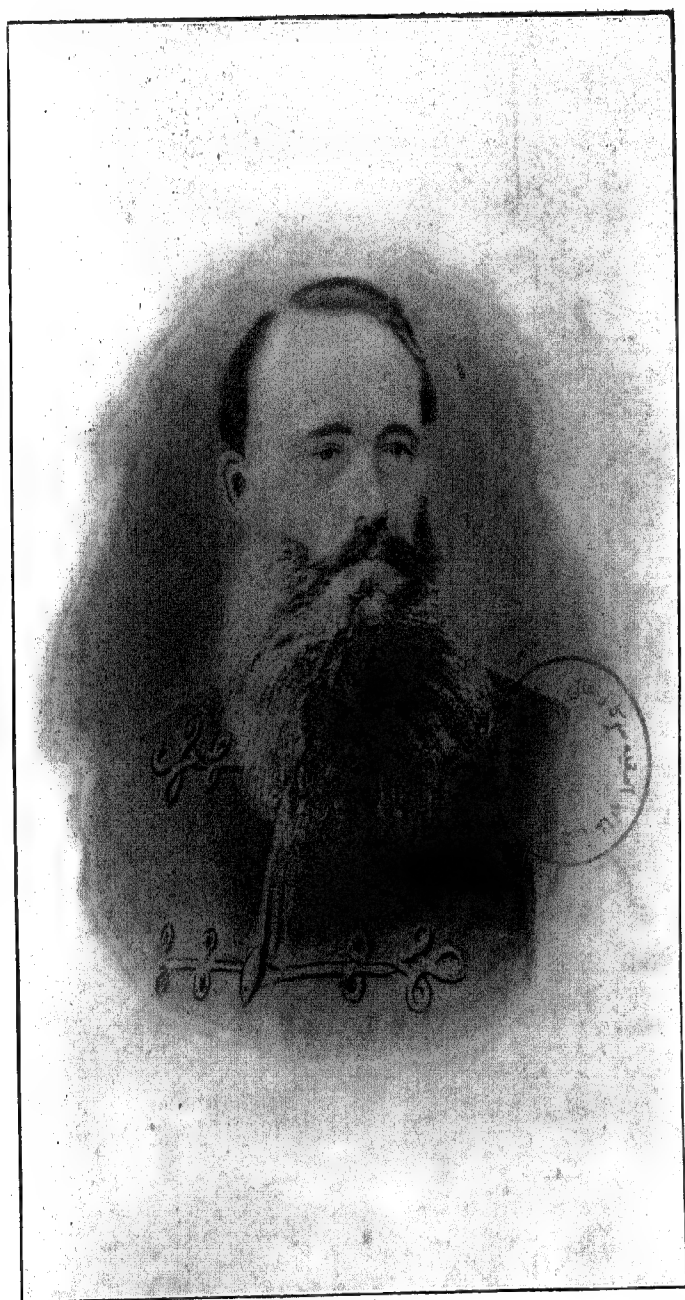
ان کی بھائی کے لئے میرے چچا نے بہت تکلف سے اہتمام کیا تھا۔ اس شادی کے جملہ انتظامات میرے والد ماجد کے تفویض تھے وہ انتظامی امور اور بھائیوں کی خاطر داری و تواضع میں مصروف رہتے اور مجھے میرزا یحیٰی علی خان بہادر سے جو میرے ہم سن تھے اکثر ملنے کا اتفاق ہوتا تھا۔

شادی کے رسوم ختم ہونے کے بعد میرے والد ایک مہینے تک بلارم
مین مقیم رہے اور رخصت ہوتے وقت میرے چچا ووالفقار علیگ صاحب اور
میرے والد ماجد کرنل مری صاحب کی ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے اور مجھے
بھی اپنے ساتھ لیتے گئے۔ کرنل مری صاحب کو فوٹو لینے کا کمال شوق تھا اور وہ
اس فن میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ملاقات کے بعد کرنل مری صاحب نے میرے
والد اور میرے چچا کا اور میرا فوٹو لیا اور اسکی ایک کاپی میرے والد کے پاس بھجوائی۔
میرے چچا اور میرے والد کے فوٹو کے ساتھ میرے اوس زمانہ کی تصویر جیکہ
میری عمر دس سال کی تھی اب تک میرے پاس موجود ہے۔

میرے چچا مرزا ووالفقار علیگ صاحب نے ایک سال کے بعد ہنگولی کی چھاؤنی
میں انتقال کیا۔

اور ۱۸۶۷ء عیسوی مطابق ۱۳۸۳ھ ہجری میں میرے والد ماجد نے بھی وفات
پائی۔ قبل وفات کے میرے والد ماجد نے اپنے بڑے دوست کرنل فخر سے کہا کہ
میرے بعد آپ میرے فرزند کی نگرانی کریں۔ اور اوس کی تربیت و تعلیم میں ملی
توجہ فرمائیں۔

اور جو عباسی ملو اور مہرپور و صاحب نے جنگ ہندوستان کے بعد میرے
والد کو دی تھی وہ بھی اون کے حوالہ کر دی اور فرمایا کہ میرا یہ فرزند حب بن شعور کو
پہنچ جائے تو یہ امانت آپ اسکے حوالہ کر دیں۔



سکرٹری مسٹر ایچ ایم ڈیگ ٹھہر ڈانسہ س حیدر آباد کنٹونمنٹ جنکی ماتحتی میں افسر الملک بہادر ابتدائی فوجی تسلیم مائی

of

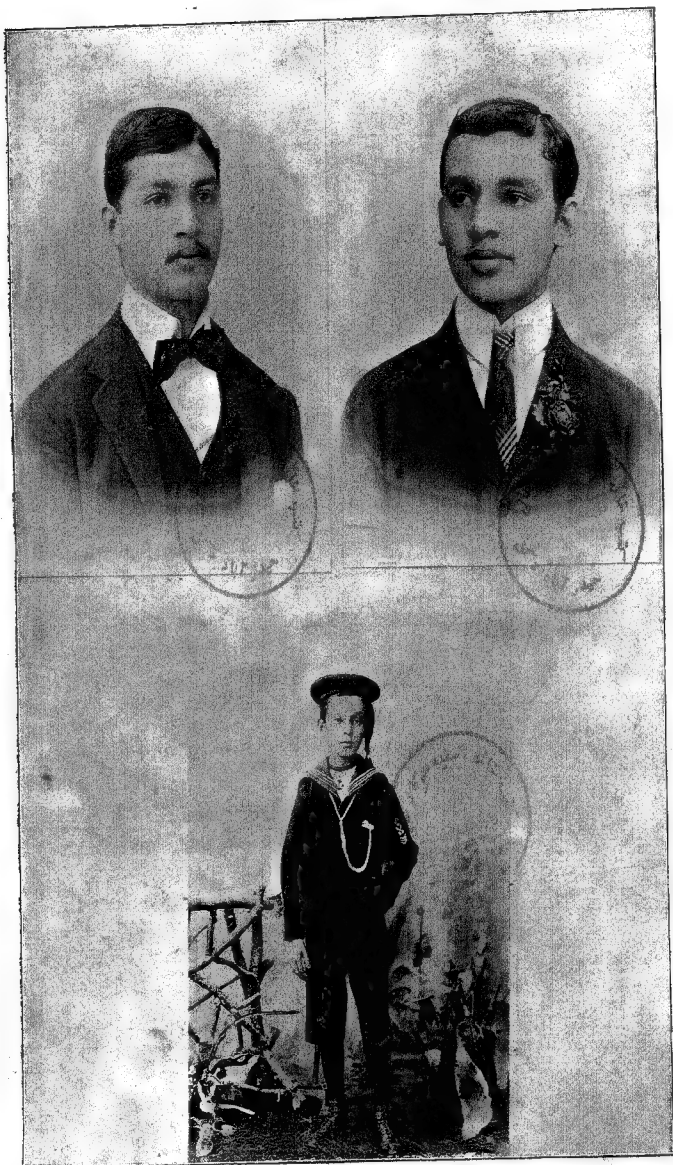
کرنل فچرل صاحب نے میرے والدہ کی اوس ولی دوستی کا حق پورے طور پر ادا کیا اور ہر صورت سے میری تربیت و تعلیم کی نگرانی میں متوجہ رہے۔ اس موقع پر اون کے قدیمی اخلاق اور زمانہ حال کی توجہ کا بیان بیجا نہ ہو گا۔ کہ جب ۱۸۹۱ء عیسوی مطابق ۱۳۱۶ ہجری میں میں نے اپنے تین فرزندوں۔ نادر جنگ۔ حامد یار جنگ۔ خسر و جنگ کو تعلیم کی غرض سے ولایت بھیجا تھا تو میں نے بھی اون کی نگرانی کرنل صاحب مہج کے سپرد کر دی تھی کرنل صاحب نے مجھے اپنے متعدد خطوط میں اپنی قدیمانہ اور حال کی توجہ کی نسبت تحریر کیا ہے۔ کہ تقریباً چالیس سال پیشتر میں ہندوستان میں جیسے تمہاری تعلیم و تربیت کی نگرانی میں نہایت خود کرتا تھا ویسے ہی اب یہاں ولایت میں تمہارے تینوں بچوں کی بھی نگرانی کر رہا ہوں۔ فی الواقع میں اونکی ایسے توجہات کے نہایت مرہون منت ہوں کہ سات سال تک میرے بچے ولایت میں رہے اس طویل مدت میں انہوں نے بچوں کی نگرانی میں نہایت ہی سعی و توجہ فرمائی۔

۱۸۹۷ء عیسوی میں کرنل فچرل صاحب کو کے۔ سی۔ بی۔ کا تمغہ انگریزی سرکار سے عنایت ہوا اور اسکے چند روز بعد (سر چارلس فچرل نے اپنے فوٹو کے۔ سی۔ بی۔ کے تمغہ کے ساتھ میرے پاس پہنچوائے)

۱۸۹۸ء عیسوی مطابق ۱۳۱۶ ہجری کے آخرین تیسرے رسالہ کنٹینٹ میں شامل ہوا اور آغاز ۱۸۹۸ء عیسوی میں میں نے عہدہ رسائی داری پر ترقی پائی۔

صفحہ نمبر ۴۵ - احمد علی بیگ خان ناور جنگ - حامد علی بیگ خان حامد یار جنگ - محبوب علی بیگ خان خسر و جنگ

تعلیم علم کے لئے ۱۸۹۸ء عین ولایت کو روانہ ہوئے





پہر اپنے رجنٹ کے ساتھ فٹ ٹرپ کی کمانڈ پر متعین ہو کر چھاؤنی اورنگ آباد گویا۔
اسکے بعد ۱۸ عیسوی مطابق ۱۲۹۳ ہجری کے دربار قیصری میں مجھے دہلی
جانے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ یہ میرا پہلا سفر تھا اور یہ دربار نہایت شان و شوکت کا
دربار تھا اس واسطے اس کے مختصر واقعات تحریر کرتا ہوں۔

ہندوستان کی عظیم الشان سلطنت میں پٹش گورنمنٹ کو جو کچھ تسلط
اور اقتدار حاصل ہے اور جسکو سرکار انگریزی نے ایام غدر میں بزور شمشیر ثابت
کر دیا ہے یہاں کے تمام چھوٹے بڑے فرمان روا اور کل پاشندے اسے بخوبی
جانتے ہیں مگر سرکار کے لئے ضرور تھا کہ جو شان سلطنت کی رزم بن ثابت کی گئی
نہی کی وقت وہ شان رزم میں بھی دکھائی جاتی اور امن و چین کے زمانہ میں تمام
روسائے ہند اور عمائد اقوام کے روبرو عیش و نشاط کے جلسوں میں اسکا اظہار
کیا جاتا اور سلطنت برطانیہ کی شوکت و عظمت کے اعلان کی غرض سے سلاطین و ملوک
کے اتھاب میں امپیر آف انڈیا کا لقب اور ٹیٹا دیا جاتا اس لئے جبکہ
لارڈ ولٹن ہندوستان کے گورنر جنرل اور ویسرایے ہو کر آئے تو انہوں نے
شاہی احکامات کے مطابق اس لقب کے اعلان کے واسطے ایک عالی شان صدار
منعقد کرنے کی تجویز کی۔ اس وقت اس موقع پر گورنمنٹ کو ایک ایسے مقام کے
انتخاب کرنے کی ضرورت داعی ہوئی جو گورنمنٹ کی شان کے شایان ہو اور وہاں
سے اسکا اثر سلطنت کے ہر گوشہ و کنار تک یکساں پہنچ سکے اور روسائے ہند

اور خاص و عام کے کثیر مجمع کے لئے مناسب اور آمد و رفت اور مسافت کے لحاظ سے سب جگہوں سے وہ مقام زیادہ قرب رکھتا ہو۔

ان کل اعتبارات سے دہلی میں اس دربار کا منعقد ہونا قرار پایا۔ قدیم زمانہ میں اس شہر کو اندر پرست کہتے تھے اور اس زمانہ سے پیشتر کا احوال جسے تاریخ نہیں بتا سکتی اس کے ذکر کی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن جہانگیر کی تاریخ خبر دیتی ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہر جس طرح قدیم سے آباد چلا آ رہا ہے اسی طرح ہزارہان میں اسے ہندوستان کے دارالسلطنت ہونے کا یہی فخر حاصل رہا ہے۔ یہہ فخر اسے قدرت ہی نے عطا کیا ہے کہ وہ کوہستان ہمالیہ کے جنوبی دامن میں ایک ایسے مقام پر واقع ہوا ہے جہاں تین طرف کی سرحدوں سے اسکی مسافت تقریباً پاکستان ہوتی ہے اور وہ فطرتاً ہندوستان کے پائے تخت ہونے کے لئے سب شہروں سے زیادہ موزون و مناسب ہے۔

جب اس دربار کے منعقد ہونے کی تاریخ یکم جنوری ۱۵۷۰ء عیسوی مطابق ۵ ابرو الحجہ ۹۳۳ھ بمطابق مقرر ہو گئی تو گورنمنٹ ہند نے اس میں شریک ہونے کے لئے ہندوستان کے کل والیان ریاست اور روسا اور امراء عظام کو مدعو کیا۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور بادشاہ دکن خلیفہ ملکہ کی بھی اس شانہ و دربار میں رونق افزائی کی تجویز ہوئی۔

اس وقت ہماری رجمنٹ تھرڈ لائنرس اورنگ آباد کی جہاؤنی میں مقیم تھی۔

سرچرڈ میڈ جو ۵ دسمبر ۱۸۷۵ء عیسوی کو بجائے مسٹری۔ بی سائڈرس حیدر آباد کے
ریڈنٹ مقرر ہو کر آئے تھے۔

۸ دسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی کو ہمارے رجسٹر کے نام ان کا یہ حکم پہنچا کہ حضور پر نور
دربار دہلی میں تشریف لیجانے والے ہیں حیدر آباد کنٹونمنٹ کا ایک ٹروپ حضرت
مہج کے اسکاٹ کے واسطے دہلی بھیجا جائے۔

کمانڈنگ افسر صاحب نے اس کام کے انتظام اور اتہام کے لئے مجھ کو منتخب کیا۔
روز جمعہ ۵ دسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی مطابق ۲۰ سزولقہ ۱۲۹۳ ہجری کو میں ایک سو سپاہیوں کو
ساتھ اورنگ آباد سے روانہ ہو کر نانڈ گاؤں کے اسٹیشن پر پہنچا اور وہاں سے
سب گھوڑوں اور سپاہیوں کو ریل پر سوار کر کے چوتھے روز دہلی میں داخل ہوا۔
ہمارے جانے کے بعد سکند انقشری سے بھی دو کمپنیوں کو دہلی جانے کے لئے
حکم ہوا اور اس تمام فوج رسالہ لین کی کمان میجر فخر لڈ کے سپرد ہوئی۔

حیدر آباد کنٹونمنٹ کی کل فوج دہلی میں ٹکافت ہوس کے کمپونڈ میں مقیم ہوئی
دہلی میں یہ ایک مشہور مقام ہے سالانہ جنگ بہادر نے وہاں دہلی کے زمانہ میں
حضور پر نور کی اقامت کیواسے سرچرڈ میڈ صاحب ریڈنٹ کی معرفت یہ مکان
ساتھ تھرا روپیہ کرایہ سے لیا تھا۔ علامہ قدیم کوٹھی کے اوسوقت جدید چار قطعات
مکانات اور بنوائے گئے تھے اس کا بڑا بال خاص حضور پر نور کے دربار کیواسے
آراستہ کیا گیا تھا اور پائین باغ کی چھوٹی عمارت کے اطراف زناخانہ کیواسے خیمہ



مرزا محمد علی بیگ مراد شاہ علی گڑھ ۱۸۶۶ء میں سالہ سوم جدید آباد کنٹریٹ سے اعطیہ کے اسٹامپ سے لکھی روانہ ہوئی۔

اور اسکے گرد و قناتین کھڑی لگی تھیں۔

۲۲ ستمبر ۱۸۵۶ء عیسوی کو حضور پر نور کی سواری مبارک دہلی میں داخل ہوئی

اور سوقت آپ کا سن مبارک دس سال کا تھا۔

سرالار جنگ بہادر۔ امیر کبیر بہادر۔ وقار اللہ بہادر۔ اور چند امراءے دولت ہند کا

اقدم تھے۔ اسی روز وہ پہرے کے بعد دو بجے لارڈ ڈلن گورنر جنرل ویسٹسے ہند میں

میں دہلی پہنچے۔

پہلے سے ہندوستان کے تمام والیان ملک جو اس دربار میں اونکی دعوت

قبول کر کے آئے تھے اور ساکین سلطنت برطانیہ ان کے استقبال کے واسطے

اسٹیشن پر موجود تھے جیسے ہی لارڈ ممدوح ریل سے اترے سلامی کی نوپن ہر نوپن

آپنے اظہار مسرت کیا ساتھ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ پھر آپنے خاص خاص رئیسوں

خصوصاً اعلیٰ حضرت حضور پر نور نظام دکن سے ہاتھ ملایا اور مزاج پرسی کر کے اپنے

ہاتھی پر سوار ہو گئے اور جلوس کے ساتھ اپنے خاص خیمہ کو تشریف لے چلے۔

یہہ جلوس قابل دید تھا۔ اسوقت جسقدر انگریزی فوج دہلی میں موجود تھی انکی

تعداد چودہ ہزار کے قریب تھی سب جلوس کی گزرگاہوں میں وہ صف بستہ کھڑی

تھی اس کے سوا جتنے روسائے ہند دربار میں آئے تھے ان سب کی فوجیں تھیں

عمدہ در دیون سے آہستہ دیر استہ انگریزی فوج کے درمیان جا بجا موقع موقع سے

استادہ کردی گئی تھی۔ اور ہمارے دکن کی فوج اور مہاراجہ گاکپوٹ بڑودہ اور مہاراجہ

بدد کی فوج کے ساتھ اس سڑک کے دونوں طرف قائم کی گئی تھی جو پہاڑی سے
 باؤتے تک چلی گئی تھی۔

اس جلسہ کے دیکھنے کے واسطے عام مخلوق اس قدر جمع ہوئی تھی کہ جسکے تعداد
 کی انتہا نہ تھی۔ خصوصاً چاندنی چوک میں اور پہاڑی پر اور سب جگہوں سے زیادہ جامع
 مسجد کے برجوں اور چہتوں اور سیڑھیوں پر اتار دھام تھا کہ آدمیوں کو حس و حرکت و شوار
 ہو گئی تھی۔

ولیس رائے کی سواری تین گھنٹے میں خیمہ تک پہنچی۔ پہلے ریلوے اسٹیشن
 سے جامع مسجد کی طرف گئی پہر دریا میں ہو کر چاندنی چوک میں آئی پہر لاہور میں دواڑ
 سے ہو کر سبزی منڈی کو آئی اور چہیل کا گشت کرنے کے بعد پانچ بجے شام کے
 کیمپ میں داخل ہوئی۔

نواب ولیس رائے بہادر نے اس مہفتہ میں تمام رئیسوں سے ملاقاتیں کیں
 ادا کے بعد بازو دیک کی ملاقاتوں کے واسطے رئیسوں کے پاس خود بھی تشریف
 لے گئے۔

ملاقاتوں کا یہہ دستور تھا کہ جب کسی رئیس کی سواری ولیس رائے کے لشکر میں
 پہنچتی تو کچھ فسر سب اغرار رئیس شکر کے سرے پر آکر استقبال کرتے اور خیمہ کی
 طرف لیجاتے اور اسی وقت ملائی کی توپیں سر ہوتیں۔ پہر فارین سکرٹری ہمراہ
 لیجا کر ملاقات کے خیمہ میں بٹھلاتے اس کے بعد ولیس رائے بہادر سے ملاقات

ہوتی تھی۔

ولیسرے ہر ایک رئیس کے ساتھ نہایت تپاک سے پیش آتے اور اپنے
 دہنے ہاتھ کی طرف بٹھلاتے تھے اور آپ ایک تخت پر جو ملکہ معظمہ آنجہانی کی ایک
 قد آدم برابر تصویر کے نیچے رکھا گیا تھا رونق افزا ہوتے تھے نشست کے بعد رئیس سے
 گفتگو شروع ہوتی اثنائے گفتگو میں اس رئیس یا اس کے خاندان کے کسی بزرگ کی
 ایسی خدمت نمایان جو سرکار انگلشیہ کی نسبت ظہور میں آئی ہوتی یا خود اس نے
 کوئی کام رفاد عام کا کیا ہوتا یا کوئی ایسا امر جو قابل تحسین و آفرین ہوتا ضرور اس کا ذکر
 آتا تھا۔

اس تقریر کے بعد ویسرے بہادر ایک طلانی تمغہ جیسے پر ملکہ معظمہ کی تصویر تھی۔
 اور جہین قرمزی رنگ کا فیتہ لگا ہوا تھا رئیس کے زریب گلو کرتے اور کہتے تھے کہ
 اس ناریج سعید کی یادگار میں اسکا پہنا آپ کو مبارک ہو۔ اور مدت دراز تک
 وراثتاً آپ کے خاندان میں یہ قائم رہے۔

۲۶ دسمبر ۱۸۵۶ء عیسوی سے یہ ملاقاتیں شروع ہوئیں اسی روز ہمارے
 قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور خواب ویسرے بہادر کی ملاقات کو تشریف
 لے گئے ویسرے بہادر نہایت تپاک سے پیش آئے اور ملکہ معظمہ کو ملاقات
 باز دید کے لئے حضور پر نور کے پاس تشریف فرما ہوئے۔

خطاب قیصری کا اعلان جس میدان میں کیا گیا تھا وہ دہلی سے چار میل کے

فاصلہ پر تھا وہاں پر تین عمارتیں بنائی گئی تھیں۔

اول نواب ولیراے بہادر کی تخت گاہ۔

دوسرے اعلیٰ عہدہ داران انگریزی اور والیان یاست کیوٹھی ایک ہلالی چبوترہ۔

تیسرے غیر ریاستوں کے سفیرون اور وکیلون اور تماشائیون کی نشست کے

چبوترے۔

ولیراے بہادر کی تخت گاہ کا چبوترہ تقریباً سب چبوتروں کے بیچ میں واقع تھا

اوسکی عمارت نہایت خوبصورت سرخ نیلی اور سنہرے رنگ کی مسدس شکل پر زمین

سے دس فٹ بلند تھی ہر ایک قطعہ چالیس فٹ اور کل دور دو سو چالیس فٹ

تھا۔ اوس کے آگے چھ پڑھیاں جن کے دونوں طرف سنہری ریلنگ تھا۔

چبوترہ کے اوپر شامیانہ اور شامیانہ کی چوٹی پر تاج شاہی رکھا گیا تھا۔ ہر ایک گوشہ پر

ساتن کی تین جھنڈیاں اور اونپر چربیس کی صلیب اور یونین جیک سلطنت برطانیہ

کے ملکی نشان بنے ہوئے تھے۔ ہلالی چبوترہ ہی نیلے سفید سنہرے رنگ کے آراستہ

اور تخت گاہ کے سامنے آٹھ سو فٹ تک طول میں چلا گیا تھا۔

اس چبوترہ کے چھتیس درجے تھے۔ ہر ایک درجہ تیس فٹ لینا اور

بیس فٹ چوڑا اور ہر ایک کی آمد و رفت کا دروازہ جدا تھا ہلالی قوس کا مرکز تخت گاہ

سے دو سو چھتیس فٹ کے فاصلہ پر تھا۔

پہان چبوترہ کے چاروں کونوں پر تاج شاہی کی تصویر تھی۔ سرخ کپڑے کا

فرش اور اد سپر شیمین کپڑے سے مند ہی ہوئی گریبان بچی تہین سامنے کی
 طرف سارے چہوترہ پر سہرا پلنگ نصب تھا۔ ان عمارتوں میں بجز رنگ کے
 ایشبای طرز کی اور کوئی چیز نہ تھی تماشائیوں کے واسطے نیلے رنگ کے دو چہوترے
 تختگاہ کی پشت کی طرف تھے اور اون کے درمیان آمد و رفت کا راستہ تھا۔ تختگاہ
 کے دونوں طرف ہلالی چہوترہ کے نزدیک دروازہ پر سلامی اوتارنے کے
 واسطے گارڈ آف آنر حاضر تھا۔

ہلالی چہوترہ پر والیان ملک اور مغز افسروں کو ملا جل کر بیٹھا یا تھا اور کسی مقام کا
 اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ قرار نہیں دیا گیا تھا۔ اس سے یہی غرض تھی کہ کسی کا درجہ فروتر نہیں
 ہے اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے ہر ایک رئیس اور ہر ایک گورنر اور ٹسٹ
 گورنر کی پشت پر اون کے علم استادمیت ہے اور اون کے افسران اسٹاف اون کے
 گرد بیٹھے تھے۔ اس ہلالی چہوترہ پر ترسٹ والیان ریاست رونق افزا تھے اور
 ان سب کے عین وسط میں چہوترہ پر ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور شاہ
 شوکت سے جلوہ فرما تھے۔

آپ کے دست راست پر راجہ پوتانہ کے راجے اور دست چپ پر وسط ہند
 کے روسا تھے اور اوس سے اور آگے پنجاب کے سردار تھے۔ باقی درجون میں
 مدراس بھئی بنگالہ مالک مغربی و شمالی اور مالک متوسط کے چھوٹے چھوٹے
 رئیس تھے۔

یکم جنوری ۱۸۷۷ء عیسوی مطابق ۵ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری کو سب ریس ڈوگر
کے سپدر پہلے اپنی اپنی جگہوں میں پہنچ گئے۔

ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور بھی دوپہر سے دو چار منٹ
پہلے دربار میں شریک ہونے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اس موقع پر مجھ کو بھی
اول مرتبہ ہمراہ رکاب رہنے کی سعادت اور افتخار حاصل ہوا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خاصہ کی گاڑی میں سرسالا جنگ اور میچر لور
سامنے بیٹھے تھے گاڑی کے دہنی طرف میجر فخر لڈ اور بائیں جانب میں تھا ہمارے
ساتھ کے ایک سو سو اور کچھ گاڑی کے آگے اور کچھ پیچھے ہمراہ سواری مبارک
تھے۔

جب حضور کی سواری دربار میں پہنچی اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور اپنی کرسی پر
رواق افزا ہوئے تو میجر فخر لڈ اور مجھ کو بھی دربار میں حاضر ہونے کی عزت ملی۔

دربار میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پہنچتے ہی عین بارہ بجے دیسری
بہادر بھی تشریف لائے گاڑی پر زینٹ آرمس اور بیٹڈ نے سلامی کا باجا بجا یا۔
تمام حاضرین مجلس تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تخت پر ویسے بہادر
کے رولنق افزا ہوئے ہی تقیب اعلیٰ نے اعلیٰ حضرت ملکہ مغلیہ کے انگریزی
خطاب کا اعلان آواز بلند کیا اور فارین سکرٹری گورنمنٹ ہند نے اس کا ترجمہ
اردو میں سب کو سنایا جس کا خلاصہ یہہ تھا کہ حضور ممدوحہ نے اپنے خطابات سابق

لفظ امپرس آف انڈیا اور بڑا باسے اسکا ترجمہ اردو میں شاہنشاہ اور فیصلہ ہند کیا جانا ہے۔

غرض جب سلامتی کی ایک سو ایک نوپن سر ہو چکین تب ویسے بہادر نے کہڑے ہو کر ایک طویل اسپیچ انگریزی میں دی جس میں یہ فقرات خاص وایان ملک کی طرف مخاطب ہو کر فرمائے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔

اے اس سلطنت کے رسوا و امرا آپ کی ارادت استواری سلطنت کی کفیل اور آپ کی خوشحالی اجلاں سلطنت کی دلیل ہے حضرت ملکہ عظیمہ کو بہرہ رسا ہو کہ اگر خدا نخواستہ اس سلطنت کے مصلح پر کوئی حملہ ہو تو آپ لوگ اسکی حفاظت کے واسطے آمادہ ہو جائیں گے حضرت مہدوہ اس آمادگی پر آفرین فرماتی ہیں۔

مین حضرت ملکہ عظیمہ کی طرف سے آپ صاحبوں کو شہر دہلی آنے پر مبارکباد دینا ہوں اور اس عظیم الشان جلسہ میں آپ کے شریک ہونے کو سلطنت برطانیہ کی نسبت آپ کی اوس حسن عقیدت اور جر سگالی کی دلیل روشن جانتا ہوں جسکا اظہار جناب پرنس آف ویلز بہادر کی تشریف آوری کے موقع پر بڑے شوق سے ہوا تھا۔

حضرت مہدوہ اپنی بہلانی کو عین آپ کی بہلانی تصور فرماتی ہیں اور مراسم اتھاؤ کے استحکام اور قیام کے واسطے حضرت مہدوہ نے خسروانہ غائبانے سے خطاب قیصری اختیار فرمایا ہے جسکا ہم آج اعلان کرتے ہیں۔

جب ویسے کی اسپیچ ختم ہو گئی تو تمام حضار مجلس کہڑے ہوئے اور فوج کے

ساتھ شریک ہو کے تہل سے سب سے سرت و شادمانی بلند کی۔
 نواب سرسالا رنگ بہادر نے حضور پر نور کے طرف سے کہڑے ہو کر یہ فیہر
 کی حسب الارشاد عالی نواب نظام الملک بہادر حضور و لیسر اس کی خدمت میں مہری
 عرض کیا کہ حضور و لیسر اسے حضرت حضور پر نور کی طرف سے اور نیز ہندوستان کے جملہ
 ریسوں کی جانب سے اعلیٰ حضرت لکھنؤ کی خدمت میں خطاب قیصر ہند اختیار
 فرمانے کی مبارک باد پہونچائیں۔ اور حضرت ممدوحہ کو یقین دلائیں کہ ہم سب لوگ
 دعا کرتے ہیں کہ خدا اوہیں عمر و راز عطا فرمائے اور ہندوستان اور انگلستان کے
 دونوں ملکوں میں انکساراج اقبال کے ساتھ قائم رکھے۔

اسکے بعد دربار برخواست ہو گیا اور حضور پر نور اوسط جرح تشریف لگئے
 تھے حیدر آباد کونٹنجنٹ کے اسکارٹ کے ساتھ مسکاف موس کو واپس تشریف
 لائے۔

مسکاف موس کا احاطہ بہت وسیع تھا میں نے اپنی فوج کے کیمپ کے نزدیک
 ایک میدان میں نیزہ بازی کے لئے جگہ بنوالی تھی۔ وہاں قریب قریب ہر روز
 تمام کے وقت تمام عہدہ دار نیزہ بازی کرتے تھے نیزہ بازی کا مقام شاہ شاہ کے
 قریب واقع تھا۔ تماشائیوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا خاص کر حضور پر نور کے کیمپ کے لوگ
 بھی اس کے دیکھنے کو آتے تھے نواب و قمار الامرا بہادر جو اپنے مانہ میں خواجہ بادشاہ کو
 تمام سے موسوم تھے وہ تو اکثر نیزہ بازی میں تشریف لایا کرتے تھے رفتہ رفتہ بنگال

پنجاب کی فوجوں کے افسر بھی ہمارے کرتبوں میں آکر شریک ہونے لگے تھے۔ جب یہہ کل تماشے اور روسیاء کی ملاقاتیں ہو چکیں تو چوتھے روز بخشبہ کو الیسرے بہادر نے والیان ریاست سے رخصتی ملاقات فرمائی اور اوسمین اپنی طرف سے ہر ایک رئیس کو تلوار یا ملکہ و کٹور یہ کا نوٹو یا اور کوئی تحفہ بطور نشانی کے عنایت کیا۔

ہمارے حضور پر نور بھی الیسرے بہادر کی ملاقات کو تشریف لینگے اوس وقت پچاس سواروں کے ساتھ میں حضور پر نور کی گاڑی کے ساتھ اسکا رٹ میں تھا۔

لارڈ ولٹن نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو اپنے دہنے ہاتھ کی طرف بٹھلایا اور وہ یہ تک باہم گفتگو ہوتی رہی۔ اثنائے کلام میں لارڈ صاحب نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو ایک کتاب تحفۃ آوی اور کہا کہ یہ میری تصنیف ہے اسکے بعد سواری مبارک فرود گاہ شاہی کو واپس ہوئی۔

۵ جنوری ۱۸۷۷ء عیسوی مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری روز جمعہ جلسہ قیصری کا

آخری دن تھا اوس روز ساری فوج کی قواعد ہوئی۔

قواعد شروع ہونے سے پہلے ریسان موجودہ کی کل فوج اور تمام جلوس و کیر

بہادر کے سامنے سے ہو کر گزرا۔ یہ تماشا ایسا تھا کہ ملکات ہند میں اس سے

پیشتر کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ گیارہ بجے دو گھنٹے تک برابر فوج گزرتی رہی گوکہ

اسکی تعداد کم تھی مگر نمونہ دکھانے کے لئے کافی تھی۔

ہندوستانی رئیسوں کی فوج اور جلوس کے گزرنے کے بعد انگریزی فوج جو دہلی میں اندازاً چودہ ہزار جمع تھی اسکی قواعد ہوئی یہ سب فوج بھی ولسر پہاڑ کے سامنے سے ہو کر گزری۔

یہاں کچھ احوال شہر دہلی کا لکھنا ضرور معلوم ہوتا ہے جہاں نہ صرف یہ ایک عظیم الشان دربار ہوا بلکہ آئندہ کو یہی یہ شہر اس قسم کے درباروں کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔

اس کے تین طرف ساڑھے پانچ میل لابی شاہ جہان کی بنائی ہوئی بڑی مرتفع فصیل ہے۔ مشرق کی جانب جدھر دریائے جمنا بہتا ہے کوئی دیوار نہیں ہے۔ مگر شہر کے دس دروازے ہیں شمال میں کشمیری اور موری دروازہ اور مشرق میں کابلی اور لاہوری دروازہ اور جنوب میں اجمیری اور دہلی دروازہ زیادہ مشہور ہے۔

شاہی قلعہ مشرق کی طرف عین دریا کے کنارہ بنا ہوا ہے اس کے تین طرف سنگ سرخ کی خوبصورت دیوار ہے جسکی خوبی چھوٹے چھوٹے گول برجوں سے اور دو بالا ہو گئی ہے۔

۱۸۵۷ء عیسوی کے غدار کے بعد اسکا ایک حصہ منہدم کر دیا گیا ہے اور وہاں انگریزی بادکوبہ بنادی گئی ہیں۔ قلعہ کے جنوبی طرف محلہ دریا گنج میں ہندوستانی پیادہ فوج کی چھاؤنی ہے جسکا ایک ننگ پور میں سپاہیوں کا قلعہ بن رہا ہے۔

اسی کے مقابل دریا کے دوسری طرف قلعہ سلیم گڑھ ہے جسے سلیم شاہ بادشاہ نے سولہویں صدی عیسوی میں سلاطین مغلیہ سے قبل بنوایا تھا۔ اور اب وہ بالکل خراب اور ویران ہے۔ اس جگہ دریا کے جنوب پر نہایت عالیشان ایک پل بنا ہوا ہے جس پر سے ایسٹ انڈین ریلوے آتی ہے اور سلیم گڑھ سے گزر کر قلعہ کی دیوار کے نیچے نیچے ہوتی ہوئی شہر کی فصیل کے اندر ریلوے اسٹیشن کو چلی جاتی ہے اس اسٹیشن کے پاس شہر کے شمال و مشرقی گوشہ میں کشمیری دروازہ کے پاس سرکاری خزانہ اور دفاتر کی عمارتیں ہیں۔

غرض جب دربار دہلی ختم ہو گیا تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک مع اسٹاف کے دہلی سے حیدرآباد کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

چونکہ اس وقت دہلی میں خوب بارش ہو گئی تھی اور نواب ولیرا سے لفظ گورنر اور دوسرے عہدہ دار دہلی سے اپنے اپنے مستقر کو روانہ ہو رہے تھے لگاڑی مل نہیں سکتی تھی ہم لوگ حضور پر نور کی روانگی سے ایک ہفتہ کے بعد دہلی سے روانہ ہوئے اور چوتھے روز مع انچر اورنگ آباد پہنچ گئے۔

اس کے بعد دو ڈہائی سال تک بجز ادائی خدمت فوجی و کتاب علوم و فنون جنگی اور کوئی ایسا شغل نہ رہا جو قابل ذکر ہو اگر ان امور سے فرصت ملتی تو میں سیر و شکار میں مصروف رہتا تھا۔ چنانچہ حسب معمول ایک مرتبہ ۸ ستمبر ۱۸۷۹ء عیسوی کو راجستھان کے سالانہ انسپکشن کے بعد میں نے اجازت لی اور چند روز

کے لئے روضہ شریف کیا یہ مقام اورنگ آباد سے شمال اور مغرب کو چودہ میل کے فاصلہ پر غار ہائے ایلورہ کے اوہر واقع ہے چونکہ اسکی سطح سمندر سے دو ہزار فٹ بلند ہے اس سبب یہاں کی آب و ہوا نہایت لطیف ہے۔
ایام گرامین حفاظت کے خیال سے اکثر مغزین یہاں آکر قیام کھاتے ہیں۔
اس خوبی کے سوا ملک و کنین یہ مقام اس وجہ نہایت متبرک اور مقدس سمجھا جاتا ہے کہ کتنے ہی مشاہیر بزرگان دین کے یہاں مزارات پر انوار ہیں جنہیں بعض اکابر اولیاء اللہ کے اسماء مبارک یہ ہیں۔

سید یوسف شاہ راجہ قتال حسینی پدر بزرگوار حضرت سید محمد نبدہ نواز گیسو دراز
حضرت شاہ متجب الدین نر زری زرخش دولہ میان حضرت خواجہ برہان الدین
اولیا غریب نواز۔ حضرت خواجہ شاہ زین الدین مخدوم مشائخ بامیں خواجہ۔ حضرت
شاہ جلال الدین گنج روان۔ حضرت پیر مبارک کار روان۔ حضرت پیر بدرا الدین
نوکھی۔ حضرت پیر نصیر الدین پون بیگ۔ حضرت سید خواجہ حسن شیرازی۔ حضرت
خواجہ عمر شیرازی۔ ان حضرات کے سوا اورنگ زیب ہندوستان کا آخری
زبردست شاہنشاہ اور ان کے فرزند محمد اعظم شاہ اور مغفرت آباد اصفجاہ
اول بانی سلطنت مبارک اصفجاہی اور ابوالحسن تانا شاہ آخر بادشاہ سلطنت
قطب شاہیہ اور نیز و گیکر تاملان کن اسی جگہ زمین کے نیچے آسودہ ہیں۔
چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کو وفات کے بعد خلد مکان کہتے تھے اس واسطے

اس مقام کا نام ابھی خلد آباد ہو گیا ہے اسی جگہ ایلورہ کے وہ مشہور و معروف غار ہیں جو انسان کے دست صنعت کے بنائے ہوئے ہفت عجائب میں داخل اور دیکھنے کے قابل ہیں۔

روضہ میں پہنچنے کے دو روز بعد کمانڈنگ افسر صاحب کا ایک خط میرے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ آپ فوراً واپس چلے آئے میں روضہ سے کرنل ڈوکر صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ اسٹنٹ جنرل صاحب کے پاس ابھی ایک چٹھی اس مضمون کی آئی ہے کہ سر چرچو میڈرز ٹینٹ حیدر آباد اور سر سالار جنگ مدار الملہام سرکار عالی اورنگ آباد اور ایلورہ اور روضہ کی سیر کرنے کی غرض سے آئیو اے ہیں اون کی اسکارٹ دیوٹی کا کام آپ کے تفویض کیا جاتا ہے آپ اون کے آتے ہی اون کے کمپ میں جا کر شامل ہو جائے۔

اس کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ عہدہ داران ضلع کی طرف سے اون دونوں معزز مہاتون کی خاطر داری و مدارات کے لئے بڑے زور شور سے ہر قسم کا اہتمام ہو رہا ہے۔

اوس زمانہ میں وحید منور خان بہادر (مقرب جنگ مقرب الدولہ تہوڑ ملک) اورنگ آباد کے صوبہ دار تھے۔

چونکہ جنرل رائٹ صاحب نے اورنگ آباد میں ایک کمپ آف کسٹرز سائیکل انشٹام کیا تھا اس لئے چارم سالہ کو بھی اورنگ آباد آنے کے لئے حکم

ہوا تھا کہ سوم اور چہارم دونوں رسالے باہم ملکر قواعد کریں۔

دو چار روز میں سر رچرڈ میڈرز ریڈنٹ اور نواب سالار جنگ بہادر مارا ملہام اورنگ آباد تشریف لائے ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء عیسوی مطابق رمضان ۱۲۹۶ھ ہجری میں عہدہ داران ضلع کی طرف سے استقبال و مہمان داری کے مراسم نہایت شائستگی سے ادا کئے گئے۔

جنرل رایت صاحب نے بھی یہہ تجویز کی کہ دوسرے روز صاحب ریڈنٹ اور مارا ملہام بہادر کو انگریزی فوج کی قواعد دکھانی جائے۔ اس وقت اس وقت تہذیب و تمدن اور ایک پلٹن فور تہہ انگریزی اور باٹری نمبر ۲ حیدر آباد کیمپنٹ کی شریک تھی دوسرے روز جب فوج پریڈ پر آئی تو کرنل ڈوکر صاحب نے سینئر ہونے کے سبب سے تمام پریڈ کی کمان لی۔

کرنل اسٹوارٹ صاحب جو تہذیب و تمدن کی کمان پر مقرر تھے آشوب چشم کے باعث شب گزشتہ سے علیل تھے وہ پریڈ پر نہ آ سکے اور انکی عدم حضوری میں کرنل ڈوکر صاحب نے مجھ کو اس رجمنٹ کی کمان پر مقرر کیا۔

تاریخ فوجی میں یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک نیٹو افسر نے برٹش افسر کی جگہ پریڈ پر رجمنٹ کی کمان لی۔

جب صاحب ریڈنٹ اور مارا ملہام صاحب اپنے اسٹاف کے ساتھ پریڈ پر تشریف لائے تو پانچ پاسٹ کا کام شروع ہوا صاحبان موصوف کے

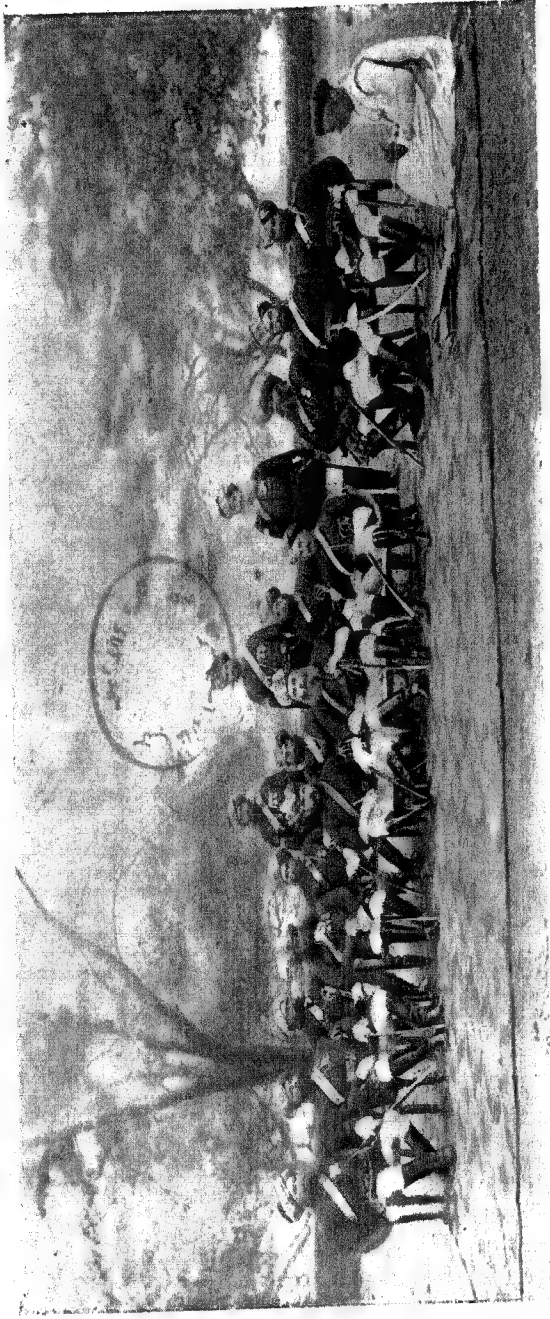
روبرو سے جو وقت فوج گزرنی شروع ہوئی اوس موقع پر کرنل ڈوکر ہر ایک اعلیٰ افسر اور عہدہ دار کا نام بتاتے جاتے تھے جب میری رجمنٹ ان صاحبوں کو سامنے سے گزری تو سالار جنگ بہادر نے دریافت کیا کہ اس افسر کا نام کیا ہے انہوں نے کہا کہ مرزا محمد علی بیگ رسایدار۔

اوس زمانہ میں ہماری رجمنٹ میں برٹش افسر اور نیٹو افسر ایک ہی قسم کی دروی پٹتے تھے برٹش افسر بھی ہندوستانی عہدہ داروں کی طرح کلاہ و شملہ باندھتے تھے۔ اگر انگریزی اور ہندوستانی عہدہ داروں میں کچھ امتیاز ہو سکتا تھا تو اون کے رنگوں سے ورنہ ڈریس کی ہیئت سے کچھ فرق نہ تھا لیکن جب کسی ہندوستانی کا رنگ بھی اہل یورپ کے رنگ سے ملتا ہوتا تو کسی طرح یورپین اور ہندوستانی میں فرق نظر نہ آتا تھا۔

سالار جنگ نے میرا نام شکر تجب کیا اور فرمایا کہ میں نے دوسرے ان کو برٹش افسر خیال کیا تھا اس کے بعد سالار جنگ بہادر جنرل صاحب سے دیر تک میرا حوالہ دریافت فرماتے رہے۔

آغا ناصر شاہ صدر مہتمم علاقہ کوتوالی اضلاع ایک معزز خاندانی اور ہر ماہنہ سر آغا خان کے رشتہ دار تھے انہوں نے دوسرے روز شام کو سر سالار جنگ بہادر اور اون کے دونوں صاحبزادوں میر لائق علی خان بہادر اور میر سعادت علی خان بہادر کی دعوت کی اور اسی شام کو ٹیٹ پیگنگ کا بھی انتظام کیا۔

رسالہ سوم حیدرآباد کی تاریخ کے افسروں کا گروپ ۱۷۷۱ء عیسوی



کشن رائے قصد برتھدی - رسالہ راجہ علی گ - کپٹن گھن - کرنل شوکر - کرنل سوارٹ - رسالہ راجہ راجہ راجہ
 جہاد راجہ راجہ راجہ - رسالہ راجہ راجہ راجہ - رسالہ راجہ راجہ راجہ - رسالہ راجہ راجہ راجہ

آغا صاحب نے مجھے بھی مدعو کیا شام کے قریب سرسالا جنگ مع اٹاف
اور دوتون صاحبزادوں کے تشریف لائے۔

اسپورٹس شروع ہوئی نیزہ بازی اور ٹینیٹ پیگنگ میں آغا ناصر شاہ اور میں
اور نیز چند عہدہ داران فوجی و کو تو والی شریک تھے۔ جب ہم ان کرتبوں سے فارغ
ہوئے تو آغا ناصر شاہ میرے پاس آئے اور کہا کہ نواب سالار جنگ فرماتے
ہیں کہ کل آٹھ بجے آپ ہمارے ساتھ ڈنر میں شریک ہوں۔

میں نے نواب صاحب کی یہ دعوت نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کی
اور دوسرے روز آٹھ بجے قلعہ ارک کو جہان سالار جنگ بہادر مقیم تھے میں دعوت
میں گیا وہاں اور یہی متعدد عہدہ دار ڈنر میں مدعو اور شریک تھے ڈنر کے بعد نواب
صاحب ممدوح مجھے مخاطب ہو کر دیر تک باتیں کرتے رہے۔

حیدر آباد کنٹنجنٹ کے جدید انتظام کے متعلق چند باتیں آپ نے مجھ سے
دریافت فرمائیں۔ مدار الملہام کی دانش مندانہ تقریر سے صاف طور پر یہ مفہوم ہوتا
تھا کہ آپ کنٹنجنٹ کے قدیم انتظام کو پسند کرتے ہیں اور آپ کی رائے ہے کہ انتظام
جدید سے سوا فوج بنگال کی متابعت کے اور کچھ نفع نہ ہو گا جب میں نے دیکھا کہ
نواب صاحب چاہتے ہیں کہ میں اپنی رائے ظاہر کروں کہ سابق کے انتظام میں
کیا کیا نقصانات تھے اور کس لئے وہ ترک کیا گیا اور جدید انتظام میں کیا کیا
نفعے ہیں اور کن اصول پر اسے اختیار کیا ہے تب میں نے صاحب ممدوح کی

خدمت میں حیدر آباد کونٹینجٹ کی ابتدائی حالت اور سابق انتظام کے تبدیلی کے وجہ
 بیان کر کے عرض کیا کہ جو وقت سے حیدر آباد کونٹینجٹ کی فوج کا آغاز ہوا اس وقت
 سے جتنے افسر اس فوج کی کمان پر مقرر ہوتے گئے وہ مصلحتاً حیدر آباد کونٹینجٹ
 میں قدیم سپاہیانہ رسم و رواج اور مغربی دستور اور آئین جاری رکھتے چلے آئے
 ہر جدید فوج ولیری اور بہاوری میں مشہور زمانہ تھی اور اس کا شہرہ نہ صرف ہندوستان
 بلکہ انگلینڈ تک ہر خاص و عام کے زبان زد تھا لیکن جیسے بنگال بھی اور مدراس کی
 فوج کے انتظام اور قوانین فوجی تھے ان انتظامات اور قوانین کا اس فوج میں
 نام و نشان تک نہ تھا۔ چنانچہ جبکہ ہندوستان میں غدر ہوا اور حیدر آباد کونٹینجٹ
 اس مہم کے سر کرنے پر مامور ہوئی اور اس فوج سے کارہائے نمایان میدان جنگ
 میں ظہور میں آئے اس وقت میں ہی اس کی قدیم حالت میں زیادہ تغیر نہ ہوا غدر کے
 بعد رفتہ رفتہ فوجی قوانین اور قواعد مثل بنگال مدراس اور بھی کے اس فوج
 میں شروع ہوئے۔

۱۸۱۶ء عیسوی سے ۱۸۵۷ء عیسوی تک حیدر آباد کونٹینجٹ کی یہ حالت
 تھی کہ سپاہیوں کے لئے پنشن کی کوئی مدت مقرر نہ تھی سنیتل چائیس سال
 یا اس سے زیادہ زمانہ تک نوکری کرنے کے بعد جب سپاہی کو پنشن دیجائی تو وہ
 اپنی آسامی کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا تھا یعنی جو شخص اس کی جگہ ملازم
 ہونا چاہتا وہ اسے تین چار سو روپیہ دیتا اور یہہ گروٹ جو ان کو اپنے کمانڈنگ

انسر کے سامنے پیش کر کے اپنی جگہ ملازم کرا دیتا تھا۔
 گہوڑے کی آسامی ہزار بارہ سو پندرہ سو روپیہ تک فروخت ہوتی تھی اور اکثر
 آسامی وہی لوگ خریدے تھے جو زیادہ گہوڑوں کے سلحدار ہوتے تھے۔
 چونکہ اس زمانہ میں نہایت ازرائی تھی اور سلحدار جو چاہتے اپنے گہوڑوں کو
 کھلاتے تھے اس لئے فی اس سلحداروں کو دس بارہ پندرہ روپیہ تک پس انداز
 ہوتے تھے۔

گہوڑے کی مالش سائیس کرنے تھے اور گہوڑے پر زین بھی سائیس کرتے
 تھے سپاہی کا گہوڑے کی مالش کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

ٹڈل یا پیدل فواعسدان رسالون میں کہی نہیں ہوتی تھی سپاہیوں
 پیدل چلتے وقت قدم ملا کر چلنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

رگیولیشن کے موافق افسر یا سپاہی سلام نہیں کرتے تھے بلکہ یوں فارم
 پہنچے ہوئے مغلی طور پر ہاتھ کی پشت سامنے کر کے سلام کرتے تھے۔ اورنگ آباد
 ہنگولی۔ بلارم۔ مومن آباد۔ ان چاروں مقامات پر حیدر آباد کنٹنمنٹ کے ہیڈ کوارٹر
 تھے۔ سال میں ایک دفعہ موسم سرما میں رگیڈیر جنرل صاحب حیدر آباد کنٹنمنٹ رسالہ
 اور پٹن اور توپخانہ کی انسپکشن کو تشریف لاتے اور ہر ایک مقام پر تین چار روز
 قیام کرتے اور انسپکشن ختم کر کے اپنے مستقر کو چلے جاتے تھے رگیڈیر کے
 آنکھی تاریخ دو مہینے قبل معلوم ہو جاتی تھی۔ کمانڈنگ افسر جنٹ چند روز قبل

قواعد میں فوج سے اسی کام کی مشق یعنی شروع کرتے جو کام کہ جنرل صاحب کی آواز کے بعد اون کے سامنے لیا جاتا۔ اور انسپکشن قریب قریب حسب ذیل طریقہ کے موافق ہوا کرتا تھا۔

ہر گیارہ صاحب چھاؤنی میں داخل ہوتے ہی دوسرے روز جو الون کا فلڈ ٹریپر سے ملاحظہ فرماتے پھر سیکٹ ڈیوٹی اور اوس کے بعد چاند ماری کی جاتی تھی بندوق کا نشانہ ساٹھ وار سے تفنگچہ کا دس وار سے ایک مربع دو فٹ کی چاند ماری پر لگایا جاتا تھا بے خار بندوقین اور تفنگچے منہ سے بہرنے کے اشتعال کئے جاتے تھے۔ رجمنٹ میں نصف جو الون کے پاس بہالے اور تفنگچے اور تلوارین اور نصف کے پاس بندوقین اور تلوارین تھیں۔ قواعد پریڈ میں فرنٹ ریانگ میں بہالے والے اور ریر ریانگ میں بندوق والے رہا کرتے تھے۔

جنرل صاحب کے سامنے نشانہ اندازی کو فی جوان تین کارتوس دے جاتے ہر ایک تربی کی علیحدہ علیحدہ چاند ماری ہوتی تھی۔ آخر پریڈ میں فلڈ ٹریپر سے مارچ پاسٹ کیا جاتا۔ اور بعد ڈرل کے وہ چند کام لئے جاتے جنکی مشق پہلے سے کی گئی تھی۔ اسکے بعد رجمنٹ سلامی ادا کرتی اور جنرل صاحب آگے بڑھ کر رجمنٹ کی کامنوی بہت تعریف کرتے۔

اڑتالیس سال تک فوج کا فلڈ ٹریپر اور انڈرپس تفصیل ذیل کے

موافق رہا۔

جوانوں کے الخالق گھٹنے تک سر پہ پٹری اور ہر شخص اپنے خاندان کی طرز کے موافق پٹری باندھتا تھا سیاہ چمڑے کا ڈبہ اور بگلوں تلواریں مغلّی قبضہ کی سفید پاجامے لائنگ بوٹ سیاہ چمڑے کے افسران فوج رسالدار رسائیدار جہدار کی فلیڈریس مین بھی الخالق ہوتی تھی سپر کاکام رہتا تھا سر پر زربین مندریلین اور زربین ڈبے بگلوں۔ گھوڑے پر بانات کی خوگیرین اور اوسپر سٹخ بانات کے زربین پوش ہوئے اور اوتکی باناتی و مچیان۔ اور پیش بند۔ پوزی۔ زیر بند۔ اور منہ مین مغلّی لگائیں اور سوت کی ٹیپ کی باگین رہتی تھیں۔

۱۸۶۴ء عیسوی مین کرنل ٹینکل نے تیسرے رسالہ کے لئے ولایت سے کرچین منگائیں اور ۱۸۶۵ء عیسوی مین کرنل ڈوکر صاحب نے کانپور سے زربین اور لگائیں اور منہ کا سامان چرمی منگایا۔ اور اسی سنہ مین پکڑیوں کے عیوض نیلگون لگیان اور قزلباش تیسرے رسالہ مین جاری ہوئیں۔ الخالق کے ساتھ ایک زمانہ تک سر پر لنگی باندھی جاتی تھی۔

اس کے بعد ۱۸۶۵ء عیسوی مین الخالق کی جگہ سیاہ سرج کا بلوزیہ بنے کرتا پہنے کے لئے حکم دیا گیا اور سوت مین کل یوروپین افسر اور نیڈو افسروں کا ایک ہی یونی فارم ہو گیا۔

آغاز حیدر آباد کنٹننٹل سے پچپن سال کے بعد برٹش گورنمنٹ حیدر آباد کنٹننٹل کے فوجی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی اور لارڈ نار تھم بروک نے جنرل پٹھنا

ہم رسالہ جدید آباد کھنڈ کا یہ فائلر سیرین بی بی فارم ۱۹۵۵ء عیسوی آٹک تا رحیم آباد بعد اس کے تبدیل ہوئی +



رسالہ محمد موداد خان - رسالہ محمد عثمان خان - رسالہ مازن محمد علی بیگ نندالک بہادر - رسالہ محمد اکبر خان - جمعہ دار محمد اسماعیل خان +
محمد اودلی داد خان - رسالہ خواجہ بخش خان - قیصر پٹ - سلطان سٹ - رسالہ میر احمد بخش خان ناغر - محمد واصل خان - رسالہ محمد قلی خان

کو اس فوج کی برگڈیری کے لئے انتخاب کیا اور ان کو یہ ہدایت کی کہ وہ حیدرآباد کنتھنٹ میں بنگال اور مدراس و پنجاب آرمی کے قواعد اور قوانین جاری کریں۔ چنانچہ ۱۸۶۷ء عیسوی میں جنرل ربرٹ صاحب نے حیدرآباد کنتھنٹ کے رسالوں میں مالش کا قاعدہ جاری کیا یعنی سپاہی اپنے گھوڑے کی خود مالش کیا کرے اور سابق بن جو سلعہ رابون کا قاعدہ تھا یعنی ایک ایک سلعہ دار کے دس دس بارہ بارہ بلکہ بعض افسروں کے پچاس پچاس سلعہ ساتھ گھوڑے رہتے تھے جو پانچواں کے نام سے موسوم تھے وہ قاعدہ بالکل موقوف کر دیا گیا خود اسپیشل جارجی ہوا اسکو اس کے فوجی قوانین جو بنگال مدراس پنجاب آرمی میں جاری تھے وہ سب حیدرآباد کنتھنٹ میں جاری کئے گئے۔

سر سالار جنگ بہادر سے میں نے بیان کیا کہ ایام غدر کے بعد سے برٹش گورنمنٹ میں حیدرآباد کنتھنٹ کی بہت بڑی قدر ہوئی اور رفتہ رفتہ برٹش گورنمنٹ نے اس فوج کو اپنی دوسری فوج کی حالت پر لے آنے میں کوشش کی اور تبدیلیج اس کام میں کامیابی حاصل کی۔

اگر ابتدا میں حیدرآباد کنتھنٹ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جاتا تو مصلحت ملکی کے خلاف تھا کیونکہ اس وقت میں جو لوگ فوج بے قاعدہ سے پیچھے گئے تھے وہ سب مغز اور خاندانی اور صاحب وسیلہ تھے اس وقت میں یہ نظام ان کے خلاف مرضی ہوتا اس لئے جو کام برٹش گورنمنٹ کو کرنا تھا وہ

رفتہ رفتہ کیا گیا۔

سر سالار جنگ بہادر نے یہ سب کیفیت سن کر فرمایا کہ حیدر آباد کنٹنٹ کے جدید انتظام کا مسئلہ اب بخوبی ہماری سمجھ میں آ گیا اب اس امر سے ہکو اتفاق ہے حیدر آباد کنٹنٹ کو جب برٹش آرمی کے ساتھ ملکر کام کرنا پڑتا ہے تو ایسی حالت میں ضرور ہے کہ اوسکی انتظامی حالت بھی اونکی سی ہونی چاہیے۔ دوسرے روز جبکہ تمام افسر مس ہوس میں جمع تھے کہ یکایک اسٹنٹ جلیٹ جنرل کی ایک جیٹی اس مضمون کی آئی کہ تہرڈ لائنس اور فور تہ لائنس حیدر آباد کنٹنٹ میں سے ریڈینٹ صاحب اور سر سالار جنگ بہادر کے اسکارٹ میں ایک ایک ٹروپ مقرر کیا جائے۔ چونکہ دونوں رجمنٹوں کے کمانڈنگ افسر بھی اوسوقت مس ہوس میں موجود تھے۔ کرنل جالن کمانڈنگ فور تہ لائنس نے کہا ہماری رجمنٹ کا ٹروپ ریڈینٹ صاحب کے اسکارٹ میں بھیجا جائے اور کرنل ڈوکر کمانڈنگ افسر تہرڈ لائنس نے کہا تہین ہمارا ٹروپ اون کے اسکارٹ میں بھیجا جائے چونکہ اسٹنٹ جلیٹ جنرل کی جیٹی میں کسی قسم کی مراحت نہ تھی اس لئے یہ قرار پایا کہ دو چٹھون پرانے جنٹوں کے اسکارٹ افسروں کا نام لکھا جائے اور دو چٹھون پر سر چرڈ میڈ اور سر سالار جنگ کا نام تحریر کیا جائے ان سب کو ملکر چٹھیا نکالی جائیں جس افسر کا نام ریڈینٹ صاحب کے نام کیساتھ ملے وہ انکو اسکارٹ میں جائے اور جبکہ نام سر سالار جنگ کے نام کے ساتھ ملے وہ انکی ہمراہی میں ضرور ہوگا۔

ٹھہر ڈالنے کے میرا نام اور غور تہہ لائے سے ولایت علیخان صاحب رسا پندار کا نام اسکاٹ ڈیوٹی کے لئے لکھا گیا۔ جب چٹیان ڈالی گئیں تو ولایت علیخان کا نام رزڈنٹ صاحب کے نام کے ساتھ اور میرا نام سکرٹری لارڈ جنک بہادر کے نام کے ساتھ کلا جو میری بڑی دوستی کا سبب ہوا۔ اس لئے کہ پہلی دو ملاقاتوں میں نواب صاحب سے مجھے ایک خاص قسم کی وابستگی ہو گئی تھی اور ان کے اخلاق اور محبت آمیز باتوں نے میرے دل کو گرویدہ کر لیا تھا۔

شام کو ایک کارڈن پارٹی میں نواب صاحب مہرج کے دونوں سرزندوں میر لائق علیخان بہادر اور میر سعادت علیخان بہادر سے میری ملاقات ہوئی چھوٹے صاحب زادے نے مجھ کو دعوت دی کہ روضہ فیش سر آپ اگر ایک روز ہمارے پاس رہیں اور شکار کا انتظام کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ پر وہ غیب سے ایک ایسا سامان ہو گیا ہے کہ جب تک آپ اس سمت میں رہیں گے میں آپ کے ہمراہ رہوں گا۔ میں ان سے اسکاٹ ڈیوٹی میں اپنے تقرر کا ذکر کیا۔ اور اسٹنٹ اجیٹ جنرل صاحب کی چھٹی کا آنا اور دونوں کمانڈنگ افسروں میں رزڈنٹ صاحب بہادر کے اسکاٹ کی نسبت بحث ہونا اور اس کے بعد چٹیان ڈالنا اور پیر نام نواب صاحب کے ساتھ قمر میں نکلنا جو کچھ واقعات گزرے تھے میں نے ان سے سب بیان کئے وہ سکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا میں ڈنر کے وقت یہ سب احوال بابا سے کہوں گا یقیناً ہر

وہ ہی سنکر بہت مسرور ہون گئے۔ بابا نے چند مرتبہ آپ کا ذکر کیا ہے۔ میر
سعادت علی خان بڑے ذکی اور تیز فہم تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ کے کمانڈنگ
افسر آپ کو ریڈینٹ صاحب کے پاس بھجوانا چاہتے تھے لیکن قدرتا آپ کا نام
چٹھیوں میں بابا کے ساتھ نکل آیا یہ ایک تائید غیبی ہے۔

دوسرے روز مع ایک سو سواروں کے مین نواب صاحب کے ساتھ روضہ
کو گیا اپنے راستہ میں مجھے دیکھ کر ہنس م فرمایا اور یہ کہہا کہ (آپ تو چٹھیوں
میں ہمارے نام سے نکلے ہیں) نواب صاحب کا یہ فقرہ اس وقت پر اس قدر دلیرا
اور محبت انگیز تھا کہ جس کا لطف میں بیان نہیں کر سکتا۔ اول تو اون کی تقریر ہی ایسی
تھی کہ آدمی اون کی سحر بانی سے از خود رفتہ ہو جاتا تھا۔ اور پھر ایسے موقع پر جب کہ
چند ملاقاتوں میں مجھ کو اونہوں نے اپنے دام عنایت میں گرفتار کر لیا تھا اس
عنایت و محبت آمیز کلام کا مجھ پر بہت بڑا اثر پڑا۔ میں نے عرض کیا کہ فدوی جو
سرکار کے نام سے چٹھیوں میں نکلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ من جانب
اقدس ہی فدوی سرکار کا ہو چکا ہے۔ اسپر نواب صاحب سکر اکرمیری سواری
کے گھوڑے کی کیفیت دریافت فرمانے لگے۔

اور میرے فلڈریس کو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ یہ فلڈریس بنگال اور
پنجاب کے رجمنٹوں کے افسروں کے فلڈریس سے زیادہ خوش وضع اور نہایت
موزون ہے۔

AD

سالار جنگ بہادر اور سرچرڈ میڈ صاحب روضہ شریف میں داخل ہو گئے
 کمپ میں اوتھے میر ریاضت علیخان بہادر فرزند تہور علیخان بہادر جلال الدولہ نواب
 سالار جنگ بہادر کے ہمراہ تھے۔ لیکن ان ایام میں درو گلو کے سبب سے وہ
 سواری وغیرہ میں شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کی ملاقات کا مجھ کو بہت اشتیاق
 تھا۔ زمانہ طفولیت میں میرے چچا مرزا ذوالفقار علی بیگستان بہادر رسالہ ارمیجر کی لڑکی
 کی شادی کی تقریب میں ان سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ میں اوپر بیان کر آیا
 ہوں کہ وہ لڑکی میر محمد حسن خان بہادر کے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ چونکہ مرزا
 ذوالفقار علی بیگستان بہادر کی اوس کے سوا کوئی اور اولاد نہ تھی اسلئے
 انہیں اپنی اس بیٹی سے کمال درجہ محبت تھی مشیت ایزدی سے اس
 لڑکی کا انتقال ہو گیا اور اوس کی چھ سالہ ایک لڑکی باقی رہ گئی انہوں
 نے اپنے انتقال کے وقت سالار جنگ بہادر کو اپنا وصی کیا اور اپنی لڑکی
 کو مع سامان و اسباب کے نواب صاحب کے سپرد فرمایا۔ نواب صاحب
 مدوح میر ریاضت علیخان بہادر کو اپنے فرزندوں کے مثل چاہتے تھے جب
 وہ لڑکی سن شعور کو پہنچی۔ تب نواب صاحب مدوح نے میر ریاضت علیخان بہادر
 کے ساتھ اوسکی شادی کر دی۔

اس سبب سے عہد طفولیت کے رشتہ محبت کے سوا ان سے قربت کا بھی
 ایک نیا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔ دو تین ملاقاتوں میں میر ریاضت علیخان بہادر

کے ساتھ مجھے بہت محبت ہو گئی۔

نواب سر سالار جنگ بہادر کے زمانہ قیام سفر میں۔ میں برائے نام کمپین میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھا۔ میرے تمام اوقات نواب لائق علیخان بہادر و نواب سمات علیخان بہادر و ریاضت علیخان بہادر کی صحبت میں گزرتے تھے سالار جنگ بہادر جب کبھی سوار ہوتے ہیں ان کے ساتھ سوار ہوتا۔ اور جہان کہیں وہ جاتے ہیں ان کے ساتھ جاتا تھا۔ غرض اس سرانجام آف وی اسکار سے میرا درجہ گزر کر میں مدار المہام سکالر عالی کے پرنسپل اسٹاف میں ہو گیا۔

ایک مرتبہ صبح کو جنرل رائیٹ صاحب زریڈنٹ صاحب کی ملاقات کے واسطے روضہ میں آئے چونکہ نواب سر سالار جنگ بہادر اور زریڈنٹ صاحب کے کمپ قریب قریب تھے۔ سالار جنگ بہادر بھی ٹھیلے ٹھیلے زریڈنٹ صاحب کی طرف چلے گئے۔ جنپ معمول میں ہیں نواب صاحب کے ساتھ تھا جنرل رائیٹ صاحب میرے ساتھ نہایت مہربانی کرتے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا اب کی ملاقات زریڈنٹ صاحب کے ساتھ میں نے کہا وہ زمانہ حال میں یہاں ٹیلیفٹ لائے ہیں اس لئے ابھی ان سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہ بات سنکر جنرل صاحب مجھے زریڈنٹ صاحب کے پاس لے گئے اور انہوں نے صاحب مروج سے انٹرویو س کر اس کے میرا احوال بیان کرنا شروع کیا۔

سالار جنگ بہادر ایک ستون کے پیچھے صاحب زریڈنٹ بہادر اور جنرل

صاحب کے قریب کھڑے تھے۔ جو کچھ جنرل صاحب بیان کرتے اسے نواب صاحب
نجوبی سن سکتے تھے۔

جنرل صاحب نے انگریزی زبان میں کہا کہ مرزا محمد علی بیگ رسا پیدار سے
حیدر آباد کنٹونمنٹ کے جدید انتظام میں سرکار کو بڑی مدد ملی اوسکے انتظامات
و خدمات کے دیکھنے کا مجھے اکثر موقع ہوتا ہے بلا مبالغہ میں کہتا ہوں کہ اس
لیاقت و انتظامی قوت کا نیٹو افسر بیان تو کیا پنجاب اور بنگال کے رسالوں
میں ہی کوئی نہیں دیکھا۔ محمد علی بیگ نے اپنی رجمنٹ کے برٹش افسروں سے
استعداد اتحاد و ارتباط پیدا کر لیا ہے کہ وہ لوگ ان سے کسی قسم کی معاشرت
نہیں کر سکتے میں محمد علی بیگ پر اوسے قدر اعتماد کرتا ہوں جیسا کہ دوسرے
برٹش افسروں پر سالار جنگ بہادر نے جنرل صاحب کی یہ سب تقریر لفظ
بلفظ سنی میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ جنرل صاحب کا برسہیل تذکرہ ان سب
امور کو میرے متعلق رزیدنٹ صاحب سے بیان کرنا اور نواب صاحب کا بلا
ارادہ حسن اتفاق سے اونسو سماعت فرمانا میرے لئے استفادہ مفید ہوا کہ غلام
سفارش سے بھی ممکن نہ تھا۔ اور اگر صاحب رزیدنٹ اور جنرل صاحب ہی
میری پہلانی کے لئے انہیں الفاظ سے سفارش کرتے تب ہی اتنا
اچھا نتیجہ ظہور میں نہ آتا جو بلا ارادہ طرفین کے نواب صاحب کے گوش زد ہونے
سے پیدا ہوا۔

وہاں سے نواب صاحب اپنے خیمہ کو واپس تشریف لائے اور شب میں
 مجھے ڈنر پر یاد فرمایا۔ اوسوقت دن پر فقط مولوی مہدی علیخان اور آغا ناصر شاہ
 اور سپر علی صاحب بلگرامی موجود تھے میرے عزیز دوست میرزا بخت علیخان
 صاحب بسبب علالت طبع ڈنر میں نہ آسکتے تھے نواب صاحب میرے ساتھ
 خاص عنایت اور مہربانی سے پیش آئے۔

ڈنر کے بعد حیدر آباد کنٹونمنٹ کے مختلف ابواب میں مجھ سے گفتگو کرتے

رہے۔

دوسرے روز صبح کو نواب صاحب کے دونوں صاحبزادے میر لائق علیخان بہادر
 و میر سعادت علیخان بہادر شکار کو گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا روضہ تشریف
 کے قرب میں وقتالاب تھے۔ وہاں بطون کا شکار ہوا۔ سولہ بیلین اور چوبیس
 اسنیف شکار کئے گئے اسکے بعد ہم سب ایک تالاب کے کنارہ بیٹھ کر چائے
 پی رہے تھے کہ اس اثنائ میں بطون کا ایک غول اوڑتا ہوا آیا۔ اور وہ ہمارے
 سروں پر سے گزرا۔ میں نے جلدی سے بندوق لیکر اونپر فیر کیا ایک بڑی
 بط زخمی ہو کر تالاب میں گری۔ چونکہ پانی عمیق تھا اور تالاب میں بیلین پہلی ہوتی
 نہیں بغیر اعانت کشتی کے اوسکا نکالنا ناممکن تھا دونوں صاحبزادوں نے افسوس
 کیا کہ بط پانی میں بڑی ہے اور اس کے نکالنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ اگر آدمی
 تالاب کے اندر پہنچا جاتا ہے تو بیلون کے ساسکے سبب اسے وہ پیر نہ سکیگا

بلکہ بلیون مین او بچہ کراؤ کے ڈوب جائیگا اندیشہ ہے باہم ہی گفتگو ہوتی رہی۔
 جب چائے نوشی سے فارغ ہو کر ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور چارہ تھے
 تھے کہ کیمپ کو روانہ ہوں۔ اتنے مین ویکہتا کیا ہوں کہ زخمی بٹ پر ایک بڑی چیل
 منڈلا رہی ہے۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ چیل اس بٹ کو ضرور اوٹھالیا جائیگی۔ مین فوراً
 کھڑا ہو گیا۔ میرا سواوت علیخان نے پوچھا کیا ہے مین نے کہا چیل کی عادت ہے
 کہ زخمی بٹوں کو تالا لے کر باہر نکال کر لکھایا کرتی ہے یقین ہے یہ چیل اس بٹ کو ضرور
 اوٹھائے جائے گی۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ دو چیل سمٹ کر بٹ کی طرف
 اوتری اور اوسکا سر چنگل مین پکڑا اور تالا لے کر اوسے لیکر پنجون مین دابے ہو
 تالا لے کے کنارہ کنارہ درختوں کے اوپر اوپر اوڑتی ہوئی چلی تاکہ کسی محفوظ جگہ
 بیٹھ کر اوسے کھائے۔ مین نے شکاری کے ہاتھ سے بندوق لے لی اور حریف
 چیل اوڑتی جا رہی تھی مین نے فوراً اوسط راستے پر اپنے یا بو کو دوڑا یا جب چیل
 کے قریب پہونچا تو یا بو کے عین دوڑنے کی حالت میں اوڑتی ہوئی چیل پر اپنے
 بندوق چلائی چیل نے بٹ کے میدان میں گر پڑی بٹ ابھی تک زندہ تھی اوسے
 فوج کر لیا۔ و دونوں صاحبزادوں کو یہ تماشا عجیب و غریب معلوم ہوا خصوصاً
 سواوت علیخان بہادر گھڑی گھڑی فرماتے تھے کہ ایسا تماشا ہم نے دیکھا تو کیا
 کہی سنا ہی نہیں۔ مین جا کر یہ سب احوال بابا سے بیان کر دینگا۔ چنانچہ وہ
 چیل اور بٹ ایک سوار کو دیگئی کہ وہ اوسے اون دوسرے طور سے جنگا شکار

کیا گیا ہے علیحدہ لائے جب ہم کمپ مین پہنچے تو نواب صاحب کہا نا تناول فرما کے آرام کر رہے تھے۔ چھوٹے صاحبزادے نے وہ چیل اور وہ لبط نواب صاحب کے خاص آرام کرنے کے خیمہ میں رکھوا دی۔ اور نواب صاحب کے بیدار ہوتے ہی تمام کیفیت شکار کی اول سے آخر تک ان کے سامنے بیان کر دی۔

شام کے قریب کمپ مین ٹنٹ پیکنگ کا انتظام کیا گیا نواب سر سالار جنگ ٹنٹ پیکنگ ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ مجھ کو دیکھتے ہی تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ ہم نے آپ کی ایک نئی کرامت کا احوال سنا ہے کہ جنگل کے جانور بھی آپ کو مدد دیا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کرامت مخصوص سرکاری کی عنایت کے طفیل سے ہے۔

پہر نیزہ بازی شروع ہوئی۔ مسٹر فریدون جی ناظم بندوبست اور احمد رضا ہتھم کو تو والی ٹنٹ پیکنگ مین شریک ہوئے اسکے بعد نواب صاحب نے روضہ یفش کے تمام مزار وں کی زیارت فرمائی۔ اور پہر زریڈنٹ صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر غار ہائے ایلورہ ملاحظہ کئے اور چوتھے روز اورنگ آباد کو واپس تیفش لائے راستہ میں دولت آباد کا قلعہ دیکھا قدیم زمانہ میں یہ قلعہ نہایت مستحکم سمجھا جاتا تھا یہ ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے جو زمین سے ایک سو چالیس گز بلند ہے اور اس کے گرد چالیس گز چوڑی اور بنیس گز گہری خندق سنگ خارا کی کھدی ہوئی ہے۔

اسی روز شام کو آغا ناصر شاہ صاحب میرے پاس آئے اور پراپوٹ طور پر مجھ سے کہا کہ نواب صاحب نے جس روز سے آپ کو پریڈ پر تیسرے رسالہ کنٹینٹ کی کمان کرتے دیکھا ہے اور اسکے بعد آپ کے حالات جنرل راپٹ صاحب اور صاحب رزٹنٹ کی زبانی سنے ہیں اوسی روز سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ آپ کو حضور پر نور کے اسٹاف میں مقرر کریں اگر آپ اسے قبول کریں تو وہ سرکاری طور پر رزٹنٹ صاحب سے آپ کے لئے تحریر کریں گے۔ میں نے یہ ہنس کر نواب صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مجھے بدل و جان منظور ہے اس سے زیادہ مجھے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ نواب صاحب مجھ کو اس خدمت کے لئے منتخب کریں۔ اور حضرت ہنگالٹا حضور پر نور کی خدمت مبارک میں رہنے کا فخر مجھے حاصل ہو۔

دوسرے روز میں نے جرنیل راپٹ صاحب اور کرنل ڈوکر صاحب سے اسکا تذکرہ کیا۔ معلوم ہوا کہ انہیں اس سے پہلے ہی خبر ہو چکی ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا اگرچہ آپ کی ترقی سے ہمیں بہت بڑی خوشی ہے مگر اسکے ساتھ حیدر آباد کنٹینٹ سے آپ کی علیحدگی کا افسوس بھی ہے۔ جو وقت نواب سالار جنگ بہادر نے اورنگ آباد سے حیدر آباد کی طرف واپسی کا عزم کیا روانگی کے وقت مجھ سے فرمایا کہ حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے تقرر کی نسبت صاحب رزٹنٹ بہادر اور جنرل راپٹ سے سب

ابو اباطے ہو چکے ہیں حیدر آباد پہونچکر سرکاری طور پر اس امر میں کارروائی
کیجائے گی۔

اسکے بعد حیدر آباد کنٹنجنٹ کے تیسرے رسالہ کے ساتھ میں چھاؤنی موئن آباد
کو روانہ ہوا۔ موئن آباد میں آئے ہوئے مجھے دو چار ہی روز گزرے تھے
اور ایک روز شام کو میں اپنے بنگلہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ کرنل مجرٹ صاحب کی
ایک چٹھی اس مضمون کی آئی کہ تمام افسران فوج فوراً مس ہو س میں جمع
ہو جائیں جب میں وہاں پہونچا تو کرنل صاحب نے مجھے جنرل راسٹ صاحب کے
ملیٹری سکری کی چٹھی دکھلائی جس میں انہوں نے تھرڈ لائنر حیدر آباد کنٹنجنٹ کو
مبارکباد کے بعد تحریر کیا تھا کہ آپ کی رجمنٹ کو گورنمنٹ ہند نے جنگ
افغانستان میں شامل ہونے کے لئے منتخب فرمایا ہے آپ لوگ فوراً
بکلی روانہ ہو جائیں۔ اور وہاں سے براہ دریا کراچی پہونچکر چکیب آباد۔ سبھی
تقدیمار۔ ہوتے ہوئے سرفیڈرک رابرٹسن کی فوج کے ساتھ کابل میں شامل
ہو جائیں جبوقت افسران فوج نے یہ خبر سنی تو اونکے فرحت و سرور کی جوش
اور اشتیاق جنگ کا احوال کچھ نہ پوچھو۔ فوراً کونسل آف وار منعقد ہوئی اور
یہ قرار پایا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس سفر کا تمام سامان فراہم کر کے بھی روانہ
ہو جانا چاہیے۔

ہم اس تباری میں مصروف تھے کہ نواب سر سالار بہادر کی ایک غنایت

آمینز انگریزی چٹھی میرے نام آئی۔ اوسمین لکھا تھا کہ صاحب زرڈینٹ بہادر نے آپ کا تقرر حضور پر نور کے اسٹاف میں منظور کر لیا ہے۔ آپ فوراً حیدرآباد پہونچکر حضور پر نور کے اسٹاف میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کریں۔ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں حیدرآباد آئے کے لئے بدل و جان تیار تھا۔ لیکن میری رجمنٹ امرتسر و فرما میں جنگ افغانستان کو روانہ ہونے والی ہے لہذا ایک ایسے موقع جنگ پر جسکی سپاہیوں کو سالہائے سال سے تمنا رہتی ہے۔ میں اپنی رجمنٹ کو نہیں چھوڑ سکتا اگر میں اس لڑائی سے زندہ واپس آ یا اور اوسوقت تک یہ جگہ میرے لئے خالی رکھی گئی تو بسر و چشم میں حاضر ہونگا۔

ہم ابھی افغانستان کو روانہ نہیں ہوئے تھے کہ میری اس تحریر کا جواب بھی میرے پاس آگیا۔ نواب صاحب نے اول تو نہایت محبت آمیز الفاظ میں مجھے میدان جنگ میں جانے کی مبارکباد دی اور اس کے بعد یہ لکھا باوجودیکہ گورنمنٹ ہند نے حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے شامل ہونے کو منظور کر لیا تھا۔ مگر آپ نے بجائے اس کے جنگ میں جانے کو پسند کیا ہے۔ آپ کی وقت جو کچھ میرے ولین تھی اوس سے دوچند ہو گئی ہے۔ آپ کی واپسی تک آپ کے لئے حضور پر نور کے اسٹاف کی جگہ ضرور محفوظ رکھی جائے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ بھت و سلامت لڑائی سے واپس

آئیگے۔ اور ہم آپ کو اطمینان دلاتے ہیں کہ آپ اس خدمت پر مامور کئے جائیگے جس کے متعلق ہر ایک امر کا فیصلہ ہو چکا ہے اسی طرح سر چرٹو میڈ صاحب اور جنرل رائٹ صاحب اور دیگر اجاب نے یہی سمجھے اس ارادہ پر مبارک باد دی۔

لیکن میر لالین علیخان بہادر۔ و میر سداوت علیخان بہادر صاحبزادگان رسالہ لاؤنگ بہادر کی رائے اسکے خلاف تھی۔ اوںہوں نے دوستانہ خطوط مجھے لکھے کہ جب حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کا تقرر ہو چکا ہے اور خود ریڈنٹ صاحب اور جنرل صاحب اجازت دے چکے ہیں تو ایسی حالت میں ایسی جلیلہ خدمت اور آسائش و راحت کو چھوڑ کر جنگ کو جانا۔ سفر کی تکلیف اٹھانا خلاف عقل ہے۔

اونکا صاف منشا رہا کہ میں اپنے ارادہ کو فتح کروں اور جنگ پر جانے سے درگزر کروں۔ اور حیدر آباد پہونچ کر اپنی تہی خدمت کا چارج لون اور سب دوستوں سے ملوں۔ جس جنگ میں ہماری رجمنٹ کو جانے کے لئے حکم دیا گیا تھا اوسکی آگ افغانستان میں ایک زمانہ سے مشغول تھی اسکے کچھ کچھ حالات مختصر طور پر میں ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ کہ امیر دوست محمد خان نے افغانستان میں ۱۹ جون ۱۸۶۳ء عیسوی کو بیس سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا اونکی وصیت کے مطابق شیر علیخان پسر دوست محمد خان افغانستان کے تخت پر بیٹھے شیر علیخان کے عہد حکومت میں روسیوں نے وسط

ایشیامین اپنی سلطنت اتنی بڑھائی کہ اونکی سرحد افغانستان کے حدود سے
 آکر ملگئی جس سے شیرعلیخان کو اپنے ملک کی طرف سے بڑا اندیشہ پیدا ہوا۔
 اوسوقت شیرعلیخان نے چاہا کہ روس کے مقابل سرکار انگریزی سے
 عہد و پیمان کیا جائے تاکہ روس کی پیشقدمی کے خطر سے امن ملے مگر گورنمنٹ
 ہند سے اونکو اس ارادہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے روسیوں سے
 دوستی بڑھائی شروع کی اور جبکہ روس کا سفیر روم پر فتح پانے کے بعد کابل آیا
 تو شیرعلیخان نے اوسکی بڑی تعظیم و توجہ کی۔ یہ شہیدہ برٹش گورنمنٹ کو ناگوار
 گذرا۔ اور امیر کابل کی طرف اپنا ایک مشن بھیجا تاکہ سرکار برطانیہ کے عرب
 داب کا سکہ افغانستان میں اچھے طور پر بیٹھے۔ اور فرمانروائی کی سطوت زیادہ
 تر قائم و پائیدار رہے مگر امیر نے اس سفارت کو پشاور سے آگے بڑھنے کا
 موقع نہ دیا۔

لارڈ لٹن اوسوقت ہندوستان میں گورنر جنرل تھے انہوں نے
 شیرعلیخان کو لکھا کہ ۲۰ نومبر ۱۸۷۸ء تک ہماری سفارت کو کابل میں آنے
 کے لئے اجازت دیجائے اور معقول طور پر اس بے اعتدالی کی معافی چاہی
 جائے ورنہ آپ دوستانہ تعلقات بالکل قطع کر دے جائینگے امیر نے
 اس تحریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب مدت معہودہ منقضی ہو گئی تو سرکار نے
 تین طرف سے افغانستان پر فوج کشی کی شرق میں درہ خیبر سے جنرل

براون بھیجے گئے۔

داوی کرم سے خبرل راہٹسن۔ اور جنوب میں پشین سے خبرل بڈلیف
خبرل براون کی فوج نے جلال آباد پر۔ اور خبرل راہٹسن کی فوج نے قلات
غلزئی پر۔ اور خبرل بڈلیف کی فوج نے قندہار پر آخر دسمبر اور آغاز جنوری ۱۸۷۹ء
عیسوی میں قبضہ کر لیا۔

امیر شیرعلیخان — کارا انگریزی کے ان سخت حملوں کی تاب نہ لا کر
فوراً تخت افغانستان چھوڑ کے روسیوں سے مدد لینے کی غرض سے
بلخ کی طرف چلے گئے اور نہایت پاس و حسرت کی حالت میں ۲۱ جنوری
۱۸۷۹ء عیسوی کو مقام ناظر شریف میں روانہ ہونے لگے۔ انتقال کیا۔

امیر شیرعلیخان کے بڑے دو بیٹے تھے۔ یعقوب خان اور ایوب خان
یعقوب خان سب سے بڑے تھے جس زمانہ میں امیر دوست محمد خان کے
انتقال سے افغانستان کے تخت کا جھگڑا شروع ہوا تو انہوں نے
اپنے باپ کو بڑی ملک دی تھی مگر اپنے بھائے اسکے کہ مورد عنایت
رہتے ان کی سوتیلی ماں کے بھگانے سے قید کر دیا۔

یعقوب خان مدت دراز تک قید رہے۔ اور گوشہ عزت میں رہتے
رہتے ان کی ذاتی قابلیتیں خاک میں مل گئیں۔ جبکہ وہ تخت افغانستان
پر بیٹھے تو دشمن کے مقابلہ میں ان سے کچھ ہی نہ ہو سکا بلکہ مجبور ہو کر گندہارک

کے مقام پر انگریزی لشکرین چلے آئے اور ۲۶ مئی ۱۸۴۹ء عیسوی کو صلح کر کے عہد نامہ پر دستخط کر دیا اور ایک انگریزی سفیر کو بھی کابل میں رہنے کے لئے اجازت دیدی چنانچہ ۲۴ جولائی ۱۸۴۹ء عیسوی کو سرلوٹس کیوکناری مع چھپیس سواروں اور پچاس پیادوں کے نہیرانہ حیثیت سے کابل میں داخل ہو گئے اور ایسہر کی طرف سے بڑی دھوم دھام سے سفارت کا استقبال کیا گیا۔

اس بد نظمی کے زمانہ میں امیر کی فوج کو کچھ دنوں سے کہیں کہیں تنخواہ نہیں دیکھی تھی۔ شروع اگسٹ میں جب انہوں نے اپنی تنخواہ کا سخت تقاضا کیا تو امیر کابل اس مجبوری سے کہ خزانہ میں روپیہ نہ تھا ان کی تنخواہ دے سکے نہیں رسالوں نے اسپر ایسے سے مخالفت اختیار کی اور چونکہ افغان لوگ امیر یعقوب خان کو انگریزی گورنمنٹ کا دست پروردہ عنایت سمجھتے تھے۔ اور اس سرکار کا خبر خواہ اسوجہ سے انگریزی سفیر پر انہوں نے اپنا دلی بخار نکالنا چاہا۔ اور رنڈنسی پر حملہ شروع کر دیا۔ ستمبر ۱۸۴۹ء عیسوی کے آغاز میں انہوں نے اس جھوٹی سی جماعت کو نہایت بیرحمی سے ایک ہی دن میں قتل کر ڈالا۔ یعقوب خان نے ہر چہ اوتکی منتین کین اور قرآن کے واسطے دے مگر کسی نے کچھ نہ سنا۔

جب وقت ہو کر کیوکناری۔ اور اونکے ہر اہی سپاہیوں کے قتل کی خبر ہندوستان میں پہونچی تو گورنمنٹ ہند کو نہایت افسوس ہوا۔ اور اسکے

ساتھ ہی اہل کابل سے انتقام لینے کے لئے پہلے ہی تمام افواج کی تیاریاں کی گئیں۔

جنرل سابرٹس جو ابھی تک فوجی کمیشن کے باعث ہندوستان میں موجود تھے فوج لیکر فوراً کورم کی طرف روانہ ہوئے۔

جنرل مین نے درہ شتر گردن پر اور جنرل اسٹوارٹ نے قندھار پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔

گورنمنٹ ہند نے اس موقع پر حیدر آباد کنٹنٹ کو افغانستان جانے کے لئے حکم دیا چونکہ ہماری رجمنٹ ہر طرح جنگی سامان سے تیار اور جنگ پر جابگیر آمادہ و مستعد تھی لہذا ۱۵ ماہ سپتمبر ۱۸۴۹ء عیسوی کو مین مومن آباد سے اپنی رجمنٹ کے ساتھ جنگ افغانستان کو روانہ ہوا۔

اوسوقت برٹش انفر رجمنٹ مین کم تھے۔ کرنل فخر لڈ نے مجھے تیسرے اسکوڈرن کی کمان پر مقرر کیا۔ اور فٹ اسکوڈرن کے ساتھ خود کرنل فخر لڈ بارسلی اسٹیشن سے ریل پر سوار ہوئے یہی پہونچنے ان کے بعد کرنل اسٹوارٹ سکند اسکوڈرن کے ہمراہ۔ اور مین۔ تھرڈ اسکوڈرن کو لیکر ریل پر سوار ہوا۔ دوسرے روز ہم سب مع انجیر سببی مین داخل ہو گئے وہاں دیکھا کہ تین دھاتی ہوا گورنمنٹ کے حکم سے تیار مین تیسرے اسکوڈرن کے ساتھ مین بھی سے سوار ہوا یہ میرا پہلا صحابی سفر تھا۔ جہاز کا لنگر اوٹھنا تھا کہ طبیعت پر مالش شروع

100



رساندار مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر الملک کا جنگ افغانستان کو ۱۸۶۹ عیسوی میں روانہ ہونا

ہوئی۔ سرزمین چکر پیدا ہونے لگا۔ جہاز جتدر آگے بڑھتا گیا طبیعت کی بے لطفی اور سر کا چکر زیادہ ہوتا گیا۔ انتہی درجہ کی تکلیف رہی۔ جب تک میں جہاز میں رہا اس شکایت میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ آخر خدا خدا کر کے تیسرے روز جہاز کراچی پہنچا۔

یہ وہ شہر ہے جسے سرکار انگریزی نے ۱۸۳۹ء عیسوی میں فتح کیا ہے اور دریائے سند کے شمالی انتہا پر ایک پہاڑ کے جنوبی دامن میں واقع ہے یہاں دونوں کین خشکی کی سمندر میں چلی گئی ہیں۔ ایک دس میل لانی چٹان ہے جس کا نام منور ہے اور امواج سمندر کے مقابلہ میں بڑی بہاری روکتے۔

دوسری کلفٹن ہے۔ جہاں تبدیل آب و ہوا کی غرض سے مغز لوگ جا کر رہا کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان آدھا ساڑھے تین میل کا فاصلہ ہے مگر اس جگہ جو سمندر ہے وہی خلیج کراچی کہلاتا ہے مگر اسکے منہ کو کچھ چٹانی چھوٹے چھوٹے جزیرے جنہیں صدمی چٹانیں کہتے ہیں اور جن کے چپے ایک بڑا جزیرہ قماری ہے سمندر میں آنے والوں کی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔

شمال میں اس منور سے لیاری ندی کے کنارہ تک پانچ میل میں اور ابھی پرانے شہر سے شرفاؤ غریبا اسقدر فاصلہ تک یہ بند گاہ پہیلی ہوئی ہے لیکن اسقدر رقبہ زمین میں سے بہت ہی تھوڑی جگہ ایسی ہے کہ جہاں بڑے بڑے جہاز آسکیں۔

اس مشورہ پر ایک منارہ بنا ہوا ہے جو سطح سمندر سے ۱۲۰ فٹ بلند ہے۔ یہ منارہ اہل جہاز کو کراچی آتے وقت سے پہلے نظر آتا ہے اور اگر ہوا صاف ہو تو سترہ میل سے دکھائی دیتا ہے اسی مقام پر ایک قلعہ ہے جو ۱۷۹۷ء عیسوی میں بنایا گیا ہے۔ سوا اسکے یہاں بندرگاہ کی حفاظت اور ملاحوں کی سکونت۔ اور کام کرنے کے مکانات۔ اور تارگہ وغیرہ کی بھی عمارتیں بنی ہیں۔ لائبریری۔ بیروڈروم۔ یورپین اسکول ملائیکا گرجا بھی بنا ہوا ہے۔

اس کے مقابل دوسری طرف جزیرہ قماری میں مسافروں اور مال واپسٹا کے اوتارنے کی جگہ ہے جہاز اسی جگہ تک آتے ہیں۔ یہاں تین گھاٹ ہیں جو ٹرک کہ نیپیر کے پشتہ پہنچ جاتی ہے وہ تین میل چکر جزیرہ کراچی۔ اور ہندوستان سے ملا دیتی ہے۔ سندریلو سے بھی قماری تک چلی گئی ہے مگر بجائے نیپیر کے پشتہ کے دوسرے راستہ سے ایک بڑے دلدل کے کنارہ کنارہ چکر کہانی ہوئی جاتی ہے۔ یہاں اس دلدل کا پانی پشتہ کے پیچھے سے ایک عجیب پل بنا کر نکالا ہے جو بارہ سو فٹ لانا ہے اور ۱۸۶۵ء عیسوی میں (۱۲۵۰ھ) پونڈ خرچ سے بنایا گیا ہے۔

اس پل کی شمالی انتہا پر مغربی سمت کو کچھ آگے بڑھ گئے ایک پشتہ ہے جس کے بنانے میں ۱۲۳۳۳۳ پونڈ صرف ہوئے ہیں۔

پنجاب۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ اور راجپوتانہ کے ایک بڑے حصہ کی بحری تجارت۔ اور مسافروں کی دریائی آمد و رفت اسی بندرگاہ سے ہوتی ہے۔

۱۷۲۵ء عیسوی سے پہلے اس شہر کا نام دلشان بھی نہ تھا۔ جام دریا خان جو کیا حاکم سند کے زمانہ میں یہاں بندرگاہ کا کچھ نشان پڑا۔ اور تجارت شروع ہوئی تھی۔ مسقط سے ایک توپ بھی یہاں کے قلعہ میں لائے تھے اور اس جگہ کا نام کراچی رکھا تھا پھر اسے خان قلات نے لے لیا اور ایک مدت تک اس کے قبضہ میں رہا یہاں تجارت کو ترقی ہوتی رہی اس کے بعد ۱۷۹۵ء عیسوی میں تالپور کے امیر اسپر قابض ہو گئے۔ اور منورا پر ایک قلعہ بنایا ۱۸۳۸ء عیسوی میں یہاں کی آبادی تقریباً چودہ ہزار تھی۔ مکانات غام اور اکثر ایک منزلہ تھے۔

پھر ۱۸۷۲ء عیسوی کی مردم شماری میں یہاں کی آبادی کی تعداد ۵۶۷۵۳ ہو گئی۔ جس میں مسلمان ۲۹۱۵۶ باقی ہندو اور سیکندریسیائی وغیرہ تھے اگرچہ اس شہر کی آبادی اور تجارت نے انگریزی حکومت کے زمانہ میں بڑی ترقی کی ہے مگر اس کی تجارت پہلے ہی کچھ کم نہ تھی۔

۱۸۷۳ء عیسوی میں امیر سندھ کے عہد حکومت میں اس شہر کی آمدنی اندازاً تین لاکھ روپیہ ہوتی تھی مگر سابق حکام کی ناقذ و غالی سے اس مقام کو

زیادہ رونق نہ ہوئی۔ اگر وہ اس جگہ کی قدر و قیمت جانتے تو وہ اس سے بڑا فائدہ اٹھا سکتے تھے اب تو یہاں کی تجارت کا حال نہ پوچھو۔ یہی کے بعد مغربی ہند میں اسکی برابر بحری تجارت کا مقام کوئی بھی نہیں ہے۔

جب ہم کراچی پہونچے چیمپسل ٹرینین تیار تھیں جہان سے اترتے ہی تمام رجمنٹ یکے بعد دیگرے ٹرینوں میں سوار ہو کر چکیب آباد جا اتری شہر چکیب آباد۔ کرنل جکیب کا آباد کیا ہوا ہے۔ یہ کرنل صاحب بڑے نامی گرامی اور مشہور افسر تھے سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری میں اضلاع کراچی اور سیسی کے پولیس افسر مقرر ہوئے تھے۔ ان آیام میں بلوچستان کا ملک بھی ہندوستان کے دوسرے علاقہ جات کی طرح ٹیڑھوں اور ٹھگنوں کا گھر تھا۔ جا بجا چور۔ راہزن اور قزاقوں کے مسکن تھے آوارہ گرد قوموں نے اسے اپنا ملجا اور ادا بنار کہا تھا۔ بلوچی سردار بھی ایک دوسرے سے جنگ و جدال میں مصروف رہتے تھے۔

کرنل جکیب نے تمام علاقہ جات شرقی و شمالی سندھ کو توالی کے تھا نجات مقرر کئے۔ چوری۔ ڈکیتی۔ اور ٹھگی کا انتظام کیا۔ اون کے حسن انتظام سے ریڈ برونز یہہ جرایم کم ہوتے گئے۔ امن و امان بڑھتی گئی۔ صنعت۔ حرفت۔ پیرا حث۔ اور تجارت کی طرف مخلوق کا میلان زیادہ ہونے لگا۔ جہاں یہہ شہر چکیب آباد اسوقت آباد ہے وہاں پانی نہ تھا۔ کراچی سے

یہی تک ایک ایسا ریگستان ہے کہ جہین کئی منزل تک پانی نہیں ملتا تھا۔ گرمی کے موسم میں گرمی ایسی شدت سے ہوتی تھی کہ ہر کہہ دہ کے منہ سے الامان و تحفیظ کی صدا بلند ہوتی تھی۔

جو سو لچ کہ قند ہار کی طرف سے آئے تھے گرمی کی شدت سے اون کے بدن پر آبلے پڑ گئے تھے۔ بلکہ ریل میں چند آدمی حرارت کی شدت سے بڑی چمکے تھے تمازت آفتاب سے ریل استقر گرم ہو جاتی تھی کہ باہر کی طرف سے اوسپر پاون رکھنا دشوار ہوتا تھا۔ جس زمانہ میں ہم جکیب آباد پہنچے تو گرمی کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ تاہم دکن کی بہ نسبت بدرجہا گرمی زیادہ تھی اسطرح جیسے گرمی کے موسم میں حرارت کی شدت ہوتی ہے ویسے ہی سرما کے موسم میں برودت کی بھی زیادتی ہوتی ہے۔ سیبی سے کچھ آگے بڑھ کر کوئیٹہ میں نورف گرا کرتی ہے۔

کرنل جکیب نے جکیب آباد کے مقام میں ایک باولی بنوائی تھی جہین بمشکل تمام ستر فیٹ عمق پر تھوڑا پانی نکلا ہوا۔ یہاں انہوں نے کوتوالی کا ایک تہانہ مقرر کیا پھر فوراً برادر اوسکی آبادی کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ باولی کے اطراف میں اچھے طود پر آبادی ہو گئی۔

مسافرین و مقیمین کی آسائش اور قیام کے لئے متعدد سرائیں اور مکانات تیار ہو گئے اور جب وہاں صاف و صاف و دردن کثرت نظر آنے لگی۔

مقام کی آب و ہوا بھی خوشگوار معلوم ہوئی تب انہوں نے ایک بڑے وسیع پیمانہ پر شہر کی بنیاد ڈالی۔ اطراف و جوانب کے بلوچ اور ہاشندہ کو وہاں مکانات بنانے اور تجارت کی کوٹھیا قائم کرنے کی تحریص و ترغیب دلائی چنانچہ سات سال کی کوشش سے یہ جیک آباد ایک خوش عمارت اور وسیع اور بارونق شہر ہو گیا۔

اگرچہ بعد کو شہر کے اور گوشوں میں بھی متعدد باولیان کہودی گئی تھیں اور پانی پینے کے لئے کافی طور پر میسر آسکتا تھا لیکن ریگستانی ملک ہونے کے سبب سے زراعت کے واسطے بالکل پانی نہ تھا۔ اوسکی بڑی ضرورت تھی۔ اس ملک میں بارش بہت کم ہوتی ہے غالباً اس بارش کی سالانہ مقدار ۱۲ انچ سے ۱۶ انچ تک ہوگی چونکہ کرنل جیکب صاحب خود انجینئر تھے اسوجہ سے انہوں نے اس سرزمین کا لیول لیا اور دریائے سندھ سے جو جیکب آباد سے چودھ میل کے فاصلہ پر بہتا ہے ایک نہر نکالنے کا ارادہ کیا اور یہ خیال کیا کہ اگر اوس نہر کے ذریعہ پانی لایا جائے گا تو سندھ کا نام شمالی ملک اوس سے سرسبز و شاداب ہو سکے گا جب یہ تدبیر ممکن العمل ثابت ہوئی تو انہوں نے اپنے ارادہ کی مفصل رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی جس پر سرکار کی اجازت سے اوس ریگستان میں دریائے سندھ سے ایک بڑی نہر نکالی۔

یہ نہر شہر جیکب آباد کے قریب سے ہو کر گزرتی ہے جسکی وجہ سے یہ تمام علاقہ شاداب و گلزار ہو گیا ہے۔ نہر کے کنارہ بہت سے چھوٹے چھوٹے دیہات و قریات آباد ہو گئے ہیں۔ جہاں کچھ مدت پیشتر ایک قطرہ پانی نہ ملتا تھا۔ اور چاروں طرف بجز صحرائے لق و دلق اور ریگستان کے نہری کا پتہ نہ تھا۔ وہاں اب جا بجا سرسبزی و بہار۔ اور ہرے پھرے درخت دل کو بہاتے نظر آتے ہیں۔ زمین کی فطرتی خوبیاں صرف پھول و پھل ہی میں نہیں بلکہ عام نباتات میں نظر آتی ہیں چنانچہ ہمارے فوجی گھوڑوں کو جو کڑبی یہاں دیکھائی تھی وہ ایسی شیریں ہوتی تھی کہ اوسکی حلاوت سے نیشکر کا مزہ یاد آجاتا تھا۔ گھوڑوں کی سبز کھانسی کے ساتھ مزدور لوگ جو خرچہ لائے اور کھیرے لائے سبھی نہایت باغزہ اور شیریں ہوتے تھے۔

جب ہماری فوج جیکب آباد پہنچی تو سر فرڈرک رابرٹ کی طرف سے کونسل فخر کے پاس ایک تار آیا کہ تاحکم ثانی یہہر جنت جیکب آباد میں قیام پذیر رہے۔ اور دریائے سند کے کنارہ کنارہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں سیپی کے نواح میں بھی جائیں اور جو راستہ یہاں سے قندھار کو جاتا ہے اوسکا کامل انتظام رکھا جائے۔ اور اگر بلوچوں میں کاکوئی سردار بغاوت اختیار کرے یا سرکار سے مخالف ہونے کے کہیں اشار پائے جائیں تو ان سرکشوں کی فرار کر کوئی و تادیب کی جائے۔

گورنمنٹ کے اس حکم کی تعمیل کے واسطے کرنل فچرل نے مجھ کو حکم دیا کہ سیپی کی لائن کے طرف ریلوے کے برابر اپنے ترپ کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں روانہ کریں چنانچہ چار چار جوانوں کی مع ایک ایک دفعہ دار کے مستعد ٹکڑیاں مختلف مقامات پر مین نے مقرر کیں۔ اور مین خود ریل پر سیپی کو گایا اور وہاں کے اسٹاف افسر سے ملکر انکو سب انتظامی حالت سمجھا دی۔

جیکب آباد سے مقام سیپی سید ہاشمالی طرف مین واقع ہے اور سیپی سے داور جنوب و مغرب کی جانب اور کوئیٹہ در بولان کے اوس پار شمال کی طرف واقع ہے کوئیٹہ سے شمال کو چلکر چین کی راہ سے قندھار کو جاتے ہیں۔ اگر یہ راستہ بند ہو جاتا تو سرکار کی اوس فوج کو جو قندھار گئی تھی۔ یاد رہ کر م سے آگے بڑھی ہی نہایت وقت پیش آتی اس واسطے اس راستہ کی حفاظت نہایت ضرور تھی۔

بلوچی سردار کو بظاہر دم نہ مارتے تھے مگر باطن میں سرکار انگریزی سے بد دل تھے۔ اور مخفی طور پر نجاوت پر آمادہ تھے۔ جب کبھی ہماری فوج کی کوئی چھوٹی ٹکڑی بے موقع لمبائی تو وہ اوپر بند وقون کے فیر کرتے اور فوراً ہٹا گئے جاتے تھے۔ مگر علانیہ طور پر ہرگز سامنے نہ آتے تھے اسوجہ سے ہماری فوج کو ہر وقت خطر رہتا تھا اور ان چھپے دشمنوں سے اپنی حفاظت کرنی پڑتی اور سخت محنت اٹھانی ہوتی تھی۔

۱۷۹ عیسوی مطابق ۱۲۹۶ ہجری میں کرنل ڈوکر صاحب جو تہرہ ڈالائزر
حیدرآباد کونٹیننٹ کے مستقل افسر تھے اور فرپور ولایت گئے ہوئے تھے
جہنٹ میں اگر شامل ہو گئے اور جہنٹ کی کمان کا اہتمام اونہوں نے اپنے
ہاتھ میں لیا اس موقع پر امیر یعقوب خان کا کچھ مختصر احوال بیان کیا جاتا ہے
کہ جب لارڈ رابرٹ کو کیونٹاری کے قتل کی خبر پہنچی تو اونہوں نے فوراً
کابل پر چڑھائی کر دی وہ اپنی فوج کو بڑھاتے ہوئے روزانہ لاشے لائے
پاچ کرتے ہوئے جا رہے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ جب قدر جلد ممکن ہو کابل
پہنچ جائیں۔

جنرل رابرٹ سے ہندوستان میں جو بڑے بڑے نمایاں کارنامے
آئے ہیں۔ اونہیں کابل کا پاچ بڑا لائق قدر سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ جنرل
رابرٹ صاحب استقدر مسافت بعیدہ کو جس تہوری مدت میں قطع کر کے
اپنی ماتحت فوج کو جیسی اچھی حالت میں رکھ کر کابل پہنچے تھے قطعاً اوسکا
یقین تو کیا کسی کو گمان ہی نہ تھا۔

اس جنگ میں جو کامیابی اونکو ہوئی اسکا بڑا سبب اونکی ہشتابی
خیال کی جاتی ہے۔ اور کابل کے سردار اور سپاہ کو بھی ہرگز یہ گمان
نہ تھا کہ انگریزی فوج اتنی کم مدت میں کابل کو پہنچ کر جنگ میں کامیاب
ہوگی۔

۲۸ ستمبر کو جنرل رابرٹ کا کالم۔ خشکی نخود کے مقام پر پہونچ کر دامن کوہین
 خیمہ زن ہوا۔ شام کے وقت جنرل صاحب نے سب فوجی افسروں کو جمع کر کے
 مشورہ کیا۔ اور کہا کہ ہماری فوج اب کابل سے اندازاً ۶۰ میل کے فاصلہ پر
 ہے اور دشمن کے حالات جو کچھ ہم کو معلوم ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا
 ہے کہ بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان مع پانسوا فغانوں کے کابل
 سے دس میل کے فاصلہ پر اس لئے پیٹڑوں میں پوشیدہ ہے کہ جب
 ہم آگے بڑھیں تو وہ ہماری اڈونس کالم کو روکے اور قوم غلزمی کے چار
 سردار مع ایک ہزار جوانوں کے ہمارے بازو کی فوج پر حملہ آور ہوں۔ بہر حال
 یعقوب خان کا احوال معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس فکر میں ہیں لیکن یہ امر
 بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ کابل کے اطراف و جوانب میں سب لوگ جنگ
 کے لئے آمادہ ہیں ایسی حالت میں ہماری حملہ آوری کا بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ
 جنرل کمفرس صاحب جو ریر گارڈ کی کمان پر ہیں میل ہماری فوج سے پیچھے
 ہیں ان کو اطلاع دی جائے کہ وہ تتر و یک ہو جائیں۔ اور میجر و ایٹ صاحب
 ایک کالم کو لیکر بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان کے مقابلہ کو جائیں
 اور ہمارا کالم بڑے راستہ سے کابل پر چڑھائی کرے۔

جنرل صاحب کی اس رائے کے ساتھ سب فوجی افسروں نے
 اتفاق کیا قبل اسکے کہ یہ مجلس شوریٰ برخواست ہو۔ جنرل رابرٹ کو یہ خبر

پہونچی کہ یعقوب خان امیر کابل مع چند ہزار ہیون کے کیمپ سے دو میل کے فاصلہ پر آ کے مقیم ہوئے ہیں۔ اور کل صبح کو کیمپ میں آنا چاہتے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی جنرل صاحب اور سب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا دوسرے روز صبح کو دربار کی تیاری کی گئی لیکن ایسے موقع پر فوجی کیمپ میں دربار کا ساز و سامان کہاں مہیا ہو سکتا تھا تاہم چند کرسیاں رکھی گئیں اور سب افسر جمع ہوئے۔

۲۹ ستمبر کو قریب آٹھ بجے جگے امیر یعقوب خان برٹش کیمپ میں داخل ہوئے جنرل رابرٹس کے چیف آف دی اسٹاف نے ان کی پیشوائی کی اور جنرل صاحب کے خیمہ میں ان کو لائے میجر مکوین صاحب جو پشتو زبان بخوبی بولتے تھے مترجم مقرر ہوئے۔ یہ وہ نامور افسر ہیں کہ بعد کو سر جان مکوین کے خطاب سے مخاطب کئے گئے جنگِ بلاک مومنین ۱۸۸۸ء عیسوی میں ان کے اسٹاف میں رہ چکا ہوں۔

جنرل رابرٹس نے امیر یعقوب خان کو کرسی پر بٹھلایا۔ اور ان کی مزاج پررسی کی امیر یعقوب خان نے اپنے واقعات یوں بیان کئے جتنا ترجمہ میجر مکوین نے کیا کہ میری عمر کا تمام حصہ ترو و اور تفکر میں گزرا۔ اول تو میرے باپ نے مجھ کو ایک مدت تک قندھار میں قید رکھا۔ جب وہاں سے مجھ کو رہائی ہوئی۔ اور کابل کا تخت نصیب ہوا تو وہاں ہی پریشانی و زحمت کا

سامنا رہا۔ اسکے بعد برٹش گورنمنٹ کے نکل عافیت بین مین نے پناہ لی اور یہ خیال کیا کہ اس گورنمنٹ کے سایہ حکومت میں آرام اور چین سے بسر کروں گا لیکن میری قوم نے یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا۔ برٹش سفیر کو قتل کر کے برٹش گورنمنٹ کو مجھ سے برہم کر دیا ایک طرف کابل کے افغان دل سے ناراض اور دوسری طرف برٹش گورنمنٹ ناخوش۔ ایسی حالت میں جینا اور مزاج برابر ہے۔ بین افغانستان کا بادشاہ رہے سے برٹش کیمپ میں سائیس نیکر ہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ انگریزی گورنمنٹ پر مین ثابت کروں کہ سفیر کے قتل سے مجھ کو کچھ تعلق تھا اور آئندہ کابل کے تختے سے مین اپنی علیحدگی چاہتا ہوں۔

جنرل رابرٹ امیر یعقوب خان کی اس تقریر کو شکر اؤن کے ساتھ رطف و مدارات سے پیش آئے۔ اور اؤن سے کہا کہ آپ ہمارے کیمپ میں رہیں آپ کی ہر طرح سے خبر گیری کی جائے گی۔ لیکن جب تک برائے نام آپ اپنے آپ کو امیر کابل سمجھیں کہ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے افغانستان کی حکومت پر کوئی امیر مستقل طور سے مقرر کیا جائے۔

چنانچہ امیر یعقوب خان جنرل رابرٹ کے کیمپ میں مقیم ہوئے۔ ۲۷ ستمبر کو جنرل رابرٹ نے کابل پر چڑھائی کی۔

میجر وائٹ صاحب نے بیگم محمد خان کی زوجہ پر حملہ کیا اور اسکو پکڑ دیا

میجر وائیٹ صاحب کے نام سے شاید بعض حضرات واقف نہ ہوں گے کہ یہ کس شان کے افسر ہیں اور ان سے کون کون سے کارہائے نمایان ظہور میں آئے ہیں اس لئے اس موقع پر ان کے جلیلہ عہدہ اور فوجی ترقی کی فی الجملہ تصریح کی جاتی ہے۔ میجر وائیٹ۔ لارڈ رابرٹ کے بعد ہندوستان کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور جنگ سمت افریقہ میں۔ لیڈی اسمتھ میں ایک مدت تک محصور رہے اس کے بعد انہوں نے (فیلڈ مارشل) کے اعلیٰ عہدہ پر ترقی پائی۔

غرض کہ اس موقع پر جنرل کمفرس کا کالم بھی اگر رابرٹ صاحب کی فوج کے ساتھ شامل ہو گیا۔ میجر وائیٹ۔ جنرل کمفرس۔ اور جنرل رابرٹ کے کالم تین طرف سے نہایت مستعدی اور عجلت سے بڑھے انگریزی فوج کی نقل و حرکت ایسی جوان مردی و دلیری سے ہوئی کہ دشمن کے قدم جم سکے۔ اور وہ دو نشان اور بینٹس توپیں چھوڑ کر نہایت اضطراب کے ساتھ میدان جنگ سے بہاگ گئے۔ افغانوں کو اپنی اس شکست پر بہت بڑا تعجب ہوا۔ اونکا یہ خیال تھا کہ سردی کی شدت کے سبب انگریزی فوج کابل پر حملہ نہ کر سکے گی۔ لیکن جہوٹ افغانوں نے بڑش آرمی کی جرارت اور بہادری کو دیکھا اور سوقت اونکے وہ سب خیالات باطل ہو گئے۔

اس شکست کے بعد افغان ابھی ابھی سرج جمع نہ ہونے پائے تھے کہ

۱۔ اکٹوبر کو جنرل رابرٹسن کابل سے دو میل پر خیمہ زن ہوئے یہاں خبر آئی کہ دشمن
بلا حصار کے پیچھے مقیم ہے فوراً یہ تجویز ہوئی کہ انہیں جلد حملہ کیا جائے اس کے
پناہ لینے کی راہ بند کر دی جائے لیکن دشمن پر کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ ۸
اکٹوبر کو بارہ توپیں بلا حصار کے عقب میں اور اٹھتر توپیں شہر پور میں چھوڑ کر
خود بخود پیراگندہ ہو گئے۔

۲۔ ۱۳ اکٹوبر کو جنرل رابرٹسن کی فوج کابل میں بلا مزاحمت داخل ہو گئی
امیر ناسازی مزارج کے جیل سے فوج کے ہمراہ شہر میں داخل نہ ہوئے۔ بالا
حصار میں سامان جنگ اور خزانہ تو بہت کچھ ملا۔ لیکن زریڈنسی کی جگہ میں چند
جلی ہوئی دیواریں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ جنرل رابرٹسن نے کابل میں پہنچنے
کے بعد ایک اشتہار جاری کیا کہ کل حکام اور سرداران ملک اپنے اپنے منصبی
کار میں مشغول ہو جائیں تا وقتیکہ سرکار انگریزی کابل کی حکمرانی کا کوئی دوسرا
انتظام نہ کرے کاروبار سلطنت افغانستان انگریزی گورنمنٹ کے قبضہ
اقتدار میں رہے گا اس اشتہار سے امیر یعقوب خان کا افغانستان کی حکومت
سے علاحدہ ہونا سب کو معلوم ہو گیا۔

بعد چند روز کے سپہ سالار سیف الدین اور کوتوال کابل اور اولیٰ بعض
افغانوں کو پھانسی دینے کا حکم دیا گیا جو کناری صاحب کے قتل میں شریک تھے
ادھر کابل میں یہ منظم و نسق ہو رہا تھا۔ ادھر ہر رات میں بڑی بد عملی ہو رہی تھی۔

غزین میں ایوب خان یعقوب خان کا حقیقی بہائی۔ اور ہرات میں مشک عالم
سرکار انگریزی کے خلاف میں رہتے اور جنگ کے لئے لوگوں کو ترغیب دیتے تھے۔
دلاتے رہتے۔

اور ہماری فوج جبکہ آباور اور سیبی گے گرد و نواح کا انتظام کر رہی تھی۔
اور شب و روز اسی انتظار میں تھی کہ کب ہمیں قندہار جانے کے واسطے حکم
آتا ہے جب سپہ سالاران فوج انگلشیہ کو کابل کے یہہ فتوحات نصیب
ہو گئے تو ان کا یہ ارادہ ہوا کہ ہرات کی طرف سپاہ کو بڑھایا جائے اور جنرل
رابرٹس نے ہیکو ہی ایک تار بچا کہ تھرڈ لانسز حیدر آباد کنٹنٹ جیک آباد سے
روانہ ہو کر قندہار میں سرکاری فوج کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اس تار کے پہنچتے
ہی ہم لوگ تیار ہو گئے اور فٹ اسکو اڈرن کے ساتھ کرنل ڈوکر اور کرنل
فجرلڈاول اسپل ٹرین میں سوار ہو کر روانہ ہوئے اور دوسری اسپل ٹرین بھی تیار
ہی کہ فوج روانہ ہو۔ مگر وہاں گورنمنٹ کی اسے بدل گئی جنوبی افغانستان
میں لڑائی کا جو ارادہ تھا اسے بے ضرورت خیال کر کے نسخ کرنا پڑا۔

جنرل رابرٹس نے تار کے ذریعہ ہمیں حکم پہنچا کہ آپ لوگ سیبی کی
طرف اپنی ریلوے لائن کی حفاظت رکھیں۔ آگے بڑھنے کی کوئی ضرورت
نہیں ہے لہذا جو سپاہی اور گھوڑے ریل میں سوار ہو گئے تھے وہ اتار لئے
گئے اور جو جاچکے تھے وہ بھی واپس آ گئے۔

بعد کو ہمیں یہ حکم ملا کہ ہم اپنی فوج کی وکٹریاں جو چاروں طرف جیکب آباد اور سیبی کے علاقہ جات میں پہلی ہوئی ہیں فراہم کر لیں۔

جنرل رابرٹ جب کابل میں سب انتظام کر چکے تھے تو انہوں نے فوج کو ہندوستان جانے کے لئے حکم دیا۔ اور کابل سے قندھار کو فوجیں روانہ ہونی شروع ہوئیں۔ چونکہ ہماری رجمنٹ سیبی کی جانب مقیم تھی اس لئے یہاں یہ حکم ہوا کہ لاڈ رابرٹ کا کالم پہونچنے سے قبل ہم جیکب آباد سے روانہ ہو جائیں۔ مجرد اس حکم کے پہونچنے کے ہماری رجمنٹ چار اسپیشل ٹرنونین جیکب آباد سے کراچی کو روانہ ہوئی جسوقت ہم کراچی میں داخل ہوئے تو ہماری رجمنٹ تین جہازوں میں یکے بعد دیگرے کراچی سے بھیجی گئی اور روانہ ہوئی۔ چوتھے روز ہم بھیجی میں داخل ہو گئے۔ اور کلابہ کے قریب میدان میں ہمارا اسکواڈرن خیمہ لگا کر مقیم ہوا۔ اوسوقت ہمیں یہ خیال تھا کہ ہماری رجمنٹ بھیجی سے ریل میں روانہ کی جائے گی۔ مگر جنرل رابرٹ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ کمانڈر انچیف نے حکم دیا ہے کہ رسالہ بھیجی سے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اپنے مستقر کو جائے اس حکم کے منشاء کے موافق کرنل ڈوکر نے یہ تجویز کی کہ بھیجی میں پہونچتے ہی اسکواڈن فوراً مومن آباد کو روانہ ہو جائے۔

غرض فٹ اسکواڈن کو کرنل ڈوکر لیکر روانہ ہوئے اور سکندڑ کے ساتھ کرنل فوڈ گئے اور تھروڈ کے ساتھ کرنل استوارٹ کو جانا چاہیے تھا۔ لیکن مزاج

کی علالت کی وجہ سے بھی مین رہ گئے اور تھڑا سکو اڈرن کی کمان میرے تفویض ہوئی۔ مین بھی سے تھڑا سکو اڈرن کے دو سو جوانوں کو اپنے ہمراہ لیکر منزل منزل مومن آباد کو روانہ ہوا۔ چونکہ برسات کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ اور سرما شروع تھا۔ جنگل چار طرف سے سرسبز و شاداب اور تالاب پانی سے لبالب لہرا رہے تھے۔ سیر و تفریح کا ہر جگہ لطف تھا۔ راستہ میں جا بجا بطون کے پرے کے پرے ملتے تھے شکار کھیلنے ہوئے بھی سے اچھنگر اور بونہ کے راستہ ہو کر روزانہ پندرہ سولہ میل کی مسافت طے کرتے ہوئے ایک مہینہ پار ہو کر زمین ہم اپنے اسکو اڈرن کے ساتھ مومن آباد میں داخل ہوئے جنگ سے جب کوئی شخص صحیح و سالم اپنے گھر پہنچتا ہے اور غریب اقارب سے ملتا ہے اور سوقت طرفین کو جو خوشی و مسرت ہوتی ہے اسکو وہی خوب جانتا ہے جسکو ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے اس موقع کی خوشی بیان نہیں ہو سکتی۔ مومن آباد پہنچنے کے ایک ہفتہ بعد میں نے نواب سرسالا جنگ بہادر کو جنگ افغانستان سے اپنی والیسی کی اطلاع دی۔ اور تحریر کیا کہ حیدر آباد آنے کے واسطے مین اب تیار ہوں۔

نواب صاحب نے میرے بصحت و سلامت واپس آنے پر اظہار مسرت کر کے تحریر فرمایا کہ جلد راجد ہو کے حیدر آباد پہنچ کر آپ کو اپنی خدمت کا چارج لینا مناسب ہے اس حکم کے پہنچتے ہی مین نے حیدر آباد کی روانگی کی تیاری کر دی اور ۲۹ مارچ ۱۸۶۹ء کو حیدر آباد پہنچا۔ ۲۹ اپریل ۱۸۶۹ء کو حیدر آباد پہنچا۔

روانگی ٹہرائی روانگی سے ایک روز قبل تمام یوروپین اور نیٹو افسروں نے مس یوس
مین میری دعوت کی۔ اور کرمل فیلڈ نے تمام افسروں کی صلاح سے یہہ پرپوز کیا کہ
کل افسران فوج کی طرف سے ایک تقری پیالہ بطور یادگار مجھ کو دیا جائے چنانچہ
وہ پیالہ حیدر آباد آنے کے چند روز بعد میرے پاس پہنچایا گیا۔

دوسرے دن میرے سب دوست مجھے رخصت کرنے کے لئے دوڑتے
آئے اور مین اون سے رخصت ہو کر حیدر آباد کو روانہ ہوا۔

روانگی کے وقت میری بڑی لڑکی کی عمر سات سال کی تھی اور بڑے فرزند
اولایت علی بیگ کی عمر پانچ سال کی تھی اور تیسرے فرزند احمد علی بیگ کی عمر
ایک سال کی ان سب کو مین آباد مین چھوڑ آیا اور یہہ انتظام کیا کہ حیدر آباد
پہنچنے کے بعد بنگلہ وغیرہ تجویز کر کے اہل و عیال کو طلب کر لیا جائے ۲۰ محرم
۱۲۹۷ ہجری کو مین حیدر آباد مین داخل ہوا۔ اور اپنے عزیز دوست نواب
میر ریاضت علی خان بہادر کے پاس مقیم ہوا۔

دوسرے روز نواب سر سالار جنگ بہادر اور اون کے دونوں صاحبزادوں
کی ملاقات کیواسطے گیا نواب صاحب نہایت اخلاق اور عنایت سے پیش آئے
دیر تک جنگ افغانستان کا احوال دریافت فرماتے رہے۔

برخواست کیوقت آپ نے فرمایا پہلے آپ نواب شمس الملک بہادر سے ملاقات
کر لیجئے۔ ابھی تو عشرہ شریف محرم کا آغاز ہے اس کے بعد حضرت بندگاہی متعالی کی

خدمت میں آپ کی نذر گزرا سننے کا بندوبست کیا جائیگا۔

جب نعرہ کی تعطیلین ختم ہو چکیں تو ۴۴ تاریخ کو سر سالار جنگ بہادر نے راجہ گروہاری پرشاد کے ہمراہ مجھے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں نذر گزرا سننے کے لئے بھیجا۔
میں اہل وقت جب حضور پر نور کی خدمت میں نذر گزرا سننے گیا اس وقت حضور پر نور
سیما سجاہ کے حویلی میں برآمد تھے۔

نواب مستحکم جنگ بہادر اور بخشی بھان خان ہی سکرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
 اس وقت حضور پر نور کی عمر مبارک ۱۳ برس نو مہینے کی تھی۔

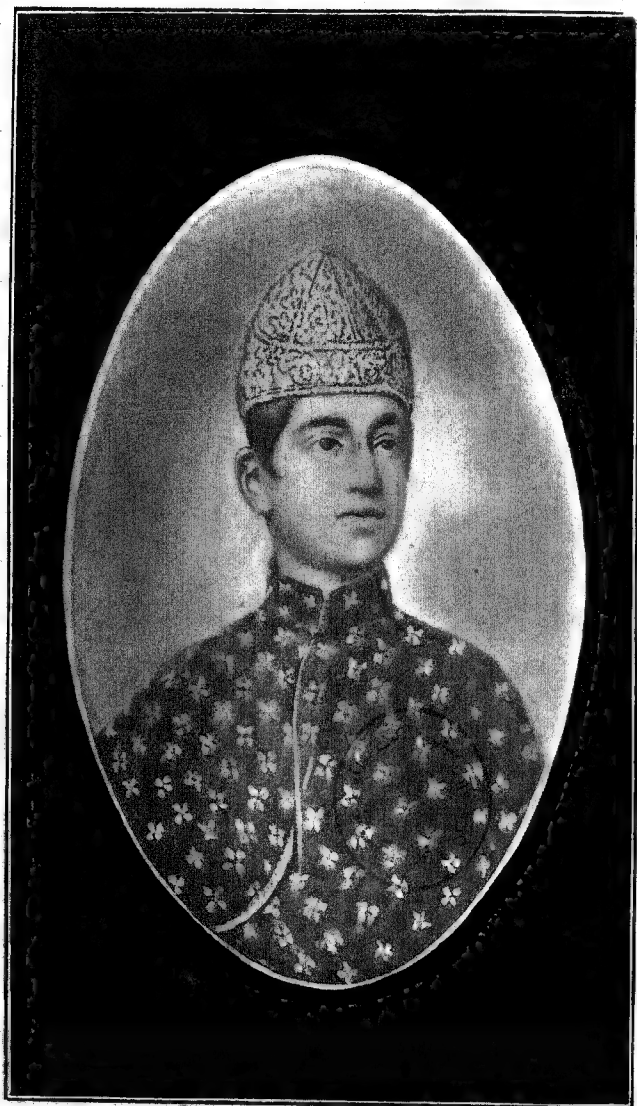
نذر پیش کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھے بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ اور چند منٹ کے بعد پھر بیٹھا۔ خسروی میں آداب عرض کر کے رخصت ہوا اور اپنی فرودگاہ کو واپس آیا۔

دوسرے روز میں سرچرٹو میڈ صاحب زرڈینٹ سے ملنے کے لئے گیا صاحب ممدوح نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور کہا کہ حیدر آباد کنٹونمنٹ کے آپ کو ایک سال کی رخصت دی گئی ہے۔ اس مدت تک آپ کا نام رجمنٹ کے ملازمین میں شامل رہے گا۔ بعد ازاں آپ کو اختیار ہو گا کہ آپ چاہیں اپنی رجمنٹ کو جائیں یا سرکار نظام کی خدمت کو قبول کریں۔

اوسى ہفتہ میں کپٹن کلارک سے میں نے ملاقات کی اوس زمانہ میں حضور پر نور کی تعلیم کے وہ مہتمم تھے۔ کپٹن صاحب نے مجھ سے کہا کہ نواب سالار جنگ بہادر نے

صفحہ نمبر ۱۲۰

شبیبہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام سلطنتہ



مرزا محمد علی بیگ افسر الملکباد کا حضور پر نور کو سلیمان جاہ کی حویلی میں پہلی نذر گزرا سنا

حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے تقرر کی نسبت مجھ کو لکھا ہے آپ میرے پاس جو محلہ مبارک میں کل کے روز آئے میں آپ کی خدمات اور جو کچھ دوسرے داریان ہو گئی آپ کو اون سے آگاہ کروں گا۔

دوسرے روز میں اور آغا ناصر شاہ صاحب ملکر کلاڑک صاحب کے پاس گئے انہوں نے مجھ سے جملہ ابواب متعلقہ بیان کئے اور کہا کہ آپ ہر روز صبح کے چہرے بجے ڈیوڈی مبارک میں حاضر ہو جایا کریں اگر حضور پر نور سوار ہو کر کہیں تشریف لیجائیں تو آپ ہمراہ رہیں۔ اور ہفتہ میں دو بار ڈنر ہوتا ہے میں بھی اس میں شریک ہوتا ہوں آپ بھی شریک ہوا کریں۔

تقریباً ایک سال تک ڈیوڈی مبارک میں میری یہی خدمت رہی۔ چونکہ میں ہمیشہ سے کام کا خوگر تھا۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا شغل نہ تھا کہ حسین میرا تمام وقت صرف ہوتا۔ میں اس سب سے نہایت گہرا کیا کرتا اور اکثر نواب میر سعادت علی خاں اور نواب میر قزاق حسین خان مخدوم الملک بہادر کے پاس نیزہ بازی اور پلو وغیرہ کھیلنے کے لئے چلا جاتا تھا۔ اور کبھی سکندر آباد اور بلارم کے افسروں کے ساتھ سواری اور شکار میں مصروف رہتا تھا۔

دوسرے سال ۱۲۹۸ھ میں حضور پر نور جو محلہ مبارک سے حویلی قدیم میں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت نواب سالار جنگ بہادر نے بصلاح کپٹن کلاڑک یہہ تجویز کی کہ حضور پر نور کی سواری کا پورشین درست ہونے کے لئے

رائڈنگ اسکول کی تعلیم کا انتظام کیا جائے اور حضور پر نور کے ساتھ ظفر جنگ بھادر
میر سہت علیخان بہادر میر جہاندار علیخان بہادر بھی اس میں شریک کئے جائیں۔ اور
یہ کام میرے تفویض کیا۔ کپٹن کلارک نے میرے مشورہ سے بارہویں لانسز کے
ایک رائڈنگ اسٹر کو بھی میری مدد کے لئے بلا لیا۔

ہفتہ میں تین بار رائڈنگ اسٹر بلازم سے حویلی قدیم میں آتا اور حضور پر نور
ایک گھنٹہ تک رائڈنگ اسکول میں مصروف رہتے تھے تھوڑے ہی دنوں
میں حضور پر نور کے اس کام میں نہایت ترقی کی اور سواری مبارک کا پوزیشن
ملیٹری قواعد کے موافق ہو گیا۔

اس اشار میں سالار جنگ بہادر کی خدمت میں یہ تحریک کی گئی کہ حضور پر نور
کو نیزہ بازی اور پولو کی بھی تعلیم دیجائے تو بہتر ہے۔ انہوں نے حضور پر نور کے
پولو کھیلنے کے نسبت تو اپنی بالکل ناراضماندی ظاہر کی مگر ٹینٹ پنگ کیلئے
نہایت خوشی سے اجازت دی میں نے اپنی اس رائے کو کپٹن کلارک سے
بیان کیا کہ حضور پر نور کے ساتھ اس کھیل میں اور بھی چند معزز نوجوان شریک
کئے جائیں تو انحضرت کی زیادہ دلچسپی کا سبب ہوگا انہوں نے میری اس رائے
کو نہایت پسند کیا۔ چنانچہ مسٹر ہوگاٹ فرزند میجر گارف۔ میر حافظ علی۔ میر ممتاز علی
حضور پر نور کے ساتھ نیزہ بازی میں شریک رہنے کے لئے منتخب کئے گئے۔
ہفتہ میں دو مرتبہ نیزہ بازی اور دو بار شوٹنگ کی پریکٹس برابر ہو کر تھی

اس باب میں جو چٹھی میجر کلارک نے مجھے تحریر کی تھی اوسکا ترجمہ مجھ سے لکھنا ہوں۔

حیدرآباد دکن

۲۵ فروری ۱۸۹۱ء عیسوی مطابق ۲۵۔

بیچ الاول ۱۲۹۱ھ ہجری۔

مائی ڈیرنزا محمد علی بیگ۔ مجھے امید ہے کہ ٹینٹ پکنگ نہایت خوشنودی

کے ساتھ انجام پاتی ہوگی۔ میری خواہش ہے کہ جبوقت حضور پر نور ٹینٹ پکنگ کرتے ہوں یا بندوق سے نشانہ مارتے ہوں تو آپ ہمیشہ اوسوقت موجود رہا کریں

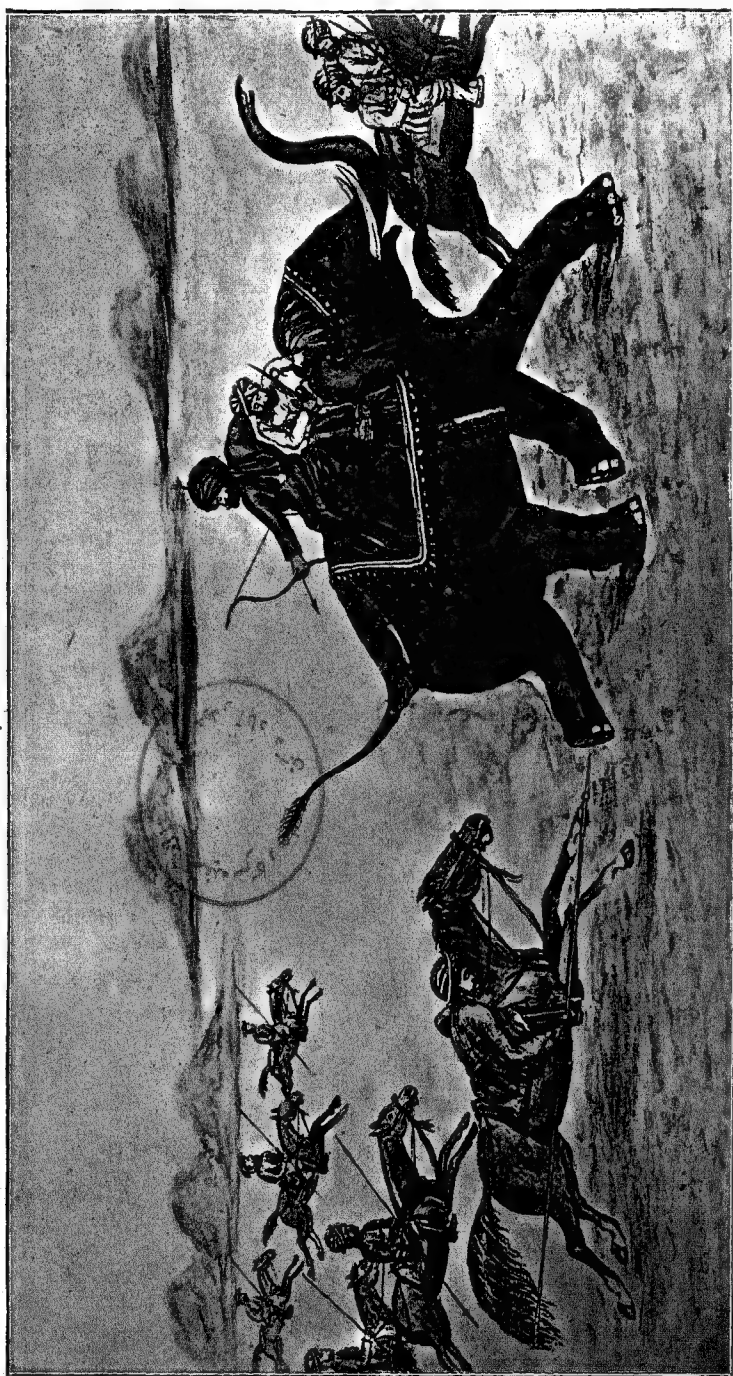
میں نے ہدایت کر دی ہے کہ اس کے شروع ہونے سے پہلے آپ کو ہمیشہ اطلاع کر دیجائے گی چونکہ آئندہ حضور پر نور آپ کی عدم موجودگی میں نہ بندوق سے نشانہ مارین گے اور نہ ٹینٹ پکنگ کی پرمکٹس کریں گے لہذا توقع کہ آپ اطلاع ہوتے ہی پالیس میں تشریف لانے کا خیال رکھیں۔

آپکا صادق الوداد۔ سی کلارک

حضور پر نور نے ٹینٹ پکنگ کی کثرت حویلی قدیم میں شروع کی اور تھوڑے
نہانہ میں حضور پر نور اس کلام کو نہایت عمدگی سے انجام دینے لگے۔ ایک روز
نیزہ بازی کے وقت حضور پر نور نے مجھ سے استفسار فرمایا کہ ٹینٹ پکنگ
کی کثرت کا بانی کون شخص ہے اور یہ کثرت ابتدا میں کطسج شروع ہوئی ہے
اوسوقت میں نے فقط اسقدر عرض کیا مجھ کو اتنا ہی علم ہے کہ ملک پنجاب سے
اس کلام کا آغاز ہوا ہے لیکن یہ کثرت کب اور کس سے اور کطسج شروع ہوئی۔

اسکا مجھے برابر علم نہیں ہے چنانچہ اس روز سے مجھے اس امر کی تلاش تھی کہ ٹینٹ
 پکننگ کا آغاز کیونکر ہوا ہے۔ جسوقت کہ میں مردکی کیا سب آف اکسٹریا زمین
 لارڈ رابرٹ کے ساتھ گیا تھا کیمپ کے بعد میں لارڈ رابرٹ سے اجازت لیکر مقام
 کالا باغ کو جو دریائے اٹک کے کنارہ واقع ہے اور یاں کے شکار کے واسطے گیا۔
 ملک یار محمد خان والی کالا باغ کے ایک صاحب سکھ سردار گرویاں سنگھ نامی
 مجھ سے وہاں ملے اثنائے گفتگو میں جب ٹینٹ پکننگ کا ذکر آیا تو انہوں نے
 مجھ سے رنجیت سنگھ والی پنجاب کے عہد کی ایک نقل بیان کی جس کے سننے سے
 مجھے یہ بات ہو کہ ٹینٹ پکننگ کے آغاز کی نسبت جسقدر اقوال میں نے سنے تھے
 ان سب سے یہ قول زیادہ تر قریب القیاس ہے اس لئے اس موقع پر ٹینٹ
 پکننگ کے آغاز کی مختصر کیفیت تحریر کرتا ہوں۔

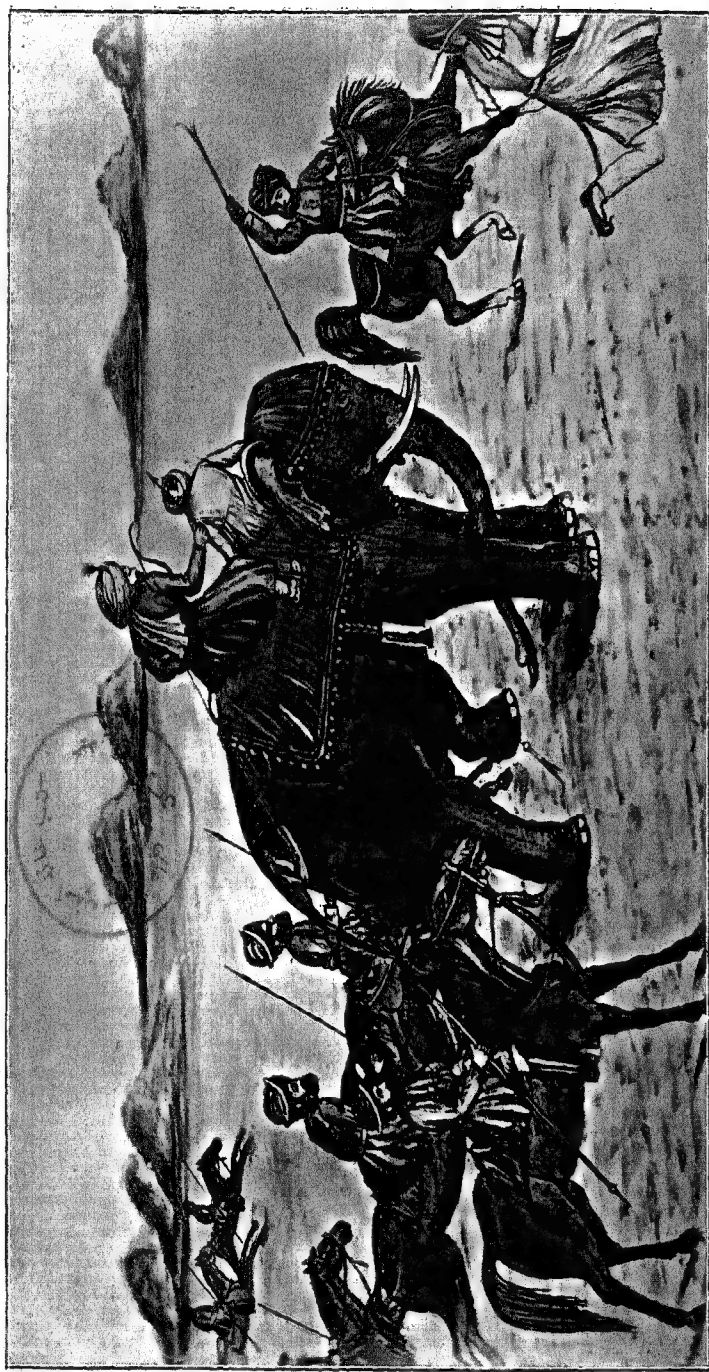
راجہ رنجیت سنگھ فرمان روا سے پنجاب کو گھوڑے کی سواری نیزہ بازی
 اور فوجی کرتبوں کا کمال درجہ شوق تھا اس راجہ کے زمانہ میں گھوڑا دوڑا کر زمین
 سے رومال اوٹھانا زمین پر ترخ یا ہیمون رکھ کر چیری یا خنجر یا کٹار سے کاٹنا۔ گھوڑا
 دوڑا کر بندھن سے نشانہ لگانا زمین خالی کرنا دوڑتے گھوڑے پر سے کود پڑنا
 اور پہر اوپر سوار ہو جانا یہ سب کثرتین رنجیت سنگھ کے لشکر میں ہمیشہ ہوتی
 تھیں۔ پنجابی سوار بہت لمبے اتنے لانبے کہتے تھے کہ جب تکا طول اندازا بارہ فٹ
 تک ہوتا تھا اور بہالہ میں لانبی نو کد اور بوڑی بھی لگاتے تھے اکثر اوقات



سوار گھوڑے پر سے اتر کر بہالہ کو بوڑی کی طرف سے زمین میں گاڑ دیتے اور اپنے
گھوڑے کو بہالہ سے باندھ دیتے تھے لڑائی میں پنجابی سواروں کے بہالے زیادہ
لمبے ہونے کے سبب سے اکثر ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لئے بہالہ کا پہل ٹوٹ
جانے کے بعد وہ لوگ بوڑی سامنے کر کے دشمنوں سے لڑتے تھے ایک جنگ
میں رنجیت سنگھ کو فتح یابی ہوئی اور دشمن کی فوج کو ہزیمت۔ دشمن سردار ہاتھی پر سوار
رنجیت سنگھ کے سامنے سے بہاگا جاتا تھا رنجیت سنگھ نے حکم دیا کہ سردار کو جان
سے نہ مارین اور جھڑجھڑ ہو سکے ہاتھی کو روکین۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر ہاتھی رکتا
رنجیت سنگھ نے سواروں کو حکم دیا کہ بہالوں سے ہاتھی کو روکین اور سوت عمدہ عمدہ
سواروں نے شاید گھوڑوں پر سے ہاتھی کے دھننے بائیں جانب سے بہالے
مارے لیکن ان کے لمبے لمبے توٹ توٹ کر بانس ہاتھوں میں رہ گئے
اور ہاتھی بحال خود اپنی چال چلتا رہا کیسے روکے سے نہ رکا۔ رنجیت سنگھ کا ایک
مصاحب جو فن سپاہ گری میں مشہور تھا وہ اپنے گھوڑے کو ہاتھی کے پیچھے لگیا
اور بہالہ کی بوڑی سامنے کر کے گھوڑے پر سے خوب جھکا اور اپنے بہالہ کی
بوڑی ہاتھی کے پاؤں کے تلوے میں زور سے ماری بوڑی ہاتھی کے تلوے
میں اس قدر سخت بیٹھی کہ بہالہ کا بانس ٹوٹ گیا اور ہاتھی ایک چیخ مار کے اسی
جگہ کھڑا رہ گیا۔ ہاتھی کے تلوے میں بہالہ مارنے کے لئے سوار کو ضرور ہوا تھا کہ
اپنے جسم کے حصہ کو اتنا جھکائے اور ہاتھ کو یہاں تک نیچے نیچائے کہ ہاتھی

۱۲۶

صفر ۱۳۱۶ - رنجیت سنگھ کے ایک رصاصہ کا تھپی کے تلوے میں بوری ملنا اور تھپی کا بیخ مار کے کھسکا ہوا جانا



اپنا پچھلا پاؤں اوٹھائے تو اس وقت بہالہ کی بوڑی ٹھیک اس کے تلوے میں پورے طور سے بیٹھ جائے۔

رنجیت سنگھ نے اپنے اوس نوجوان مصاحب کو بہت کچھ انعام دیا۔ اور خلعت سے مشرف کیا اوس روز سے رنجیت سنگھ کی فوج میں یہ کثرت نہایت بکار آمد سمجھی گئی ابتدا میں مشق کے لئے لکڑی کا ایک گروہ ہاتھی کے پاؤں کے تلوے کے مشابہ بنا کر زمین پر رکھتے اور بہالہ کی بوڑی سے اوس پر نشانہ لگاتے تھے آخر اس کثرت نے ملک پنجاب میں روز بروز یہاں تک ترقی پائی کہ چند سال میں لکڑی کے گروہ کی شکل بدل گئی اور معمولی گول میخ نرم لکڑی کی زمین میں گھاڑ کر بہالہ کی بوڑی سے اس کے اوکھاڑنے کی مشق جاری ہوئی کچھ زمانہ کے بعد گول میخ کی جگہ چھٹی میخ بنائی گئی۔ جیسے کہ آجکل استعمال کی جاتی ہے بے بہالہ کی جڑ کی طرف ہی پہل لگانا اوسی قدیم نمونہ کی تقلید ہے پنجابی سوار حملہ کے وقت آواز دیکر بہالہ کو سر پر گھاتے ہوئے دشمن کا تعاقب کرتے تھے اسی طرح پنجابی اور ملتانى رسالوں میں اب تک ٹینٹ پکینگ کرتے وقت بہالہ کو سر پر گھاس کے آواز دیتے ہیں۔

غرض کہ حضور پر نور نیزہ بازی اور شوٹنگ وغیرہ میں اکثر بنفس نفیس متوجہ رہتے تھے اور سرجھوے کے روز سواری مبارک ہرن کے شکار کو سرور و مگر کی طرف رونق افروز ہوتی تھی اور میں ہمیشہ شکار اور سواری کے وقت خدمت

مبارک مین حاضر رہتا تھا حضور پر نور کی نشانہ اندازی کی شق کے زمانہ مین چہرہ اور گولی سے فیر کرنے کے متعلق جو قواعد مین نے مرتب کئے اور وقت بوقت پیشگاہ حضور پر نور مین گزرا نے تھے طوالت کی وجہ سے وہ یہاں تحریر نہیں کئے جاتے لیکن اون کل قواعد کو مین نے تفصیل سے اپنی کتاب تفنگ بافرہنگ مین لکھ دیا ہے۔

اوسی زمانہ مین حضور پر نور کا انگریزی سلخ خانہ اور کلب خانہ بھی میرے تفویض ہوا جتنی بند و قین کہ سلخ خانہ مین موجود تھیں مین نے اون سب کی ایک فہرست مرتب کی اور اون کو علی الترتیب درجہ بدرجہ مناسب موقعون پر رکھا دیا۔

سرکاری کلب خانہ مین اوس وقت جرمن بور ہونڈیل ٹریر فاکسٹریگری ہونڈ وغیرہ سب قسمون کے کتے موجود تھے۔ حضور پر نور کو کتوں کا نہایت شوق تھا عمدہ عمدہ قسم کے ولایتی کتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور شکار کے وقت اونہیں سواری مبارک کے ہمراہ لیجاتے تھے سرکاری شکار گاہ مین گری ہونڈ کتوں نے لومڑی اور خرگوش کا شکار کیا جاتا تھا اسکے سوا کبھی کبھی تعلیم یافتہ چلیون سے بھی ہرن کا شکار کھیلا جاتا تھا۔

بصوابدید اسے سر سالار جنگ بہادر تبدیل آف ہوا کی غرض سے نپدرہ روز کے واسطے حضور پر نور سرورنگ ٹلفٹ فرما ہوئے۔ وہاں پر ہوا خوری اور



شہار گاہ سرورنگر میں حضور پر نور کے سامنے افسر الملک بھادک گاہوڑا دوڑا کر ہرن کے بچہ کو زمین سے اٹھانا۔

سیر و شکار کے لئے سواری مبارک روزانہ مختلف مقامات میں رونق افروز ہوتی
 تھی حسب محول ایک روز سواری مبارک شکار کے واسطے بڑن پیٹھ کی طرف
 گئی۔ نواب وقار الامرا بہادر اور آغا ناصر شاہ اور مولوی میج الزما ن خان صاحب سواری مبارک
 کے ہمراہ تھے۔ اتفاقاً ایک ہرن کا بچہ دوڑتا ہوا سامنے آ گیا۔ حضور پر نور نے ارشاد
 فرمایا کہ اسے زندہ پکڑنا چاہیے ہم سب نے اس کے پیچھے گھوڑے دوڑائے۔
 میں اس وقت سرکاری اصطبل کے ایک عربی کمیت گھوڑے پر سوار تھا۔
 وہ گھوڑا بڑا جاندار اور دوڑ میں نہایت تیز تھا۔ جب اس ہرن کے بچہ نے میدان
 کا رخ کیا میں اپنے گھوڑے کو تیز کر کے اس بچہ کے بائیں قریب پہنچ گیا۔ اور دوڑ
 کی حالت میں میں نے گھوڑے پر سے جھک کر اس بچہ کو زمین پر سے ہاتھ میں
 اٹھالیا۔ گھوڑا دوڑا کے زمین پر سے رومال وغیرہ اٹھانے کی مجھے عادت تھی اور میں
 اکثر ایسی مشق کیا کرتا تھا کہ جب کہی رومال یا چابک وغیرہ زمین پر رکھ دیا جاتا تو میں اپنی
 گھوڑے کو نہایت تیز دوڑاتا اور دست راست کی جانب سے جھک کر سیدھے ہاتھ
 سے رومال اٹھالیتا تھا۔

یہ تماشا ملاحظہ فرما کے حضور پر نور اور سب ہمراہیوں نے اپنی اپنی سواریوں کو
 روک لیا اور حضور پر نور نے نہایت مسرور ہو کے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سن بچو
 اسی طرح آپ اپنی گود میں لئے ہوئے سرورنگ چلے آؤ۔ وہ بچہ ہرن کا دوڑتی ہی
 مبارک میں حضور پر نور کے پاس ایک مدت تک ہا جب کہی حضور پر نور اس کو

دیکھتے تو اس شکار کی کیفیت کا تذکرہ فرماتے تھے۔

اوسى زمانہ میں کپٹن کلارک صاحب رخصت پر ولایت گئے اور میجر ولسن صاحب فٹ اسٹنٹ زریڈنٹ اونکی جگہ کام کرنے کے لئے منصرم مقرر ہوئے تقریباً چھ مہینے تک حضور پر نور سرورنگر میں رونق افزا رہے بعد ازاں بلدہ میں تشریف لائے کپٹن کلارک کی واپسی تک حضور پر نور کے پروگرام اور نیز مہری معمولی خدمت میں کوئی جدید تغیر نہیں ہوا۔

پانچ سالہ عیسوی مطابق ربیع الثانی ۱۲۹۱ھ ہجری میں میں نے شیر کے شکار کا ارادہ کیا سالار جنگ بہادر اتل نے نیل خانہ سرکاری سے ایک ہاتھی علی مدد ملی ساتھ لیجانے کے واسطے مجھ کو اجازت فرمائی۔ ہاتھی اور شکار کا سامان مقام زکیر کوروانہ کیا گیا۔

یہ مقام بلدہ حیدر آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے دوسرے روز میں اور میرے بہائی طفیل علی بیگ خان شکار کوروانہ ہو کر قریب گیارہ بجکر دایچر پہنچے اور وہ بجے ہانک شروع ہوا۔ شیر اپنی جگہ سے پہاڑ کے دامن میں ہو کے میرے قریب سے گزرا۔ علی مدد ہاتھی نہایت استقلال سے کھڑا رہا میں نے شیر پر بندہ وق چلائی گولی شیر کے شانہ میں لگی وہ اوسى جگہ گر گیا۔ میں نے شیر کو ہاتھی پر ڈال کے اوسى وقت بلدہ کوروانہ کیا تاکہ شب ہاتھی راہ کی مسافت طے کر کے صبح ہوتے ہی شہر میں پہنچ جائے اور شب کو میں

کیمپ میں رہ گیا دوسرے روز صبح کے چار بجے روانہ ہو کر پہلے بجے سالار جنگ بہادر
 کی ڈیوڑھی میں پہنچا اور شیر کے شکار کا کل احوال لایق علیخان بہادر اور سعادت علیخان
 بہادر سے بیان کیا انہوں نے ہر کارہن کو بھجوا دیا کہ شیر رہا ہے پر جو آ رہا ہے۔ اس سے جلد
 ڈیوڑھی میں لے آئیں۔ تھوڑی دیر میں شیر ڈیوڑھی کے قریب پہنچ گیا شہر کے
 صدر ہاتھاشانی ہاتھی کے ہمراہ تھے۔ جب شیر ڈیوڑھی میں پہنچا اس وقت
 سالار جنگ بہادر کو بھی اطلاع دی گئی۔ وہ خانہ باغ میں برآمد ہوئے۔ اور شیر کو
 ملاحظہ فرمائے دیکھ شکار کا احوال مجھ سے دریافت کرتے رہے اس کے بعد
 فرمایا کہ دوسرے وقت جب آپ شیر مارین تو حضور پر نور کے ملاحظہ میں بھی لاتا۔
 چاہیے تاکہ حضور پر نور کو بھی شکار کا شوق پیدا ہو اور اپنے صاحب زادوں کو
 خواب کر کے فرمایا کہ تمکو بھی نشانہ اندازی اور شیر کے شکار کی طرف توجہ کرنی
 چاہیے چند روز کے بعد سالار جنگ بہادر کے بڑے صاحبزادے میر لائق علیخان
 بہادر نے مجھ سے کہا کہ نواب صاحب نے مجھ کو شیر کے شکار کو جانے کیواسطے
 اجازت دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ موسم گرما میں آپ ہمارے لئے شیر کے
 شکار کا بندوبست کریں۔ اس کے چند روز بعد سالار جنگ اول نے انتقال کیا۔ اور
 میر لائق علیخان بہادر نے شکار کو جانے کا ارادہ فرمایا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ
 اول وہ ایک دو تین دن کا شکار کریں اس کے شیر کے شکار کو جائیں۔ چنانچہ سحر
 کے پہاڑوں میں تین دنوں کے شکار کا بندوبست کیا گیا اور لایق علیخان بہادر نے

وہاں دو تیندوے شکار کئے۔

جب اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے لایق علیخان بہادر کے شکار کا احوال سماعت فرمایا مجھے یہ ارشاد ہوا کہ جس قدر جلد ممکن ہو شکار کا بندوبست کیا جائے مابعد ولایت ہی سرورنگر کے جنگل میں تیندوے کے شکار کی واسطے رونق بخش ہوں گے۔

حسب الحکم اقدس فوراً شکاری روانہ کئے گئے اور بڑن پیٹھ کے پہاڑوں سے وہ تیندوے کی خبر لائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سرورنگر میں رونق افزا ہوئے اور سالار جنگ بہادر کے بلغ میں نزول اجلال فرمایا جب شکاریوں نے یہ خبر دی کہ تیندوے ایک بکری کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا اور چھوٹے پہاڑ میں موجود ہے اسوقت حضور پر نور وہاں تشریف فرما ہوئے اور علی مدد ہاتھی پر سوار ہو کر پہاڑ کے قریب کھڑے رہے شکاری لوگ شور و غل کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے شکاریوں کی آواز سن کر تیندوے اپنی جگہ سے نکلا۔ اور سید ہافیل خاصہ کو سامنے آیا حضور پر نور نے ایک گولی چلائی وہ گولی تیندوے کے شانہ میں لگی وہ اسی جگہ گر گیا یہ اول تیندوے تھا کہ حضور پر نور نے شکار فرمایا شام کے قریب سواری مبارک سرورنگر کو واپس ہوئی۔

کلارک صاحب کی واپسی کے بعد حضور پر نور نے اپنی خاص سواری کے گھوڑوں کا اصطبل میرے تفویض فرمایا جو اس سے پیشتر نواب قیصر الدولہ بہادر صاحب اصطبل کے علاقہ میں تھا۔ حضور پر نور اصطبل کے ابواب میں میں نے جو کچھ اصلاح

وانظام اور ترقی کی سب سے وہ مختصر طور سے میں اس موقع پر تحریر کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے اپنے سواری مبارک کے گھوڑوں کا اصطبل ماہ
ربیع الثانی ۱۲۹۹ھ ہجری میں میرے تفویض فرمایا اور وقت سرکاری مختلف چار
طویلے تھے جو سواری مبارک کے گھوڑے اور طویلون میں باندھے جاتے تھے۔

اول طویلہ شبلی گنج دوم طویلہ قدیم سوم طویلہ سر چہارم طویلہ چنگا گڑھ
سواری مبارک کے کل گھوڑے دو سو پچاسی راس تھے۔ جو گھوڑے پچھل گڑھ
کے طویلہ میں رہتے تھے وہ بالکل ضعیف اور بیکار تھے۔ گھوڑوں کی روزانہ
چندی فی راس پندرہ سولہ سیر تک مقرر تھی اس موقع پر میں ایک گھوڑے کی
اوس روزانہ چندی کی تعداد تفصیل سے تحریر کرتا ہوں۔

چنے ۴ سیر مونگ چہر سیر شکر اسیر گہی اسیر اور داسیر غرض کہ
اصطبل میں گھوڑوں کی روزانہ چندی کم و بیش مرقومہ بالا کے موافق تھی سائینو کو
فی نفر تین روپیہ ماہوار دیجاتی اور داروغہ کو پندرہ یا بیس ماہوار ملتی تھی اس
جزوی ماہوار میں سائین نہایت مرفہ الحال اور داروغہ اصطبل کے امیرانہ طور
پر زندگی بسر کرتے تھے اسکی یہی وجہ تھی کہ گھوڑوں کو فی راس پانچ چہر سیر سے
زیادہ چندی نہیں دیتے تھے اور باقی چندی داروغہ اور سائین اپنا حق سمجھتے تھے
اس زمانہ میں اصطبل کا ماہانہ خرچ دس ہزار پانچ سو روپیہ اور سالانہ ایک لک
چوبیس ہزار روپیہ کا تھا۔

جب اصطبل کی ایسی بنظمیوں کا مین نے معائنہ کیا اور کل حالات سے
مجھے بخوبی آگاہی ہو گئی تب مین نے انتظام اصطبل کے متعلق ایک مفصل رپورٹ
سر سالار جنگ بہادر کے ملا خط مین پیش کی جس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

(۱) اصطبل مین جس قدر گھوڑے بیکار اور ضعیف ہیں وہ کل ہر راج کہ دسے جائیں۔

(۲) جس قدر گھوڑے رکھنے کے لائق ہیں بجائے اسکے کہ مختلف مقامات مین

رکھے جائیں وہ سب ایک ہی طویلہ مین باندھے جائیں۔

(۳) گہی شکر مونگ جو پندرہ سولہ سیر روزانہ راتیب کے طور پر فی راس مقرر ہے

یہ اجناس برائے نام گھوڑوں کو دیجاتی ہیں اور اصل وہ سب داروغے اور سامیں
کہا جاتے ہیں آئندہ سے بالکل موقوف کر دیجائیں۔

(۴) سامیوں کو چوتین تین روپیہ ماہوار دیجاتی ہے بجائے اس کے

سات سات روپیہ ماہوار مقرر کیجائے موجودہ داروغوں کی تبدیل کر دیجائے

اس لئے کہ وہ لوگ تغلب اور تصرف کے عادی ہیں اور اون کی جائے دوسرے

داروغے مقرر کئے جائیں۔

سالار جنگ بہادر نے میری ان تمام درخواستوں کو منظور فرمایا تھوڑے

زمانہ میں سرکاری اصطبل کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے عمدہ طور پر ہو گیا

ایک سال کے بعد جب اخراجات سابقہ حال کا مقابلہ کیا گیا تو یہ ثابت ہوا

کہ قیصر الدولہ بہادر کی مہتممی کے زمانہ میں ۲۹ لاکھ چھپیس ہزار روپیہ

کہا۔ لانا رنج تھا اور جب سے اصطبل کا کام میرے تفویض ہوا اس کے بعد سے سالانہ اخراجات میں کل پنتالیس ہزار تین سو چوبیس روپیہ صرف ہوتے ہیں۔ اور اٹنی ہزار پچھ سو چوبیس روپیہ کی سالانہ سرکاری بجٹ ہوتی ہے۔

کمپن کلابک صاحب کی رائے سے ان دو ٹون مین مصاحبین کی نشست و برخاست کے واسطے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ ایک روز مین اور مولوی عبدالحمید صاحب اور دوسرے روز مولوی معزالدین صاحب اور مولوی حسن الدین صاحب حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے ہم چاروں مصاحبین مامور الخدمت کے نام سے مہوم کئے گئے تھے انعام شاہ اور میر یاضت جلیخان بہادر جمہ اور یگش بنہ کے روز صبح کے وقت ڈیوڑھی مبارک میں حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ساتھ سواری میں شریک ہوتے تھے۔

جب حضور پر نور حویلی قدیم میں آرام فرماتے تو بیداری کے وقت تک چار منصبدار اور دو مصاحبین مامور الخدمت کی نشست و دو دو گھنٹہ باری باری سے حضور پر نور کے پلنگ مبارک کے پاس رہتی تھی۔ اور سواری کا یہہ دستور تھا کہ حضور پر نور ہر صبح کو مع مصاحبین مامور الخدمت گھوڑوں پر سوار ہو کر پرانی حویلی کے احاطہ میں پہنچتے تھے اور جمعہ کے روز باہر شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

۸ فروری ۱۸۸۳ء صیوی مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ ہجری روز پنجشنبہ

جس وقت کہ ڈیوک آف کلمنبرگ شاہزادہ جرمن جیڈر آباو مین مہمان تھے۔ اور
شب مین اونکی دعوت کی تقریب تھی اوسکے دوسرے دن صبح کو نو اسب
سالار جنگ بہادر کے دونوں فرزند اور مین شاہزادے کے ساتھ بہرن کے
ٹسکار کے واسطے گئے تھے جب قریب گیارہ بجے کے ہم ٹسکار سے واپس آئے
تو یہ سن گیا کہ سالار جنگ بہادر کا مزاج نا ساز ہے اور اذکو مرض اسہال لاحق ہوا ہے
مین دو بجے کے قریب لایق علیخان بہادر کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹرون کی
راسے مین یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ مرض معمولی اسہال کا مرض نہیں ہے۔ بلکہ
خاص ہضہ کی شکایت ہے غرض اس واقعہ کی اطلاع حضور پر نور کے پیشگاہ عالی مین
فورا کی گئی۔ چونکہ سالار جنگ کا مزاج ساعت بساعت بگڑتا جاتا تھا۔ اعلیٰ حضرت حضور
پر نور کو سالار جنگ سے ایک خاص محبت تھی اونکی وقتاً فوقتاً خبر منگانے کے لئے
ڈیوڑھی مبارک سے اونکے مکان تک ہر کارے بٹھا دے گئے تھے اون کی
حالت مین جو تغیرات ہوتے جاتے تھے اوسکی اطلاع ہر آن حضور پر نور کی خدمت
مبارک مین پہونچاتے تھے۔ شام ہونے سے قبل ہی ڈاکٹرون نے اونکی زندگی
سے بایوسی طاہر کر دی چنانچہ اوسی شام کو، ۱۰ بجے کے وقت سالار جنگ نے
انتقال کیا۔ سالار جنگ کے انتقال سے حضور پر نور کو نہایت رنج ہوا۔

چونکہ سالار جنگ بہادر کی سفارش سے میرا تقرر حضور پر نور کی خدمت مبارک
مین ہوا تھا اور میرے حال پر اونکی کمال درجہ عنایت تھی اونکی وفاسے مجھ کو

ایک خاص طور پر جو صدر مہواوہ بیان سے باہر ہر سال جنگ کی وفات کیا
 مولیٰ حیدر آباد سے ایک ایسا شخص اوٹھ گیا کہ جسکے احسانات تمام ملک والوں کو
 مدت وراثت تک یاد رہیں گے سال جنگ بہادر نے بتیں سال تک کن کے تین
 ریسون کے مبارک عہد میں وزارت عظمیٰ کا کام انجام دیا۔ اون کے زمانہ وزارت
 سے قبل نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد حکومت میں حیدر آباد کی جو حالت تھی
 اوسکے بیان کا یہ موقع نہیں ہے وہ حالت اب تک زبان زد خاص و عام ہے
 سال جنگ بہادر کے عہد وزارت میں حیدر آباد کے ہر ایک ملکی والی صیغہ نے
 جو کچھ ترقی کی ہے اوسکی پوری تفصیل کے لئے ایک جدا کتاب چاہیے۔ مجھ کو
 نہایت افسوس ہے کہ سال جنگ مرحوم سے بے نظیر وزیر کی لالیف اب تک
 کسی ذی علم لائق کے قلم سے نہیں لکھی گئی۔ اگرچہ بہت سے اون لائق اور جلیل القدر
 عہدہ داروں کا انتقال ہو چکا ہے جنکو سال جنگ مرحوم نے ممالک مغربی و شمالی
 سے طلب کر کے جلیلہ خدمات سے سرفراز کیا تھا اور ان میں ہر ایک قسم کی قابلیت کا
 کامل مادہ تھا تاہم بعض مجمع کمالات خضرات جو اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ جیسے
 مولوی سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر۔ مولوی مہدی علی محسن الملک بہادر
 جو موجود ہیں کیا اچھا ہو کہ ان اعیان زمانہ اور شاہیر روزگار سے کوئی صاحب
 سال جنگ مرحوم کی لالیف تحریر کرنے کی طرف توجہ کریں۔ سال جنگ بہادر
 کی سوشل۔ اور پولیٹیکل لالیف جو حیدر آباد کی موجودہ ترقی کی جان ہے۔ اگر

نہ لکھی گئی تو بڑے افسوس کی بات ہوگی۔ سالار جنگ بہادر کا انتقال کیوقت چہین^{۵۶} سال کا سن تھا۔ سالار جنگ کی وفات کے بعد ۱۸۸۳ء عیسوی مطابق سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر منصرم مدار الملہام مقرر ہوئے۔ اور چند روز تک خدمت وزارت کو انجام دیتے رہے چونکہ سالار جنگ بہادر بیس سال سے بہت سلطنت کے متکفل تھے اور ملکی انتظامات میں ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار و لائق مانے جاتے تھے۔ ایسے وقت میں کہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا بن مبارک اٹھارہ سال کے قریب پہنچ گیا تھا ضرور تھا کہ حضور پر نور عنان حکمرانی و جہان بانی اپنے قبضہ قدرت میں لیکر اپنی رعایا کی دلجوئی۔ اور ملک و کن کا انتظام بنفس نفیس فرمائیں۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اخیر صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں ہمارے حضور پر نور دام سلطنت لارڈ رین گورنر جنرل و لیکر ہند کی ملاقات کے واسطے کلکتہ تشریف لگئے اوسوقت مجھے بھی ہمراہ رکاب اقدس اس سفر میں جانے کا افتخار حاصل ہوا۔

امراۓ دولت اصفیہ سے نواب خورشید جاہ۔ مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر اور مصاحبین میں سے مولوی معین الدین صاحب۔ مولوی معز الدین صاحب۔ بخشی بھان خان صاحب۔ میر ریاضت علی خان بہادر۔ مسٹر بیوگافنس۔ ہمراہ تھے۔ کلکتہ پہونچ کر حضور پر نور اور لارڈ رین کی پبلک اور پرائیوٹ طور پر باہم کئی ملاقاتیں ہوئیں جسے حضور پر نور کے اعلیٰ درجہ کے جوہر ذاتی اور قابلیت جلی کا نقش

صفحہ نمبر ۱۳۹ سردار جنگ مختار الملک بہاول

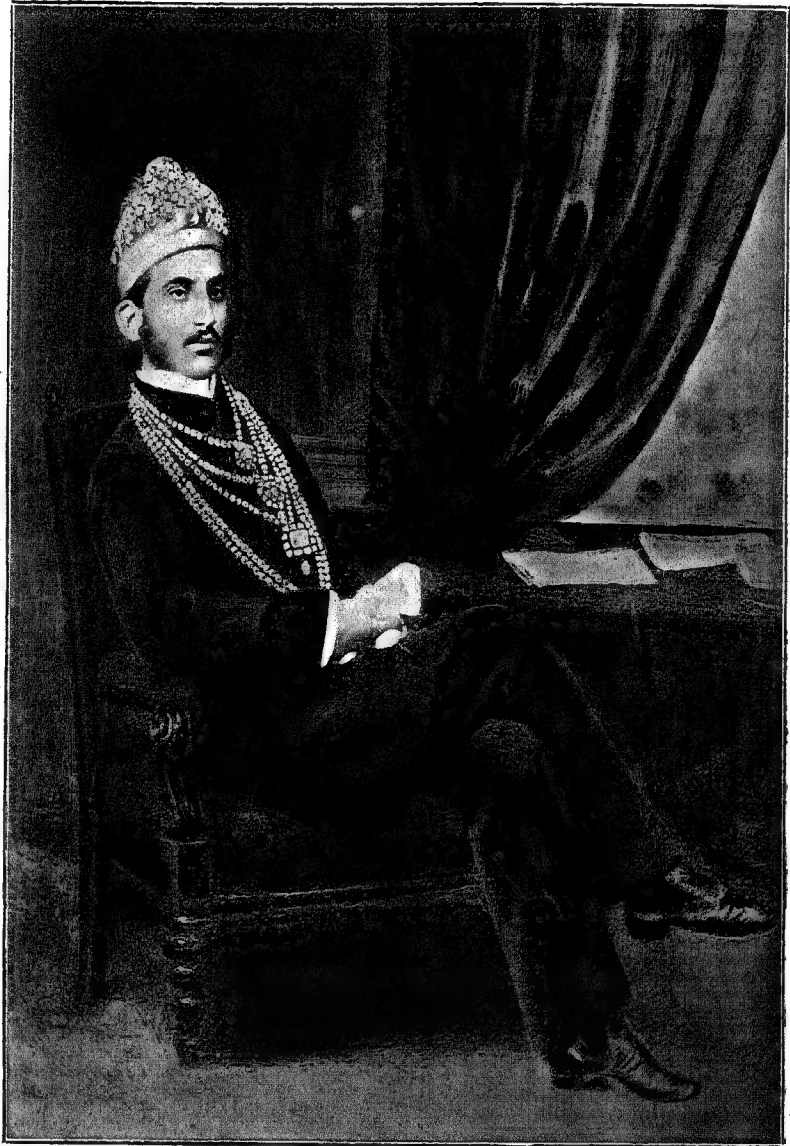


179

ولیسراے بہادر کے دلپر بخوبی بیٹھ گیا۔ جب حضور پر نور ویسکرا کی ملاقاتوں نے
 فانی ہو گئے تو آپ نے کلکتہ کے اکثر مقامات کی سیر فرمائی۔ صبح و شام کبھی گھوڑے
 پر اور کبھی گاڑھی میں سوار ہو کر ہوا خوری کو تشریف لیجاتے تھے دس روز تک ان
 قیام رہا بعد اسکے سواری مبارک کلکتہ سے حیدرآباد میں ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ کو رونق بخش ہوئی۔
 کلکتہ سے واپس ہوتے ہی حضور پر نور کی تخت نشینی کی خوشخبری ہم لوگوں کو گوش زد ہوئی۔
 ۷ جنوری ۱۸۹۶ء عیسوی مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ بمطابق انٹیمالیشن کی تاریخ
 قرار پائی۔ بفضلہ تعالیٰ حضور پر نور کی تخت نشینی کا جلسہ بڑی دہم و دھام سے منعقد ہوا۔
 نہر اسلنسی لارڈرین ویسکرا کا کیمپ بولارم میں رزیدنسی کے قریب
 ایک وسیع میدان میں قائم کیا گیا۔ ویسکرا اور ان کے ہمراہیوں کی مہانداری
 نہایت اہتمام سے کی گئی۔ خاطر داری و مدارات کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہوا۔
 وایسکرا بہادر و دربار کے روز شاہی مکان خلوت مبارک میں تشریف لائے
 انٹیمالیشن کے روز حضور پر نور نہایت نفیس لباس زیب تن فرمائے ہوئے
 تھے جسم مبارک پر سیاہ بانات کی شیروان گھگھے میں موٹیوں کا ایک مالا مبارک
 پر دستار و دستار پر ایک لباس نگار سرچ نہایت زیبائے رہا تھا۔

اوسے روز اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اپنے خاص مراحم شاہانہ و نوازش خروانہ
 سے میر لائق علیخان بہادر فرزند اکبر نواب سالار جنگ مرحوم کو وکن کی خدمت
 جلیلہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس جشن مبارک کی تقریب میں جب بار منعقد ہوا

صفحہ نمبر ۱۳۱۵۸ انٹالیشن کے روز حضور پر نور دستار مبارک پر سر پہنچا کر
اور گلے میں موتیوں کے ہار پہنکر رونق بخش ہوئے



۱۴۱

تو مجھ کو خطاب خانی و بہاوری سے سر بلند فرما کر مجھے اور میری ریاضت علیخان بہادر کو اپنی خاص ایڈمی کانی کا عہدہ عنایت کیا۔ اور خدمت ایڈمی کانی کی دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ علاوہ اڑبائی سو روپیہ تنخواہ مہتمی اصطبل خاصہ کے میرے نام مقرر فرمائی۔ ایک رات اور ایک دن میری ریاضت علیخان بہادر اور ایک رات اور ایک دن مین ڈیوڈ ہی مبارک مین حاضر رہا کرتے تھے۔

تخت نشینی کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے یہ دستور مقرر فرمایا کہ چلی شہر میں ہر روز صبح کے وقت گرکٹ کے میدان میں برآمد ہوتے۔ اور اول تہوڑی دیر تک گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ بازی فرماتے پھر پیوین کی مکان میں رونق بخش ہو کر بندوق سے نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ نشانہ اندازی میں میری لائق علیخان بہادر سالار جنگ ثانی میر سعادت علیخان بہادر۔ آغا ناصر شاہ میر جہاندار علی۔ میر حافظ علی انتخاب جنگ میر ریاضت علیخان بہادر مسٹر ہیوگات ڈیوڈ ہی مبارک مین حاضر ہو کے روزانہ شریک ہوتے تھے۔

نشانہ اندازی کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت چھوٹی حاضری تناول فرماتے تھے جس میں مصاحبین امروہ مغرین جو شوٹنگ اور نیزہ بازی میں موجود رہتے تھے شریک ہوتے تھے۔

نوبت کے بعد مولوی سید حسین صاحب بکرامی جبکہ حضور پر نور نے اپنی متحدی کا عہدہ عنایت فرمایا تھا۔ حویلی قدیم میں باسیاب ہو کر امور ریاست کے کاغذات

صوفیہ نمبر ۱۲۲ فوٹو نمبر ۱۲۲ میرزا یوسف علی خان محبوب یا جغت نامہ الدولہ ظم الملک محبوب اور



پیش کرتے تھے۔

امراء دولت و منصبداران خاص علماء و مشائخ اور معتبر صرف خاص و غیرہ کی باریابی اور سلام کے اوقات علیحدہ علیحدہ مقرر تھے ہر ایک شخص اپنے وقت پر حاضر ہو کر شرف باریابی حاصل کرتا تھا۔

علاقہ دیوانی کے کاغذات سالار جنگ ثانی بذات خود ہفتہ میں دو بار پیش کیا خسروی مین حاضر ہو کے پیش کیا کرتے تھے۔ اور مولوی مہدی علیخان صاحب سالار جنگ ثانی کے پاس چیف سکریٹری کا کام انجام دیتے تھے اس زمانہ میں اگرچہ حضور پر نور کی حکمرانی کا آغاز تھا۔ اور عثمان سلطنت کو ہاتھ میں لئے ہوئے چند روز گزرے تھے مگر شاہانہ قابلیت اور عقل خدا داد سے امور اہم مملکت میں وہ ملکہ حاصل کیا کہ بڑے بڑے وائیاں روزگار خبکو سیاست مدنی کا کمال تجربہ تھا وہ انگشت بندان ہو گئے ہر ایک صیغہ مالی و ملکی اور نظم و نسق رعایا و برائیاں ایسی اعلیٰ درجہ کی قوت عملیہ صرف فرمائی کہ اس سے بڑے ہر مہات مملکت میں فوت صرف کرنی ممکن نہیں۔ یہ زمانہ عامہ خلائق اور خواص سلطنت اصفیہ کے لئے عجب بے غمی کا زمانہ تھا ہر ایک اپنے دلی مقاصد سے کامیاب اور عیش و مسرت کے بہرہ یاب تھا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں شہر حیدر آباد میں مرض وبا کی کچھ شکایت پیدا ہو گئی۔

امراء دولت اور ڈاکٹروں کے نزدیک بیماری کے ایسے وقت میں

حضور پر نور کا بلدہ مین رونق افروز رہنا قرین مصلحت سمجھا گیا اس لئے اون
مخلصان دولت کے مشورہ سے حضور پر نور سرور مگر تشریف لے گئے یہاں کی
لطیف آب ہوا اور دلکش فضا مشہور ہے اعلیٰ حضرت یہاں اکثر سیر و شکار میں
مشغول رہتے اور ریاست کے کاغذات بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

ایک روز ساڑھے گیارہ بجے حضور پر نور نے خاصہ تناول فرمایا۔ اور دیر
تک کاغذات امور سلطنت ملاحظہ فرماتے رہے یکایک نصیب اعدائے مزاج
مبارک کمد رہ گیا۔

طبیعت پر گہرائی کے آثار محسوس ہوتے ہی ڈاکٹر وزیر علی صاحب کی یاد ہوئی
جو پیشی خداوندی کے ڈاکٹر تھے وہ فوراً حاضر ہوئے اور اونہوں نے حضور
پر نور کے نوش فرمانے کے لئے دو آپیش کی مگر مزاج اقدس کا احوال دیکھ کر
ڈاکٹر وزیر علی صاحب سخت پریشان ہوئے اور کہا کہ اس شکایت سے مرض
و با کے علامات پائے جاتے ہیں جب مرض میں ترقی ہونے لگی تو ڈاکٹر
بو من صاحب بڑی دہنسی سرچن کی یاد ہوئی وہ فوراً حاضر ہوئے اور دو
یونانی اطباء اور تمام ڈاکٹر ان سرکاری بھی جمع ہوئے شب کے نو بجے تک مزاج
اقدس جاوہ اعتدال سے اس قدر منحرف ہوا کہ ڈاکٹر بو من صاحب بھی گہرا گئے
اور سکندر آباد کے جنرل ڈاکٹر اسمتہ صاحب کو چھٹی لکھنؤ طلب کیا میں آغاز علالت
مزاج سے حضور پر نور کی خدمت میں مشغول تھا ڈاکٹر بو من کی ہدایت کے موافق

وقت بوقت اعلیٰ حضرت کو دوا دیتا تھا وہ گہری گہری مزاج کی حالت کو دیکھتے اور حالت کی مناسبت سے کبھی تو دوا دیتے اور کبھی سینہ اور بازو دیکھنے کو کہتے تھے اعلیٰ حضرت حضور یر نور کی تخت نشینی کو تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ یکایک اس خوفناک مرض کا مزاج مبارک پر اثر ہونے سے تمام شہر کا احوال ایسا پریشان ہو گیا جو بیان کے قابل نہیں۔ مسلمانوں نے مساجد میں نمازین پڑھ پڑھ کے اپنے پاؤں شاہ کی صحت و سلامتی کے واسطے دعائیں مانگیں۔ ہندوؤں نے دیولوں میں۔ عیسائیوں نے اپنے گرجوں میں۔ اور عام و خاص نے جا بجا باہم ملکر صحت ذات مبارک کے لئے بارگاہِ اکہی میں التجا کی۔

ایسے دولت مند اور مصاحبین خدمت بابرکت کے اضطراب پریشان کا احوال کچھ نہ پوچھو۔ جو کچھ فکر و تشویش اُن کے دلوں پر گزر رہی تھی اُس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ خدا خدا کر کے یہ مصیبت کی رات بہتر خلق و اضطراب آخر ہوئی اور دن بھلا مگر مزاج میں ابھی تک کچھ اصلاح نہ ہوئی۔ آخر ہوا خواہوں کی دعاؤں نے جو صدق دل سے نکلی تھیں اپنا اثر کیا۔ اور دریائے رحمت ربانی جوش میں آیا۔ یکایک اصلاح مزاج کے آثار نمودار ہونے لگے جس قدر مزاج مبارک میں بحالی آتی گئی خیر خواہوں کی جان میں جان آتی گئی۔

چوتھے روز ڈاکٹر یون صاحب نے عرض کیا کہ مرض کی طرف سے اب کی طرح کا خوف نہیں ہے اب صرف تقاہر ہے یہ بھی عنقریب رفع ہو جائے گی۔

غرض بقولہ تعالیٰ چوتھے روز سے صحت شروع ہو گئی اور ساتویں روز بخوبی چاق
و تندرست ہو گئے۔ ڈاکٹر بومن صاحبات دن تک شب و روز سرکار کی خدمت
میں حاضر رہے یہ ڈاکٹر صاحب نہایت طباع اور حضور پر نور کے مزاج شناس
تھے اور تشخیص انکی نہایت عمدہ تھی۔

دوسرے ہفتہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا ڈیڑھ بیس سواری ہو کر بلدہ کو تشریف
لائے اس روز جیسی خوشی سب کو ہوئی اسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس خوشی کے
ساتھ ہی اعیان دولت و خدام و خواشی ہی مخصوص نہ تھے بلکہ اس میں تمام ساکنان
بلدہ حیدر آباد علی العموم شریک تھے۔ جو وقت انہوں نے اپنے آقای ولی نعمت
کو صحیح و سالم دیکھا تو خوشی سے پہرے نہ سماتے تھے۔

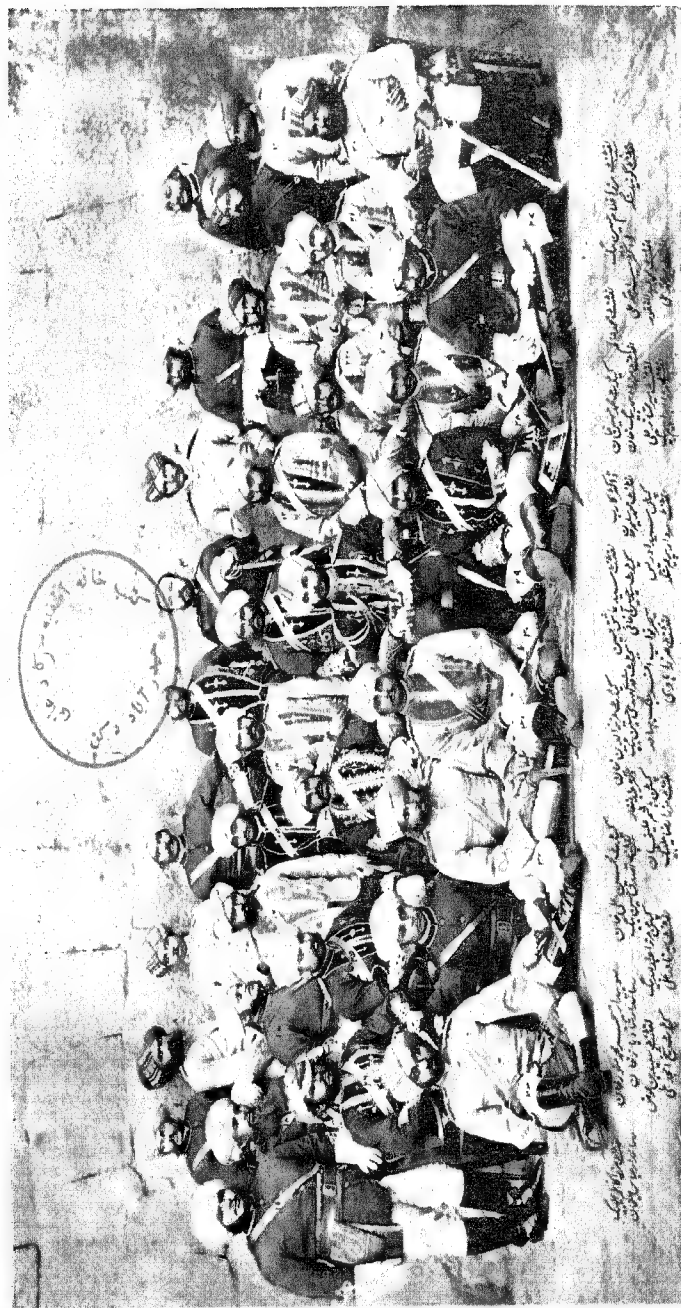
اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک جو وقت کہ سرورنگرین رونق افروز
تھی اس وقت مجھے بحال مرحمت شانہ و عنایت خسرانہ کیٹن قاسم علیچان کی
جگہ گو لکنڈہ لائبریری کمان پر مقرر فرمایا۔

حب الکلم اقدس غرہ جمادی الاول ۱۳۱۰ ہجری کو میں نے گو لکنڈہ لائبریری
چایا لیا۔ ہر چند کہ اس وقت اس رسالہ کے جوائنوں کی تعداد کم تھی لیکن تھوڑی سی
مدت میں اسکی تعداد تین سو سواروں تک پہنچ گئی اور یہ رسالہ باقاعدہ فوج
کے موافق ہو گیا۔

گو لکنڈہ لائبریری کمان پر مقرر ہوتے ہی میں نے اسکی اصلاح اور درتی کے

1771

افسران کو لکھنے پر گیسٹ ہاؤس ۱۳۱۱



طرف توجہ کی سب سے پہلے اس رسالہ کے واسطے یونی فارم تجویز کیا حیدر آباد
کنٹینٹ کے نمونہ کے کوٹ اور سر پر باندھنے کے سرخ شلے اور زرد قمر لباس لودھیا
سے مشکوایت۔ ساہیون بلٹ۔ اور ڈانگ بوٹ کو سرالن کانپور سے اور اوزنگ آباد
بھوج راج کے کارخانہ سے بہانے طلب کئے۔

تلواروں کے لئے ولکتن سوڈو میکر کے پاس لایت کو آڈر بھیجا عرض ہر ایک
مقام سے ہر ایک فوجی چیز عمدہ اور بہتر آگئی۔ اور گولکنڈہ لائسنس کا سب فوجی سامان
درست اور تیار ہو گیا۔ بھٹی سے عربی گھوڑے خریدے گئے مونٹیڈ ڈرل۔
فٹ ڈرل۔ ریڈنگ اسکول۔ سوڈو اور لائسنس گریڈ سائیز کی تعلیم شروع کی گئی۔
اور قلعہ میں رسالہ کے جوانوں کے قیام کی واسطے مکانات اور گھوڑوں کے
لئے طویل بنوائے گئے۔

خداوند عالم کے فضل اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اقبال سے گولکنڈہ
لائسنس کی انتظامی حالت روز بروز ترقی پذیر ہونے لگی۔

گولکنڈہ لائسنس میں پلیٹن اور توپ خانہ کا شامل ہونا

سالار جنگ بہادر نے جو وقت دیکھا کہ گولکنڈہ لائسنس کی فوجی حالت
روز بروز ترقی پر ہے نو پنجگاہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور میں عرض کیا کہ ایک پلیٹن
ابھ ایک توپخانہ بڑا کر اسے پورا ایک بریگڈ کر دیا جائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور

نے سالار جنگ کی یہ درخواست منظور فرمائی حسب الحکم اقدس ۱۶ رجب ۱۳۰۱ھ کو فرسٹ اور سکند پلٹن فوج بے قاعدہ شہر کو بند پر شاو سے منتقل کر کے گولکنڈہ لائن کے ساتھ شریک کر دی گئی۔ اس پلٹن کے سپاہی بالکل معمولی حالت اور بے قاعدہ تھے اون کے پاس کسی قسم کا یونی فارم وغیرہ کچھ نہ تھا مین نے اون کی انڈر لیس کے لئے خاکی یونی فارم اور فلڈ ٹریس کیواسے خاکی سرج کا یونی فارم منسلک انڈیا کی فوج کی طرح تجویز کیا اگر یہ باقاعدہ افواج سرکار عالی کے دوسرے اقسام کے یونی فارم مین مگر گولکنڈہ انفنٹری۔ اور گولکنڈہ بیاسٹری کا وہی خاکی یونی فارم اب تک چلا آتا ہے انا ز آ آتہ ہمیشہ کی مدت میں آخر ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ ہجری تک سپاہیوں کا کل فوجی سامان تیار ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور نور کا شیر کشکا ریو اور میلا ریو کے اطراف شعبان ۱۳۰۱ھ ہجری مطابق ۱۸ اگست ۱۹۰۱ء عیسوی میں رونق افزا ہونا۔

میلا ریو مری سے جو الاپور کے اسٹیشن سے ۱۲ میل کو فاصلہ پر واقع ہو شکاری و شیر و کی خیر لائے۔ حسب الحکم اقدس سامان شکار و خیمات سرکاری اور مسافران سواری سیرم کے اسٹیشن کو بھیجے گئے اور فیضان خاصہ منزل بمنزل روانہ ہوئے سرالیور بنجن منظم ریزیدنٹ حیدر آباد ہی اس تیسکار مین بندگان حضرت کے مدعو اور ہمراہیوں میں تھے بندگان حضرت کی اسپیشل ٹرین شعبان ۱۳۰۱ھ ہجری مطابق ۱۰ جون ۱۹۰۱ء روز شنبہ دہارور اسٹیشن کو روانہ ہوئی۔ سرالیور بنجن۔ میجر نیول سکند پلٹنٹ

رز پڈنٹ۔ مسٹر وارڈن انجینئر۔ سالار جنگ تان۔ منیر الملک۔ میجر افسر جنگ
 عمار الملک محبوب یار جنگ۔ قادر جنگ۔ نادر جنگ۔ حکیم الملک جلال الدین
 سردار ولیر جنگ۔ میر ممتاز علی خان۔ میر حافظ علی خان۔ ہمراہ رکاب تھے۔
 لشکر گاہ کے سامنے اچھا وسیع میدان تھا۔ اس کے اطراف میں چھوٹے
 چھوٹے پہاڑ نہایت خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ پہاڑوں ضروری انتظامات
 شکار میں گذرا۔

دوسرے روز صبح کو گارے کی خبر آئی۔ دس بجے سواری مبارک مع تمام
 ہمراہیان شکار کو روانہ ہوئی۔ شیر نے ایک نالہ میں گانا کیا تھا شکاریوں نے اس کے
 اطراف میں پہرہ کر دریافت کر لیا کہ شیر باہر نہیں گیا۔ سرالیوورنجن اور مسٹر وارڈن بائیں
 طرف۔ سالار جنگ اور نادر جنگ دہنی طرف۔ بندگان حضرت کافیل خاصہ ان کے
 درمیان کھڑا کیا گیا تاکہ پیچھے سے پہاڑ کی طرف پڑھنا شروع ہوا۔ تاکہ والوں کے
 شور و غل اور بائیں طرف کی لین زیادہ تر پڑھنے کی وجہ سے شیر نے نالہ کارہستہ
 چھوڑ دیا اور پہاڑ کے دامن دامن ہو کر عمار الملک اور محبوب یار جنگ کی طرف
 اندازاً تین سو قدم کے فاصلہ پر جا نکلا۔ انکا ہاتھی ایک بلندی پر سالار جنگ کے
 بائیں طرف کھڑا تھا۔ عمار الملک اور محبوب یار جنگ نے شیر کو دور سے دوڑتا دیکھا مگر
 اونکو گولی چلانے کا موقع نہ ملا غرض ہر شام سواری مبارک لشکر گاہ کو واپس آئی۔
 دوسرے روز صبح کو گارے کی خبر آئی بندگان حضرت حضور پر تو مع ہمراہیوں

ہاتھوں پر سوار ہو کر بھگل کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

سرلیورسٹین کا ہاتھی دہنی طرف بندگان حضرت کا فیل خاصہ درمیان ہر سالار جنگ بائیں طرف اور باقی ہمارا ہیان سواری مبارک اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کھڑے ہوئے ہانک شروع ہوا۔ شیر نے دوسرے پہاڑ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس پہاڑ کے دامن میں پہلے سے اور ہاتھی کھڑے کر دے گئے تھے شیر نے جیسا تھی اور آدمیوں کو دیکھا تو فوراً پلٹ گیا۔ اور بندگان حضرت کے فیل خاصہ کی طرف چلا اعلیٰ حضرت نے شیر کو دور سے اپنے دہنی جانب جھاڑی میں جاتے ہوئے ملاحظہ فرمایا اندازاً انٹی گرن کے فاصلہ پر شیر چڑھ چکا ہو گا کہ اعلیٰ حضرت نے متواتر دو گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کے دہنے شانہ میں لگی۔ ایک نالہ جو قریب تھا اور اس کے کنارہ ایک بڑی جھاڑی تھی شیر اوس میں بیٹھ گیا۔ شکاری لوگ بندوق کے چلتے ہی دوڑے اور جس نالہ میں شیر گیا تھا اس کے آگے بڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ شیر کے پاؤں کا نشان باہر نہیں ہے۔

بندگان حضرت کا ہاتھی نالہ کے کنارہ کھڑا کیا گیا شکاریوں نے چند ہاتی اور تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر نالہ میں ہانک شروع کیا اور ہانک کے باقی آدمی درختوں پر چڑھ گئے۔

شیر زخمی ہو کر نہایت غضبناک ہو جاتا ہے ہاتھی یا آدمی جو اس کے سامنے آتا ہے وہ اس پر حملہ کرتا ہے اس لئے شیر کے زخمی ہونے کے بعد آدمیوں کے

بچاؤ کے لئے بہت خبرداری کی جاتی رہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہانکے والے یا
شکاری یا پیادہ نہیں بھجواے جاتے۔

جبوقت شکاریوں نے ہاتھوں پر سے آتشبازی چلائی اور شور و غل مچا
ہوئے زخمی شیر کی جگہ پہنچے۔ اتفاقاً ایک گاؤں والا بامیون کے نزدیک سے
علحدہ ہو کر جھاڑی میں چلا گیا۔ شیر نے جست کر کے فوراً اوسکو زخمی کر ڈالا چونکہ
شکاری لوگ قریب تھے اونکی پکار سے شیر نے اوسکو جلد چھوڑ دیا اور پہر جھاڑی
میں جا بیٹھا۔ شکاریوں نے آکر عرض کیا کہ شیر زخمی ہو کر جھاڑی میں بیٹھ گیا ہے
اب وہ کسی طرح اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا اور جو شخص اوسکے نزدیک جائے گا حملہ کرے
وہ اوسے زخمی کر ڈالے گا۔ جھاڑی استقدر گنجان ہے کہ باہر سے کچھ نظر نہیں آتا بہتر
ہوگا کہ باقی جھاڑی کے نزدیک لیجاہیں۔ جبوقت شیر حملہ کرے اوسوقت اوسکا
کام تمام کریں۔

میں نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ اگر زیادہ ہاتھی جھاڑی میں جاینگے
تو شیر گولیاں چلانے وقت ایک کی گولی سے دوسرے کو ضرور نقصان پہونے لگے گا
اگر محکوار شاو ہو تو ایک ہاتی پر سوار ہو کے شیر کی طرف جھاڑی میں جاتا ہوں
باقی ہاتی نالے کے کنارے ایک صف میں کھڑے رہیں۔ سرکار نالہ کے آخر
میں جو راستہ شیر کے جانیگا ہے وہاں تشریف فرما ہوں اگر شیر میرے ہاتی کو
دیکھ کر نالہ سے جائیگا تو سرکار کی ریفیل سے جان بر نہوگا اگر نالہ سے دوسرے

کنارہ کی طرف جست کر گیا۔ تو سالار جنگ اور دوسرے صاحبزادوں کے سامنے
 آئے گا۔ اعلیٰ حضرت نے یہ بند و بست بند فرما کے مجھ کو اجازت دی۔ میں بند گان
 حضرت کی خواہی سے اوترا۔ اور جس ہاتی پر محبوب یا جنگ سوار تھے اونکے
 ساتھ سوار ہولیا اور میں نے فیصل خاصہ اور دوسرے ساتیوں کو اپنی جگہ کھڑا
 کر کے اپنا ہاتی شیر کی طرف بڑھایا۔ سرالیوور بنجھن۔ اور مسٹر وارڈن بھی اپنا ہاتی
 میرے ساتھ لائے جھاڑی کے پیچھے سے سرالیوور بنجھن صاحب نے اور سامنے سے
 میں اور محبوب یا جنگ نے اپنے ہاتی بڑھائے۔

جب ہم اوس جھاڑی کے قریب پہنچے تب ایک عرب بندوق ہاتھ
 میں لئے ہوئے ہمارے ہاتی کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ شیر سامنے بیٹھا ہے میں
 اوس عرب سے چند ہار کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ لیکن اوس نے نہیں سنا جب
 شیر میرے ہاتی کو دیکھ کر غرائے لگا تو اب سالار جنگ اور شیر الملک اور بعض دوسرے
 صاحب لوگ جو کہ نالہ کے کنارہ کھڑے تھے اونکی طرف سے چند بندوقوں کی کھواڑ
 ہوئی دو گویاں ہمارے ہاتی کے نزدیک گئیں ایک گولی اوس عرب کے
 منڈھے میں لگی اور بائیں پسلی سے پار ہو گئی وہ عرب زمین پر گر پڑا شیر نے
 جب یہ گڑبڑ دیکھی تب ہمارے ہاتی پر حملہ کیا میں نے اور محبوب یا جنگ نے
 گویاں چلائیں ایک گولی شیر کے منڈھے میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا۔
 جس عرب کے تئیں گولی لگی تھی حکیم امما لکھنے اوسکے زخم کو دیکھا اور

اوسکے اعضا رومیہ میں سے کسی عضو کو نقصان نہیں پہونچتا تھا حکیم الممالک نے نہایت عمدگی سے اوسکا علاج کیا۔

۲. شعبان ۱۳۰۳ ہجری کی صبح کو گارے کی خبر نہیں آئی اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ آج شام کو چیتل سانبر وغیرہ کا شکار کیا جائے۔

دس بکے بندگان حضرت مع ہمارہیان سواری مبارک ہاتھیوں پر سوار ہو کر جنگل کی طرف تشریف فرما ہوئے سب ہاتھی ایک صف میں اور پیادہ شکاری درمیان میں رکھ کر چیتل سانبر کے شکار کی طرف متوجہ ہوئے یکایک ایک بنجارہ دھڑا ہوا مجھ کو دور سے نظر آیا جب وہ فیل خاصہ کے نزدیک پہونچا تو اس نے بیان کیا کہ میں اپنے جانور چرار ہاتھا۔ اؤنکو چراتے چراتے جب اک پھاڑ کے قریب پہونچا تو اوس میں سے دوشیر نکلے اور اون دونوں نے جانورون پر حملہ کیا اون کے ڈر سے سب جانور پریشان ہو گئے وہ دونوں ابھی تک پھاڑ میں موجود ہیں۔ اور میں نے ایک بنجارے کو پھاڑ پر بٹھلا دیا ہے کہ وہ اؤنکو دیکھتا رہے۔

بنجارے سے شیرون کی خبر سنکر سب کو نہایت خوشی ہوئی اور فوراً چند شکاری بنجارے کے ساتھ بھیکر پھاڑ کے اطراف میں درختوں اور پہیروں پر بٹھلا دے گئے جو مقام کہ شیر کی گزرگاہ خیال کیا گیا تھا وہاں ایک نالہ کے کنارے بندگان حضرت کا فیل خاصہ کھڑا کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت کے وہی طرف محبوب یا درجنگ اور عماد الملک ایک ہاتھی پر۔ اون کے بعد سردار جنگ ثانی اور نامور جنگ اوشکے بعد سرالیمور سنج

اور سٹروارڈن تو اس طرح جب سب نظام کر لیا گیا تب پہاڑ کی پیچھے سے ہانک شروع ہوا توڑی
 ویر میں دو شیر پہاڑ سے نکلے ایک شیر ~~سلا~~ لار جنگ کی طرف دوسرا شیر بندگان
 حضرت کی جانب آیا اعلیٰ حضرت نے اس شیر کو اندازاً انٹی قدم کے فاصلہ سے ملاحظہ فرما کر
 گولیاں چلا بن ایک گولی اوسکے پیٹ میں لگی شیر زخمی ہو کر جھاڑی میں بالکل پوشیدہ
 ہو گیا ابھی تک بندگان حضرت کی نگاہ اوس مقام کی طرف تھی جس جگہ کہ شیر پہلی
 گولی چلائی تھی۔ یہ شیر نالہ اور جھاڑی سے ہوا ہوا فیل خاصہ کے قریب پانچ چہرہ
 قدم کے فاصلہ پر آیا ہو نچا۔ اوس وقت یکا یک اعلیٰ حضرت کی نظر شیر پر پڑی اسل ثنائ
 میں شیر ہاتھی کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ بندگان حضرت نے نہایت چستی اور مستعدی
 سے پیچھے پلٹ کر دھڑ بھڑ رفل سر کے اول گولی نے حطاک اور دوسری شیر کو شانہ
 میں لگی شیر جت کر کے نالہ میں چلا گیا اور نظر سے غائب ہو گیا۔

مجھ کو بندگان حضرت کی خواہی میں بیٹھنے کا اعزاز حاصل تھا۔ جو وقت بہ شیر
 جھاڑی جھاڑی چلتا ہوا ہاتھی کے قریب پہنچا۔ اوس وقت اول حضور پر نور کی نظر
 پڑی بندگان حضرت نے ایسے استقلال اور دلیری سے عین وقت پر گولی چلائی
 کہ اگر ذرہ ہی ویر ہوتی یا گولی شیر کے شانہ پر ٹھیک نہ پڑتی تو بے شبہ وہ ہاتھی پر
 حملہ کرتا مگر یہ آخر زخم ایسا کاری لگا تھا کہ شیر توڑی دور جا کر ایک درخت کے
 پینے گر گیا۔

یہ دوسرا شیر تھا مجھ کو بندگان حضرت نے اس جہارت و دلیری سے شکار

فرمایا۔ سواری مبارک قریب چار بجے کے شکرگاہ میں مراجعت فرما ہوئی۔
 شکاری شیر کو ہاتی پر ڈال کر بڑے تجل اور تکلف سے لائے جس ہاتی پر شیر
 تھا اوسکے شب میں تمام شکاری ہاتی اور آگے آگے صہاگاؤن والے درختوں کی
 ٹہنیاں ہاتھوں میں لئے ہوئے کچھ لوگ ہاتی کے پیچھے۔ ڈھیرے اور کرکری بجا
 شور و غل مچاتے شکرگاہ میں داخل ہوئے۔

جب شیر کی سواری اس دھوم دھام سے نزدیک پہونچی بندگان حضرت مع
 صاحب زریڈنٹ بہادر اور سالار جنگ خیمہ سے برآمد ہوئے۔

یہ شیر پہلے شیر سے باپ میں ویرہہ انچہ کم تھا نو فٹ سات انچہ لائباتین
 فٹ پانچ انچہ اونچا تھا اسکے دونوں کانوں کے درمیان نو انچہ کا فاصلہ تھا سر کا
 دور تین فٹ پنجہ کا اور ایک فٹ ایک انچہ دم تین فٹ لائباتین تھی۔

شام کے چہ بجے بندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنتہ مع ہمراہیان سواری
 مبارک الاپور کے اسٹیشن کی طرف رونق افروز ہوئے جس شیر کا آج شکار ہوا تھا
 اوسکو ریل میں ہمراہ لے چلنے کے واسطے ارشاد ہوا۔ سرکاری اسپیشل ٹرین شبکو
 اسٹیشن سے روانہ ہو کر صبح دم حیدرآباد میں پہونچی۔

بندگان حضرت کے معزز مہمان زریڈنٹ صاحب بہادر دانی شکر حضرت
 سے رخصت ہو کر زریڈنٹی کو تشریف لے گئے اور سواری مبارک ڈیوڈ ہی
 رونق بخش ہوئی شیر کو اسٹیشن سے شکاری لوگ ہاتی پر رکھ کر ڈیوڈ ہی مبارک

مین لائے راستہ میں ہاتھی کے ہمراہ تماشا بیون کا بے انتہا ہجوم تھا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیواسطے

یاوگیر پٹی کی طرف رونق افزا ہوا شہباز ۱۳۰۱

کچھ دنوں کے بعد اسی مہینے میں شکاری یاوگیر پٹی سے شیر کی خبر لائے حلاوت

اقدس شکاری سامان اور خیمات وغیرہ اوسط طرف روانہ کئے گئے۔

سواری مبارک مع سالار جنگ - منیر الملک - نادر جنگ - امیر جنگ

حکیم الملک بلد سے بلارم کو روانہ ہوئی۔ شب کو اعلیٰ حضرت نواب سالار جنگ

کے جنگل میں استراحت فرما کر علی الصبح یاوگیر پٹی کی طرف رونق افزا ہوئے۔

یہ مقام بلارم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے اعلیٰ حضرت

نے کیمپ میں تشریف فرما ہو کر چائے خوری کے بعد فیل خاصہ طلب فرمایا۔

اور مع ہمراہیوں کے شکار گاہ کو تشریف لیکئے سرکاری ہاتھی ایک پہاڑ کے

قریب کھڑا کیا گیا۔ اور دوسرے ہاتھی پہاڑ کے اطراف میں مختلف مقامات پر

استادہ ہوئے پہاڑ کے عقب سے ہانک شروع ہوا۔ بندگان حضرت نے دور سے

ملاحظہ فرمایا کہ دوشیر ہانک والوں کے سامنے سے ٹکڑے مقابل کے پہاڑ میں چلے گئے

حضرت نے خیال کیا کہ جب ہانک والے کوہ مذکور کے قریب پہنچیں گے تب وہ

دونوں شیر غرور سامنے آئیں گے۔

غرض کہ جب ہانکے والے اوس پہاڑ کے قریب پہنچے تب اعلیٰ حضرت رفیل دست مبارک میں لئے ہوئے بالکل تیار تھے کہ اب کوئی دم میں شیر نکلتے ہیں اور بڑے لطف سے شکار ہوتا ہے لیکن اس انتظار میں زیادہ وقت گزر گیا اور ہانکے والے خاص اوس پہاڑ کے پتھروں پر چڑھ گئے جس میں کہ شیر گئے تھے اعلیٰ حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ شیر ہماری نظروں کے سامنے پہاڑ میں آئے اور ہانکے والے شور و غل کرتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے لیکن شیر اب تک پہاڑ سے نہیں نکل سکا کیا باعث ہو گا میں نے عرض کیا کہ اس پہاڑ کے اطراف میں سب بندوبست کیا گیا ہے ہر طرف نالوں کے کنارے درختوں پر آدمی بٹھلا دئے گئے ہیں میدان میں سوار کھڑے ہیں ممکن نہیں کہ شیر دوسری طرف نکلا جائے شاید اوس پہاڑ میں غار اور گوبین ہوں۔ اور شیروں نے اپنے آپکو چھپایا ہو۔ اس لئے کہ جب شیر کا چند بار ہانکے ہو جاتا ہے نو وہ چونکا رہتا ہے اور ہانکے والوں کی آواز سنتے ہی پہاڑ کے غار یا گوبی میں چھپ جاتا ہے اور کسی طرح سے باہر نہیں نکلتا تھوڑی دیر کے بعد چڑھی رام شکاری ہانکے میں سے دوڑتا ہوا آیا اور اوس نے بیان کیا کہ دونوں شیر اوس کے سامنے گوی میں چلے گئے ہر چند سب شکاریوں نے کوشش کی اور گوی میں آتش باری بھی چھوڑی لیکن باہر نہیں نکلے۔

گاؤں والے شکاری بیان کرتے ہیں کہ کرنل والٹن صاحب رسالہ کنٹینٹ کے ایک افسر اس جنگل میں کئی بار شکار کو آئے اور یہ شیر ہمیشہ ہانکے کو سامنے

سے نکل کر پہاڑ میں چھپ گئے آتشبازی وغیرہ چھوڑنے سے ہی باہر نہیں نکلے۔
 ہندوگان حضرت نے یہ واقعات سماعت فرما کر فیل خاصہ اس پہاڑ کی
 طرف بڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا جب سواری قریب پہونچی اعلیٰ حضرت نے
 ملاحظہ فرمایا کہ پہاڑ میں بڑے بڑے پتھروں کے نیچے بہت وسیع درے اور گوی ہین
 ہین جنہیں درند جانور ہاسانی رہ سکتے ہین اعلیٰ حضرت نے ہاتھی پر سے اوتر کر ایک
 پتھر پر کھڑے رہنے کا ارادہ فرمایا۔

سر سالار جنگ بھی دوسری طرف سے تشریف لائے اور جنگ اپنے ہاتھی
 سے اوتر کر ہانک والوں سے کیفیت دریافت کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے جو وقت
 ایک گوی کے سامنے سے وہ جا رہے تھے اذکو ایک شیر نظر آیا اور قریب تھا کہ
 وہ اونپر حملہ کرے اور جنگ نے فوراً اوسپر ریفیل چلائی گولی شیر کی گردن میں لگی وہ
 اسی جگہ گر گیا۔ اور دوسرا شیر ایک درہ میں جا چھپا۔

ہندوگان حضرت جس پتھر پر تشریف رکھتے تھے اوسکے بائیں طرف ایک
 بڑا پتھر تھا ایک گاؤں والے شکاری نے کہا کہ مجھ کو اس پہاڑ اور شیر کے رہنے کے
 مقامات بخوبی معلوم ہین اگر اس پتھر سے ذرا نیچے اوترین تو جس جگہ شیر بیٹھا ہے
 ضرور نظر آئے گا لیکن وہ پتھر مثل دیوار کے سیدھا تھا میں نے اپنے ساتھ کے
 شکاریوں کے سر کے چار ٹیکوں کے سرے اپنی کمر میں باندھ کر شکاریوں کے
 ہاتھ میں دے اور اون سے کہا کہ آہستہ آہستہ مجھ کو اس پتھر کے نیچے اوتار دو

غرض تشکاریوں نے ٹیکون کے سرے مضبوط پکڑ کے مجھ کو بسہولت نیچے اوتار دیا
 شاید سات یا آٹھ فٹ مین نیچے پہونچا ہونگا کہ مقابل کے پتھر کے نیچے کی جھاڑی
 میں مجھ کو شیر نظر آیا۔ لیکن وہ جھاڑی میں اس قدر چھپا ہوا تھا کہ مجھ کو اس کا کچھ نہ روزنگ
 اور کچھ سیاہ پٹے معلوم ہوتے تھے مین اس وقت ایسی حالت میں تھا کہ میری پیٹھ
 پہاڑ کے پتھر سے ملی ہوئی اور دھنسنے ہاتھ مین ریفیل بائین ہاتھ سے ٹپکے جو کمر میں
 بند ہے تھے مضبوط پکڑے ہوئے تھے بھر و شیر نظر آنے کے مین نے ریفیل چلائی
 چاہی لیکن بائین ہاتھ سے چپکا چھوڑ کر نکال کر مجبوراً دھنسنے ہاتھ کو لانا کر کے ریفیل کی بلبلی
 دہائی۔ شیر اس قدر نزدیک تھا کہ زیادہ شست لگانے کی ضرورت نہ تھی ریفیل کی آواز
 پر تشکاریوں نے بہت زور سے مجھ کو اوپر کہنچ لیا شیر نے ایک آواز دی اور اپنی
 جگہ سے کود کر دوسری جگہ چلا گیا تشکاری لوگ جب نیچے گئے تو معلوم ہوا کہ جس جگہ
 شیر بیٹھا تھا وہاں خون کا نشان ہے اور شیر دوسرے بڑے درہ میں چلا گیا ہے۔
 گاؤں کے ایک فکسکاری نے کہا کہ دو بڑے پتھروں کے درمیان ایک غار ہے
 جس میں آدمی آسانی جاسکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب بندوق لیکر اس غار میں چلیں
 تو شیر بے شبہ نظر آئے گا۔

مین بندگان حضرت سے اجازت لیکر اس فکسکاری کے ہمراہ ہو لیا۔ جب
 پہاڑ کے درہ میں تھوڑی دور تک ہم نیچے گئے تب آدھے منٹ تک کچھ
 تاریکی رہی بعد کو اوپر کے سوراخوں میں سے روشنی دکھائی دی۔

گاون کا شکاری میرے آگے اور فاضل بیگ دوسری بندوق لئے ہوئے
میرے پیچھے ہم تینوں آدمی بہت آہستہ آہستہ چلے گئے پہاڑ کے اندر اسی قدر
وسعت تھی۔ کہ کبھی ہم سیدھے اور کبھی جھلک کر چل سکتے تھے جب ہم ایک ٹھنڈی
جگہ پہنچے جہاں چار طرف پتھروں کے سوراخوں سے سرد ہوا آتی تھی اور زمین
پر نرم مٹی مثل باریک ریت کے بچھی تھی شکاری نے اس جگہ زمین پر شیر کا
ماگ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو زور سے دبایا جس سے یہہ اشارہ
تھا کہ ہم شیر سے اب دور نہیں ہیں۔

شکاری مجھ کو گھڑی گھڑی اشارہ کرتا تھا کہ پاؤں کی آواز نہ ہونے دو اس کے
کہنے سے جو ماتوا دل ہی سے اوتار ڈالا تھا پائے تابے ہی جھاڑی اور پتھر و نہیں
پہٹ گئے ٹوپی ہی کہیں گر گئی تھی۔ جتنی ممکن تھا۔ فیف سیونٹی سیون ریفل کو
فل کاک کئے ہوئے ہر گوشہ اور کونہ میں نظر کرتے ہوئے آہستہ آہستہ گوی میں
چلے جاتے تھے بہر کیف تھوڑی دیر میں ہم ایک گول پتھر کے پاس پہنچے
جس کے نیچے زخمی شیر بیٹھا ہوا تھا گرنی کے سبب سے شیر جو دم لیتا تھا تجوی اوسکو ہم
سے مسکتی تھوڑی دیر گول پتھر ہمارے اور اس کے درمیان واقع تھا اوسوقت گاون کا
شکاری میرے پیچھے ہو گیا۔ اور ہم تینوں اس آہستگی سے پتھر پر چڑھے کہ خود
ہم کو اپنے پاؤں کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

جب ہم غار سے نکل کر دوسرے پتھر پہنچے اوسوقت شکاری نے



حصہ پر نوکری سہاؤ افلاک بھار کا پہاڑی گویا جاکر زخمی شیر کو قتل کرنا

اشارہ سے بتایا کہ شیر سامنے کے پتھر کے پنجے سے یکایک جب شیر کی نظر مجھ پر اور
میری نظر شیر پر پڑی اور سوقت یہ شیر مجھ سے اندازاً نو فٹ کے فاصلہ پر تھا۔ شیر کا مجھ پر
جت کر کے حملہ کرنا۔ اور میرا اوپر رفل چلانا یہ دونوں امر شاید ایک ہی وقت میں رونق
ہوئے گولی شیر کے سر میں لگی وہ چار فٹ تک اپنی جگہ سے جت کر کے گر پڑا۔

بندگان حضرت قریب میں ایک چتر پر رونق افروز تھے شیر کو گوی میں سے

نکال کر ملاحظہ اقدس میں لائے۔ یہ شیر بہت زبردست دس فٹ لا بنا اور تین فٹ
دس انچ اونچا اور اس کے سر کا دور تین فٹ تھا۔

فکاریوں نے بیان کیا کہ یہ شیر بہت سے صاحب لوگوں کے سامنے سے نکلتا
اور ہمیشہ اگر اس پہاڑ میں چہر رہتا تھا۔

تین بجے سواری مبارک یاد گیر پہلی سے روانہ ہوئی اور قریب چھ بجے کے

الوال میں پہونچی۔

صاحب زریڈنٹ سرالیور سجن باغ میں لائینس کہیل رہے تھے دوشیروں کے

شکار کا احوال شکر بہت خوش ہوئے۔

قریب شام کے بندگان حضرت کی سواری مبارک بلدہ میں رونق افروز ہوئی۔

اگرچہ رسالہ گو لکنڈہ ایک مدت سے میرے تقویض ہو چکا تھا لیکن قلم گو لکنڈہ

میں قلم گو لکنڈہ ہی کی نگراں میں تھا ماہ ذیقعدہ کے اول ہفتہ میں تیسری بارچ کو عاشر
میں قلم گو لکنڈہ کا تمام انتظام بھی میرے سپرد فرما دیا اور سالار جنگ بہادر کو

یہہ ارشاد ہوا کہ قلعہ دارگو لکندہ سے سلخ خانہ قدیم کے کوٹھیاں بارود خانہ اور انبار خانہ کی کنجیاں بیکر میرے سپرد کر دیں قلعہ گو لکندہ میں نظام علیخان بہادر آصفیہ ثانی کے عہد سے چوبیس کوٹھریاں متغفل تھیں اور بعض کے دروازے تیغا گئے ہوئے تھے اور عام طور سے یہ مشہور تھا کہ اون میں قدیم شاہی خزانہ بھرا ہے۔

میں نے سالار جنگ بہادر مارالمہام سے درخواست کی کہ کوٹھے کھلنے کے وقت آپ ہی تشریف فرما رہیں چنانچہ سالار جنگ بہادر ۱۵ ماہ و بقعدہ کو تشریف لائے غیر اس ملک بہادر بھی اون کے ہمراہ تھے مارالمہام بہادر کی موجودگی میں اون کوٹھریوں کے دروازے کھولے گئے مشرقی چار کوٹھریوں میں تیر اور کمان بھرے ہوئے تھے اور چند اور کوٹھریوں میں قدیم وضع کی جاناثرین اور قالین اور شکستہ آئینے وغیرہ بھی تھے۔

شمال رو یہ حجرون میں سے سات حجرون میں قدیم چینی کے برتن تھے اور بعض میں توڑاواہ بند و قین اور چھوٹی چھوٹی توپیں تھیں۔

مغرب رو یہ کوٹھریوں میں سے ایک میں سونے اور چاندی کے علم تھے۔ ایک کوٹھری میں بڑے بڑے دو صندوق تھے جن میں قدیم سکے کے روپیے نکلے۔ سدی عنبر مارالمہام صاحب کے خانسانان نے اون روپیوں کو اپنے سامنے گنوا یا تو انتہہ خوار ہوئے تھے تیر اور کمان جیسے رکھے تھے اونہیں کوٹھریوں میں اتنا کسبہ ستور موجود ہیں اور ویسہی علم ہی اس تحریر کے وقت تک بچنا۔ اپنے

معام پر رکتے ہیں لیکن برتنوں کی نسبت کارنل مارشل نے جو حضور پر نور کے مقبرہ سے
 لکھا تھا کہ جو محلہ مبارک میں بھیج دیجائیں۔ اونکی تحریر کے موافق برتن ٹوٹوڑی ہمارک
 میں بھیج دے گئے تھے۔ ہزار روپیے جو صندوق میں تھے وہ حسب احکم
 حضور پر نور ﷺ ہری میں خزانہ جیب خاص شاہی میں داخل کر دے گئے۔

چونکہ قلعہ گوکنڈہ کے متعلقات کا اس موقع پر ذکر آیا ہے اس لئے قلعہ گوکنڈہ
 کا بھی کچھ احوال مختصر طور پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے واضح ہو کہ اس قلعہ کے
 گرد ایک مضبوط سنگین فصیل ہے جسکا محیط اندازاً تین میل سے زیادہ ہے اس کے
 گوشوں پر جا بجا بڑے بڑے بلند ۸ برج ہیں جنپر اس وقت تک بعض بعض جگہ قدیم
 قطب شاہی توپیں رکھی ہیں پانچ چہرہ توپوں کے سوا اور کسی توپ پر کتبہ نہیں ہے۔
 قلعہ گوکنڈہ کے انتظام کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے توپخانہ قلعہ کا بھی
 انتظام از ذیقعدہ ۱۲۳۱ ہجری کو میرے تفویض فرمایا۔ لیکن چونکہ غنسی کا یہ توپخانہ قدیم
 سے بیلون کا تھا۔ اور توپیں ٹوٹیلو پاؤڈر زیادہ وزنی تھیں اونہیں کسی قسم کی اصلاح
 کرنا ناممکن تھا میں نے قلعہ کے متعلق جو کچھ اصلاح کی تو یہی کی کہ قلعہ کے دروازوں کا
 اور اسکی صفائی وغیرہ کا انتظام کیا اور اس کے برجون پر جو توپیں رکھی ہوتی تھیں۔ اور
 اونکی خراب و خستہ حالت تھی اونہیں درست اور صاف کرایا تاکہ سلامی کے وقت
 وہ کام آسکیں۔

چونکہ اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور گوکنڈہ میں تشریف رکھتے تھے

صبح کے وقت اکثر ہوا خوری کو تشریف لیجاتے اور شام کے وقت گو لکنڈہ پولو
گروڈ پر رونق افروز ہو کر چوگان بازی کی مشق فرماتے تھے دن کو تو اکثر پولو ہوتا ہی
تھا لیکن اس سال بارش کم ہوئی تھی۔ اگست کا مہینہ تھا اور گرمی زیادہ پڑتی تھی اسوجہ
سے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے حکم دیا کہ الگ ٹرک لائٹ (بجلی کی روشنی) میں شب کو پولو
کھیلا جائے حسب حکم اقدس پولو گروڈ پر الگ ٹرک لائٹ کا انتظام کیا گیا اور اعلیٰ حضرت
نے شب میں چوگان بازی فرمائی اور اسی زمانہ میں ذی الحجہ کی پانچویں تاریخ کو حضور
پر نور نے گو لکنڈہ رگید کی پر پڑے ملاحظہ کر کے اظہار خوشنودی فرمایا۔

سنہ ۱۳۰۲ھ ہجری میں جہنٹ میرے تقویض ہوئی تھی اور سنہ ۱۳۰۲ھ ہجری کو لکنڈہ لائسر کے ساتھ جو مجھے لنگر مبارک کی پریڈ میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ پہلا لنگر تھا جو تہی محرم کی شام کو پانچ بجے سواری مبارک پرانی حویلی سے بیچ محلہ میں رونق افروز ہوئی اور پانچویں تاریخ کو حسب قاعدہ تمام افواج باقاعدہ اور بتقاعدہ کا پانچ پاسٹ ہوا۔ چونکہ سالار جنگ ثانی کو رسالہ گو لکنڈہ سے بڑی دلچسپی تھی۔ ترتیب افواج متعلقہ میں جسے یہاں شلبندی کہتے ہیں تمام فوج باقاعدہ جو کرنل نیول کے ماتحت تھی اس سے گو لکنڈہ لائسر کا نمبر اول رکھا گیا لنگر مبارک میں جسوقت یہ رسالہ مدار المہام بہادر کے روبرو سے گزرا۔ اسوقت سرچارلمسگاف اور دوسرے افسران سکند آباد نے اونکا یونی فارم اور اونکی سپاہیانہ وضع اور قطع کو دیکھ کر نہایت پسند کیا۔

لنگر کے بعد جسوقت میں سالار جنگ اور اون کے بھائی منیر الملک سے ملا تو انہوں نے گو لکنڈہ لانسر کی عہد سپاہیانہ طور سے مارچ پاسٹ کرنے کی مجھ کو مبارکباد دی اور آخر میں یہ فرمایا کہ تمام افسران سکندر آباد اور حیدر آباد متفق الکلام تھے کہ حیدر آباد کے تمام قریب فوج باقاعدہ میں جو اسوقت سامنے سے گزری اس نے رسالہ گو لکنڈہ کی سپاہیانہ طرز اور وضع اور ہیئت سب سے بہتر اور زیادہ پسندیدہ تھی۔

سلطان نواز جنگ بہادر کے عربوں اور کوتوالی کے

جوانوں کی باہم تکرار

دسویں مئی ۱۸۵۷ء کو جب معمول خوب دھوم دھام سے تفرے اوٹھے دوپہر کے بعد جب تفرے شہر سے باہر جا رہے تھے تو ہر کارے یکایک یہ خبر لائے کہ پرانے پلیر سلطان نواز جنگ بہادر کے عربوں کی کوتوالی والوں سے کچھ تکرار ہوئی اور آپس میں کشت و خون تک نوبت پہنچی ہے تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ عرب تمام شہر میں بلوہ کر رہے ہیں جہاں کہیں کوتوالی والوں کو پاتے ہیں جان سے مار ڈالتے ہیں کوتوالی کے کئی سپاہی مارے ہی گئے ہیں اور شہر کی تمام دوکانیں بند ہو گئی ہیں تمام شہر میں عربوں کے سوا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔

اس واقعہ کے متعلق سالار جنگ ثانی مارا الملہام سرکار عالی کی جو عرضی اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں پیش ہوئی اوسکا یہ مضمون تھا کہ آج سلطان نواز جنگ بہادر

کے عربوں اور اہالیان کو توالی میں پرانے پل پر باہم کچھ تکرار ہوئی جس پر سلطان نواز جنگجو
نے اپنے عربوں کو حکم دیا کہ کو توالی والوں کو جہان پائین مار ڈالیں۔ چنانچہ عرب لوگ
تمام شہر کے گلی کو چون میں پہیل گئے ہیں اور اب تک پولیس کے ساتھ سپاہیوں
کو قتل کر چکے ہیں۔ جس سے تمام اہالیان کو توالی فرار ہو گئے۔ اور شہر کے کل تہا سچا
کو توالی پر عربوں نے قبضہ کر لیا ہے اور کو توالی صاحب کی تلاش میں ہیں خانہ زاوڑ
صن بن عبداللہ اور راجہ سری نواسراؤ کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس پہنچا رہا
کہ وہ اپنے عربوں کو اپنے پاس بلا کر ان حرکات سے اونکو منع کریں لیکن وہ کہتے
ہیں کہ اہالیان کو توالی میرے آدمیوں کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آئے
اور اونکو مارا پٹیا جس سے میرے سارے عرب افرختہ ہو گئے اور میرے قابو میں
نہیں رہے۔ راجہ سری نواسراؤ وغیرہ کا بیان ہے کہ سلطان نواز جنگ عربوں کو
بغاوت اور فساد سے منع کرتے ہیں مدد نہیں دیتے اسی حالت میں اگر حضور پر نور
افسر جنگ بہادر کو انتظام کے لئے فوراً حکم دین تو نہایت مناسب ہوگا۔

اس بلوہ کی اطلاع تو چوہدری بدرون کے ذریعہ حضور پر نور کو پہلے ہی سے ہو چکی تھی
جس وقت مدارالمہام صاحب کی یہ عرضی پہونچی تو جو صاحبین وہاں حاضر تھے۔
آپس میں رائے ترقی کرنے لگے کہ اگر بواسطہ کرنل نیول صاحب اسکا انتظام کیا
جائے گا تو بہت ہی مناسب ہوگا لیکن اعلیٰ حضرت نے میری طرف مخاطب ہو کر
ارشاد فرمایا کہ مدارالمہام صاحب کی درخواست کے موافق تم فوراً اپنے کو لکھنؤ برگئیڈ

کو لیکر اس بلوہ انشٹام کرو۔

میں نے اس وقت حضور پر نور کی خدمت اقدس میں لبداوب عرض کیا کہ اس وقت قریب قریب تمام شہر پر عربوں کا تسلط ہے کو تو والی کے تمام تہا بونچر وہ قبضہ کر چکے اور جوش میں بہرے ہوئے ہیں اگر ایسی حالت میں فوج شہر کے اندر لائی جائے گی تو کشت و خون کا سخت اندیشہ ہے بہتر مصلحت وقت تو یہ ہے کہ بلوہ رفع ہو جائے اور کشت و خون کی نوبت نہ آئے اعلیٰ حضرت نے استفسار فرمایا وہ کیسے اور کیونکر میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس خود جاتا ہوں اور ان سے گفتگو کر کے ان کو اس بات پر مجبور کرتا ہوں کہ تمام شہر سے وہ اپنے عربوں کو خود اڈھالیں۔ اور ساتھ ہی اسکے شہر کے چاروں دروازوں پر گولکنڈہ برگید کے رسالہ اور پٹن کو تیار کہ جو وقت سلطان نواز جنگ بہادر کے سب عرب اپنی جگہ جمع ہو جائیں تو ایک اشارہ میں گولکنڈہ برگید کے سپاہی تمام کو تو والی کے ناکون پر اپنا قبضہ کر لیں اور جہان بہان پولیس کے پہرچا رہتے تھے وہاں وہاں کی نگرانی میں وہ خود مصروف ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے میری اس رائے کو پسند فرمایا۔ لیکن بعض مفتاحین کی رائے اسکے ہی خلاف ہوئی۔ وہ یہ کہنے لگے کہ ایسے جوش و غصب کی وقت میں سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس تشہا جانا مقتضائے مصلحت اور اندیشہ سے خالی نہیں۔

مین نے اعلیٰ حضرت کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ یہ امر میری رائے پر
 چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے مجھے اجازت دے دی مین فوراً ڈیوڈ ہی مبارک
 سے نکل کر گھر وڑے پر سوار ہوا۔ کیپٹن میر ہاشم علی اور کیپٹن عبدالشہید ڈیوڈ ہی مبارک
 کے باہر میرے منتظر تھے یہ دونوں صاحب ہی میرے ساتھ ہوئے مین نے اپنی
 روانگی سے پہلے ایک چوہدار کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس بھیجا تاکہ اون کو
 اطلاع کروے کہ مین حسب احکم اقدس حضور پر نور کے آپسے پاس آتا ہوں۔

راستہ میں جب ہم آگے بڑھے تو ہم نے دیکھا کہ شہر کی تمام دوکانیں بند ہیں۔
 شہر میں ایک عجب سناٹا ہے کہیں کہیں بالاخانوں پر جہر و کون اور کھڑکیاں مین سے
 چھپ چھپ کر لوگ جھانکتے ہیں مگر باہر نکلنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا۔ پولیس والوں کی
 لاشیں جا بجا پڑی ہیں۔ چارمینار تک ہمیں سات لاشیں ملیں۔ چار سو کے حوض کے
 قریب جب ہم پہونچے تو یہ دیکھا کہ حوض میں پولیس والوں کی پکڑیوں اور کوٹوں
 کا اہٹار لگا ہوا ہے جو وقت عربوں نے اہالیاں کو توالی کا عاقب کیا تھا تو انہوں
 نے اپنی شناخت نہونے کی غرض سے اپنے کوٹ اور پکڑیاں اوتارنا شروع کر دیں
 وے ہیں اور اپنے معمولی لباس میں ہو گئے تھے تاکہ عربوں کی مار پیٹ اور کشت و خون
 سے بچ جائیں غرض شہر میں اس وقت ایک ہوکا عالم تھا۔ البتہ عرب توڑہ دار بند قین
 لے جا جاٹھل رہے تھے جب انہوں نے راستہ میں آتے ہوئے مجھے دیکھا تو مجھ کو
 پہچان لیا اور کو توال صاحب کی نسبت بڑے سے بڑے الفاظ استعمال کو کے مجھے

یو چہا کہ وہ کہان سے عربوں میں سے جو کوئی مجسوس راستہ میں ملا وہ ہایت ادب اور عظیم سی پیش آ یا یہاں تک کہ میں مکہ مسجد کے قریب سلطان نواز جنگ بہادر کو مکان میں پہنچ گیا سلطان نواز جنگ بہادر میرے آنے کی خبر سنتے ہی باہر نکلا آئے میں نے اس کو کہا کہ حضور پر نور نے مجھے آپ کی پاس پہنچا ہے کہ میں آپ کو اس بلوہ کا سبب یافت کروں اور آپ یہ بھی پوچھوں کہ یہ براعتدالی جو آپ کو عربوں سے ہوتی ہے اور جس سے ساری شہر میں عظیم تہلکہ مچ رہا ہے اس کا ذمہ رکون ہے سلطان نواز جنگ بہادر نے مجھے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جو اصل کیفیت ہے وہ حضور پر نور کی رحمت مبارک میں عرض کی جائے وہ یہ کہ میرے پوتے ہونے پر سوار ہو کر نگر نگر کا تماشہ دیکھنے کی طرف نکلے پیر کی تہ کو تو والی والوں نے ان کی ہاتھی کو راستی سے ایک طرف نکال دیا جب میرے قتل کے بعد بلوہ ہوئے تو اس وقت کو تو والی والوں نے ان کو لاٹھیوں سے مارا اور یہ نوبت پہنچی کہ اسی گڑھ میں میرے پوتے کی لاش پڑ گئی لیکن جب عربوں نے دیکھا کہ میرے پوتے کو تو والی والوں نے اس قسم کا برا بھلا کر دیا تو وہ بھی بکڑ گئے اور جوش میں آ گئے اور ہونے کو تو والی والوں نے ان کو ظلم و زیادتی کا بدلہ لینا شروع کر دیا اسوجہ سے کہ ان کو طویل ہو گیا یہ ظاہر ہے کہ عرب لوگ وحشی ہوتے ہیں کو تو والی والوں کے جبر اور ظلم کی وہ برداشت نہ کر سکے اور برا اختیار ہو کر وہ اس قسم کی حرکات کو مرتکب ہوئے اس وقت وہ بالکل میرے اختیار میں نہیں ہیں میں مجبور ہوں سوا اس بلوہ میں کل عرب میرے ہی نہیں بلکہ اور جمہور کو بھی عرشِ بل ہو گئے ہیں یہ شکریہ اور انکو جواب دیا کہ اس وقت اگر آپ میرے ساتھ چلیں یا اپنی فرزند کو میرے ہمراہ کر دیں تو جو عرب کہ نام شہر کو چھو بازار کو گھر سے ہو ہوں اور جوش میں بہہ رہے ہوں ان کی ہم فہمائش کو کر کے کہ وہ اون جگہ ہوں کو چھوڑ کر آپ کی ٹیڈی ہی میں آ کر جمع ہو جائیں گے اور میں جو عرب کہ آپ کے علاقہ کو میں وہ یہاں چلا آئیے گا باقی جو آپ کے علاقہ کو نہیں ہیں ان کو ہم خود دیکھ لینگے چونکہ سلطان نواز جنگ بہادر کا مزاج کچھ علیل تھا وہ خود کو میرے ہمراہ نہ آ سکے ملائے فرزند کو میرے ساتھ ہی یا وہ چند عربوں کو ساتھ لیکر میرے ہمراہ آئے اس وقت سلطان نواز جنگ بہادر کو فرزند اور میں اور کپٹن میرے ہاشم علی اور کپٹن مرزا عبدالرشید بیک چاروں آدمی شہر کے تمام گلی

کو جو زمین گئی اور پہرے پہرے رات آخر ہو گئی سلطان نواز جنگ بھاگ کر فرزند اپنی عربوں کو عربی زبان میں بھجواتے
 جاتے تو اور وہ اونکی کہنی سے اونکو کمالی طرف چلا جاتی تو اس طرح تین بج تک شہر کی کل کو جیہ و باز اے عربوں کی خالی ہو گئی
 جسوقت سلطان نواز جنگ بھاگ کر پاس میں آیا اس کے قبل ہی بنو نضرت سید عاشق حسین کو قلعہ کی طرف روانہ کر کے حکایت کیا
 کہ مرزا پل بیر پورہ افضل گنج علی بابا کی چاروں دروازوں پر سالہ اور پٹن کی سو سو جوان لاکر تھہر رہے اور اونکو یہ حکم دیدیا کہ
 وہ اسطرح ہی مستعد اور تیار رہیں کہ اشارہ کو ساتھ ہی ہر ایک دروازہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور اپنی بیچ کی تمام چوکیات پر جو
 جوق ہو کو پہنچ جائیں اور جہاں جہاں نجات میں انہیں قرضہ کر کے امن مان فایم کر دیں جبکہ عربوں نے شہر کو کوچہ باز خالی
 ہو گئی تو فوراً ایک ایک سوار چاروں دروازوں کو روانہ کیا چونکہ انفرنگی ہو چکی تھی قلعہ کو لکڑی کی فوج
 شہر کو اندر داخل ہو گئی اور ایک دم میں اپنی سمت پر کو توالی کو ناکو پاس کھڑے ہو گئے اور جن جن مقامات پر
 کو توالی کو سوار پیادے تھے تو ان کو ان مقامات پر سپاہ و نسب پنا انتظام کر لیا ساڑھے چار بجے صبح کو کل شہر پر فوجی تسلط ہو گیا
 اسکو بعد میں فوراً اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اگرچہ چوبداروں کو ذریعہ ملے کی خبر خدمت مبارک
 میں پہنچی جاتی تھی مگر میں خود ہی سب احوال حضور پر نور سے عرض کر دیا اسکو بعد میں سالہ جنگ بھاگ کر پاس گیا اور یہ
 سب کیفیت اونیویان کر کے گزارش کی کہ اب شہر میں ہر طرح سے امن امان فایم ہو چکی ہے اگر صبح ہو تو قبل کہ جنگ بھاگ
 کو توالی اپنی نشست گاہ پر چار مندر میں چلا جائیں اور اپنی مقامات پر کو توالی کو سپرہ جات صبحی مر فایم کر دیں کو توالی
 کی پوری فوجی وقعت فایم ہو گئی اور پہلے کو معلوم ہو جائیگا کہ فوج صرف پولیس کی کمک کو آئی تھی جب کمک کی ضرورت
 نہ رہی تو لوٹھا دی گئی اور پولیس نے اپنا انتظام خود کر لیا لیکن اس بات کو سن کر جن بن عبداللہ و ذوالمہام بھاگ کر کہا کہ کو توالی
 صبح اسوقت شہر میں کو کھائی و شنگوے عرب کو لے نکلوں اور آج کل مار ڈالیں گے اور نہ نجات پر بالیان کو توالی کو آئیے پھر
 فساد برپا ہو جائیگا اگر جنگ بھاگ ہی ہاں موجود تھی تو اس معاملہ میں انکی ایڑی بھی دریافت کی مگر انہوں نے یہی

حسن بن عبداللہ صنادکی رائی سی اتفاق کیا اور کہا کہ میرا جانا اس وقت تہرین سے نہ ہو گا مجھے کہ خجک بہادر اس
 سے نہایت تعجب ہوا اسکو کہ میری رائی بالکل خلاف تھی اور کہا اس وقت ایسا جہاں نظام ہو چکا تھا کہ اگر کہ خجک اپنی نشست
 بر جاتی تو انکی مجال تھی کہ اگر خجک کو ساتھ کسی قسم کی بد اعتدالی و کشتی کرتی بہر حال اس شانین صبح ہوئی اور کان
 نے بڑا کٹھک اپنی اپنی دوکانین کہولیدین۔ اس وقت تمام شہرین کو لکندہ برگٹیدہ کا انتظام تھا کہ لکندہ انقشری کو ساتھ
 سپاہی پولیس کے تمام ماکو نہیں تھیں تھی اور ایک سو سو اگر لکندہ لانسز کو تمام کلی کو چون میں گشت کرتی تھی ہر خجک کو تو والی
 تہری میں اپنی اپنی گھر و زمین موجود تھی مگر اونچین گویا شخص بنا و لیس ہر گریزا زمین زمین نکلتا تھا اور سیطرح عرب لوگ
 ہی بازار میں بلکہ اپنی قریب جوار کو جو زمین ہی بہت کم نظر آتی تھی تیسری روز منی سالار خجک ہما سے فوج کو برخاست
 کو عرض کی سالار خجک بہادر کو تو والی صنادکی اس معاملہ میں دریافت کیا کہ خجک بہادر کی اس وقت ہی رہی کہ اپنی کڑا
 فوجی انتظام رہی خبا نہ سات روز تک برابر تمام شہرین کو لکندہ برگٹیدہ کا بندوبست رہا ساتویں روز تمام خجک
 نے کو تو والی صاحب کو حکم دیا کہ کو تو والی کو آدمی اپنی تھانوں پر جائیں اور محمول کو موافق اپنا انتظام کریں فوج برخاست
 کر دی جائی خبا نہ محرم کی تہریں راج کو شام کی بجٹ کو لکندہ انقشری شہری برخاست گئی اور کو تو والی کو سپاہی اپنی
 اپنی مقررہ تعلات پر حاضر متعین ہو گئی لیکن اب بھی کو تو والی حناڑ کہا کہ لکندہ لانسز کو سوار اور در در تک گشت کرتی
 رہیں چنانچہ در در اور رہزنیوں مارچ کو تہری وہ ہی برخاست گئی اور جب ستور سابق ہا لسان کو تو والی کا سبک
 عمل اور دخل ہو گیا۔ اسکو قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے اس جہگڑی کی تحقیقات کیا اسکی ایک کمیشن مقرر کی اور حکم دیا کہ
 سلطان نواز خجک اہالیان کو تو والی کو فساد کی زمین اس قدر گشت و خون کی نوبت پہونچی تحقیقات کی جائے اور فریقین
 اطہارات لیکر مجلس اپنی رائی سرکار میں پیش کری خبا نہ جو ملی قدیم کو پوسن میں مجلس منعقد ہوئی اہالیان کو تو والی اور
 علاؤ الدین سلطانی نواز خجک بہا کو اطہارات لکھی گئی کمیشن دریافت اور تحقیقات کو بعد سے قائم کی کہ اس بلوچ

تیار کیا جو مولوی ہمدرد نے کہا کہ سرکاری فوج کو سواختار بڈنٹ بھاگ لکھ کر سکدر آباد کی فوج کو بھی ملک کیلئے تیار کرنے
کی تجویز کی جائے کہ وہ سالانہ جگہ ہارون میری طرف سے طلب ہو کر اس مہینے میں سرکاری دریا فت کی مینو اور لکھ کر کہا کہ اگر
لوگ لکھ کر تو ان کو دفع میں بہین سخت وقت پیش کی سلطان نواز جنگ کا مکان پر موقع کو وقوع کو لحاظ سے ان کو لکھ نہایت
ان کی جگہ اور مفید ہو گا ان کو مکان کی شرفی اور جنوبی طرف میں کہ مسجد کے اوپر بریلی جانب میں حضور پر نور کی محلات مبارک اور
شمالی سمت میں شاہ راہ واقع ہے جو چار بنیادیں چوک کی مسجد کی طرف ہو کر پہلے پہل کو جاتی ہے اس طرح پورا مکان پنجاب
میں کہ مسجد اور محلات کو قرب کیونکہ محفوظ ہے اگر وہ اپنی بالائے پر پورے کو پورے پورے میں اور وارہ بند کر کے گولیاں ماریں تو شہر میں
تو اور شاہ راہ میں جائے نیاز تک مشرق کو اور چوک کی مسجد تک مغرب کو ان کی بند و تھوکی پر پورے کی ایسی حالت میں حملہ ہو کر فوج کو اور
مکان پر گولہ باری کیلئے جو سمت بانی رہتی ہے وہ ہی ہے جو چار بنیادیں مشرقی طرف ہے چنانچہ موم کا تھوڑا کچھ لکھا جائے لیکن
اس میں بڑی خرابی ہے کہ یہاں اگر گولہ اندازی کی جائے گی تو وہ گولہ جس کی شست و پختی ہوگی محلات مبارک کو زمانہ میں جا کر لگے گا
اور بدرون محلات مبارک پہنچے گا اور چوک کی شست و پختی یا بائیں جانب ہوگی تو وہ دونوں جگہ کے باشندے وہی جانیں
مال کو ضرر پہنچے گا ایسی صورتیں ان کو مکان کا محاصرہ کرنے کو ہی سہم تو بخاندہ کو استعمال نہیں کر سکتے ابھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے
مکان پر فیر کرنا بیفائدہ ہو گا کیونکہ اگر ہندوؤں کو فیر کر لیں تو گولیاں صرف ان کی دیواروں پر جا کر لکھیں گی اور ان کو مکان کا اندر محفوظ
رہے گا اور جب ہم فیر کرنا چاہیں گے تو اپنی مکانات کی کڑیوں اور زونوں کو فیر کرنا اور ہماری سیاہ کوچہ کو ہلے میں اور چھتوں پر
ہوگی سخت نقصان پہنچے گا سوائے اس کے یہ بھی خیال ہوتا ہے اور زمین بھی یا ہے کہ جب ان کا ایسا ارادہ ہو گا تو وہ اپنی کھیت
کو لیکر کہ مسجد پر قبضہ کر لیں گے کہ مسجد کی طرف ان کو مکان میں ایک دروازہ بھی ہے کہ مسجد کے اوپر سے حضور پر نور کا زمانہ تمام
نظر آتا ہے معلوم نہیں کہ وہ اپنی آلات حرب کو کہاں تک کام میں لائیں گے اور سوقت وہ قلب شہر میں اپنی مکان اور مسجد پر
جھپکی جھپکی پر دست تمام پر ہوں گے کہ ان کو شہر سے نکالیں گے کہ ان کو بہت بڑی شست و پختی کی جائے گی اور ان کے

نے میری اس سزا کو خونِ جنگ کا اصول پہنچی تھی شکر فرمایا کہ اس سے قبل میں نے ہوا بقاء بالکل نظر میں کی تھی واقع
میں ان کو سزا کا سزا ملا ہوا اور حضور پر پور کے حرم مبارک کی قوت ایسی ہو کہ جو سخت اندیشہ کا عمل ہو یہ سالہ جنگ بہاؤ کی
مہر علیخان اور بن عبداللہ وغیرہ تمام حضرات مجلسِ شکر پر پہنچاؤا بنیر الملک بہاؤی جو اس وقت میں ملہا فوج تھی
اپنی بہائی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بہائی آپ حضور پر پور کی خدمت میں لکھو کہ اس کا انتظام علی بیگ کے سپرد فرمایا جاوے اور یہ
عرض کرو کہ ان کو خیالات سلطان نواز جنگ کو سکان دینا سزاوارتہ ہے اور مکہ مسجد سے قریب ہونے کی نسبت بہت صحیح ہیں
لہذا اکل انتظام اس امر کا نہیں کہ تفویض ہونا مناسب ہے اس میں جو کچھ ان کی مصلحت ہو وہ کریں لیکن جس قسم کی کاروائی
کے احاطہ میں پہلے اس کی اطلاع سرکار میں دیدیا کریں چنانچہ مولوی مہر علیخان نے ایک عرضداشت کا مسودہ سب ابھینا
پیش کیا اور مدار الملہام بہاؤی حضور پر پور کی خدمت مبارک میں عرضداشت پہنچا دی اعلیٰ حضرت حضور پر پور کی پیشگاہ سے دو
لو سکی جو ابھین فرمان صادر ہوا کہ سلطان نواز جنگ کے فساد کو رفع کرنے کا انتظام بالکل فرخنگ کی رائے پر چھوڑ دیا جا
پھر صبح تک اسی امر کا تذکرہ ہوتا رہا تاہن کر کر کر صبح ہو گئی چہنچہ وہاں آؤ شکر میں اپنی مکان کو آیا زراعت اللہ
اشم نواز جنگ کپٹن سید ادریس عوض بن بالبلال افسران فوجی کو مئی طلب کیا اور انہیں ہر ایک افسر کو علیہ علیہ
جوہر آئین مناسبت میں کر دینا اس وقت اس انتظام کے متعلق جو کیفیت مئی بطریق رپورٹ لکھی تھی وہی دلیل میں درج کی جاتی ہے۔

رپورٹ۔ بخیرت شریف نواب مدار الملہام بہاؤی سرکار عالی

حسب انتشار سرکار کل شام کو میں ہوا جو ری کو طور پر مکہ مسجد کی طرف گیا تھا کہ مسجد کو سو چار تیار سلطان نواز جنگ بہاؤ کے
مکان کو اطراف میں بھی سیگہ پہنچ کر مئی دیکھا اسکو ساتھ ہی مئی ایک نظری نقشہ منسب کیا ہو جو ملاحظہ میں پیش کرتا ہوں اس
نقشہ کو دیکھ کر مئی طاہر ہو گا کہ سلطان نواز جنگ بہاؤ کا مکان جنوبی جانب میں بالکل مکہ مسجد کی دیوار سے ملحق ہو
اسکو مغربی سمت کو حرم سرکاری شاہی محلات واقع ہیں مشرق کی جانب بازار والو کی دوکانیں اور دیگر باشندوں کو۔

مکانات ہن تہاں کجانب شاع عاکی ٹکر ہر چو چارینیا سیر پڑ پل کی طر علی کی ہر اس نقشہ میں چارینیا کر پل
 جہان نشان طائف اور چو چو کر پل موتی گلی پر جہان نشان دب، بنایا گیا ہر ہی وہ دو منو ام میں سلطان نواز خجنگ
 کمان پر مغرب اور شرق کی طرف سو فوج کا حملہ ممکن ہو جب سلطان نواز خجنگ ہوا آواز بغاوت ہوئی تو انکا پہلا کام
 یہ ہو گا کہ کدہ سجدہ قبضہ کر لیں اور جب کدہ مسجد سامت حکم مقام نو کی قبضہ میں آ گیا تو شہر کا بہت بڑا حصہ حسین اعلا حضرت
 کو زمانہ مبارک کو محلات ہی داخل ہیں انکی زردین آجائنگا سلطان نواز خجنگ کو پاس آئی ذاتی سات سو عرب
 اسوقت موجود ہیں اسکو علاوہ سعید بن عبداللہ سالم بن احمد صالح بن احمد نو کی یہ تین معہتر جانشین ہیں یہ جفتہ
 گذشتہ سے بلکہ کورون اور مولد و مکوا اسوقت تک نو کر رہے ہیں اور انکا خیال ہے کہ یا سو عرب نو کی قریب اور بہتر
 کر لیں اس طرح سلطان نواز خجنگ کو پاس بارہ موصلع عربوں کی جمعیت ہو جائیگی حسین نصف تو وہ غالباً کدہ مسجد
 رکھینگے اور اوکی جہت پر انہیں چڑھا کر چارینیا کر استونکو روک لینگے اور شاہ علی بندہ مالب میر حلیہ پتہ گئی کی طرف سے
 سرکاری فوج کو آڑہ دیکھو باقی نصف جمعیت شمالی اسے جو چارینیا سیر پڑ پل کی جانب گیا ہر وہ اسکو با آسانی بند کر دیگی
 ایسی حالت میں بارہ سو عرب نو کی نشانہ کر سانسو استونک استون سے انکی مکان تک فوج کہ پہنچو میں بہت کچھ شت خون ہو گا چونکہ
 قلب شہر میں انکا مکان واقع ہے اسلی تو بجائے سوان ہم کچھ کام نہیں لیکتے تو پہ چلائیے صرف انکی مکان ہی نقصان
 نہ ہو چو چو کا بلکہ محلات حرم شاہی اور شہر انکو کھاتا ہو ہی نقصان عظیم ہو گا اس لیے میری رائے ہے کہ جوت تک ہم اپنا فوجی
 انتظام کر لیں اسوقت تک انکو مجلس کی تجویز سنائی کی تو یا رخ متفرق نیکیا جو فوجی انتظام ہو کر نافرور ہو گا وہ سطر
 ہے کہ سب اول میں کدہ مسجد پر پورا قبضہ کر لیا جائیو ان ایک سو جوان اور ایک توپ اسکی جہت پر چڑھا کر انکو اندر باہر
 جھدر فوج مناسب کھڑی کر دی جائے چارینیا سیر سلطان نواز خجنگ کے ساتھ دروازہ پر ہو کر پڑ پل کو جاتا ہو گا و شاہی
 ست میں علی اتصال کانین اور کدہ عقب میں اپنی شہر کے مکان میں جن میں ایک مندر اور دو مندر لے طے حکم عاتین ہیں اور انکی

[illegible]

یہ بندوبست کر لوں گا کہ جو وقت ہمارا دینی بائین تو وہ فوراً انہیں اپنی یہاں جگہ دیدین بلکہ جہانک مکمل ہو گا اور مکان کو بھی
 اونی لیا جانیگی اور یہ نظام بھی شبہ میں کر لیا جائیگا اس طرح کہ سچے کی لیا جی تو وہ ماگٹن یہ اور لیکن دوسرے چاروں فرما ساتھ تھیں کیا
 کہ وہ جا کر وہاں رہیں اور یہ مکان ان کے یہاں رہیں اور جو مکان ان کے مکانوں کی کنجیاں ان کے دینی لین اس کے دینی اس وضع کی ایک چوٹی
 تو پس لیں مگر یہ مکان اور اس کے دینی یہو لک علیہ علیہ کی طرف میں ملو اور ان کے کوئی نہ کیا اور حیرت علیہ صا بہت کم مسی اور ان کے کوئی نہ
 میرا علیہ صا کو اطلاع کی یہ بندوبست کیا کہ وہ شب گئے گیارہ بجے مسجد کو روانہ ہوا کہ مسجد میں اور کہ مسجد کو اور چوٹی کے لیے کیا
 یہ بندوبست کیا کہ توپ کو وہ آدمی اور توپ کے ہر ایک پیچ کو ایک ایک آدمی اور اس کے اسٹانڈ کو تین آدمی کل شاد آدمی توپ کے پیری
 لئی ہوئی شکوہ ہاں سائین ہین ہین اور مرزا عبداللہ بیگ یہ ساتوں بیابانی لیا ہوئی کہ مسجد پہنچے اور وہاں رہے
 میر حسن علی مع پوزند میر علی کو موجود انہوں نے کہا مسجد میں اس وقت کوئی نہیں رہتا ہم مازی نماز ہوئی ہو چکا ہے
 انہوں نے مسجد پر چڑھنے کیلئے مگر یہ بیوں کا دروازہ کھول دیا میں مرزا عبداللہ بیگ کیلئے مسجد ساتوں پہاڑی کے ساتوں ٹکڑوں کے
 اور چڑھنے اور وقت میر علی صا کو بائیں کیسے چوٹی سے لائیں تھی حیرت یہ ساتوں چپا ہوئے تھے لوگ یہاں تھیں ہین
 ہکو شہر بیان کچھ نظر آتی تھیں ہی ہاں ساتھ ساتھ اور بتا کہ میر حسن علی کو یہ بیوں کو بائیں حیرت پر چڑھ دیا
 کہ اگر کوئی شخص ان پر آئیکا قصد کرے تو وہ ایسی طور پر چھوڑ دین کہ کسی قسم کا شبہ نہ ہو کہ مسجد کے چاروں طرف بیوں پر چھوڑ دیا
 کا اتفاق ہوا وہ لوگ بخوبی جان سکتے ہیں کہ وہ وقت کی تاریکی میں توپ کے ذریعہ بڑے بڑے لکڑی کے ٹکڑے ساڑھے ایک ادا شد
 کا تم ہا یہ بیوں بیان کیسے کہ ان کے گوشے کی ہین چوٹی کی ہین یہاں سے حیرت بجا نونہاں بیوں ہین نہیں کہ پوزند کے گوشے
 ہم اور چاروں طرف ہاں کی ہٹا کر بڑے بڑے لکڑی کے ٹکڑے میں اور ہاں مقصد کے لکڑی کے ٹکڑے ہاں چاروں طرف کی ہاں کی ہٹا کر
 نہ وہ چاروں طرف کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر
 اب ہم یہاں بیوں چاروں طرف ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر ہاں کی ہٹا کر

جلتے ہوئے جوئی چہی طرح نظر آتی تھی شمال کی جانب سلطان نواز جنگ کا کھانا کی چہیت اور اندر کا محو غمیرہ اور نوکیلی چراغ جلنے پر نور کی کمانی
 قی تو بہرہم توپ کو کپڑے میں لپیٹ کر ہوا اور تمام پروردگار کے پیروں پر چڑھایا اور توپ کا رخ سلطان نواز جنگ کے کھانا کی جانب کر دیا
 اوسکی فست کا خباں کیا تو معلوم ہوا کہ اگر توپ کا ایک گولہ بھی ہاں چلا یا جا سکا تو نوکیلی جنگ کا کھانا سب کا اور نوکیلی کے
 اندر ہی اندر ہم ان کو تمام آدمیوں کو چکر مار سکتے اور میں ایک ہی ہاری تھی کہ زور کا سننے سے بھاگنے سے لگا لگا کر لپٹنے کے دو گولوں سے
 اٹھ کھڑا اگر تھوڑا سا ہوا گیا پھر میں یہ سپاہیوں اور ایک فرد کو دھات کے چھوڑا اور اوس پر یہ کہہ دیا کہ دروازہ کو اندر سے بند کر لینا ایک
 لفظ غصے سے بول کر ان کو تھوڑا سا کہ جو شخص میرا ہاں آوے وہ تیرا دل کو چھین کر تباہی تو اس کو نہ دے تو دین نہ کسی شخص کے لئے دروازہ کھول دین
 بہرہم دیر ہی بعد چھوڑے اور دروازہ سے باہر نکلتے ہی سپاہیوں نے اوپر کا دروازہ بند کر لیا جب ہم باہر تو میرے حسن علی صفا بہت پریشان کر رہے تھے
 کہنے لگے کہ بھرتو کالی اور سنکر سیاسی شہر سے بوقتیں تو توڑی سا گائی ہیں اور آج تو میری اور مجھے جو جیتی ہو گیا ہیں کھانا بچا کر بڑے ہاتھوں
 یہاں کچھ نہیں ہے یہ شکرہ گوشت ایسے کچھ اور کھانے میں سیر نہیں ہے کیا اور اگر لیا جائے تو اور پڑنے کے راستے شمالی کمانوں سے کمانوں کے
 بالا خانوں کے پیچھے کر اسٹون میں کھڑے ہو کر ان کو لاکھڑا دیا اور نوکیلی اور نوکیلی بہت کر دی کہ سوت چار نیار کر باس میں تین کپڑے علی التبع
 چھوڑی جائیں تو اس وقت جو سلطان نواز جنگ کے دروازہ آتی تھی وہیں انہیں بند بوقتیں فرمایا میں اس کام کیلئے چہی طرح مستعد رہیں اس کو
 ہم لوگ لپٹی قدم اٹھاتی ہوئی باخیا تمام سالار جنگ ہاں کمان میں چھ سالار جنگ ہاں اس وقت تک بیدار تھے وہ مجھ کو فرما کر
 کہ مجھ کو بہت فکر تھی کہ اگر نوکیلی معلوم ہو جائے گا کہ اسے جنگ کے ات خود توپ کی تیرہا کہ مسجد پر کی ہیں تو وہ لوگ ضرور مزاحمت کریں
 بہر حال جانی کیا پیش آتا ہے۔

غرض کہ میں نے سالار جنگ بہادر سے سب کیفیت بیان کر کے عرض کر دیا کہ اب ان نظام
 ہو گیا ہے اب صبح ہوتی ہی سلطان نواز جنگ بہادر کو میٹھی کی تجویز سے اطلاع دے سکتے ہیں جو مکہ میں اوس وقت
 تھک گیا تھا اس کے بعد سالار جنگ ہی کی ڈیوڈ ہی میں سورا جھوٹ صبح کو اٹھتا تو راجہ گرد ہاری پرشاد

گھوڑے پر سوار ہو کر فرن ہل کو تشریف لائے۔ اور اس مقام کو ملاحظہ فرما کر بہت پسند فرمایا۔ مین نے اس وقت عرض کیا کہ اگر ایک روز بندگان عالیٰ غریب خانہ مین تشریف فرما ہو کر طعام خاصہ نوش فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہوگی۔ بندگان حضرت نے میرے اس معروضہ کو بمقتضائے مراحم خسروانہ منظور فرمایا۔ اور ساتویں جمادی الاول ۱۰۳۲ھ ہجری کو حضور پر نور کو لکنڈہ فرن ہل مین ڈنر کے لئے رونق افزا ہوئے۔

امراء دولت سے سالار جنگ بہادر۔ نواب نیرالملک بہادر ہمارے رقاب اقدس تھے اور باجاست حضور پر نور کیٹن کلارک صاحب اور مسٹر کروں بھی ڈنر مین مدعو کئے گئے اور مصاحبین وغیرہ کل ملکر چوبیس مہان مینر پہنچے۔ ڈنر کے بعد قدر قدرت اعلیٰ حضرت دیر تک روشنی اور آتش بازی ملاحظہ فرماتے رہے۔ فرن ہل کے سامنے جو بڑا حوض ہے اس کے اطراف مین روشنی کی گئی تھی اور بالا حصار پر آتش بازی گاڑی گئی تھی۔ اعلیٰ حضرت قریب گیارہ بجے شب کے فرن ہل سے مجلس شاہی واقع کو لکنڈہ مین مراجعت فرما ہوئے۔

سالار جنگ بہادر کیٹن کلارک صاحب گاڑی مین سوار ہو کر چاندنی مین گبن دون کی طرف ڈرائو کو گئے۔ اسکے بعد قریب دس روز کے سواری بسک کو لکنڈہ مین رونق بخش رہی پھر اعلیٰ حضرت بلکہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے توپران

کی طرف ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو رونق افزا ہونا

امرا آباد جو کہ صوبہ جنوبی مین واقع ہے وہاں کے جنگل اور شکار کا احوال سنکر

خواجہ امین الدین - فاضل بیگ - کو مد چند شکاریوں کے مین نے روانہ کیا۔

اوس شیخ عبدالرحمان - مرزا بہادر بیگ - توپران کو بھیجے گئے دونوں سمتوں مین

سواروں کی ٹوکی بہلا دی گئی تاکہ وقت بوقت گارے کی خبر پہنچائیں۔

توپران کے جنگل سے ۱۰ وشیرون کی کیفیت معلوم ہوتے ہی شکاریوں کو

گارے باندھنے کے لئے حکم دیا گیا اور شکاری سامان اور خیمہ جات سرکاری اوس
طرف بھیجے گئے۔

حضور پر نور مع نواب وقار الامرا بہادر لارڈ رانڈالف چرچیل جو کہ ولایت سے

بتقریب سیر بیان آئے تھے۔ کرنل گیانی کا نواب مختار الملک - منیر الملک -

افسر جنگ - نادر جنگ - میر ممتاز علی خان - محبوب یار جنگ - میر حافظ علی خان -

قادر جنگ - سید علی صاحب - حکیم الممالک - ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ بمطابق

۱۱ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی روز چہار شنبہ کو بلدہ سے سوار ہوئے۔ توپران بلدہ سے

۳۶ میل پر واقع ہے مقام میٹر چل تک سواری مبارک بگھیوں مین رونق افروز

ہوئی۔ اور وہاں سے توپران تک تانگون مین اور اوس سے آگے چار میل تک

گھوڑوں پر سوار ہو کر دس بجے لشکر میں داخل ہوئے۔

اعلیٰ حضرت نے چائے نوش فرما کر فیل خاصہ یا دو کپا شیر کا جنگل اس مقام سے قریب تھا ۱۲ بجے تک سب انتظام کر لیا گیا ہر ایک شخص اپنے مقام پر مستعد ہوا ہانک شروع ہوتے ہی ایک گاؤں والے نے جو سامنے کے درخت پر بیٹھا ہوا تھا آواز دی کہ شیر جاتا ہے حضور پر نور نے اوپر ایک گولی چلائی اسکے بعد لارڈ رائڈلف چرچیل نے بھی دو ضرب ریفل سرکے۔ شیر زخمی ہو کر دوسری جگہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک اسکی تلاش کی گئی لیکن کچھ سراغ نہ ملا۔

قریب مغرب کے سواری مبارک کیا مپ مین واپس آئی۔ دوسرے روز گارامین ہوا اس لئے ٹینٹ پگنگ و شیپ کٹنگ وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔

حضور پر نور دام سلطنت مع لارڈ رائڈلف چرچیل سر شام برآمد ہوئے۔ دیر تک نیزہ بازی اور دوسری اسپورٹس ملاحظہ فرماتے رہے لارڈ رائڈلف چرچیل نے واپس جانے کے لئے اجازت چاہی وہ رخصت ہو کر رزیدنسی کو گئے کرنل گیائی کا بھی سکندر آباد کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز قریب آٹھ بجے کے جنگل سے گارے کی خبر آئی ہانک کا بندوبست ہوا حضور پر نور کا ہاتھی ایک ایسے مقام پر کھڑا کیا گیا جس جگہ دونوں کشاہین ملتی تھیں ہاتھی ایک درخت کے پیچھے کھڑا کیا گیا تھا کہ جب شیر نالہ سے کلکریدا میں آئے تو یکایک اسکی نظر ہاتھی پر نہ پڑے۔

حضور پر نور کے دہنی طرف سرسالا جنگل کے مع نادرجنگل کے اور بائیں طرف
نواب وقار الاسراؤ ٹنٹم جنگل نے اپنے اپنے ہاتھی کھڑے کئے اطراف کے درختوں
پر آدمی بٹھلا دئے گئے تاکہ شیر پر بخوبی نظر رکھیں۔

اندازاً دیر ۵ میل سے ہانک شروع ہوا۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اس وقت
ملاحظہ فرمایا کہ چند طاؤس آواز دیتے ہوئے ایک سینہ چاڑی میں سے اڑے۔

میں نے بندگان حضرت کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ طاؤس ہمیشہ اسی
وقت آواز دیتے ہیں جو وقت شیر اڑنے کو نظر آتا ہے یا جبکہ شیر نزدیک ہو اور شیر اڑتے ہوئے
جائے تو اس وقت طاؤس اس قسم کی آواز دیکر اڑ جاتے ہیں۔ جنگل میں شیر کے
تزدیک کوئی جانور نہیں جاسکتا۔ سب چرند اور پرند اس سے خوف کرتے ہیں بخلاف
طاؤس کے کہ وہ جس جھاڑی میں کہ شیر بیٹھا ہو چلا جاتا ہے شیر کے نزدیک پہنچتا ہے
اور جب شیر سو جاتا ہے تو وہ اس کے جسم کی گونچ پریان چن چن کر کہتا ہے اور ہمیشہ شیر کو
دیکھ کر ایک خاص قسم کی آواز کرتا ہے جس کو تجربہ کار شکاری سن کر سمجھ سکتے ہیں کہ
طاؤس نے شیر کو دیکھا۔

غرض جس جھاڑی میں طاؤسوں نے آواز دی تھی اوس میں سے شیر اڑتے ہوئے
سید ہاسلار جنگل کی طرف آیا مگر اتفاق سے سالار جنگل کسی ضرورت کی وجہ سے
اپنے ہاتھی کو پان میں لچا کر اتر گئے تھے اور نادرجنگل ہاتھی کے نزدیک
پیادہ کھڑے ہوئے تھے۔ ہاتھی کو اپنے راستہ میں کھڑا دیکھا تو وہ

پلٹ کر ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا خواجہ امین الدین جن کے تفویض گان شکاری ہیں وہ سب شکاری کتوں کو علیحدہ کھڑا کر کے خود ایک درخت پر بیٹھ ہوئے تھے۔ انہوں نے جب شیر کو آتے ہوئے دیکھا قبل از آنکہ ہانکے اون کے پاس پہنچنے اور انہوں نے درخت سے اوتر کر شیر پر کتے چھوڑ دے اور جھاڑی کے پیچھے سے مع چند شکاریوں کے شور و غل کرنا شروع کیا تاکہ شیر بندگان حضرت کی طرف جائے شیر نے جب کتوں کو دیکھا۔ اور آدمیوں کے شور و غل کی آواز سنی اور سیوقت اپنی جگہ سے اٹھ کر نالے نالے سید ہا بندگان حضرت کی طرف چلا۔ حضرت نے جس وقت ریفیل اٹھائی میں نے خواہی سے ہر چند دیکھا لیکن مجھے سامنے کچھ نظر نہ آیا۔

یہاں تک کہ ایک شیر نے جھاڑی میں سے سر نکالا اور سیوقت میں نے دیکھا کہ حضرت خاص اوس مقام پر اول سے اپنی ریفیل کی شست باندھے ہوئے نظر آتے۔

اور ہر شیر کا نالے کی جھاڑی میں سے سر نکالنا۔ اور ادھر اعلیٰ حضرت کا ریفیل چلانا گولی فور قحٹی اکسپرس کی برابر گردن میں لگی شیر کا سر اور شانہ جھاڑی کے باہر اور سر اور پیچھے پاؤں جھاڑی کے اندر رہے اور اوس جگہ زمین پر گر گیا۔

چند منٹ تک حضرت نے اوس جگہ پر توقف فرمایا تاکہ ہانکے کے لوگ نزدیک آجائیں۔

اور سیوقت جنگل میں ہانکے والوں کا شور و غل کرتے ہوئے نزدیک آنا۔ اور جو لوگ کے درختوں پر بیٹھے تھے اونکا درختوں پر سے اوتر اوتر کر ڈالیا ان لوگوں

لئے ہوئے شیر کی طرف دوڑنا۔ شکاریوں کا فرط خوشی سے آسمان کے طرف
بندوقین چلاتا۔ اور آواز کرتے ہوئے ایک دوسرے کو مبارکباد دینا۔ اپنی سرون
کی پکڑیاں اوتار کر ہپ ہپ ہرا کے نعرے مارنا یہ سب امور ایک عجیب
کیفیت دکھا رہے تھے۔

شکاری لوگ شیر کو ہاتھی پر ڈال کر باجا بجاتے ہوئے بڑی شان و شوکت
سے لشکرگاہ میں لائے شب کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے خیمہ میں استراحت فرمائی
دوسرے دن صبح کو وہاں سے روانہ ہو کر شام کے قریب بلدہ میں رونق بخش ہوئے۔

راولپنڈی کا دربار

گذشتہ سال سے اخباروں میں یہ خبر مشہور ہو رہی تھی کہ امیر عبدالرحمان خان
والی افغانستان کو لارڈ ڈفرن نے دعوت دی ہے وہ ہندوستان آنے والے
ہیں چنانچہ راولپنڈی میں اون کے پہونچنے کی تاریخ ۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق
۹ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ ہجری قرار پائی۔ اور اسی کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کی
طرف سے ریڈنٹ صاحب جید رآباد کو ایک مراسلہ موصول ہوا جس میں لکھا تھا
کہ امیر صاحب کابل جب راولپنڈی آئیں گے تو لارڈ ڈفرن ویسراے گورنر جنرل ہند
وہاں بڑا دربار منعقد کریں گے اور اوس میں پنجاب کے رئیس جو راولپنڈی کے قریب و
جوار میں رہتے ہیں شریک ہوں گے اور جو بڑی بڑی ریاستیں دور دور واقع ہیں اون کی

طرف سے حیدرآباد کی شرکت کے لئے اون کے سفیر اور قایم مقام آئینگے اگر حضور پر نور کی مرضی مبارک ہو تو حیدرآباد سے یہی ایک ڈپوٹیشن راولپنڈی کو بھیجا جائے اس ڈپوٹیشن کو راولپنڈی میں امیر صاحب کے پہونچنے سے دو روز قبل پہونچ جانا چاہیے تاکہ باطمینان دربار میں شریک ہو سکے۔ اعلیٰ حضرت نے اس ڈپوٹیشن میں جانے کے لئے نواب متیرالملک بہادر فرزند اصغر سردار جنگ اول۔ اور جھکوا۔ اور میجر گاف صاحب ملٹری سکریٹری اور مسٹر فریدون جی کو منتخب فرمایا۔ حسب الحکم اقدس ہم لوگ ۳۱ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۳۳ جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ ہجری کو حیدرآباد سے روانہ ہوئے۔

راستہ میں ایک روز بھی میں قیام کر کے بڑودہ پہونچے۔ اس زمانہ میں ہندو ریلوے کی لائن بھی سے بڑودہ ہو کر جاتی تھی۔ مہاراجہ بہادر بڑودہ کی طرف سے ہماری مہمانی کا انتظام کیا گیا۔ اور اون کے خاص باغ میں ہمارے قیام کے لئے تجویز ہوئی۔

اس زمانہ میں رانی صاحبہ کا مزاج کچھ ناساز تھا مہاراجہ اور رانی صاحبہ شہر کے ایک باغ میں قیام پذیر تھے جسے روز ہم بڑودہ پہونچے اون سے اس روز ملاقات ہوئی لیکن قاضی شہاب الدین صاحب مدارالمہام ریاست بڑودہ چار بجے ہماری ملاقات کے لئے آئے شب کو بڑودہ کے رزیدنٹ سر جان واٹسن نے رزیدنسی میں ہم کو ڈنر کی دعوت دی۔

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب بڑودہ کی ملاقات کو گئے یہ مہاراجہ نہایت تخلیق ہیں اور ریاست کے کاموں میں بدل سکتے ہیں حیدرآباد کی لکڑی کے متعلق ویرتک باتیں کرتے رہے اور اپنے ملک کے فوائد آبپاشی وغیرہ کا بھی ذکر

نواب نیرالملک بہاور سے کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مہاراجہ صاحب کو انتظامی ابواب میں بخوبی معلومات تھیں۔

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب سے رخصت ہو کر بڑودہ سے روانہ ہوئے اور ۲۵ مارچ کو راولپنڈی میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر مین راولپنڈی کا مختصر احوال کچھ تحریر کرتا ہوں۔

راولپنڈی افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں سے آٹھ میل پر قلعہ جردوس ہے اور اس کے آگے قریب آٹھ میل سے خیبر شروع ہوتا ہے۔ راولپنڈی کے پہاڑوں کا سلسلہ مری کے پہاڑوں سے ملکر دریائے جہلم کے کنارہ کشمیر کی سرحد تک منہی ہوتا ہے۔ افغانستان کی سرحد پر ایک فوجی چھاؤنی رہتی ہے گویا یہ جگہ افغانستان کا دروازہ سمجھی جاتی ہے۔ راولپنڈی سے جرد اور جردوس گزر کر خیبر کے پہاڑوں پر سے گزر کر علی مسجد اور علی مسجد سے سیہے جلال آباد کو جاتے ہیں۔ راولپنڈی میں امیر کے آنے کا اسی راستہ سے انتظام کیا گیا تھا۔

گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ہمارے قیام کے لئے ایک بنگلہ کرایہ لیا گیا تھا ہم اسی بنگلہ میں فریو کش ہوئے۔

بنگلہ کمپ ہماری فرودگاہ سے قریب تھا۔ سرچارلس گارف اور سر ہیو گارف اسی کمپ میں تھے۔ میجر گارف صاحب جو ڈپوٹیشن میں شریک تھے اپنے بہائیوں سے ملاقات کر کے خوش ہوئے۔ ان سے ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ کرنل مارشل اور دیگر

چند فوجی افسروں سے بھی جو اس کیمپ میں شریک تھے ملاقات کا اتفاق ہوا اپنا کیمپ کے افسروں نے ہکوا اپنے مس ہوس کا انزیری ممبر بنایا ہم اکثر صبح و شام اوس جگہ جاتے اور اپنے اجاب سے ملتے تھے۔

۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی کو امیر عبدالرحمان خان والی کابل راولپنڈی میں داخل ہوئے امیر صاحب کے لئے راولپنڈی میں ایک بڑا حالیشان مکان آراستہ کیا گیا تھا اوسمیں کشمیری شال کا ایک خیمہ اور شال ہی کا شامیانہ نصب کیا گیا تھا اور وازون پر برٹش فوج کے پیرے تھے شام کے چار بجے امیر صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے اپنی فروگاہ میں داخل ہوئے صبح کو تمام فوج کی پریڈ تجویز کی گئی تھی۔ مقررہ جگہ کثرت باش کے سب سے پریڈ کے قابل نہ رہی تھی اسلئے دوسری جگہ تجویز کرنی پڑی۔

دس بجے لارڈ ڈفرن اپنے خیمہ سے پریڈ کے ملاحظہ کے لئے نکلے امیر صاحب کی قیام گاہ راستہ پر تھی اسواسطے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ جب وقت لارڈ ممدوح امیر صاحب کی فروگاہ پر پہنچیں تو امیر صاحب اپنے مکان سے پریڈ کو جانے کے لئے اونکے ساتھ ہو جائیں۔ لیکن لارڈ صاحب جب اون کے قیام گاہ پر پہنچے تو امیر صاحب کو تیار نہ پایا اسواسطے جناب ممدوح کو پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا۔ جب باہر نکلے تو اس شان سے نکلے کہ ایک ترکی یا بوہر سوار تھے سر پر استراخان کی ٹوپی۔ مکرین تلوار اور کوٹ پر وہ افغانی تھے لگے تھے جنہیں خود امیر صاحب نے اپنے واسطے ایجاد کیا تھا ساٹھ ستر سپاہی ہمراہ تھے جنہیں سے نصف سوار اور نصف پیادہ تھے امیر صاحب کے

خاص گہوڑے کے پیچھے چار پانچ سائیس ستنے اونہین ایک قلیان پروار بھی تھا جو
حفہ لئے ساتھ تھا۔

لارڈ ڈفرن کی سواری کے ساتھ اونکا باؤسی گارڈ اور برٹش رجمنٹ کا ایک
اسکارٹ تھا یہ فوج پہلے نہایت قاعدہ اور تہذیب سے چل رہی تھی جب امیر خٹا
کے آدمی ایک پر اگندہ غول کی طرح اندر سے نکلے لارڈ ڈفرن کے اسکارٹ کے
ادھر اور دوسرے منتشر ہو گئے جیسے کسی میلے یا تماشے میں جاتے ہوں۔ لارڈ ڈفرن کی
سواری کا قاعدہ اسکارٹ اور باؤسی گارڈ اون سے وہم برہم ہو گیا غرض امیر صاحب
نے نکل کر پہلے لارڈ ڈفرن سے ہاتھ ملایا پھر اون کے ساتھ ساتھ پر بڈ گاہ کو روانہ ہو
ساڑھے دس بجے پر بڈ گروڈ پیر پہونچے سلامی کی توہین سر ہو میں سر ڈانلڈ اسٹوارٹ
کمانڈر انچیف آف انڈیا نے سلامی ادا کی۔ لارڈ ڈفرن نے جھنڈے کے پاس قیام کیا
اور اون کے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر جنرل ہارڈنگ کمانڈر
انچیف بمبئی آرمی میر فریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مدراس آرمی۔ ٹنٹ گورنر
پنجاب ٹنٹ گورنر بنگال اور دوسرے سیول اور ملیٹری افسر کھڑے ہوئے ہماری
حیدر آباد پوٹیشن۔ اور نیپال ڈپوٹیشن دونوں کو شاہی نشان کے قریب جگہ دی گئی
جہاں سے لارڈ ڈفرن اور امیر صاحب کی گفتگو بخوبی سُن سکتے تھے کرنل ٹالبرٹ صاحب
جو ویسٹ اسٹ کے درمیان ترجماں تھے دونوں کے درمیان پیادہ
کھڑے تھے جو کچھ امیر صاحب کہتے وہ اوسکا ترجمہ لارڈ ڈفرن کو انگریزی میں اور جو

لارڈ ڈفرن فرماتے اور سکا ترجمہ فارسی میں سمجھا دیتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فوج کا
 مایح پاسٹ شروع ہوا سٹرٹائلڈ اسٹوارٹ کمانڈر ایچیف انڈین آرمی سب فوج سے
 آگے گزرے جو افسر لوگ بکے بعد دیگرے سلامی دیتے جانے تھے امیر صاحب خود اونکا
 سلام لیتے تھے جب فوج کا پانچ پاسٹ ختم ہو گیا تو لارڈ ڈفرن نے امیر صاحب سے
 واپسی کے لئے اشارہ کیا۔ امیر صاحب نے مختصر الفاظ میں برٹش آرمی کی خصوصاً
 انگریزی یونچانہ کی بہت تعریف کی بعد ازاں ویسرا کے بہادر اور امیر صاحب دونوں
 جس راستہ سے آئے تھے اوسى راستہ سے اپنے متفرک واپس گئے دوسرے روز
 شام کے وقت ویسرا نے بہادر نے امیر صاحب کے لئے ایک گارڈن پارٹی قرار دی
 تیسری روز دربار کی تاریخ تھی لیکن پریڈ کے بعد سے پانی اس کثرت سے برسا شروع ہو گیا
 تھا کہ ہر ایک کام دستی سے کرنا دشوار تھا

پریڈ کے دوسرے روز شام کو نہر رائل ہائیس ڈیوک آف کناٹ بھی آکر کمیٹین
 شامل ہو گئے تھے اور کاکیمپ جس موقع پر تھا اتفاقاً وہ مقام شیب میں واقع ہوا تھا
 تمام کمیٹین پانی بہر گیا۔ پانی سے ساماں کی حفاظت میں کاریر وازان لشکر کو بڑی وقت
 پیشانی آخر کار یہ مناسب سمجھا گیا کہ دربار کی تاریخ کچھ روز کے لئے ہٹا دیا جائے۔

جب میں نے سنا کہ دربار کی تاریخ بڑھادی گئی ہے تو دل میں یہ خیال آیا کہ درہ خیر
 کے مقامات شتر گردن اور علی مسجد کے دیکھنے کا یہ اچھا موقع ہے فرصت کو بیکار نہ کرنا
 چاہیے جب میں جنگ افتاتان میں گیا تھا تو قندھار کی جانب کو بڑھ اور سیبی کے

اطراف کا علاقہ دیکھ لیا تھا۔ لیکن خیبر کی طرف جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے میں اس طرف کو عازم ہوا۔ نواب خیبر اس ملک بہادر اور یحجر گان صاحب سے جب میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ اگر ایک ادا چاہتے تو آپ ہی تشریف لے چلیں کیونکہ درہ خیبر اور علی مسجد دیکھنے کے لائق مقامات ہیں۔ انہوں نے غدر کیا کہ بارش کے موسم میں تکلیف ہوگی اگر موسم بہار ہوتا تو ہم خود ارادہ کرتے غرض خوب بارش ہو رہی تھی میں عین بارش میں خیبر کی طرف گیا چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے تنہا جانے کے لئے مخالفت تھی اس واسطے کمشنر صاحب پشاور نے آٹھ سپاہی اور ایک دفعتار کا اسکاٹ میرے ہمراہ متعین کر دیا میں دس بجے کے قریب مقام جروو میں پہونچا جہاں سے درہ کا آغاز اندازاً آتین میل کے قریب رہ جاتا ہے۔

اس مقام پر خیبر پلٹن کی چھاؤنی تھی۔ اور اسکے کمانڈنگ افسر امیر دوست محمد خان شاہی خاندان سے تھے وہ میرے ساتھ نہایت خاطر داری سے پیش آئے اور چار اوپر قبوہ کی توضیح کی۔ اس کے بعد میں یہاں سے بارہ بجے کے قریب درہ خیبر کو روانہ ہوا تین میل چلنے کے بعد درہ کی چڑھائی شروع ہوئی اسکی چڑھائی استدر سیدھی اور بلند ہے کہ تین چار میل اوپر چڑھنے کے بعد نیچے کو دیکھنے سے اکثر لوگوں کے سر میں جگر آجانا ہے اور راستہ بھی ایسا تنگ ہے کہ بعض مقامات پر بجز ایک سوار کے دوسرا آدمی نہیں چل سکتا اور راستہ بھی ایسا ہے اسکے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں۔

دو بجے کے قریب ہکو شتر گردن اور علی مسجد دکھائی دی۔ علی مسجد پہونچنے کے

قبل ہکوا ایک پہاڑ پر سے گزرنا پڑا جو اونٹ کی گردن کی طرح کچھ نیچا ہو کر پھر بلند ہو گیا
اس لئے اسکو شتر گردن کہتے ہیں۔

علی مسجد۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو پہاڑ کے اوپر بنی ہوئی ہے لیکن وہاں کے
لوگوں سے کچھ دریافت نہوسکا کہ اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے میری ہمراہی میں ۱۸ بنگال لائبر
کے ایک وفد ارہے وہ علی مسجد کی لڑائی میں شریک رہے تھے جن جن مقامات
سے سرکاری فوج نے چڑھائی کی تھی۔ اور جہان جہان لڑائی ہوئی تھی اونہوں نے
مجھکو وہ سب مقامات دکھائے جن لوگوں کو اس دشوار گزار مقام کے دیکھنے کا اتفاق
ہوا ہے اونہیں اس امر کے سننے سے تعجب ہوگا کہ ایسے صوبہ اور راستہ میں
انگریزی فوج کا گزر کیسے ہوا اور اسقدر جلد یہ مقام کیونکر مفتوح ہو گیا اسکی بڑی وجہ
یہ تھی کہ کابل اور ہندوستان کے درمیان تمام کوہستان میں افغانی نسل کے لوگ
رہتے ہیں خصوصاً درہ خیبر کے اندر آفریدی قبائل کے افغان قابض اور ذخیل ہیں۔
امیر کابل کو ان لوگوں پر بڑا بہرہ و سہ تھا اور اونہیں ہمیشہ سے کامل یقین تھا کہ درہ خیبر
سے کسی شخص کا آنا ممکن نہیں اسلئے کہ درہ خیبر خود بھی دشوار گزار مقام ہے اسکے علاوہ
بیس ہزار آفریدی افغان اس درہ کے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ سب درہ ان کے
ہاتھ میں ہے اگر کوئی فوج ہندوستان سے کابل پر حملہ آور ہوگی تو آفریدی افغان
درہ کو سد و دکر کے اون سے مقابلہ کریں گے انہیں خیالات سے اونہوں نے اسکی
فوجی مضبوطی کا کچھ انتظام نہیں کیا تھا نہ علی مسجد نہ جلال آباد نہ کندک میں کہیں زیادہ

فوج نہیں رکھی تھی اور نہ استحکام کیا تھا۔ البتہ علی مسجد میں میرا خور کچھ تھوڑی سی فوج کے ساتھ باطمینان تمام آرام سے بیٹھے تھے اذکو کہی وہم ہی نہ ہوتا تھا کہ انگریزی فوج درہ خیبر سے گزر کر سسے گی چونکہ گورنمنٹ برطانیہ ایک کام کو بڑی خرم اور دانشہ ندی سے کرتی ہے کرنل داٹین صاحب کمیشنر پولیس جو ایک بڑے دانشمند اور مدبر افسر تھے انہوں نے انگریزی فوج کے کابل پر حملہ کرنے سے قبل ان آفریدیوں کو ہموار کر لیا تھا ان مفلس اور سادہ لوحوں کا رجوع کر لینا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں۔ تھوڑے سے تحفہ تحالیف اور زر نقد سے یہ لوگ قابو میں آجاتے ہیں آفریدی قبائل کے اغماض اور چشم پوشی سے برٹش فوج ان دشوار گزار مقامات سے بہت جلد بلازحمت گزر گئی۔

جب وقت برٹش آرمی نے خیبر سے گزرنا شروع کیا تو آفریدی افغان پہاڑوں کی چوٹیوں پر بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے جو افسر کہ اس پانچ میں شریک تھے اذکایہ بیان سے کہ اگر آفریدی لوگ اوپر سے پتھر ہی پھینکا شروع کر دیتے تو فوج کو ایک قدم بھی آگے بڑھانا مشکل ہو جاتا۔ انگریزی فوج کے درہ خیبر سے گزرنے کی خبر علی مسجد میں میرا خور کو اس وقت پہونچی جب وقت انگریزی فوج کا اڈولنس گارڈ جبین گورکھا پلٹن تھی درہ خیبر کی مسافت قطع کر کے شتر گردن کے پیچے پہونچ چکا تھا ایسے وقت میں طاہر ہے کہ میرا خور سے کیا ہو سکتا ہر چند میری آنور نے اپنی تھوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا اور شتر گردن پر خوب لڑائی ہوئی۔ لیکن برٹش آرمی نے تین طرف سے حملہ کر کے علی مسجد

پر قبضہ کر لیا افغان وہان سے شکست کھانے کے بعد سخت پریشان ہو کر بہاگے
درہ خیبر سے برٹش آرمی کے گزرنے اور علی مسجد پر قبضہ کرنے سے یہ ثابت ہو گیا کہ
افغانستان کی کنبی انگریزی سرکار کے ہاتھ میں آگئی اب انگریزی فوج کو کابل پر چڑھائی
اور فتح کرنے میں کچھ وقت باقی نہ رہی۔

میرے ساتھ خود بخود ارستہ اون کی زبانی مجھے وہاں کے کل حالات بخوبی
معلوم ہو گئے دو بجے سے شام تک ہم علی مسجد کے سب مقامات دیکھتے رہے۔
اسکے بعد وہاں سے واپس ہو کر قریب چھ بجے کے راولپنڈی میں داخل ہو گئے
ہر چند بارش کی وجہ سے دربار کے انتظام میں بڑا خلل آگیا تھا لیکن پہرہ ہی خیمے اور شایا
بڑی شان و شوکت اور اہتمام سے آراستہ کئے گئے اور ان کے درمیان ایک تخت
بچھایا گیا جس پر زربفت کا فرش تھا اور تخت پر تین زرنگار کرسیاں رکھی گئیں دس بجنے
کے ساتھ ہی اہل دربار کی آمد شروع ہو گئی۔ حیدر آباد اور نیپال ڈپوٹیشن کو تخت کے
قریب جگہ دی گئی تھی جس وقت سب اہالیان دربار جمع ہو گئے اور امیر عبدالرحمان خان
دربار کے خیمہ کے قریب آ پہنچے تھے کہ یکایک نواب و بسراے بہادر اور دیوک
آف کناٹ کی ہی آمد آمد ہوئی۔

امیر صاحب کے پہنچتے ہی فارن سکریٹری۔ ملٹری سکریٹری اور ولسراے
بہادر کے دو ایدیکانگ استقبال کے لئے لب قریب تک آئے اتنے میں دیگر
بہادر اور دیوک آف کناٹ بھی آگئے اور تخت کے نیچے دونوں نے امیر صاحب

مصافحہ کیا پھر تینوں صاحب تخت پر چڑھ گئے ولیرائے بہادر درمیان کی کرسی پر اور ان کے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر ڈیوک آف کناٹ رولنڈ افروز ہوئے کرنل ٹالبٹ جو ترجمان تھے۔ ولیرائے بہادر اور امیر صاحب کے درمیان کھڑے ہوئے چونکہ حیدر آباد ڈپوٹیشن تخت کے قریب تھا اس لئے جو باتیں نواب ولیرائے اور امیر صاحب باہم کرتے تھے ہم انہیں بخوبی سن سکتے تھے طرفین سے اول مزاج پر سی ہوئی۔ پھر آب و ہوا اور موسم اور کثرت بارش کی نسبت گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد نواب ولیرائے بہادر نے فارن سکریٹری کی طرف اشارہ کیا انہوں نے ایک کشتی میں ایک تلوار ولیرائے بہادر کے روبرو پیش کی جس کے قبضہ پر جواہر کا کام تھا ولیرائے نے کشتی کے سرپوش کو اوٹھا کر تلوار کو ہاتھ میں لیا اور ایک مختصر سی اسپیچ دی جس کا حاصل یہ تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور ریاست کابل کے درمیان رابطہ اتحاد اور وفاق قائم ہے اور اس سے دونوں ملکوں کو ہر طرح کے فوائد حاصل ہیں۔ پھر ولیرائے نے وہ تلوار بطور اظہار اتحاد فیما بین امیر صاحب کو تحفہً دی۔ اس وقت نواب ولیرائے بہادر۔ امیر صاحب اور کل حاضرین دربار کھڑے ہو گئے امیر صاحب نے تلوار کو اپنے ہاتھ میں لیکر آواز بلند فارسی زبان میں یہ الفاظ کہے (این شمشیر کہ شما از دست خود میں داود اید۔ انشا اللہ باین شمشیر دشمنان شما را خوار کشت) اس کا ترجمہ کرنل ٹالبٹ نے زبان انگریزی میں بلند آواز سے سنایا جس پر تمام حاضرین نے چیز دی۔ اور تالیان بجائیں اسکے بعد دربار برخاست ہوا۔ دوسری

شب کو اسی خیمہ میں امیر صاحب کو ڈنڈا لگایا جس میں قریب نو ہانوں کے مدعو تھے۔

نواب دلیر رائے بہادر نے امیر صاحب کا جام صحت نوش کیا۔ امیر صاحب نے فارسی میں مختصر اسپچ دی۔ اور دلیر رائے بہادر کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد دلیر رائے بہادر امیر صاحب کے درمیان تین روز تک پیرا یوٹ ملاقاتیں اور امور سلطنت میں گفتگوئیں ہوتی رہیں سٹریٹواریو رانڈ فارن سکریٹری سٹریٹواریو رانڈ فورٹ کمانڈر ان چیف لارڈ رابرٹ سٹرمیکنزی وائس پیرا یوٹ سکریٹری نے امیر صاحب سے متعدد ملاقاتیں کیں اور لارڈ ڈفرن کا اس دربار سے جو اصلی مدعات ہوا اسے انہوں نے اپنی بلند خیالیوں اور دوراندیشیوں کے ساتھ بخوبی حاصل کر لیا۔ اسکے بعد امیر فغانستان جس راستہ سے کابل سے آئے تھے اسی راستہ سے تشریف لگے۔

امیر صاحب کی طبیعت کے بعد ہم لوگوں نے بھی حیدر آباد کی طرف مراجعت کی واپسی کے وقت بمبئی میں تین روز قیام کیا غرض ایک مہینہ کی مدت میں اس سفر سے بھرپور بخوبی ہم حیدر آباد کو واپس آ گئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا راجپوت کی طرف شیر کے

شکار کے واسطے رجب ۱۳۰۲ھ میں رونق افزا ہونا

آٹھویں رجب ۱۳۰۲ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۱۸۸۵ء عیسوی روز جمعہ کو اعلیٰ حضرت

کی سواری مبارک شیر کے شکار کے واسطے راجپوت کی طرف رونق بخش ہوئی۔

یہ مقام حیدر آباد سے جنوب کی طرف ۳۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے
صبح کے پانچ بجے بندگان حضرت گاڈی مین سوار ہو کر روانہ ہوئے اور وہیں بجے
قیام گاہ راجپوت مین داخل ہوئے۔ مختار الملک۔ محبوب یار جنگ۔ افسر جنگ۔
محبوب یاور الدولہ۔ اقبال یار جنگ۔ حکیم الہمالک۔ ماور جنگ۔ سواری مبارک
کے ہمراہ تھے خواجہ امین الدین قریب لشکر گاہ سے گارے کی خبر لائے لشکر گاہ مین
پہونچ کر چوٹی حاضری تناول فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت تھاکر کور و نق افزہ ہوئے۔
حضرت کا فیل خاصہ پہاڑ کے قریب کھڑا کیا گیا مختار الملک کا ہاتھی بائیں
طرف اور محبوب یار جنگ کا ہاتھی دہنی طرف تھا۔ جس پہاڑ مین شیر نے گار کیا تھا
اوسکے دونوں طرف سے ہانک شروع ہوا۔ جبوقت ہانک نصف پہاڑ مین پہونچا ایک
گاؤن والے نے آواز دی کہ دو شیر پہاڑ سے نیچے اترے ہین لیکن وہ دونوں شیر
بھاڑ پون مین اسطرح چرپ گئے کہ دیر تک اوز کا کچھ پتہ نہ ملا۔ جب ہانک بہت ہی
قریب آگیا اور لین والوں نے بے انتہا شور و غل مچایا۔ اوسوقت ایک شیر چوڑی
مین سے نکل کر دوڑتا ہوا حضور پرنور کے سامنے سے گذرا حضرت نے دو گولیاں
چلائیں اول گولی شیر کے پچلے پاؤں مین اور دوسری شانہ مین لگی شیر نے گولی لگتے
ہی آواز دی اور کہانس مین بیٹھ گیا پراٹھکر آہستہ آہستہ مختار الملک کی ہاتھی
کی طرف چلا اور تھوڑی دور جا کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا شیر محبوب یار جنگ کی طرف
نکلا لیکن کہانس بلند ہونے کی وجہ سے شاید اوندکو نظر نہین آیا۔ جو شیر کہ حضرت نے

شکار فرمایا تھا اوسکو ہاتھی پر ڈالکر لشکر گاہ کو روانہ کیا اور سب شکاریوں کی راہ سے
نزدیک کے پہاڑ کا جبین دوسرے شیر کے جائے کا گمان تھا ہانکہ کرنے کی تجویز
کی گئی۔

یہ پہاڑ اندازاً ویڑہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا گاؤں کے شکاریوں نے
بیان کیا کہ ہمیشہ شیر اس پہاڑ سے اوشکر اوسمین جایا کرتا ہے سابق میں کرنل فریڈر
نے بھی اس پہاڑ میں ایک شیر شکار کیا تھا۔

پہاڑ مذکور کے اطراف میں درختوں پر آدمی بٹھلائے گئے حضرت کا فیض خاصہ
ایک جگہ پر کھڑا کیا گیا اور پہاڑ کے دونوں طرف سے ہانکہ شروع ہوا قریب دو گھنٹے
کے شیر کی تلاش کی گئی شکاریوں نے ہر ایک غار میں اور پتھروں کے نیچے تلاش کیا
مگر شیر کا کہیں پتہ نہ ملا شام سواری مبارک کیا سپہ میں رونق افروز ہوئی دوسرے دن ۱۱
۱۳۰۲ ہجری روز یکشنبہ کی صبح کو لشکر گاہ سے روانہ ہو کر اعلیٰ حضرت حضور پر نور
بلوہ من تشریف لائے۔

نواب غیر اسمک بہادر کا عہدہ کپٹنی سے افواج کو لکندہ

میں شریک ہونا

نواب غیر اسمک بہادر نے راولپنڈی کے دربار میں بعض روز سائے پنجاب
اور کشمیر کے نوجوان سرداروں کو یونی فارم میں دیکھا تھا اور مجھے کہا تھا کہ خیر آباد ہو چکے

فوج کی آنریری کپٹنی کے لئے مین بھی حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کر دینا چنانچہ جب وہ یہاں آئے تو اپنے بڑے بھائی نواب سالار جنگ بہادر سے اس امر کا تذکرہ کیا سالار جنگ بہادر نے حضور پر نور کے پیشگاہ میں درخواست گزرائی کہ میرے بھائی نیرالملک کو فوج گو لکنڈہ میں آنریری کپٹن ہونے کا اعزاز بخشا جائے سالار جنگ بہادر کی یہ درخواست سرکار سے ۵ ابر حجب ۱۳۰۲ھ ہجری مطابق یکم مئی ۱۸۸۵ء عیسوی کو منظور ہوئی۔ نیرالملک بہادر نے چند زمین فوجی قواعد اور نیزہ بازی وغیرہ میں بہت کچھ مہارت حاصل کی۔ نیرالملک ہمیشہ فوجی یونیفارم پہن کر قواعد پریڈ میں تشریف لاتے تھے۔

جمعیت نظام محبوب کا گو لکنڈہ برگائیڈ میں شریک ہونا

گو لکنڈہ برگائیڈ کے تقرر کے بعد جب فوجی اصلاح و قوانین اور آئین کی ترقی ایک خاص درجہ کو پہونچ گئی تو سالار جنگ ثانی نے جمعیت نظام محبوب یعنی پلٹن میسر کی اصلاح اور فوجی حالت کی درستی کی غرض سے پیشگاہ اقدس حضور پر نور میں ۱۳۰۲ھ میں ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ اس جمعیت کی نگرانی اسرجنگ کے اعلیٰ فرائض کے لئے سالار جنگ بہادر اور دوسرے موقعون پر جیسے گو لکنڈہ برگائیڈ سلامی اور پٹنہ اور کرنی ہے آئندہ سے جمعیت نظام محبوب گو لکنڈہ برگائیڈ کے ساتھ پریڈ وغیرہ ادا کیا کرے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے سالار جنگ ثانی کے اس عرضداشت کو تفریق قبول

صفحہ ۱۲۰

نواب منیر الملک بہادر انگریزی کپٹن گوگلکنڈہ لائسنس



۲۰۶

بٹشا حسب الحکم اقدس جمعیت نظام محبوب کی نگرانی راقم کے سپرد ہوئی۔ اس پلٹن کو انگریزی قواعد و پرپٹ کی بالکل مشق نہ تھی اور اسکے افسر عوض بن سعید جان نثار یار جنگ وغیرہ بھی فوجی قوانین سے محض بیگانہ تھے اسلئے پہلے ان افسروں کو قواعد پرپٹ وغیرہ آئین فوجی کی تعلیم دینی اور سپاہ نے ہی فوجی اصول سیکھنے میں کوشش کی اس زمانہ سے یہ جمعیت گو لکنڈو برگ کیڈ کے ساتھ قواعد پرپٹ میں شریک ہوا کرنی ہے اس جمعیت کی ابتدائی حالت یوں ہے کہ حیدر آباد میں عربوں اور ان کے جمداروں کا بڑا تسلط اور غلبہ تھا جس سے شہر میں ہیشہ بد امنی رہتی تھی اس زمانہ کے واقعات زبان زد خاص عام ہیں۔

سالار جنگ اولیٰ نے حکمت علی سلطنتی اصول پر عربوں کی طاقت کم کرنی غرض سے یہ تجویز کی کہ ایک ہزار عربوں کی پلٹن کا تقرر کیا اور فی اسم پندرہ روپیہ جو انہوں کی تنخواہ مقرر کی اس زمانہ میں جو عرب جمداروں کے علاقہ جاٹ میں ملازم تھے ان کو چھ سات روپیہ ماہوار سے زیادہ ماہوار نہیں ملتی تھی جب یہ پلٹن مقرر ہو گئی اور اسکے جوانوں کا مشاہرہ بیش قرار دیکھا تو بہت سے عربوں نے جمداروں کی نوکریاں چھوڑ دیں اور اس پلٹن میں آکر شریک ہو گئے۔

عوض بن سعید جو اس زمانہ میں علاقہ افریقن کیولری گارڈ میں ٹنٹ ٹنٹ تھے یہ جمعیت ان کے زیرِ نگرانی اور مقام میسر میں اس رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹر مقرر ہوا۔ سالار جنگ اولیٰ کے اس حسن انتظام کیلئے عمدہ نتیجہ پیدا ہوا کہ عربوں کی باقاعدہ

ایک پلٹن تیار ہو جانے کے باعث بہت سے عرب اور جمہدار جو اکثر موقعوں پر گورنمنٹ کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے اپنے قدیم خیالات فاسد سے باز آئے اور سرکاری انتظامات میں جو خلل کا اندیشہ ہوتا تھا اس کا باب مسدود ہو گیا اس وقت میں اس جمیعت کی حالت بالکل سپاہیانہ اصول پر ہے۔

سالار جنگ بہادر ثانی کا عہدہ میجر سے افواج

گو لکنڈہ میں شریک ہونا

سالار جنگ ثانی کو افواج گو لکنڈہ برگیڈ کی ترقی اور فوجی اصلاح ہمیشہ مد نظر تھی بارہا قواعد اور پریڈ کے موقعوں پر وہ تشریف لاکر فوج کا معائنہ فرماتے تھے اور نہایت اظہار مسرت کرتے تھے کچھ زمانہ کے بعد سالار جنگ ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ہی اس فوج میں کسی خاص عہدہ کو اپنے نامزد کروں اور اسکی قواعد پریڈ میں شریک ہوا کروں اس خیال کو محرم ۱۳۲۳ھ ہجری میں او نہوں نے پورا کیا اور ایک عرضداشت پیشگاہ خسروی میں اس مضمون کی پیش کی کہ میری خواہش ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پیشگاہ سے گو لکنڈہ برگیڈ میں مجھے آنریری میجر کے عہدہ سے اعزاز بخشا جائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے سالار جنگ ثانی کی اس درخواست کو شاہانہ عنایت سے منظور فرمایا اور آنریری میجر کا عہدہ گو لکنڈہ برگیڈ میں عطا کیا سالار جنگ بہادر اسی ہفتہ میں میجر کا یونی فارم پہنکر گو لکنڈہ برگیڈ کی

پہریدہ گزشتہ پیر شریف فرما ہوئے۔

قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کانیلگری

کی طرف رونق افزا ہونا

۱۳۰۳ھ ہجری کے آغاز موسم گرما میں قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے مقام نیلگری میں تشریف لیجانے کا قصد فرمایا۔ نواب سالار جنگ بہادر ثانی کو انتظام سفر اور نیلگری میں فروگاہ شاہی کے بندوبست کے لئے حکم اقدس صادر ہوا نواب صاحب معززاً اس سفر کے ساز و سامان کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام نیلگری میں ہیروڈ اور ڈاسٹا دو بنگلے سرکار کی اقامت کے واسطے کرایہ سے تجویز کئے قبل اسکے کہ سواری مبارک نیلگری کو روانہ ہو۔ ریلوے سواریوں وغیرہ سامان کا بندوبست اور اسیان خاصہ۔

P-A

اور بگہی گہوڑوں اور شاہی ساز و سامان اور کارکنان مختلف کارخانجات
شاہی کی روانگی کا کل انتظام پیشگاہ خسروی سے میرے تفویض ہوا۔
بننے بجازت اقدس ایک ہفتہ پہلے کل کارکنان کارخانجات کو نیلگری
کی طرف روانہ کر دیا۔

۸ مئی ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۲۲ رجب ۱۳۰۳ھ ہجری کو اعلیٰ حضرت حضور پرنور
کی سواری مبارک نیلگری کی طرف روانہ ہوئی۔ امرائے دولت اور اعیان سلطنت
سے حسب ذیل ہم کباب اقدس تھے۔

نواب سالار جنگ بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ
قادر جنگ بہادر۔ مستحکم جنگ بہادر۔ ڈاکٹر طرزا علی صاحب۔ میر ممتاز علی صاحب
افسر جنگ۔ بارہوین مئی کو شام کے وقت سواری مبارک نیلگری میں داخل ہوئی
اعلیٰ حضرت مع زنانہ ہیروڈین قیام فرما ہوئے باقی کل مصاحبین و ڈاکٹراک مین
فردکش ہوئے مین نے اپنے لئے ہیروڈ کے دروازہ کے سامنے ٹین کا ایک جھرو
بنوا کے اوسمیں قیام کیا۔

حضور پرنور نیلگری میں اکثر صبح گو گہوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری کے لئے
تشریف لیجاتے تھے۔ اور بعض وقت پولو گرونڈ پر نیزہ بازی وغیرہ کی بھی کثرت
فرماتے تھے نیزہ بازی کی کثرت کے وقت لارڈ رابرٹ جو اوس زمانہ میں مدراس
کے کمانڈر انچیف تھے اکثر تشریف لاتے اور حضور پرنور کے ساتھ نیزہ بازی

مین شریک ہوتے تھے۔

نیلگری مین فاکس ہاؤڈ کا شکار مشہور ہے ولایتی فاکس ہاؤڈ ولایت سے
منگوا کے وہاں رکھتے ہیں اور موسم پر اون سے لومڑی کا شکار کہیتے ہیں اگرچہ فاکس
ہاؤڈ پیشاور۔ پونہ۔ مدراس وغیرہ میں بھی منگوائے گئے اور وہاں اونے شکار کیا گیا
لیکن تمام شکار دوست متفق الکلام ہیں کہ نیلگری سے بہتر اون کا شکار کہیں نہیں ہوتا
ہر ہفتہ مین دور و زاس شکار کے لئے مقرر کئے گئے تھے مین بلاناغہ اسمین شریک
ہوتا تھا۔

اور میسور کے جنگل میں پہاڑ کے نیچے ہاتھی کا بھی شکار مشہور ہے مین نے
ہاتھی کا شکار کہیں نہیں کیا تھا اس لئے مین نے چاہا کہ اسکا بھی شکار کروں۔ چونکہ
ہاتھی کے شکار کے واسطے گورنمنٹ میسور کی خاص اجازت ہونی ضروری تھی۔ کپٹن
نیول جمیرلین صاحب ایڈیکانگ لارڈ رابرٹ جو میری بڑی دوست تھے جب اسکا تذکرہ اون سے
آیا تو انہوں نے لارڈ رابرٹ سے کہہ کر میری لئے میسور گورنمنٹ سے ایک ہاتھی کو شکار کی واسطے
اجازت منگادی اور خود ہی نیول جمیرلین صاحب نے اس شکار میں جانیکا ارا وہ کیا۔

راقم کامیسور کے جنگل میں فیل کو شکار کرنا

چھٹی ماہ جون ۱۸۸۵ء کو مین اور کپٹن نیول جمیرلین۔ اور کپٹن چارلس ہوم نیلگری سے بندھ لے
کی طرف روانہ ہوئے اور قریب شام کے وہاں جا پہونچے بندھ پور نیلگری سے
۸ اکوس پر میسور کی ریاست کی سرحد میں واقع ہے مسافروں کی آسائش کی واسطے

ایک چوٹا سا مسافر بنگلہ بھی وہاں بنا ہوا ہے شب کو ہم نے بنگلہ میں قیام کیا صبح کو
 شکار کے لئے تیار ہوئے کپٹن نیول جیمبر لین اور کپٹن ہوم نے مجھ کو ہاتھی کی تلاش
 میں جانے کے واسطے کہا اور خود دونوں صاحب بائیس کے شکار کو روانہ ہوئے۔
 جب میں ہاتھی کے شکار کو چلا تو خواجہ امین الدین اور دو شکاری اسی ملک
 کے میرے ساتھ تھے جنگل میں تقریباً دو تین میل چلنے کے بعد ایک شکاری نے
 جو آگے آگے چل رہا تھا کہا یہاں ہاتھیوں کے پیروں کے نشان ہیں میں نے
 دیکھا تو ایک نالہ میں دس بیس ہاتھیوں کے پاؤں کے آثار پائے جاتے ہیں
 اور ان آثار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ہاتھی علحدہ ہو گیا ہے
 اور مشرق کی جانب چلا گیا ہے دونوں شکاریوں نے کچھ دیر تک وہاں باہم
 گفتگو کر کے یہ رائے دی کہ ہاتھیوں کے غول کو چھوڑ کر جو ہاتھی اکیلا گیا ہے اسکی
 تلاش کی جائے میں نے جب اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ تجربہ
 اس امر کو باور کراتا ہے کہ غول میں سب ہتھیاں ہوں گی۔ اور یہ ہاتھی جو علحدہ
 ہو گیا ہے۔ یقیناً بڑا اور دھنڈلا ہے کیونکہ دھنڈلا ہاتھی اکثر سب اکیلا رہتا ہے۔
 غرض ہم اوس ہاتھی کی تلاش میں چلے اور اوسکے پاؤں کے نشان دیکھتے
 ہوئے ایک میل آگے بڑھ گئے یہاں جنگل نہایت گنجان تھا۔ ساگوان وغیرہ کے
 بلند اور سایہ دار درخت اسقدر گنجان تھے کہ آگے کچھ نظر نہ آتا تھا اور یہ عجیب
 ہوتا تھا کہ اس گنجان جھاڑی میں سے ہاتھی سا قوی الجشتہ جانور کیونکر گزر رہوگا۔

چونکہ ایک روز پہلے وہاں شب کو بارش ہو چکی تھی اور زمین نمناک اور تر تھی اس لئے
 ہاتھی کے پاؤں کے نشان بخوبی معلوم ہوتے تھے گاؤں والا شکاری آہستہ آہستہ
 آگے آگے اور مین اور خواجہ امین الدین اوسکے پیچھے پیچھے خاموش چلے جاتے
 تھے ایک جگہ جنگل میں پہونچ کر شکاری یکا یک کھڑا ہو گیا اور اوس نے مجھ کو اشارہ
 کیا کہ ہاتھی کے پانوں کے نشانوں کی طرف دیکھئے میں نے دیکھ کر پوچھا کیا ہے
 اوسنے کہا ہاتھی بہت نزدیک ہے میں نے پوچھا یہ کیونکر معلوم ہوا اوس نے کہا
 ہاتھی نے جس جگہ پاؤں رکھا ہے جو گھاس دب گئی ہے وہ ابھی تک سیدھی نہیں
 ہوئی ہے اگر زیادہ دیر ہو جاتی تو گھاس سیدھی ہو کر کھڑی ہو جاتی اس سے قیاس
 کر سکتے ہیں کہ ہاتھی یہاں سے ابھی گزرا ہے پھر شکاری نے مجھے اشارہ کیا کہ میں
 تیار رہوں۔ ہاتھی کے شکار کے لئے اکثر ایہٹہ بور بندوق کام میں لائی جاتی ہے
 حضور پرنور نے مجھے ایک ایہٹہ بور ریفیل ہالینڈ کا بنا ہوا عنایت کیا تھا۔ وہ اونٹوں
 میرے ہاتھ میں تھا اوسکا وزن سولہ پونڈ تھا چونکہ بڑی دیر سے میں اوسکو ہاتھ میں
 لئے تھا اوسکے وزن سے میرا ہاتھ تھک گیا تھا۔ بہر حال میں نے بندوق تیار رکھ کر
 شکار کے پیچھے آہستہ آہستہ قدم بڑھائے یہاں جنگل استدر گنجان ہو گیا تھا کہ نہ آگے
 دکھائی دیتا اور نہ وہ بنے بائیں کچھ نظر آتا تھا۔ تھوڑے ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ
 سلتے سے درخت کی ٹہنیاں توٹنے کی کچھہ آواز آئی۔ میرا ہمراہی شکاری وہیں کھڑا
 ہو گیا اور جبرط سے آواز آتی تھی اوس نے اوس طرف خیال کیا پھر زمین کی طرف

جھک کر اوس کی تھوڑی سی گھانٹ توڑی اور ہوا میں اوڑالی وہ گھانٹس ہوا سے اودھر
 کو اوڑی جدھر سے ٹہنیوں کے توٹنے کی آواز آئی تھی شکاری نے آہستہ سے میرے
 کان میں کہا کہ ہوا موافق نہیں ہے ہاتھی ہماری بوسونگہ کر چلا جائے گا اسلئے ضرور
 ہے کہ ہم یہ راستہ پہوڑ دین اور چکر کہا کے ہاتھی کے دوسری طرف سے جائیں تاکہ
 ہوا ہمارے موافق ہو۔ آخر شکاری پلٹا اور جدھر سے ہم گئے تھے اودھر کو آیا پھر چکر
 کہا کے ہم دوسری طرف کو گئے۔ اتنے میں پہوڑالی کے توٹنے کی آواز سنائی دی۔
 شکاری نے کہا کہ ہاتھی بانٹ کی ڈالیاں توڑ کر کہا رہا ہے۔ گنجان جنگل ہونے کے سبب
 ہموں کو کہاں نہیں دیتا۔ میں نے بوجھا کہ ہاتھی کتنی دور ہوگا اوس نے کہا تقریباً دو تین سو وار
 پر ہوگا اوس وقت ہموں ایک ایسے مالہ سے اوترنا پڑا کہ جسمیں ریت اور سیتھ رولڈل ہی تھی
 یہاں ہم لوگ نہایت آہستہ آہستہ چلتے تھے یہ موقع بڑا ہی نازک تھا۔ اودھر میرے ہاتھ
 میں ایبٹہ بور و فصر لی ریفل اور ہر استہ میں دلدل۔ آگے سے شکاری برابر اشارہ پر اشارہ
 کر رہا ہے کہ کچھ ٹہیں قدم رکھنے اور اوٹھانے کی آواز نہ ہونے پائے اور یہ بھی معلوم نہیں
 کہ ہاتھی کس مقام پر کھڑا ہے ہم صرف اوسکی ڈالیاں توڑنے کی آواز پر جا رہے ہیں۔
 غرض ہم جتنی زیادہ قریب ہوتے گئے اور سیتھ رڈالیاں توٹنے کی آواز زیادہ آتی
 گئی تھوڑی دیر کے بعد ہم کروندہ کی بڑی گنجان جھاڑی کے پاس پہونچے وہاں شکاری
 نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ ٹھہرے اور خود اوس خاردار جھاڑی کے اندر جا کر اطراف
 کے جنگل کو اوس نے دیکھا پھر مجھے اپنے پیچھے آنے کے لئے اشارہ کیا میں اوس جھاڑی

کے اندر جبکے کمر بٹھلے تمام شکاری کو پاس پہنچا اور دیکھا کہ ایک نالہ کے کنارہ بانس کی جھاڑی کے قریب ہاتھی کھڑا ہے اور بانس کی ڈالیاں سونڈ سے توڑ توڑ کر کھا رہا ہے میرے اندازہ میں جہان ہاتھی کھڑا تھا میرے اوپار کے درمیان ساٹھ قدم کا فاصلہ تھا میں نے چاہا کہ بندوق چلاؤں لیکن شکاری نے منع کیا اور اشارہ سے سامنے کی ایک دوسری جھاڑی بتائی جو ہمارے اور ہاتھی کے درمیان نصف فاصلہ پر تھی اور اس کے اشارہ سے مجھے معلوم ہوا وہ چاہتا ہے کہ میں اکیلا ہی ہاتھی کی طرف بڑھ جاؤں۔ اور وہ اور خواجہ امین الدین دونوں وہیں کھڑے رہیں۔ اس کے ایسے اشارہ سے میں دوسری جھاڑی کے آسے میں آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل چلا میں اس وقت اس خبر داری سے چل رہا تھا کہ میرے چلنے کی آہٹ خود مجھے سنائی نہیں دیتی تھی۔ جب اس جھاڑی کے آسے میں جا رہا تھا تو ہاتھی مجھے بالکل دکھائی نہیں دیتا تھا اور میں خود بھی اس امر کی کوشش کرتا تھا کہ ہاتھی مجھے دکھائی دے۔ اگرچہ اس جھاڑی کے اور میرے درمیان تقریباً بیس گز کا فاصلہ رہا ہو گا مگر یہ تھوڑی سی مسافت مجھے طے کرنا کئی کوس کی برابر ہو گیا تھا۔

غرض جب میں اس جھاڑی کے پاس پہنچا تو تھوڑی دیر آرام لیا اور ہاتھی کو جھاڑی کے اندر سے جب دیکھا تو وہ بالکل اٹکھڑا نظر آیا۔ بانس کی ڈالیاں کھائے ہیں شعل تھا اس کے بڑے بڑے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ خوشی سے جھوم رہا تھا اپنے اپنے بانس کی نرم نرم ٹہنیوں سے توڑ توڑ کر منہ میں رکھ رہا تھا ابھی سونڈ زمین

ڈاکر یا پانی نکالتا اور اپنے بدن پر اوڑھتا تھا۔

اوسوقت میرے قیاس میں ہاتھی مجھے بیس گز کے فاصلہ پر تھا میں نے سوچا کہ ہاتھی کے کس مقام پر شست باند بکر گولی لگائی جائے اسکے ساتھ ہی مجھے اپنے دوست کیٹن چیمبر لین کی نصیحت یاد آئی انہوں نے کہا تھا کہ جب تک گولی ہاتھی کے مغز میں نہ پہنچے ہاتھی کبھی زمین پر نہیں گرتا ہاتھی کے مارنے کے لئے ضرور ہے کہ گولی اوسکے دماغ میں پہنچانی جائے۔ یہہ اس طرح ممکن ہے کہ ہاتھی کے سر میں جہاں جہاں مضبوط ہڈیاں نہیں ہیں اور دماغ کے اندرونی طبقات میں نالیان ہیں وہاں گولی ماری جائے۔ اسکے ساتھ ہی انہوں نے کاغذ پر ہاتھی کے سر کا نقشہ بنا کر مجھے سمجھا دیا تھا کہ اگر ہاتھی اپنے سامنے بالکل سیدھا کھڑا ہو تو اوسکی آنکھوں کے درمیان جو جگہ بلند ہے وہاں گولی ماری جائے اور اگر بائیں آڑا بازو سے کھڑا ہو تو کان کی جڑ سے دوا نیچہ آگے اور اگر اسطور پر کھڑا ہو کہ شکاری ہاتھی کے پیٹھے کی جانب ہو تو کان سے دوا نیچہ نیچے گولی مارنا چاہیے۔ اوسوقت ہاتھی ترچھا کھڑا تھا اس لئے میں نے چاہا کہ اوسکے کان سے دوا نیچہ نیچے شست باند بکر فیکرون لگا ہاتھی کی جلد جلد خیش دیکر نبدوق فیکر کرنے کا مجھے موقع نہ ملا۔

اوسوقت نبدوق چلانے میں جو مجھے دیر ہوئی۔ میرے شکاری نے گمان کیا کہ کوئی غلطی واقع ہوگئی ہے جس سے نبدوق نہیں چل سکی وہ خود آہستہ آہستہ میرے پاس آیا جب کہانس میں آنے سے اوسکی آہٹ مجھے سنائی دی تو میں پیچھے پلٹ کر دیکھا

میرا شکاری تھا۔ اوس نے مجھے اشارہ کیا کہ بندوق چلائے دیر کرے مین کہین شکار
ہاتھ سے جاتا رہے مین نے ہاتھی کی طرف نظر کی تو اوسے ایک گونہ سکون ہو گیا تھا
مین نے جلد بندوق فیر کی جب سامنے سے بندوق کا دھوان ہٹا تو دکھائی دیا کہ ہاتھی
جو سوٹاوپر کے کھڑا تھا اوس نے اپنے دونوں گھٹنے زمین پر ٹینک دے دیں۔ اور
اوسکے دونوں دانت کیچڑھیں گھسکر زمین کے اندر آ رہے اور گر گئے ہیں۔

اوسوقت یہ ممکن تھا کہ مین دوسری گولی ہاتھی کے سر میں مارتا لیکن مجھے خیال ہوا
کہ جب اوس نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا ہے تو کوئی دم مین زمین پر خود ہی گر جائے گا میرا
شکاری جو بالکل میرے قریب آ گیا تھا خوشی سے اوچھلنے کودنے لگا لیکن چند سکند
مین ہاتھی زمین پر سے اوٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سامنے کو آہستہ آہستہ چلا۔ اوسوقت مجھکو
سخت تعجب ہوا اور مین نے فوراً ریفیل کو بہر کے شکاری سے کہا کہ دوڑ کر ہاتھی پر
دوسرا فیر کرتا ہوں مگر اوس نے منع کیا اور آہستہ سے کہا کہ اگر یہاں سے ہلے اور زور
قدم آگے بڑھایا تو ہاتھی آپ پر حملہ کرے گا وہ بخود ہی کی حالت میں ہے اوس کا
اسوقت کا حملہ نہایت خطرناک ہو گا بہتر یہ ہے کہ یہاں کھڑے رہتے تھوڑی دور
جا کر وہ خود بخود گر جائے گا۔

جب ہاتھی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تب شکاری مجھے وہاں سے گئے گیا چہاں
ہاتھی کھڑا تھا اور کہا کہ جب تک گولی ہاتھی کے دماغ میں نہیں پہنچتی ہاتھی اپنا سر زمین
پر کبھی نہیں ٹینکنا زمین پر اسکا سر ٹینکنا اس بات کی دلیل ہے کہ گولی ہاتھی کے دماغ

مین پہونچ گئی لیکن وہ اسکے دماغ مین کنارہ کنارہ گئی بے کاری فدا آگے جا کر وہ ضرور گر جائیگا
اگر اس ہاتھی کے دماغ مین گولی پورا اثر کرتی تو وہ ابھی یہیں گر پڑتا۔ شکاری نے یہ باتیں
ایسے مدلل طور پر بیان کیں کہ جن سے مجھے ہاتھی کے شکار ہو جانے کا کامل یقین ہو گیا۔
اسکے بعد شکاری کی صلاح سے ہاتھی کی تلاش مین آگے روانہ ہوئے تھوڑی دور

بڑے ہون گئے کہ ہم نے ہاتھیوں کا ایک غول جانے ہوئے دیکھا اور وقت مین تو
خواجہ امین الدین سے کہا کہ تم زخمی ہاتھی کے پیچھے جاؤ مین نے شکاری کو ہمراہ لے کر
دوسرے غول کا پیچھا کیا جیسی ہم اون سے سوگزن کے فریب پہونچے ہون گئے کہ انہوں نے
ہمیں دیکھ لیا اور یکایک زور سے چیخ مار کے سب ہاتھی بھاگے ہم نے اذکار لیا
کیا تھوڑی ہی دور گئے ہون گئے کہ ایک نالہ آگیا اور انہیں اسکے پار جانا پڑا دوسری
طرف کا اوسکا کنارہ بہت اونچا تھا جیسے بڑے بڑے ہاتھی تو دوڑتے ہوئے چڑھ گئے
لیکن دس بارہ بچے جو چھوٹے چھوٹے تھے اوپر جانے کے بڑے بڑے ہاتھی بچوں کو
پیچھے دیکھ کر فوراً رگ گئے اور پاٹ کر انہوں نے اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک کے
سونڈین بڑھا دیں اور چھوٹے بچوں کی سونڈین بکڑ بکڑ کر انہیں کنارہ کے اوپر پہونچ لیا
ہاتھیوں نے یہ کام اس تیزی سے کیا کہ دو منٹ بھی نہ لگے تمام بچے اوپر پہونچ
گئے قوی اور توانا ہاتھیوں کا بچوں کی سونڈوں مین سونڈین ڈالنا اور اونکو اوپر لے
لینا عجیب و غریب تماشا تھا مین جھاڑی کے کنارہ کھڑا ہوا دیکھتا رہا واقعی درجائے زور
ہاتھی کو زیادہ ادراک ہے۔

جب یہ غول چلا گیا تو شکاری سب مجھے کہا کہ آپ ایک جگہ کھڑے رہیں اور
میں جا کر زخمی ہاتھی کی خبر لاتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور بہت جلد واپس آیا اور کہا کہ ہاتھی
ایک جھاڑی میں گر کر مر گیا۔ خواجہ امین الدین وہاں موجود ہیں اور دوسرا ایک شکاری
جو مجھے راستہ میں مل گیا تھا میں نے اس کو بھی پیریا بے کہ وہ مردہ ہاتھی کے دانت
کاٹ کر لے آئے اور سوقت میں نے چاہا کہ اپنے شکار کئے ہوئے ہاتھی کو جا کر
میں ہی دیکھوں مگر پانی برسنا شروع ہو گیا تھا۔ اور شام کا وقت ہی قریب آ گیا
تھا اس لئے شکاری کے ساتھ میں اپنی قیام گاہ کو واپس چلا آیا۔

اور ہاتھی کا قد وغیرہ ناپ نکھا لیکن ہاتھی جوان تھا اور اس کے دانت بہت
خوش وضع اور پاکیزہ تھے جو اب تک میرے مکان راحت منزل کے ڈرائنگ روم
میں دیوار سے آویزاں ہیں۔

کپٹن جمبر لین۔ اور کپٹن ہوم میرے آنے سے قبل ہی واپس آ گئے تھے۔
ہاتھی کئے شکار ہونے کی خبر سن کر میرے یہ دونوں دوست بہت خوش ہوئے دوسرے
دن صبح کو ہم تینوں ملکر نیلگری کو واپس آئے۔

ہاتھی کے جو دانت میں لایا تھا وہ آٹکے ہی میں نے حضور پرنور کے ملاحظہ میں پیش
کئے۔ اعلیٰ حضرت شکار کا احوال دیر تک دریافت فرماتے رہے میں نے اپنے شکار کا
کل واقعہ اعلیٰ حضرت حضور پرنور کے پیش گاہ میں عرض کیا دوسرے روز وہ دانت لیکر
حرفیڈرک رابرٹ کے پاس گیا جنہوں نے گورنمنٹ میوزیم سے مجھے ہاتھی کے شکار

کی اجازت دلائی تھی اور میں نے اؤنکاشکر یہ ادا کیا سرفریڈر کے لئے کہا کہ یہ اتفاقی امر ہے کہ آپ کو اول ہی روز ہائی ملگیا اور نہ کبھی کبھی صاحبان شکار دوست آٹھ آٹھ دس دس روز تک شکار کی تلاش میں پہرتے رہتے ہیں۔ اور بڑے دانتوں والا ہاتھی نہیں ملتا۔ اس زمانہ میں مجھے اور سرفریڈرک رابرٹ سے اکثر ملاقاتیں ہوتی تھیں بارہا وہ نیزہ بازی اور ٹینٹ پکنگ کے موقعوں پر تشریف لاتے اور مجھے اون کے ساتھ ان کاموں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوتا تھا اس لئے میری اور اون کی دوستی باہم زیادہ ہو گئی تھی۔ سرفریڈرک رابرٹ نے نیلگری سے رخصت ہوتے وقت مجھ کو دعوت دی کہ آئندہ ماہ میں بنگلور میں ہم کیا سپ آف اگرسائیز کرینگے اس لئے ہم نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ ہی اس کمپ اگرسائیز میں آکر ہمارا تشاف میں شریک ہوں میں سرفریڈرک رابرٹ کی اس دعوت کو بڑی خوشی کیساتھ قبول کیا بنگلور کے کمپ اگرسائیز میں راقم کا شریک ہونا نیلگری سے بلدہ حیدر آباد کو مراجعت کرینگے بعد سرفریڈرک کا ایک ٹیلگرام مجھے پہنچا جسکو درجہ انہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ غرہ ماہ جولائی سے بنگلور میں کمپ اگرسائیز شروع ہوگا تاریخ مقررہ پر آپ بنگلور پہونچکر چارے انتاف میں شریک ہو جائیں۔

سرفریڈرک کا تار میں نے حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں پیش کیا۔ اور اعلیٰ حضرت سے اجازت حاصل کر کے میں بنگلور کی طرف روانہ ہوا۔

سرفریڈرک رابرٹ کا کمپ بنگلور سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا دوسرے روز

مین کیمپ مین پہونچا اوسی روز جنرل سر ڈانلڈ اسٹورٹ کمانڈر انچیف ان انڈیا
بھی شملہ سے بنگلور مین داخل ہوئے تھے سر شام جنرل رابرٹ مع اسٹاف کے سب
فوج کے ملاحظہ کے واسطے گئے۔

پانچوین تاریخ کو صبح سے شام کے دو بجے تک بنگلور کے مشرقی جانب فوج
نے جنگ مصنوعی کی پراکٹس کی۔ اور شام کو کل فوج اپنے اپنے مقامات پر اکٹھے
مین اوتری۔

شب مین سرفریڈرک رابرٹ کے پاس فوجی چند افسروں کی دعوت تھی
مین اپنے دوست کیپٹن نیول چیمبرلین کے بارو سے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کھانا کھا
وقت کیپٹن چارلی ہوم ایڈیکاناکے کھا کہ کمانڈر انچیف نے کھانا کھانے کے بعد اپنا
گھوڑا طلب کیا ہے اور اسٹاف کے سب افسروں کو بھی حکم دیا ہے کہ ڈنر کے
بعد وہ تیار ہو جائیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ کمانڈر انچیف صاحب کھان جائینگے
اور فوج کے لئے اونہوں نے کیا حکم دیا ہے یہ خبر شتے ہی ہم سب لوگ جلد
جسد کھانا کھا کر اپنے اپنے خیموں مین گئے اور یوتی فارم پہنکر باہر آئے۔ اس
اشنا مین ہماری سواری کے گھوڑے بھی تیار ہو کر آ گئے۔

کیپٹن نیول چیمبرلین صاحب کمانڈر انچیف صاحب کے خیمہ مین گئے اور
نوراً واپس آکر کہا کہ پاؤ گنٹہ ہوا کمانڈر انچیف صاحب سوار ہو گئے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب
جو اس وقت وہاں موجود تھے اونہوں نے کہا کہ میٹری سکرٹری نے مجھے بیان کیا

کہ شام کے پانچ بجے سرفریڈرک رابرٹ نے حکم دیا تھا کہ سرچارلس کینر کی برگیڈ
آفتاب غروب ہوتے ہی اپنے مقام سے روانہ ہو جائے اور شباشب ۲۴ میل مارچ
کر کے روز روشن ہوتے ہی قلعہ ہندی درگ پر گولہ باری شروع کرے۔ ہندی درگ
فوج کے کیا مپ سے تقریباً ۲۵ یا ۲۶ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور کیا مپ سے
پہاڑ تک راستہ بالکل ناہموار اور خراب تھا۔ اثنائے راہ میں دو نہر ٹیان (دھان
کے کہیت) تالاب جھاڑی جنگل اس قدر تھا کہ وہاں سے گزر دشوار ہوتا تھا۔

کمانڈر انچیف صاحب اس موقع پر فوج کا یہ امتحان کرنا چاہتے تھے کہ شبکی
تاریکی میں دیکھا جائے کہ دشوار گزار مقامات سے فوج کس طرح گزرے وقت مقررہ پر وہاں
پہنچے گی۔ جو وقت ہو کہ یہ خبر معلوم ہوئی اس وقت سو اگٹن چیملین۔ اور کپٹن ایلین
کٹن اور میرے کیا مپ میں کوئی افسر موجود نہ تھا سب جا چکے تھے۔ جب ہم تینوں
افسر اپنے مستقر سے تھوڑی دور آگے بڑھے تو ہم کو مختلف لائینوں کی روشنی نظر آئی
جس طرف وہ روشنی دکھائی دیتی تھی اس کے منہ پر ہم بھی آہستہ آہستہ روانہ ہوئے۔
تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ رجمنٹوں کے ساتھ جو روشنی تھی وہ ایک دم سب
خاموش ہو گئی کپٹن چیملین صاحب نے کہا کہ کمانڈر انچیف صاحب نے پٹ اوٹ
دی لیمپ یعنی روشنی خاموش کرنے کا اشارہ لیمپ کے ذریعہ دیا جس کے سبب سے
سب لائین خاموش کر دی گئیں جو وقت ہمارے سامنے بالکل روشنی نہ رہی تو ہم
لوگوں کو ناہموار راستوں اور نہر ٹیوں میں چلنا سخت دشوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں ہم

ایک ایسی جگہ پہنچے کہ دونوں جانب دھڑکیاں تھیں اور پانی بہی تھا۔ چونکہ شب کی تاریکی نہایت درجہ تھی فقط ستاروں کی روشنی سے اتنا معلوم ہو جاتا تھا کہ یہاں پر پانی ہے اور باقی کچھ نظر نہ آتا تھا غرض اس راستہ میں ہم بدستور چلتے رہے جب ہم اور آگے بڑھے اور راستہ نہایت دشوار گزار آگیا تو ہم لوگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور اونکی باگیں ہاتھ میں لے لی ہوئی پاسبانہ ایک یوار پر سے جو راہ میں حائل تھی اتر کر آگے کو روانہ ہو چکے۔ آنکھ میں مجھے آگے جا رہی تھی گھوڑی کی باگیں اونکو کانڈہری پر پڑی ہوئی تھیں اونکا گھوڑا کسی چیز سے ٹکرا رہا تھا اور اونکو نکیا جھٹکا لگا کہ اوسکو صدر کے پٹن لارڈ مکٹن دھڑکی میں گر پڑے اور اونکو کپڑی پانی میں بہیگ گئے۔ چونکہ جاڑوں کا موسم تھا اور شب میں سردی زیادہ تھی اس لئے اونکو سردی سے سخت تکلیف پہونچی۔ لیکن مکٹن صاحب کا گھوڑا دھڑکیوں میں بہا لگتا پتہ نہ تھا اور اوسکی ٹاپوں کی آواز آ رہی تھی ہر چند فکر کی گئی کہ اوسکو کسی صورت سے پکڑیں لیکن کچھ طرے سفر رہی کہ دھڑکیوں میں گھوڑے کے پکڑنے کے لئے جانا شب کی تاریکی میں ناممکن تھا ناچا کر لیکن مکٹن صاحب نے گھوڑے کو وہیں چھوڑ دیا اور ہمارے ساتھ پاسبانہ روانہ ہوئے غرض شب کے ایک بجے تک اسی طور پر ستاروں کو دیکھتے ہوئے ہم جا رہے تھے اور کبھی کبھی میاچس (ویا سلائی) کی روشنی سے گھڑی میں وقت کو دیکھہ لیتے تھے ایک بجے کے بعد سکٹہ بریڈ کے کہار اور ہسپتال کے میانے ہکوٹے اس سے ہکو معلوم ہوا کہ الفٹری ہمارے سامنے ہے اس پتہ سے جہاں تک کہ ممکن تھا ہم نے اپنے قدم تیز کئے وہاں پہونچ کر ہکو

یہ معلوم ہوا کہ تالاب پانی اور دھڑیوں کا جو سلسلہ تھا وہ اب ختم ہو گیا۔ جب سلطان سے کچھ آگے بڑھے تو ایک بڑی گھانٹ کے رنہ میں پہونچے اور سوقت ہم نے چاہا کہ گھانٹ جلا کے روشنی کریں لیکن مشکل یہ تھی کہ گھانٹ گیلی تھی اس کا جلنا ناممکن تھا۔

کپٹن مکٹن صاحب کا لباس جو بیگ گیا تھا جقدر اس سے اونکو تکلیف ہو رہی تھی اوسقدر ہمو افسوس تھا لیکن ہم اونکو کسی قسم کی مدد نہیں دیکھتے تھے۔ اس لئے کہ میرے اور نیول چیمبرلین کے پاس سوا ایک ایک کوٹ کے جو ہم پہنے ہوئے تھے کوئی دوسرا کپڑا نہ تھا چند میل تک ہم اسی طور پر چلے گئے آخر میں گھانٹ کی گریون کے پاس پہونچے اون گریون کے اطراف میں دیوار اور تالی تھی جس کی وجہ سے ہمو اوسط سے گزرنے کے لئے کوئی راستہ نہ ملا ہم اپنے گھوڑے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے اس خیال سے کھڑے رہے کہ رات آخر ہے کوئی دم میں صبح نہوار ہوتی ہے روز روشن ہوتے ہی ہم فوج کی تلاش میں آگے بڑھینگے تھوڑی دیر کے بعد صبح کی روشنی شروع ہوئی کچھ کچھ راستہ دکھائی دینے لگا ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ مغرب کی جانب سے توپوں کے سر ہونے کی صدائیں ہمارے کانوں میں آئیں توپوں کی آواز سے ہم نے یقین کر لیا کہ لمانڈرا چیف صاحب نے جنرل سر چارلس کیر کو قلعہ مندی درگ پر گولہ باری کے لئے جو حکم دیا تھا اونہوں نے اوسکی برا برباد کی کہ آفتاب نکلنے سے پہلے اونہوں نے مقررہ مقام پر پہونچ کر قلعہ پر گولہ اندازی شروع

کر دی ہم فوراً اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے آگے بڑھے اور حطرت سے
 توپوں کی آواز آرہی تھی اور سطرف ہم نے رخ کیا جب ہم کیا مپ کے قریب پہنچے
 تو ہم نے دیکھا کہ سرفریڈرک رابرٹ اور سر ڈائلڈ اسٹورٹ فوج کے پاس کھڑے
 ہیں اور قلعہ کے سامنے سے پلٹن اور اسکی دہنی طرف سے رسالہ بڑھ رہا ہے جنرل
 سمن نے کمانڈر انچیف صاحب کے حکم سے قلعہ کی دیوار پر بعض بعض جگہ بارود بچھا دی
 تھی اور اس سے یہ غرض تھی کہ حوت گولہ قلعہ پر لگے تو گولہ سے وہ بارود بھی اڑ جائے
 گولہ باری ہوتی رہی ایک گولہ نشان پر لگا اور وہ بارود جو قلعہ کی دیوار پر بچھی ہوئی
 تھی ایک بارگی اڑ گئی فوج نے نہایت جیتی اور مستعدی سے حملہ کر کے قلعہ کا محاصرہ
 کر لیا اور یہ جنگ مصنوعی ختم ہو گئی غرض ایک ہفتہ تک اسی طور پر جنگ
 مصنوعی ہوتی رہی اس جنگ میں ہمارا جہ میسور بھی تشریف لائے تھے یہ جنگ
 جب بالکل ختم ہو گئی تو ہمارا جہ میسور نے ایک فینسی ڈریس ہال کی دعوت دی جہیں
 راقم اور سب افسران فوجی شریک تھے اسکے بعد کیا مپ بزخاست ہو گیا اور میں
 کمانڈر انچیف صاحب اور اپنے سب فوجی اجاب سے رخصت ہو کر حیدرآباد
 کی طرف ماہی ہوا اور بلدہ میں پہنچنے کو بیاہر خسات اور فوجی انتظامات میں مصروف ہو گیا۔

مرزا عبداللہ بیگ ہر خانہ دار کا گولکنڈہ برکین عہدہ برکین عہدہ برکین عہدہ
 چونکہ ۱۳۲۲ ہجری میں گولکنڈہ لائسرا اور گولکنڈہ انقشری کی چھاؤنی قلعہ گولکنڈہ
 میں بنائی گئی تھی اور دونوں رجمنٹوں کی قواعد اور پریڈ اور فوجی قوانین میں بہت کچھ

کوشش اور توجہ مبذول کی گئی تھی اور اس فوج میں میری حیثیت ایک برگیدہ کی تھی اس موقع پر مجھے ایک ایسے تجربہ کار شخص کی ضرورت تھی جو نوچی کاموں میں مہارت تمام رکھتا ہو۔ اور برگیدہ میجر کی خدمت کی واسطے ہر طرح سے لائق اور موزون ہو۔ اس لئے میں نے اپنے دوست مرزا عبداللہ بیگ کو جو اس وقت حیدرآباد کنٹنٹنٹ کے چہارم رسالہ میں دروی میجر تھے اس خدمت کی واسطے انتخاب کر کے تحریر کیا کہ اگر برگیدہ میجر کی خدمت پر حیدرآباد میں آنا آپ پسند کرتے ہیں تو میں بہت خوشی کے ساتھ آپ کو لے سکتا ہوں میرا خط پہنچتے ہی مرزا عبداللہ بیگ اوندنگ آباد کی چھاؤنی سے میرے پاس آگئے۔

میں نے انہیں سالار جنگ بہادر کی خدمت میں پیش کیا اور جناب ممدوح نے اسی وقت مرزا عبداللہ بیگ کو گولکنڈہ لائن میں سکندرانگمانڈ مقرر کر کے منصرانہ عہدہ برگیدہ میجر کا کام ان کے تفویض فرمایا۔ مرزا عبداللہ بیگ نے تھوڑے ہی دنوں میں اپنے حسن خدمت کا نمونہ دکھلا دیا اور سالار جنگ بہادر نے ان کے بیٹے شاہ مرزا بیگ کے نام جنکی عمر اس وقت سات سال کی تھی اتنا روپیہ کا منصب مقرر کیا۔

اس موقع پر میں تھوڑا سا احوال مرزا عبداللہ بیگ صاحب کا تحریر کرتا ہوں کہ میرے ساتھ ان کے قدیمی کیا کیا تعلقات ہیں ان کے والد مرزا بہادر بیگ چہارم رسالہ حیدرآباد کنٹنٹنٹ میں رسائی دار تھے اور ان کے چچا شاہ مرزا بیگ صاحب

یہی اسی رسالہ میں رسالہ دار میجر تھے۔ شاہ مرزا بیگ رسالہ دار میجر سے آیام غدیر میں جو کچھ نمایان کار ظہور میں آئے تھے انکو میجر برٹن نے تاریخ حیدرآباد کنٹنٹ میں متحد و جگہ تحریر کیا ہے رسالہ دار صاحب موصوف کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے انہوں نے اپنے بہائی کے بیٹے کو فرزند یں لیا تھا۔ اور انکی تربیت و تعلیم میں بوجہ حسن کوشش کی تھی۔ میرے والد اور شاہ مرزا بیگ صاحب کے باہم نہایت ربط و ضبط تھا۔ اس لئے میرے اور عبداللہ بیگ صاحب کے درمیان بھی ایام طفولیت سے اتحاد و ارتباط ہو گیا تھا۔

۱۸۷۷ء عیسوی میں جب جنرل رایت صاحب نے حیدرآباد کنٹنٹ کی فوج میں

اصلاح کی تو مرزا عبداللہ بیگ نے چوتھے رسالہ میں انکو بڑی مدد دی اور فوجی ابواب میں اپنی حسن لیاقت اور کارگزاری کو اچھی طرح ثابت کر دکھایا۔ حیدرآباد کنٹنٹ کے چہارم رسالہ میں مرزا عبداللہ بیگ کی نیزہ بازی و چوگان بازی اور دوسرے فوجی کتب نہایت مشہور تھے انکی لیاقت ہر ایک شخص کے نزدیک فوج میں مسلم تھی جب یہاں آئے تو فوجی انتظام میں مجھ کو ان سے بڑی مدد ملی۔ میں نے کپٹن عبداللہ بیگ کی مدد سے گوکنڈہ برگید کے لئے ایک اسٹنڈنگ آرڈر مرتب کر کے سرکار میں منظوری کے لئے بھیجا۔ جسے سالار جنگ بہادر نے نہایت پسند کیا اور نذرلیو میٹر و سکرٹری او سکی نسبت شکریہ ادا کیا۔

کپٹن میر باشم علی خان سے بھی مجھے فوجی کاموں میں بڑی مدد ملی ان کے

والد میر سجاد علی خان بہادر تھے اور ان کے نانام مرزا منصور علی بیگ اول رسالہ حیدر آباد
کنٹیننٹ میں رسالہ بدستہ خبکوا یام غدسکی کارگزاری کے صلہ میں آرٹور برٹش ف
انڈیا کا تمغہ سرکار سے ملا تھا۔

مرزا ہادی صاحب قلعہ کی پلٹن میں بچہ لفظی شریک ہوئے مرزا ہادی صاحب
نہایت ہوشیار اور ہونہار افسر تھے چند سال اس رجمنٹ میں کام کرنے کے بعد
میں سے اذکوا اپنے اسٹاف میں متعین کیا چنانچہ مرزا ہادی رفتہ رفتہ خطاب زیر جنگ
ذیر الدولہ سے مخاطب ہوئے اور میرے اسٹاف میں کواٹر ماسٹر اور بریگیڈ میجر ہر
نظامت نظم جمعیت کے جلیلہ عہدہ پر انہوں نے ترقی پائی اور اسی طرح اور فوجی
افسروں نے میرے اسٹاف میں رہ کر فوجی معلومات بڑھائی۔ جب اعلیٰ افسر فوجی
کاموں میں ماہر ہو گئے اس وقت فوجی حیثیت سے اس بریگیڈ کی نہایت ترقی کی شان پیدا ہو گئی۔

بلدہ کراون مقامات کا مختصر حوالہ جہان جہان راقم نے قیام کیا ہے
گو لکندہ میں جو میں نے ایک بنگلہ تعمیر کیا تھا اس کا مختصر حوالہ تو میں پہلے
اس سے لکھ چکا ہوں لیکن جن مقامات پر میں نے بلدہ میں قیام کیا اس موقع پر
اون مقامات کی بھی کچھ کیفیت لکھتا ہوں۔ جو وقت میں ۱۸۹۷ء بحری مطابق
۱۸۹۸ء عیسوی میں حیدر آباد آیا تو اول چند روز تک ریاضت علی خان بہادر کا
مہمان رہا۔ اس کے بعد سالہ جنگ بہادر اول نے اپنی بارہوری کے مکان میں
دو مہینے تک مجھے مہمان رکھا اس کے بعد میں نے توپ کے سانچہ کے قریب ایک

بنگلہ کرایہ سے لیکر قیام کیا۔

۱۳۹۱ھ ہجری میں ایک بنگلہ میں نے چادر گھاٹ میں خرید کیا۔ اور اوس میں پانچ سال تک میں قیام پذیر رہا۔

ایک بار حضور پر نور نے سیف آباد میں قیام فرمانے کا ارادہ کیا اور حسین گاہ کے کنارہ ایک عمدہ موقع انتخاب فرما کے وہاں شاہی مکانات تعمیر کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ اوسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت سیف آباد میں رونق افرا ہوئے چونکہ خود بدولت کا ارادہ سیف آباد میں قیام فرمانے کا تھا اسلئے بنوازش خسروانہ حضور پر نور نے دو بنگلے خرید فرما کے ایک بنگلہ مجھے اور دوسرا بنگلہ محبوب یار جنگ کو عطا فرمایا۔

راقم کے بنگلہ راحت منزل کی تعمیر کی مختصر کیفیت

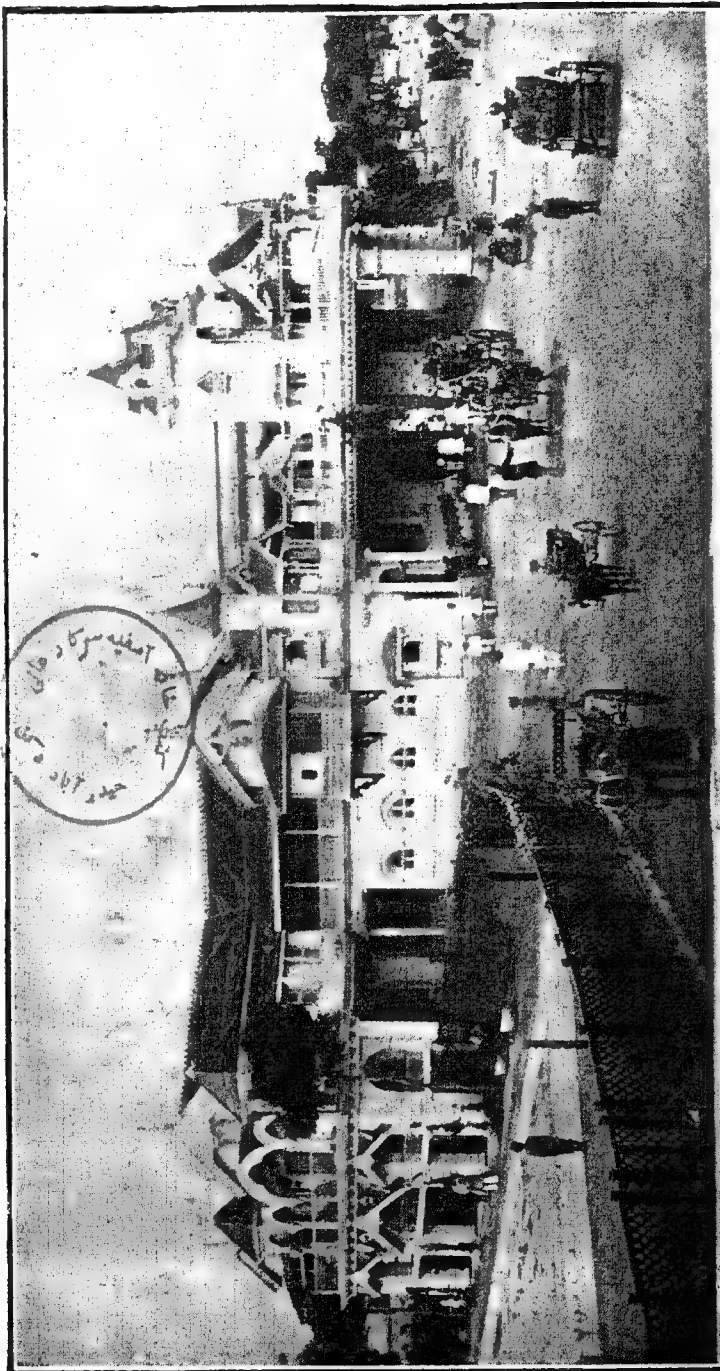
آغاز ۱۳۰۳ھ ہجری مطابق ۱۸۸۵ء عیسوی میں یہ بنگلہ مجھے عنایت ہوا حضور پر نور کے اس عنایتی بنگلہ کا نام میں نے راحت منزل رکھا اور اس بنگلہ میں بلحاظ ضرورت اور اہل و عیال کی آسائش کی غرض سے میں نے بتدریج جدید تعمیر شروع کی چنانچہ ۱۳۲۵ھ ہجری مطابق ۱۹۰۷ء عیسوی میں راحت منزل کے پورے ٹیکو کے اوپر کا بنگلہ اور اس کے جنوبی حصہ کی کل تعمیر پوری ہو گئی راحت منزل کے مغربی جانب جو ایک دوسرا حضور پر نور کا بنگلہ تھا اور سرکار نے اس کو کیپٹن ٹام بیلی سے خرید فرمایا تھا ۱۳۲۵ھ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے وہ بنگلہ ہی مجھے مرحمت فرما دیا۔ وہ بنگلہ میں نے

اپنے زمانہ کی سکونت کے لئے تجویز کیا اور اس کے بازو کے دوسرے دو ہنگے مین
بنات خود خرید کئے یہ کل ہنگامات ایک احاطہ مین واقع ہونے کی وجہ سے
راحت منزل کا احاطہ نہایت وسیع ہو گیا۔

سامنے کی سڑک پر سے راحت منزل کی طرف دیکھا جائے تو شرقی پور ٹیکو
مع لائٹس گروڈ کے اور شمالی پور ٹیکو کے سامنے سے محبوب ہنگامہ تک کامل نظر پڑتی
راحت منزل کے سامنے مین نے ایک ہنگامہ اپنے بڑے فرزند عثمان یا والد
کے واسطے بنوایا اور اس کا نام ولایت منزل رکھا۔

آغاز ماہ دسمبر ۱۸۸۳ء عیسوی مین سڑک کا وڑی زرڈینٹ حیدر آباد نے مجھے
بیان کیا کہ سر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب کمانڈر انچیف ان انڈیا اپنی خدمت سے
علیحدہ ہوئے اور ان کی جگہ سے سر فریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مقرر ہوئے سر فریڈرک
رابرٹ نے ایک بڑے کیا مپ اکسپریس سائیز کا انتظام کیا ہے جس مین بیس ہزار فوج
جمع ہوگی۔ دس ہزار فوج دہلی مین اور دس ہزار انبالہ مین اور غرہ ماہ جنوری ۱۸۸۵ء عیسوی کو
یہہ دونوں فوج مین اپنے اپنے مقاموں سے بڑ بکر پانی پت کے میدان مین معرکہ آرا
ہونگی اور طرفین سے جنگ مصنوعی کے سب اصول کام مین لائے جائینگے زرڈینٹ
صاحب نے مجھے یہہ ہی کہا کہ سر فریڈرک رابرٹ نے مجھ کو لکھا ہے کہ مین حضور پر نور
کی خدمت مین ان کی جانب سے یہہ تحریک کروں کہ اگر حضور عالی آپ کو اجازت دین تو
کمانڈر انچیف اس بڑے کیا مپ اکسپریس سائیز مین آپ کو اپنے اسٹاف مین کہہ مین گے

راجن منزل



امپریہ سرکار
۲۴
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۲۲۱

چنانچہ مسٹر کاوری نے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اس امر کی تحریک کی اعلیٰ حضرت
حضور پر نور نے کیا مپ اکسرسائیز میں شریک ہونے کے لئے مجھے اجازت مرحمت
فرمائی اوس زمانہ میں اخباروں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرفریڈرک رابرٹس نے یورپ
کی دوسری سلطنتوں کے بعض افسران فوجی کو بھی اس کیا مپ میں شریک ہونیکے
لئے دعوت دی ہے چنانچہ جرمن روس اسٹریلیا اور فرانس کی سلطنتوں سے دو دوافسر
آکر اس کیا مپ میں شریک ہون گے۔ (۱۰)

دہلی ورنبالہ کا کیا مپ اکسرسائیز

صفر ۱۳۰۳ ہجری مطابق ڈسمبر ۱۸۸۵ء عیسوی کو مین حیدر آباد سے دہلی کی طرف
روانہ ہو کر کیا مپ میں داخل ہوا۔

یورپ کی مختلف سلطنتوں کے افسروں کے واسطے ایک کیا مپ علیحدہ مقرر
کیا گیا اور اسکا اہتمام اور انتظام کرنل بلبر کے تفویض ہوا۔

یکم جنوری ۱۸۸۶ء عیسوی مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۰۳ ہجری کو یورپ کی سلطنتوں
کے کل مدعوافسر دہلی میں پہونچ گئے اور لارڈ رابرٹس نے اپنے کیمپ میں اون کو
دعوت دی۔

دوسرے روز شمالی فوج نے دہلی سے اور جنوبی فوج نے انبالہ سے کوچ کیا
لارڈ رابرٹس مع اپنے اسٹاف کے دہلی سے فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اوسوقت

اون کے اسٹاف میں میرے سوا افسران ذیل بھی شامل تھے۔

کرنل یا لکرویلیٹری سکریٹری کرنل برٹی مین کو اسٹراسٹر۔ کیپٹن نیول چیمبرلین ایڈیٹنگ
کیپٹن چارلس ہوم ایڈیٹنگ مہاراجہ کوچ بہار اسٹاف افسر سٹراسٹر بیکر اسٹنٹ
اجیٹن جنرل۔

چونکہ دہلی سے ایٹا تک تقریباً ساٹھ میل کا فاصلہ ہے پانچ روز تک دونوں
فوجیں ہر ایک طرف سے مقابلہ کے لئے آگے بڑھتی گئیں۔ لارڈ رابرٹ مع اسٹاف
کے شمالی فوج کے ساتھ کوچ کرنے اور جب فوجیں اپنی فرودگاہ پر اتر جائیں تو اوستو
تحتلف بریگیڈ کے کیمپ وغیرہ کو دیکھنے کے بعد اپنے کیمپ میں اترتے تھے۔ فوج
کے روزانہ قطع مسافت کا یہ طریقہ تھا کہ دونوں فوجیں نو بجے اپنی اپنی فرودگاہ سے
روانہ ہو جائیں اور تین بجے تک برابر قطع راہ کرتی تھیں وقت معینہ پر جو فوج پہان
بہونچ جاتی وہیں اتر جاتی تھی اسطور پر کوچ کرنے سے یہ خیال تھا کہ دونوں فوجوں
کی اوٹوائس پارٹی کا مقابلہ چھ روز ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ چھٹی تاریخ
کو دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب قریب پہونچ گئیں۔ لیکن مقابلہ کا موقع
نہیں ہوا۔ ساتویں روز لارڈ رابرٹ اول وقت اپنے اسٹاف کے ساتھ سوار ہو کر
گھوڑے دوڑاتے ہوئے پانچ چھ میل پر نکل گئے پہر پانی پست کے میدان میں
ایک بلند پہاڑی پر کھڑے ہو کر دونوں فوجوں کو دور میں سے دیکھتے رہے۔
گیارہ بجے کے قریب شمالی فوج کا ایک رسالہ دور سے آتا ہوا دکھائی دیا لارڈ

نے سر تھامس بیکر سے کہا کہ ایک خط لکھ کر سر ہیوگاف شمالی افواج کے جنرل سے دریافت کرو کہ آپ کتنے بجے پانی پت میں پہنچیں گے اور آپ کی یلٹن کتنی دور ہے۔

سر تھامس بیکر اسٹیشنٹ ایجنٹ جنرل نے وہ خط لکھ کر مجھے دیا اور مجھے کہا جتنی جلد ممکن ہو وہ خط آپ سر ہیوگاف کو پہنچا دیں اور اسکا جواب اون سے لیکر واپس اہلاین جنرل صاحب کا خط لیکر پت میں روانہ ہوا اور آدھے گھنٹے میں شمالی فوج کے جنرل کے پاس میں پہنچ گیا۔ اور کمانڈر انچیف کا خط اؤڈ کوڈ پکڑ بانی ہی اون سے دریافت کیا۔ جنرل گاف صاحب نے خط کا جواب لکھ کر مجھے دیا اور بانی ہی کہا کہ ہمارا رسالہ اور توپخانہ پہنچ چکا ہے اور یلٹن کا ہکو انشطار ہے جو غالباً دو گھنٹے میں پہنچے گی اسوقت ہم اپنے رسالہ توپخانہ یلٹن مجموعی فوج کے ساتھ آگے بڑھیں گے یہ جواب ہیوگاف سے لیکر پت میں منٹ میں واپس آ گیا اور لارڈ راہرٹ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

اسوقت لارڈ راہرٹ اور سر تھامس بیکر اس بلند پہاڑی پر سے میرے جانے اور آنے کو دیکھ رہے تھے اور انہیں شمالی فوج کی دوری اور ندی نالون اور راستہ کی خراب حالت بخوبی پیش نظر تھی سر تھامس بیکر کہنے لگے کہ بہت تھوڑے افسر ہوں گے جو نو دس میل کے فاصلہ پر جا کر اسقدر جلد واپس آ سکیں گے۔

لارڈ راہرٹ اسی پہاڑی پر دونوں فوجوں کو دور بین سے دیکھ رہے تھے دونوں کے قریب دونوں فوجوں کی اڈوائس پارٹیوں کے سوار ایک دوسرے کے

قریب پہنچ گئے اور ایک پارٹی نے دوسری پارٹی پر فیر کرنا شروع کر دیا سر جارج گریو کی جنوبی فوج کی پلٹن رسالہ تو پہچانے نہ ہو پر اپنا قبضہ کر لیا چونکہ شمالی فوج کی پلٹن دیر سے پہنچی اس لئے آگے بڑھنے میں وقفہ ہو گیا پہرے میں تین بج گئے جو فوج جہان تھی وہیں براؤٹر پڑی۔ اور نہر پر جنوبی فوج کا قبضہ رہا۔ اور آج کا کام ختم ہو گیا۔

اس جنگ مصنوعی میں آج کا دن بڑے معرکہ کا تھا دونوں فوجوں کے درمیان اس وقت تقریباً تین میل کا فاصلہ ہو گا۔ لارڈ براؤٹر نے آج کے روز شمالی فوج کے تمام مواقع ملاحظہ کئے اور ہر ایک فوج کے کمانڈنگک سے ان کے حالات پوچھنے رہے چنانچہ اوس روز ہم قریب چھ بجے شام کے گھوڑوں پر سے اترے۔

پھر کمانڈر رانچیف صاحب نے کل اسپائر فیسرون کو جمع کیا۔ اور دونوں طرف کے خبروں کی رپورٹوں کو کو ایٹر ماسٹر جنرل نے پڑھ کر سنا یا۔

شمالی فوج کے جنرل کا ہیہ دعویٰ تھا کہ دو بجے کے وقت ہماری اڈوائس پارٹی نے نہر کے پل پر اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ اگر وہ پل دانا مائیٹ سے اسی وقت اوڑا دیا جاتا تو دو منٹ کا کام تھا جنوبی فوج کے رسالہ اور تو پہچانے کو اور پھر اس وقت عبور کرنا ناممکن ہو جاتا۔ جب تک جنوبی فوج عبور کا کوئی دوسرا انتظام کرتی ہماری فوج کو اتنا وقت ملتا کہ ہماری پلٹن جو پیچھے تھی وہاں پہنچ جاتی۔ اور دریا پر ہمارا مستحکم قبضہ ہو جاتا اور ہم اپنی کل فوج کے ساتھ درستی سے حملہ کر سکتے متقابل کی فوج

ہرگز آگے نہ بڑھ سکتی۔

جنوبی فوج کے جنرل کو اپنی فوج کے رفتح کا دعوے تھا اون کی یہ دلیل تھی کہ
نہر پر ہم اول پہنچ چکے تھے اور ہم نے اوس پر قبضہ کر لیا تھا۔

لارڈ رابرٹ نے ہر ایک امپایر سے رائے پوچھی آوہے گھنٹے کے مباحثہ کے
بعد جنوبی فوج کے حق میں فتح کا فیصلہ ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ نہر پر جنوبی فوج کا قبضہ رہے
اور چونکہ شمالی فوج کی بیٹن ویر سے پہنچی آج کے روز اون کی شکست تسلیم کی جائے
کل کے دن نئی لڑائی شروع ہوگی شمالی فوج کی اڈا وائس پارٹی جو آگے بڑھ آئی تھی اسے
ایک میل پیچھے ہٹ جانے کے لئے حکم دیا گیا۔

آج شب کو جب ہم لوگ کمانڈر انچیف کے ڈیرہ میں ڈنسر پر جمع ہوئے تو
کمانڈر انچیف اپنے لیڈری سکریٹری اور کوائٹر ماسٹر جنرل سے فوجی اصول اور فنون جنگ
کے نکات بیان کرتے رہے جن سے لارڈ رابرٹ کی فوجی قابلیت اور بلند خیالی
اور تجربہ کاری کا اندازہ ہو سکتا تھا جس قدر افسر تھے بالاتفاق وہ تسلیم کر رہے تھے کہ
لارڈ مسدوح اس فن میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ہیں۔

دوسرے دن ساتویں جنوری کا بھی اس جنگ مصنوعی کے لئے بہت ہی بڑا دن
تھا۔ اس روز رملی۔ اور انبالہ کی بیس بیس نہر پر فوجوں کا میدان جنگ میں مقابلہ
ہونے والا تھا۔ دوسرے سلطانوں کے جو افسر مدعو تھے اور قواعد دیکھنے آئے
تھے انہیں اس لڑائی کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا کہ استفادہ ریشہ اور فوج کو

اوتکے جنرل میدان جنگ میں کس طور پر لڑا کر اپنی فوجی قابلیت دکھلاتے ہیں ^{راہرٹ} صبح کے آٹھ بجے سے پہلے مع اسٹاف کے ایک بلند مقام پر جا کر کھڑے ہوتے تھے۔ فارن افسر بھی اوس روز اوس جگہ آگئے تھے سب لوگوں کی نظر اپنی اپنی گہڑیوں پر تھیں کہ کب نو بجتے ہیں اور جنگ شروع ہوتی ہے۔ نو بجے کا وقت لڑائی کے آغاز ہونے کا ٹھیک وقت تھا چنانچہ نو بجتے ہی شمالی فوج کا توپخانہ آگے بڑھنا شروع ہو گیا لیکن جنوبی فوج کے جنرل نے اپنی فوج کے دھننے حصہ کو پیش قدمی سے روکا تاکہ اونکا رسالہ اور توپخانہ ہر کے قریب آجائے۔ یہ دیکھ کر شمالی فوج کے چار توپخانوں نے ایک بلند مقام پر پوزیشن لیکر جنوبی فوج کی طرف فائر کرنا شروع کیا۔ سر جارج گریو جو ایک بڑے تجربہ کار اور مشہور افسر تھے اونہوں نے اپنی کیولری برگیڈ کو حکم دیا کہ نہرو عبور کر کے توپخانہ پر دہنی جانب سے حملہ کرے چنانچہ جنوبی برگیڈ کے آٹھ رسالہ توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑے شمالی جنرل نے جنوبی جنرل کا ارادہ معلوم کرتے ہی ایسی فوج کے ایک کیولری برگیڈ کو جبین تین رسالے تھے حکم دیا کہ اپنے توپخانہ کی کمک کو بڑھے۔

لارڈ راہرٹ اور اون کے تمام اسٹاف نے اپنی اپنی دوہینیں اوسط طرف اٹھائیں۔ اور فوج کی جنگ دیکھنے میں مصروف ہوئے چوبیس توپیں ایک جانب سے رسالوں پر فیر کر رہی تھیں اور دوسری طرف سے بھی تقریباً اتنی ہی توپیں اونکا جواب دے رہی تھیں دو دستے سواروں کے جن کی تعداد قریب سات ہزار کی ہوگی

ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے جب دونوں خبر لون نے دیکھا کہ ہمارے رسالے باہم حملہ آوری میں مصروف ہیں تو انہوں نے اپنے باقی سواروں کو جو چاروں طرف پہلے ہوئے تھے اعانت کے لئے ان کے قریب کیا جنوبی رسالوں نے شمالی توپخانوں پر نہایت جستی اور مستعدی سے حملہ کیا اور شمالی رسالے ان کی دہنی جانب سے حملہ آور ہوئے جب طرفین میں سوگڑ کا فاصلہ رہ گیا تو اوسوقت اسپاہیرون کے اشاروں سے ہر ایک فوج اپنی اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔

اوسوقت لارڈ رابرٹ نے مجھے کہا کہ کرنل جرٹو جو اسپاہیرون وہ میدان جنگ میں اوس جگہ میں جس جگہ طرفین کے رسالوں نے باہم حملہ کرنے کے بعد ہالٹ کیا ہے آپ وہاں جا کر اپنے ہمراہ اؤنکو لے آئے میں اؤنکے پاس گیا اور لارڈ رابرٹ کا پیام اؤنکو پہونچا یا کرنل جرٹو اوسوقت دوسرے اسپاہیرون سے گفتگو کر رہے تھے اور آپس کی بحث سن رہے تھے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ کونسی فوج فتح مند ہوئی اور کسکو شکست ہوئی کرنل جرٹو نے مجھ سے کہا کہ اس جنگ کا فیصلہ کرتی ہی آپکے ساتھ چلتا ہوں۔ آخر دوسرے اسپاہیرون کی رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ شمالی فوج کے پانچ رسالوں نے (جن میں دو نہر اریپانسو سوار تھے) جنوبی رسالوں پر جنگی تعداد تقریباً انصاف تھی) حملہ کیا لیکن شمالی فوج کے چار توپخانے جنوبی فوج کے رسالوں پر حملہ آوری کے وقت براجمز فیر کرتے رہے اسکے سوا شمالی ایک برگیڈ نے فلاگ اٹاکا بھی کیا اسکے باعث جنوبی فوج کے سوار بہت کچھ ضائع ہوئے۔ ان

سواروں کے ضائع ہونے کا بڑا سبب یہ ہوا کہ جنوبی فوج کا توپخانہ اس وقت
استدر قریب نہ تھا جو اپنے رسالوں کی کمک کے لئے فیکر ترا اور شمالی توپخانہ کو نقصان
پہونچاتا اس حملہ میں جنوبی فوج والوں کو ناکامیابی ہوئی۔ لہذا آج کے روز جنوبی فوج کے
دو ہزار سوار اوٹ آف ایشن (بیکار) تصور کئے جائیں اور جنگ میں شریک نہ ہوں
جنرل جرڈ اس فیصلہ کے بعد کمانڈر انچیف صاحب کے پاس آئے اور یہ سہا حوال
بیان کیا۔ اس اثنائ میں پانی پت کی مشرقی طرف پلٹنوں کی لڑائی شروع ہو گئی دونوں طرف
کی پلٹین آتش فشاں میں سرگرم ہوئیں اور اس جنگ کے بعد دونوں طرف کے رسالوں
کی جتدر فوج باقی رہ گئی تھی اوسکا رخ بھی اسی طرف ہو گیا۔

جنوبی جنرل کی یہ کوشش تھی کہ نہرو اپنے قبضہ میں رکھیں اور دشمن کی فوج کو پیا
کر دیں اور شمالی جنرل یہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے دشمن کی پلٹن کو نہر سے پیچھے
ہٹا دیں اور نہر پر خود قبضہ کر لیں۔

غرض دونوں فوجیں جنگی تعداد میں برابر تھیں قریب ہو گئیں اور بند و فون سے
فیکرنا شروع کیا تو پتخانہ کی ایسی گرج تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور خیال ہوتا تھا کہ اگر دشمنوں
کی باہم حقیقی جنگ ہوتی تو آج کتنی فوج ضائع ہوتی اور کشتوں کی لاشوں سے میدان جنگ
کا کیا عالم ہوتا۔

یہ جنگ ہوتے ہوتے تین بج گئے اور آخر میں حسب قاعدہ مقررہ لڑائی
ختم کر دی گئی اور سب اسپاہیر لارڈ رابرٹ کے پاس جمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ

آپکے دن کی فتح سر ہیوگاف صاحب کی فوج کے نام رہی۔

لارڈ رابرٹ شام کے قریب اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور شب کو کل فسر
برٹش افواج اور افسران افواج سلاطین یورپ کو انہوں نے اپنے پاس ڈنر میں بلایا
اور سوقت معلوم ہوا کہ یورپ کی سلطنت کے افسروں کو ہندوستانی افواج کی عمر
اور شائستگی کا ایسا خیال نہ تھا اس قواعد سے انہیں معلوم ہو گیا کہ ہندوستانی فوج کی حالت
بالکل ممالک یورپ کی فوج کی طرح ہے۔ انکی ویسپن۔ سٹیکساروسا مان اکی حتی وچالاکلی یورپین فوجوں سے کی طرح کم نہیں
آج یہ جنگ مصنوعی ختم ہو گئی اور سب فوج کو لارڈ رابرٹ نے مارچ پاسٹ
لینے کے بعد کوچ کا حکم دیا۔ کل فوجیں اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہو گئیں۔ اور خود
لارڈ رابرٹ نے دہلی کی طرف مراجعت کی مین لارڈ رابرٹ کے ساتھ دہلی آیا۔ اور
دہان دور روز قیام کیا اسکے بعد لارڈ رابرٹ اور دوسرے اپنے دوستوں سے
رحلت ہو کر حیدر آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۷ جنوری ۱۸۵۶ء عیسوی کو مین حیدر
مین پہونچ کر اپنے نئے بنگلہ راحت منزل میں مقیم ہوا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا مدراس میں رونق افرا ہونا

ماہ جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری مطابق فروری ۱۸۵۶ء عیسوی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور
نے مدراس تشریف لیجانے کے واسطے غرض ظاہر فرمایا ان آیام میں لارڈ ڈولن ویکر
گورنر جنرل ہند بھی وہاں مقیم تھے اس سفر کے ضمن میں ان سے بھی ملاقات کا

اچھا موقع تھا۔ اعلیٰ حضرت کی سواری مبارک ۲۲ جمادی الاول کو مدراس کی جانب روانہ ہوئے اس سفر میں سواری مبارک کے ضروری انتظامات میرے تفویض ہوئے اور ریل گاڑی اور شاہی فروگاہ وغیرہ کا بعض انتظام علاقہ دیوانی کے ذریعہ سے ہوا۔

خیر النساء بیگم صاحبہ رمیہ کزنائیک نے جو نواب نظام یار جنگ حاکم اسٹان خانان بہادر کی ہمیشہ رہیں انہوں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اس مضمون کی ایک عرضداشت گزرائی کہ مدراس میں تشریف آوری کے وقت اگر میرے مکان اور باغ میں رونق افزوری فرمائیں گے تو میری غرت افزائی کا سبب ہوگا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اسے اس معروضہ کو ثمر قبول بخشا جب سواری مبارک مدراس پہونچی تو مدراس کے اسٹیشن پر خیر النساء بیگم صاحبہ کے داماد فیروز حسین خان بہادر مع اپنے فرزندوں کے حاضر ہوئے اور سرکار کی سواری مبارک اُن کے باغ میں رونق بخش ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور جب تک یہاں تشریف فرما رہے ہر روز شام سے پہلے سواری مبارک چوکڑے میں دریا وغیرہ مقامات کی سیر کو بغرض تفریح جاتی تھی اس نواح میں جو جو مقامات قابل دید تھے وہ سب اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمائے۔

اعلیٰ حضرت ایک روز گھوڑے پر سوار ہو کر دارالجمانین کے ملاحظہ کے لئے بھی تشریف لیگئے۔ اور دیوانوں کے رہنے اور علاج و معالجہ کے مکانات دیر تک ملاحظہ فرمائے رہے۔ ڈاکٹر آرمسٹرانگ جو دارالجمانین کے مہتمم تھے۔ وہ بھی

اور سوقت حاضر تھے انہوں نے مجاہدین کے تمام مکانات حضور پر نور کو ملاحظہ کرائے
اس موقع پر لارڈ ڈفرن ولیسر اسے اور مسٹر گرینڈوٹ کو زبردستی بھی حضور پر نور کی
چند ملاقاتیں ہوئیں۔ دس روز تک یہاں قیام رہا اسکے بعد سوکبہ ہایون نہشت
فرمائے حیدر آباد ہوا۔

لارڈ ڈفرن بہادر ولیسر کے کشور ہند کا حیدر آباد میں

تشریف فرما ہونا اور تین دنوں کا شکار ملاحظہ کرنا

جس زمانہ میں حضور پر نور بدراس میں رولق افزا تھے اس زمانہ میں لارڈ ڈفرن
نے حیدر آباد آنے کے واسطے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا جب گریما کا موسم گزر گیا تو ۲۴
نومبر ۱۸۹۴ء عیسوی کو لارڈ مہراج حیدر آباد تشریف لائے جو چوتھم ہماذری و تقسیم اور
تکریم کے سلطنت کی جانب سے مقرر ہیں ولیسر اسے کے تشریف آوری کی وقت
حسب معمول وہ سب اواہوئے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور اور ولیسر اسے بہادر سے باہم
متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ اسی آثار میں لارڈ مہراج نے یہ خواہش ظاہر کی کہ بہالہ سے
تیندوے کا حکارم دیکھنا چاہتے ہیں غرض اس شکار کے واسطے گو لکنڈہ کا میدان
تجویز کیا گیا اور تیندوے جو اون دنوں پھرون میں گرفتار ہو کر آئے تھے وہاں
بھیجے گئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور اپنے معزز مہمان کو اپنے ہمراہ گارہی میں لیکر گو لکنڈہ

کے میدان میں رونق افزا ہوئے اور یہاں ماہی پر سوار ہونے کے ایک ایسے بلند مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں سے شکار کا تماشا بخوبی ملاحظہ ہو سکتا تھا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ ویسٹ کے ملٹری سکریٹری۔ کپٹن گارڈن ایڈیکانگ۔ اور سکندر آباد کے چند فوجی افسر بھالے لے لیکر گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ کو مین نے اپنا ایک بھرہ گھوڑا سواری کے لئے دیا جس پر مین نے متورہ بارتیندون کا شکار کیا تھا۔

جب سب افسر شکار کے لئے تیار ہو گئے اور تیندوے کے پنجرہ کا منہ کھولا گیا تیندو ایک ایک پنجرے سے نکل کر قلعہ کے تالاب کی طرف بھاگا سب فہم ہونے اور اس کے پیچھے گھوڑے ڈالے لارڈ ولیم بیرسفورڈ کا گھوڑا بہت تیز تھا وہ سب سے آگے بڑھ گئے اور تیندوے کے قریب پہنچ کر بھالہ مارنا چاہا تیندو وہ جو سیدھا بھاگ رہا تھا ایک پیچھے کو ہلٹا۔ اور گھوڑے کے پاؤں میں آگیا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ اور اوز کا گھوڑا اور تیندو اتنیوں ایک کے اوپر ایک گہرے اور سوقت میں اونکو قریب پہنچا تھا مین نے خیال کیا کہ اگر تیندوے کو ذرہ ہی فرصت ملی تو اوٹھتے ہی وہ لارڈ ولیم پر حملہ کرے گا مین نے فوراً تیندوے کے بھالہ مارا قبل اس سے کہ دوسرا بھالہ اس کے لگے وہ سیدھا اون مکانوں کی طرف بھاگا جو وہاں سے تھوڑے فاصلہ پر تھے اور اون مکانوں کے نزدیک پہنچ گیا اب یہ اندیشہ ہوا کہ تیندو ان مکانوں میں جا کر عورتوں بچوں کو ضرور زخمی کرے گا اتفاق سے وہ مکانات غائب

اور مزوری پیشہ لوگوں کے تھے جو اس وقت اونکو خالی چھوڑ کر اپنے معاش کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ تیندوا ایک خالی مکان میں چلا گیا میں نے لارڈ ولیم بیرفورد کو جلد گھوڑے پر سوار کرایا اور پھر ہم اون مکانوں کی طرف گئے جب ہم مکانوں کو قریب آہو پہنچے تو گھوڑوں پر سے اتر کر یہاں ہاتھوں میں لئے تیندوے کے پنجوں کے نشان دیکھتے ہوئے اس مکان کے پاس گئے جس میں تیندوا گیا تھا۔ اس مکان کا دروازہ اتنا چھوٹا تھا کہ ایک آدمی کے سوا ایک وقت میں دوسرا آدمی اندر نہیں جاسکتا تھا اور شخص ہی چاہتا تھا کہ میں اول جاؤں لارڈ ولیم بیرفورد اور میں ساتھ ساتھ مکان کے اندر گئے باقی لوگ ہمارے پیچھے رہے میں نے دیکھا کہ تیندوا مکان کے دہنے گوشہ میں بیٹھا ہے ہمیں دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ہم پر حملہ آور ہوا۔ لیکن ہم دونوں نے وقت واحد میں اس عجلت سے بہالے مارے کہ اسی جگہ تیندوے کا کام تمام کر دیا۔

اسکے بعد دوسرا تیندوا میدان میں چھوڑا گیا لارڈ ولیم بیرفورد نے اس کے اول بہالے مارا اور تھوڑی دیر میں اسکا بھی شکار ہو گیا لارڈ وڈفرن اس شکار سے نہایت مخطوط ہوئے۔ پھر حضور پر نور اور لارڈ وڈفرن ملاحظہ کرنے کے لیے تیندو کو قریب تشریف لائے اس وقت لارڈ وڈمروج نے مجھے فرمایا کہ آج اپنے میرے ملیٹری سکریٹری کو بچا لیا ورنہ اونکا کام تمام ہو چکا تھا یہ لارڈ ولیم بیرفورد یورپ کے ایک بڑے معزز خاندان سے تھے انہوں نے ہندوستان میں ملیٹری سکریٹری کو

عہدہ پرتین ولیراون کے عہد میں کام کیا تھا۔ گہوڑوں کی شربطون کا اذکوبے حد شوق تھا۔ ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے اور لارڈ ولیم بیرس فورڈ سے بہت دوستی تھی لارڈ ولیم نے ایک یا بو اعلیٰ حضرت کے لئے بھیجا تھا اعلیٰ حضرت نے اس کا نام ولیم رکھا تھا ایک مدت تک وہ یا بو خاص ہر کار کی سواری میں رہا۔

دوسرے روز لارڈ ڈفرن کے ملاحظہ کے لئے ملک پیٹھ میں اسپورٹس کی گئی جس میں خود حضور پر نور نے نیزہ بازی فرمائی اس اسپورٹس کو دیکھ کر ولیراے نہایت مسرور ہوئے لارڈ ڈفرن نے ہماری نیزہ بازی کے بہالے بہت پسند کئے اور مجھے فرمائش کی کہ چند بہالے اس قسم کے ہمارے پاس شملہ کو بھیجے جائیں چنانچہ میں نے چار بہالے لارڈ ممدوح کی خدمت میں بھیجوائے۔ اسکے بعد لارڈ ولیم بیرس فورڈ کی زبانی معلوم ہوا کہ خود لارڈ ڈفرن نے شملہ میں اون بہالوں سے چند بارتھٹ پیگ اینگ کی۔

حیدرآباد ٹینٹ پلنگ ٹورنمنٹ کی ابتدا

گو لکنڈہ لائسہ کی کمان پر جس روز سے حضور پر نور نے مجھے سرفراز فرمایا تھا اوس روز سے چوگان بازی نیزہ بازی کی تعلیم کی طرف میں ہمیشہ متوجہ تھا۔ اس لئے گو لکنڈہ پولو ٹیم نے اعلیٰ درجہ کی ترقی کی کپٹن مزارعہ عبداللہ بیگ۔ ٹینٹ مزارعہ ابراہیم بیگ خواجہ امین الدین اور میں ایک جانب ہو کر دوسرے عہدہ داروں سے پولو کھیلتے

اور کبھی سکندر آباد کے افسروں کے ساتھ ہم چوگان بازی کرتے۔ اور نیزہ بازی میں شریک ہوتے تھے۔

جمادی الاول میں جب وقت حضور پر نور مدرس میں تشریف فرما تھے اور وقت ٹینٹ پکنگ میں انعام دینے کے لئے چاندی کا ایک پیالہ حضور پر نور نے پی کر اینڈ کمپنی کی شاپ سے خرید فرمایا تھا۔

چنانچہ جولائی ۱۸۹۶ء عیسوی میں باجانت حضور پر نور حیدر آباد ٹینٹ پکنگ ٹورنمنٹ مقرر کی گئی جس میں بلارم سکندر آباد اور بنگلور کے فوجی لوگ شریک ہوئے تو جو پیالہ کہ مدرس میں خرید کیا گیا تھا حضور پر نور نے بطور انعام مرحمت فرمایا۔ اس پیالہ کے متعلق یہ شرط تھی کہ جو ٹیم تین سال تک متواتر جیتے گی وہ اس پیالہ کی مستحق ہوگی اس سال سے ٹینٹ پکنگ ٹورنمنٹ حیدر آباد میں اب تک جاری ہے ہر سال موسم سرما میں ٹورنمنٹ ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا گولکنڈہ بریڈ کی کرنلی منظور فرمانا

گولکنڈہ بریڈ کے بھٹ نے رفتہ رفتہ ایسی ترقی کی کہ فرمانروائے قلمرو دکن اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بھی ۲۵ صفر ۱۳۰۴ھ ہجری میں بہ نفس نفیس اس فوج کی انگریز کرنلی قبول فرما کے اسکے اعزاز کا خاص درجہ بڑھایا جس سے اس فوج کی عظمت اور وقعت عام و خاص کے ولین خاص طور پر پیدا ہو گئی امرا اور اعیان سلطنت جومات

کی شان و جاہت سے فوج میں شریک ہونیکو موجب جنگ و عار تصور کر دیتے
اونکے دلون میں ایسا دلولہ پیدا ہوا کہ وہ اس فوج میں شریک ہونے کو باعث
فخر و سبابت سمجھنے لگے۔

یہ ظاہر ہے کہ جس فوج کے انزیری کرنل اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہوں۔ اور
انزیری میجر سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سلطنت اور انزیری کپٹن اون کے بہائی
غیر اس ملک بہادر ہوں تو دیگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت کی نگاہوں میں اویں
فوج کی کیا کچھ وقعت اور اسکا احترام نہوگا۔

حضور پر نور کے واسطے گو لکندہ برگیدہ کی خاص یونی فارم تیار کی گئی حضور پر نور
اوس یونی فارم کو زیب تن مبارک فرما کے سکندر آباد کی پریڈ ملاحظہ فرمانے کے
لئے تشریف لے گئے۔

شب میں ایک تندرے کا پنجرہ سے چھٹ کر محلات شاہی

میں چلا جانا اور صبح دم اعلیٰ حضرت کا اوسکاٹھسکا فرمانا

سن ۱۳۰۰ ہجری میں جب گربا کا موسم ختم ہو گیا اور بارش کا موسم شروع ہوا اوس
زمانہ میں حضور پر نور کی سواری جو محلہ مبارک میں رونق افزا ہوئی ایک روز در شام
ایک چوبدار نے آکر مجھے اطلاع دی کہ دوم کندہ کے راجہ ذابک تندرہ گرفتار
کر کے پنجرہ میں بیجا ہے وہ کہان رکھا جائے۔ میں نے چوبدار سے کہا کہ پنجرہ ڈیوڑھی

مبارک ہی میں احتیاط سے رکھا دیا جائے کل کے روز میں حضور پر نور کی خدمت
 مبارک میں عرض کرونگا بطرح حکم اقدس ہوگا عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ چوبدار نے
 تیندوے کا پیجرہ جلو خانہ میں حکیم شفقانی خان بہا مد کی نشست گاہ کے سامنے رکھا دیا
 شب کو میں اپنی نشست گاہ میں روشن بجلی کے مقابل سو گیا اور سوز شام سے
 ہارٹس شروع ہوئی تمام شب پانی برستار ہا۔ صبح کو ایک چوبدار دوڑتا ہوا میرے
 پاس آیا۔ اور اوس نے کہا کہ جو تیندو و پیجرہ میں بند تھا شب کو پیجرہ توڑ کر نکل گیا
 اس خبر کے سنتے ہی مجھے سخت پریشانی ہوئی اسلئے کہ ڈیوڈ ہی مبارک میں چوٹ
 آدمی پھرتے رہتے ہیں اور محلات مبارک کا یہاں سے بہت قریب ہے تیندو و
 نہایت موذی و زندہ ہے جو کوئی اس کے سامنے آتا ہے وہ اوسکو زخمی کر ڈالتا ہے
 میں اوسوقت پیجرہ کے پاس گیا اور دیکھا کہ پیجرہ کہنہ تھا تیندوے نے اوس کو
 توڑ ڈالا اور باہر نکل گیا میں نے تیندوے کے پیچون کے نشان زمین پر دیکھے چونکہ
 تمام شب بلدش ہوئی رہی تھی اس سبب سے اوس کے پیچون کے نشان صاف
 طور پر نظر آرہے تھے میں انہیں نشانوں پر چلا گیا تیندو و پیجرہ سے نکل کر سیدھا
 اندر گئی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڈ ہی کے سامنے گیا تھا اور چونکہ وہاں کی دیوار زیادہ
 بلند تھی دیوار پر سے کود کے محلات میں چلا گیا تھا۔ جب دیوار پر دیکھا گیا تو اوپر
 بھی اوس کے ناخنوں کے نشان تھے اب مجھے تیندوے کے باہر جانیکی نسبت
 کسی حد پر شک نہ رہا میں اوسوقت روشن بجلی کے سامنے آیا اور ایک چوبدار سے

مین نے کہا کہ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کرو کہ افسر جنگ کچھ ضروری عرض کرنا چاہتے ہیں اطلاع ہونے کے ساتھ ہی حضور پر نور برآمد ہوئے اور سوت مین نے تیندوے کا کل واقعہ پیشگاہ اقدس میں عرض کیا کہ جس جانب کو تیندو گیا ہے اوس جانب کے محلات میں فوراً یہ اطلاع کر دیجائے کہ سب زنانہ اپنے اپنے مقام پر رہے حجرون سے باہر کوئی نہ نکلے اور زنانہ کے حجرون کے دروازوں پر چلمین اور پردے ڈالکر مردانہ کر دیا جائے اور مجھ کو اجازت ہو کہ ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر محل میں جاؤں بندگان حضرت نے اوس وقت ماما کو حکم دیا کہ اندر مردانہ کا انتظام کر کے حضرت الشہر کہی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڈھی میں سے مجھے محلات میں لیجائیں میں نے اوس وقت ممتاز یار جنگ بہادر کی پلٹن کے ایک جوان سے بندوق لیکر اوس میں گولی بہری اور اپنی تلو اور لیکر مع خواجہ امین الدین کے محل میں گیا اور محل میں جانے وقت ایک آدمی کو حویلی قدیم کی طرف روانہ کیا کہ سرکاری چند بندوقین اور بہار و ہانگ جلد لے آئے۔

مین اور خواجہ امین الدین آہستہ آہستہ زنانہ ڈیوڈھی میں گئے اور جس دیوار پر سے تیندو اندر پہنچا تھا اوس کے نیچے تیندوے کے پنچون کے نشان دیکھے جس جگہ تیندوے کے پنچون کے نشان ہم پاتے اونہیں نشانوں پر آگے بڑھتے جاتے تھے قیاس سے معلوم ہوا کہ تقریباً دو بجے شب کے پنچو توڑ کر زنانہ ڈیوڈھی میں وہ گیا تھا اول حضرت الشہر کہی بیگم صاحبہ قبلہ کے تشریف فرما رہنے کی جگہ میں پہنچا

وہاں پر ملازم وغیرہ سوتے پاسے وہاں سے نکل کر باورچی خانہ کے پاس گیا باورچی خانہ کی طرف پنچون کی جو نشانیاں تھیں اون سے ثابت ہوا کہ دوسرے محل کی جانب گیا ہے اس محل کے سامنے وہ کھڑا ہوا اور وہاں ہی آدمیوں کو سوتا پایا وہاں سے ایک چھوٹی گلی میں ہو کر دوسری بڑی دیوار تک آیا اور پھر وہاں سے پاٹ کر جھطف کہ بیت الخلا تھا اوسط طرف گیا اوسکی جا بجا گردش اور پنچون کے نشانوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ شب کو محل میں زنانہ کو سوتا پا کر تیندوا چو طرف خوب پہرا جدہر وہ گیا اودہر آدمیوں کی بو پائی جب اوسنے بیت الخلا کی طرف نشان مقام پایا وہاں ایک سفالی کوٹھری میں بیٹھ گیا۔

خواجہ امین الدین نے بیت الخلا کے سامنے تیندوے کے پنچون کے نشان مجھے بتلائے جب میں نے اوسکے پنچون کے نشان دروازہ کے اندر جانے کے دیکھے میں نے امین الدین سے کہا کہ نہایت آہستگی سے دروازہ کے پٹ بند کرو امین الدین نے دروازہ بند کر دیا میں خود وہاں کھڑا رہا اور ایک ماما کی زبانی یہ سب کیفیت اعلیٰ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کی حضور پر نور اوسی وقت وہاں رونق افرا ہوئے میں نے عرض کیا کہ تیندوا اوس کوٹھری کے اندر موجود ہے جبتک رات نہی وہ چور کی مثل سب جگہ پہرا ب روز روشن ہو گیا ہے باہر نکل کر وہ ضرور کسی پر حملہ کر گیا چونکہ زنانہ کا موقع ہے بچے بڑے ماما میں اسیلین وغیرہ لوگ چو طرف بہرے ہوئے ہیں اور اب سرکار کی تشریف آوری کے سبب سے اور زیادہ مجمع ہو گیا ہے اور جس حجرہ میں

تیندواسے اوسکا دروازہ اسدرجہ کہنہ ہے کہ اوسین سورخ بھی ہے مگر ایک پنجہ بھی
 مارے گا تو دروازہ ٹوٹ جائے گا اور وہ زنانہ کے گون گون کو زخمی کر ڈالے گا اسلئے تیندوا بھا
 بیٹھا ہے اوسکو وہاں چہرہ تر ناچاہیئے حجرہ کے اوپر سے اتنے سفال بھاوے جائیں کہ
 حجرہ کے اندر روشنی جاسکے اور اوپر سے اسکے گولی ماری جائے۔

اعلا حضرت حضور پر نور نے میری اس رائے کو پسند فرما کر خود بنفس نفیس حجرہ
 کے اوپر چڑھ نیکا ارادہ فرمایا چونکہ اس اثنار میں سرکاری سلخ خانہ سے بندوقین اچکی تھیں
 حضور پر نور نے فورقفٹی رفل دست مبارک میں لیکر حجرہ کے اوپر غرم فرمایا۔ خواجہ
 امین الدین حضور پر نور کی خدمت میں حجرہ کے اوپر حاضر تھے شب کی بارش کے سبب
 سے سفال بھیگ کر نرم ہو گئے تھے جب اونپر پاؤں پڑتا تو ٹوٹ جاتے تھے اور تو
 کی آواز آتی تھی مجھکو لمحہ لمحہ یہ خوف ہوتا تھا کہ سفال کے ٹوٹنے کی آواز سے اگر تیندوا
 دروازہ توڑ کر باہر نکل گیا تو ضرور کسی نہ کسی کو زخمی کرے گا اسواسلئے بنرید احتیاط دروازہ
 کے پاس بھی بندوق دیکر آدمی کھڑے کر دئے گئے امین الدین نے اوپر پہونچکر
 سفال بھاوے چونکہ سفال کے پیچھے کی لکڑیاں نہایت کہنہ اور بوسیدہ تھیں امین الدین
 کے وزن سے لکڑیاں توٹ گئیں اور قریب تھا کہ وہ اوپر سے کوٹھری کے اندر بھان
 تیندوا بیٹھا تھا گر جاتے مگر وہ جلد سنبھل گئے۔

غرض سفال کے نکالنے اور لکڑیوں کے ٹوٹنے سے استدرجہ کہل گئی کہ
 تیندوا کو نے میں بیٹھا ہوا صاف طور پر نظر آنے لگا اوسوقت حضور پر نور نے

تیندوے پر ایک گولی چلائی وہ گولی کہا کے اپنی جگہ سے جھٹ کر کے دوسرے کو نے
مین گرا حضور پر نور نے احتیاطاً دوسری بار یہی فیہ کیا۔ پہرے لوگ نیچے تھے دروازہ
کہو لکر کوٹھری کے اندر گئے اور تیندوے کو کھینچ کر کوٹھری سے باہر لے آئے۔

یہ خبر تمام محلات میں پہل گئی تھی کہ تیندوے کو شاہی زنانہ میں آگیا ہے۔
اسلئے محل میں سب جگہ گڑ بڑ تھی اور سب کو پریشانی تھی کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا
کہ تیندوے ساموڑی درندہ غضب اور غصہ میں شیر کے بعد شہار کیا جاتا ہے محلات میں
آیا ہوتا اور وہ بھی شب میں ایسے وقت کہ کل زنانہ وغیرہ استراحت میں تھا اگر محلات
شاہی میں سے اس وقت کوئی بیدار ہوتا یا مامین اور اسیلین چلتی پھرتی ہوتی اور
تیندوے اس وقت محلات میں پہنچتا خدا جانے کیا کچھ شر پہنچاتا اور شاہی
محلات کی پریشانی کا کیا عالم ہوتا مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس کے شر سے محلات میں
عام و خاص کل کو محفوظ رکھا اور وہ ایسی جگہ جا کر بیٹھ گیا جہاں اس وقت آدمی کا گز
نہ ہوا یہ شب جو بخیر و سلامتی کل محلات شاہی پر گزری اور قبل صبح ہونے کے
تیندوے کے دفع کے جملہ اسباب مہیا ہو گئے یہ ہمارے ولی نعمت اعلیٰ حضرت
حضور پر نور کے اقبال کے آثار عظمیٰ میں سے ہے اگر اس موقع پر کچھ ہی تاخیر ہوتی
تو تیندوے سنے نکل کے زنانہ کے لوگوں پر لامحالہ حملہ آور ہوتا۔ اعلیٰ حضرت حضور
پر نور کے دست مبارک سے تیندوے کا مارا جانا سب کی بڑی خوشی کا
سبب ہوا۔

شکار گاہ پاکہال کا انتظام بحکم اقدس اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے جہان اور برگزیدہ صفات ہیں اونہیں سے ایک صفت یہ ہے کہ شیر کے شکار کو غایت درجہ دوست رکھتے ہیں اور جب شکار کا موسم آتا ہے بنفس نفیس شکار کو تشریف لیجاتے ہیں۔

شیر کے شکار کی دلچسپی کی وجہ سے عین شدت گریما میں جنگل اور پہاڑوں میں سواری مبارک رونق افزا ہوتی ہے اور بڑی دلیری اور شجاعت سے شیروں کا شکار فرماتے ہیں۔

جب میں نے دیکھا کہ حضور پر نور کو شیر کے شکار کے ساتھ طبعی طور پر توجہ ہے اور ہر سال سواری مبارک مختلف اضلاع ممالک محروسہ میں بغرض شکار رونق ہوتی ہے میں نے یہ رائے قائم کی کہ جب طرح ہر نوں کے شکار کے واسطے سرورنگر کا جنگل محفوظ کیا گیا ہے اور خاص خاص اوقات میں وہاں ہر نوں کا شکار اعلیٰ حضرت حضور پر نور فرماتے ہیں اسی طرح شیر کے شکار کے واسطے بھی ایک بڑا جنگل محفوظ کیا جائے جس میں حسب دلخواہ شکار ہو سکے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع میں مختلف مقامات شکار میں دیکھے تھے اور جہان جہان مجھ کو شیر کے شکار کا اتفاق ہوا تھا اون کل مقاموں کے مقابلہ میں میرے خیال میں پاکہال کا جنگل زیادہ مناسب معلوم ہوا اسلئے میں نے

ایک بار اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ اگر پاکہال کا جنگل سکاری
 شکار گاہ کے طور پر محفوظ کیا جائے تو بہت مناسب ہے اسلئے کہ اس جنگل میں انواع
 و اقسام کے وحش و طیور کے سوا شیروں کے شکار کا عہدہ موقع ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور
 نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اس کے ساتھ ہی میں نے ایک تفصیلی نقشہ اس جنگل
 اور تالاب پاکہال کے متعلق ملاحظہ اقدس میں پیش کیا جس کے ملاحظہ سے اعلیٰ حضرت
 حضور پر نور نے شاہی شکار گاہ کے واسطے اس جنگل کو پسند فرمایا اور مدار المہام صاب
 کے نام حکم اقدس صادر کیا کہ دیوانی علاقہ سے دو سو جوان پیادہ اور میں سوار پاکہال کے
 جنگل کے بند و بست اور انتظام کے واسطے مقرر کئے جائیں اور یہ جنگل خاص سکاری
 شکار گاہ کے واسطے محفوظ رکھا جائے اور آئندہ سے کوئی شخص اس جنگل میں شکار
 نہ کہیلے۔

غرض سال ۱۱۷۲ ہجری سے شکار گاہ پاکہال کا انتظام میرے تفویض ہے پیادے
 اور سوار ہمیشہ اسکی حفاظت میں مصروف رہتے ہیں۔
 کبھی کبھی گراما کے موسم میں سواری مبارک شکار گاہ پاکہال میں رونق افزا ہوتی
 ہے اور حضور پر نور شیر شکار فرماتے ہیں اور جب برسات کا موسم شروع ہوتا ہے تو
 سواری مبارک بلدہ میں مراجعت فرما ہوتی ہے۔

اس شکار گاہ کی بڑی خوبی اور خوش فضائی اس تالاب سے ہے جو قدیم زمانہ
 میں ایک وسیع پہاڑ پر تعمیر کیا گیا ہے تالاب کی ابتدائی تاریخ صحیح طور پر تاریخنویں

معلوم نہیں ہوتی لیکن بعض کتب تاریخی سے استفادہ ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ وزنگل اور
یہ تالاب ایک ہی زمانہ میں راجہ پرتاب رودرا نے اپنے عہد حکومت میں بنوائی
ہیں اور یہ تالاب ضلع وزنگل میں واقع ہے۔

یہ تالاب دکن کے کل تالابوں سے بڑا ہے اور اسکا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا
جب برسات کا موسم آتا ہے اور بارش کی کثرت ہوتی ہے تو اس تالاب کا دور مربع
۲۴ میل تک پہنچ جاتا ہے اسکے درمیان ایک پہاڑ واقع ہے اسکے اطراف
میں پانی چار طرف ہونی سے عجیب خوش منظر معلوم ہوتا ہے اس تالاب سے بڑے
بڑے دونائے نکالے گئے ہیں جو ہمیشہ جاری رہتے ہیں زیر تالاب جہان تک زمین
ہے وہ نہایت شاداب اور مرطوب ہے اور بہ نسبت اور زمینوں کے اس میں قوت
نشوونما زیادہ ہے اس زمین میں جتنے درخت ہیں کمال درجہ سرسبز و شاداب ہیں اور
انواع واقسام کے پھول پیدا ہوتے ہیں جن سے آثار قدرت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ درن
کے درخت جو قابل قدر ہیں اور باغون میں ان کی پرورش نہایت حفاظت کی جاتی ہے
یہاں نالوں کے اطراف میں کوسوں تک اون کے تختے نظر آتے ہیں۔ تالاب کے
بند کے نیچے نہایت گنجان جھاڑی ہے جس میں شیر تندر واریچہ پھل وغیرہ حیوانات
رہا کرتے ہیں۔

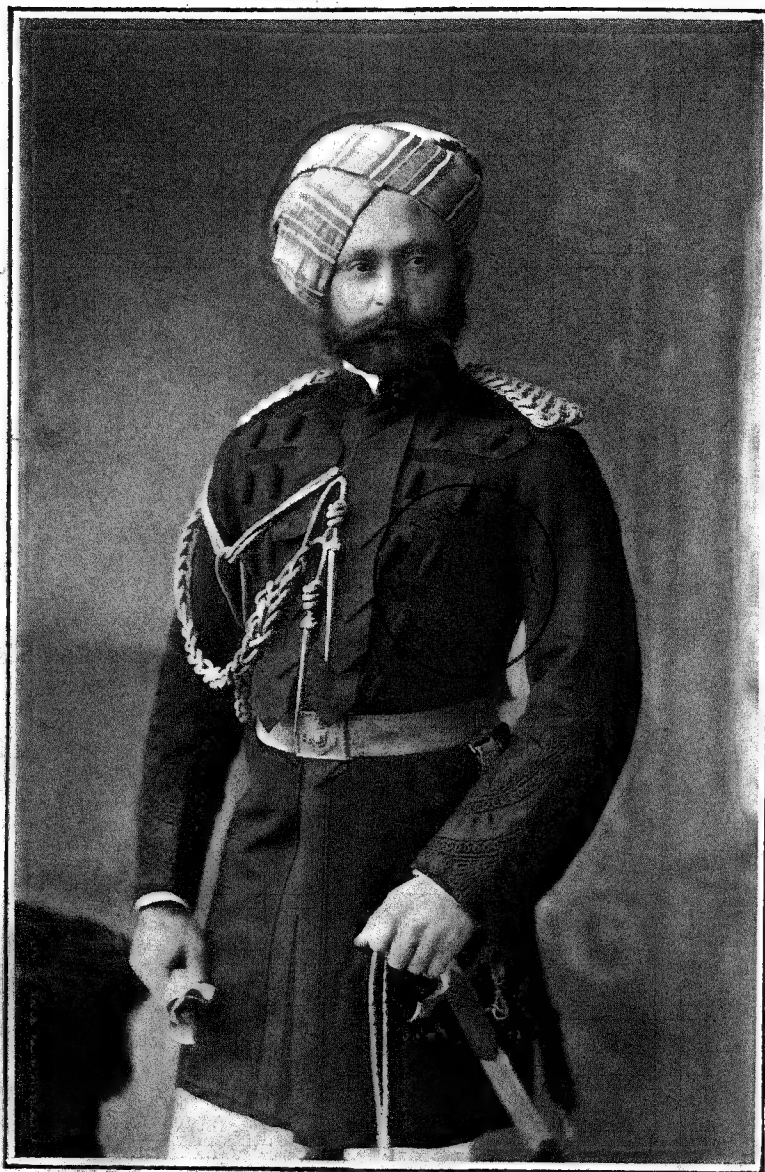
بالنس کی جھاڑی کثرت سے ہے اس جھاڑی میں سرخ رنگ گلہریاں اکثر
دکھائی دیتی ہیں یہ گلہریاں چھوٹی لٹری کی برابر ہوتی ہیں اور پائس کے بلند

درختوں پر ایک درخت سے دوسرے درخت پر کودتی نظر آتی ہیں۔ پرند جانور ہی ہیں
 جنگل میں عجیب و غریب رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک قسم کی چھوٹی چھوٹی سفید رنگ
 کی چڑیاں جو کھٹک کے موافق ہوتی ہیں اونکی دین تقریباً ایک فٹ بلکہ کچھ زیادہ
 ہی لائی ہوتی ہیں اور ہر ایک کی دم میں فقط تین یا چار بار ایک خمدار پر رہتے ہیں۔
 ان چڑیوں کے سوا یہاں کی فاختہ بہت بڑی ہوتی ہے اور اوسکا رنگ سبزی
 مائل ہوتا ہے۔

ٹسکار گاہ پاکہال کی سرحد خپتل پل کے اسٹیشن سے شروع ہوتی ہے۔

طفیل علی بیگ خان بہادر نادر جنگ کا مختصر حوال

نادر جنگ بہادر کے والد مرزا عباس علی بیگ میرے ماموں تھے نادر جنگ
 کی تربیت و تعلیم ابتدائی میرے والد ماجد کی خاص نگرانی سے ہوئی۔ جب نادر جنگ
 سن رشد کو پہنچے تیسرے رسالہ حیدر آباد کنٹنٹنٹ میں وہ شریک ہوئے چونکہ
 نادر جنگ میں ہر قسم کی قابلیت تھی تھوڑی ہی مدت میں انہوں نے فوجی آئین
 اور فن سپاہ گری میں خاص درجہ امتیاز پیدا کیا چونکہ اون کو فطرتاً سیر و شکار کا ذوق
 تھا اس لئے انہوں نے شکاری و صول میں زیادہ شہرت حاصل کی۔ حیدر آباد کنٹنٹنٹ
 کے جنرل اونکی مستعدی و ہوشیاری اور حسن کارگزاری سے ہمیشہ خوشنود رہے۔



طغیال علی بیگ خان نادر جنگ بہادر

جنگ افغانستان میں جب اونکو شریک ہونے کا اتفاق ہوا تو اون سے اس موقع پر سرکاری خدمتیں بعنوان شایستہ ظہور میں آئیں جس سے اون کو فوج میں خاص طور پر اعزاز حاصل ہوا۔

حیدر آباد کی بعد جب سالار جنگ بہاولی سی نادر جنگ بہا کا تذکرہ آیا تو سالار جنگ نادر کا سپاہی احوال سن کر نہایت متحیر ہو اور براہ قدر وانی و عنایت اون کے نام دیرہ سوروپیہ ماہوار منصب اعزازی طور پر تجویز کر کے حیدر آباد کنٹنٹ سے اونکو طلب فرمایا۔ حسب الحکم سالار جنگ اول نادر جنگ حیدر آباد کنٹنٹ کا تعلق ترک کر کے بلدہ میں آ گئے۔ جس فرم میں نادر جنگ بہادر کو سالار جنگ بہادر کی نذر کے واسطے اپنے ہمراہ لے گیا سالار جنگ اونکی وجاہت کو دیکھ کر نہایت درجہ خوش ہوئے اور نذر کے بعد مجاہد سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ آپ کے بہائی کا رنگ استدر رخ و سفید ہے جس سے یہ معلوم تھیں ہوتا کہ اس ملک کی پیدائش میں خاص لائتی معلوم ہوتی ہیں۔ نادر جنگ کنٹنٹ سے حیدر آباد آنے کے بعد ہمیشہ سپرٹسکار میں مشغول رہا کرتے تھے گراما کے موسم میں شیر کے شکار کو اور سرما کے موسم میں بٹ اور اسٹیف کے شکار کو جایا کرتے تھے اور اپنا تمام زمانہ شکار ہی میں صرف کیا کرتے تھے۔ سالار جنگ اول کے انتقال کے بعد نواب لایق علی خان سالار جنگ ثانی تسلط میں جب وقت مدار المہام و کن ہوئے تو انہوں نے نادر جنگ بہادر کو اپنی ٹائیڈیائی میں مقرر کرنے کے واسطے انتخاب کیا اور اوسکی منظوری پیشگاہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور

جی اہی حضور پر نور نے بنوازش خسروانہ سالار جنگ ثانی کی خدمت ایڈیکانی کی منظوری سے نادر جنگ بہادر کو اعزاز بخشا اور چند روز کے بعد خطاب خانی و بہادی و نادر جنگ سے مخاطب فرمایا۔

گو لکنڈہ بریڈ میرے تفویض ہونے کے ایک سال بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ کو آنریری کمپنی کی ریانگ سے گو لکنڈہ لانسز میں سرفراز فرمایا نادر جنگ نے سالار جنگ ثانی کی خدمت ایڈیکانی کو دو سال تک نہایت شایستگی اور حسن وقت سے انجام دیا جب سالار جنگ ثانی خدمت مدار المہامی دکن سے ۲۴ جب ۱۳۰۳ مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۸۷ء عیسوی کو مستعفی ہوئے تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بہادر کو اکبر جنگ بہادر کو توال بلدہ کی مددگاری کی خدمت عنایت فرمائی تین سال تک نادر جنگ بہادر کو توال صاحب کے مددگار رہے اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بہادر کو بنوازش شہانہ خاص اپنی ایڈیکانی کی خدمت سے معز کیا نادر جنگ ہمیشہ مورد نظر عنایات خسروانہ رہے۔

نادر جنگ بہادر کو بندوبست کے کام اور نشانات اندازی میں خاص طور پر مناسبت تھی اور اس فن میں بڑے مشاق اور نہایت ممتاز تھے جو وقت حضور پر نور نشانات اندازی فرماتے تو نادر جنگ بہادر نشانات اندازی میں ہمیشہ شریک رہا کرتے تھے۔

جس زمانہ میں عزیز الدولہ مہتمم کارخانہ نجات شاہی علاقہ صرف خاص کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے فیخانہ اور کل کارخانہ نجات صرف خاص کی مہتممی کی خدمت

ناور جنگ بہادر کو سرفراز فرمائی۔

۱۳۱۲ ہجری میں ناور جنگ بہادر لکڑارم کے جنگل کو اس نے بہنیوں کے شکار کو گئے اوس سفر میں ایک قسم کا صحرائی بخاراؤ نکولا حق ہوا وہ اس مرض میں مبتلا ہوا کے بلدہ حیدر آباد کو واپس آئے اور اٹھارہ مہینے تک فریش رہے۔ ہر خید النوع واقسام کے علاج کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ۱۹ رجب ۱۳۱۲ ہجری کو ناور جنگ بھانے جہان فانی سے عالم جاویدانی کی طرف رحلت کی۔

ناور جنگ مرحوم کی اولاد میں فقط ایک ہی لڑکی تھی جو میرے دوسرے فرزند احمد علی بیگ خان کے ساتھ منسوب ہوئی حضور پرنور نے ناور جنگ کے داماد میرے فرزند احمد علی بیگ خان کو بھی ناور جنگ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

راقم کا جنگ کوہ سیاہ میں شریک ہونا

۸ ستمبر ۱۸۸۹ء عیسوی کو شام کے وقت ڈیوڈ ہی مبارک سے جب میں سیف آباد میں اپنے مکان راحت منزل کو آیا قریب سات بجے شب کے سرفراز نامہ اقدس و اعلیٰ ولینعت فریدون حشمت بہرام شوکت بندگان حضرت حضور پرنور دام سلطنت نے غرور و فرمایا میں نے فوراً عنایت نامہ کو جو بیدار کے ہاتھ سے لیا سر اور آنکھوں پر رکھا اور کہو لکڑی پر ہاشم سے افتخار نشان کو جو سفارت جانے والی تھی حضرت نے مجھے اوس میں شریک ہو کر کابل جانے کے لئے حکم صادر فرمایا تھا چنانچہ نقل وں

عنایت نامہ کی بجائے ذیل میں مرقوم کی جاتی ہے۔

نواب افسر جنگ بہادر

نواب گورنر جنرل صاحب بہادر نے تمہارا جانا مسٹر ریورنڈ صاحب کیسٹ کا بل مقرر کئے ہیں۔ ہاول صاحب نے میرے کو لکھتے ہیں یہاں سے نواب ولیم رائے صاحب بہادر کی مرضی کے موافق تمہارے کو بھیجوائے جاتا دو سوار کے ساتھ ہاول صاحب کو جواب بھیجوا یا گیا ہے تمہارے اطلاع کے واسطے لکھا گیا ہے تمہارے کو یہاں سے ۱۵ ستمبر کو روانہ ہونا ہو گا جو ۸ محرم الحرام ہوگی۔ تم جلد اپنی تیاری روانگی کی لکھنا زیادہ فقط شہرہ شہر مبارک حضور پر نور۔ غرہ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ۔

بمجرد ورود حکم خداوندی سینے چار روز میں اس سفر کے ضروری ساز و سامان کا بندوبست کیا سواری کے تین گھوڑے اور تین یا بومع دوارد لیون کے براہ راست پیشاور کو روانہ کر دے اور ۲۳ ماہ مذکور کو صبح کی ریل پرین بلی کی جانب روانہ ہوا بجلی میں بھکویہ خبر ملی کہ افغانستان میں محمد اسحاق خان برسر بغاوت ہے امیر عبدالرحمان خان والی کابل نے اس کے اخراج کے لئے فوج بھیجی ہے اس واسطے کابل مشین کی روانگی چندی موقوف رہے گی چونکہ خلاصہ کیفیت اس واقعہ کی معلوم نہیں ہوئی تھی اسلئے سینے شملہ کو جانیکا ارادہ کیا۔

۲۶ تاریخ صبح کے وقت میں انبالہ پہنچا وہاں سے گھوڑوں کی گاڑی میں سوار ہو کر شملہ کی جانب روانہ ہوا اس طرف برسات کثرت سے تھی۔ راستہ استغدر خراب تھا۔

گم ہوڑے بالکل چل نہیں سکتے تھے ہزار دشواری قریب شام کے کالکامین پہنچا۔
 اور دوسرے دن اول صبح سے روانہ ہو کر گیارہ بجے شملہ میں داخل ہوا کرنل نول
 چمرلین صاحب نے میری سواری کے لئے ایک یا بو دامن کوہ میں روانہ کیا تھا۔ اہد
 خط میں لکھا تھا کہ آپ سیدھے نہر اکلنسی سرفرڈرک رابرٹ صاحب کمانڈر انچیف
 کے پاس آئی میں یا بو پر سوار ہو کر اسنوڈن کو گیا اور وہاں سرفرڈرک رابرٹ سولٹا
 اور اپنے قدیم دوست کرنل نول چمرلین صاحب کے جگہ میں اوترا دوسرے روز
 صبح کو کمانڈر انچیف صاحب ولیرائے کے پاس کونسل میں گئے وہاں سے واپس
 تشریف لا کر مجھے فرمایا کہ فی الحال کابل مشین کے روانہ ہونے میں چندے تامل ہے
 سرکاری فوج زیر حکم میجر جنرل مکوین صاحب ربالک مونٹین اکو روانہ ہو رہی ہے۔
 مینے ولیرائے سے آپکے وہاں جانے کے باب میں تحریک کی ہے اور فارن آفس
 سے بندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنتہ کو تار دیا گیا ہے اور جنرل مکوین صاحب کو
 بھی بطور سرکاری ٹیلگراف کے ذریعہ اطلاع دی گئی ہے کہ میجر افسر جنگ بہادر صاحب حکم
 سرکار جنگ ربالک مونٹین میں بطور ایڈیکان آپکے اسٹاف میں مقرر کئے گئے ہیں
 کل صبح آپ شملہ سے روانہ ہو جائیں اور جب قدر جلد ممکن ہو قبل از آنکہ جنرل مکوین صفا
 ربالک مونٹین پہنچیں آپ انکے اسٹاف میں شریک ہو جائیں اور جب وقت کابل مشین
 افغانستان کو روانہ ہوگی تقریباً ایک ہفتہ پہلے آپ کو اسکی اطلاع دی جائے گی اور وقت
 آپ جنگ ربالک مونٹین سے آکر پشاور یا جرو میں سفارت کے شریک ہو سکیں گے

چونکہ ایسے سفر کا ضروری اسباب پاس نہ تھے ہمراہ نہ تھا اس موقع پر مجھے اپنے دوست کزنیل
 نول چمرلین صاحب سے بہت تنگ ملی انہوں نے مجھے اپنے ہمراہ لیجا کر جو کچھ سامان
 کہ اوس مقام کے لئے کارآمد تھا فراہم کر دیا جنگ ہلاک موٹھین میں ہر افسر کو جو ایسٹ
 اسباب لیجانے کی اجازت تھی، و افسروں میں ایک خچر باربر وارپکو ملتا تھا۔ لہذا جبکہ
 اسباب کہ میرے ہمراہ تھا وہ سب سینے کرنیل چمرلین صاحب کے پاس چھوڑ دیا۔ فقط دو
 موٹے ہلانٹ دو واٹر پروف کی چادرین دو یونی فارم کے خالی کوٹ دو برجین ایک
 بوٹ ایک بیٹی دو کرتے فلائین کے اپنے ہمراہ لے لئے دوسرے روز گیارہ بجے ٹانگہ
 میں سوار ہو کر انباکہ کو روانہ ہوا وہاں سے صبح کی ریل میں ٹھیکرہ اسراکٹو بر روز جمعہ شنبے
 دو بجے حسن ابدال پہنچا وہاں سے ساڑھے چار بجے ٹانگہ میں آٹھابا کی طرف روانہ ہوا دو
 بجے آٹھابا پہنچا۔ امین الدین مع بابو کے یہاں حاضر تھے کرنیل ملائی صاحب نے پیشتر
 سے آگے جانیکا میرے لئے سب بندوبست کر رکھا تھا یہاں سے رات کو سات بجے
 ٹانگہ میں سوار ہو کر ایک بجے خاکی میں داخل ہوا جنرل مکوین صاحب مقام سیری میں تھے
 بہادر مغرنے میرے ساتھ ایک اسکاٹ بھجوانے کے لئے پندرہویں بنگال کیولری کے
 افسر کو پہلے سے تحریر کروا تھا رجمنٹ مذکور کا اسکاٹ لیکر میں آگہی پہنچا وہاں جنرل
 مکوین صاحب کا خط ملا کہ آپ تنہا پہاڑ پر میرے پاس آنے کے لئے ہرگز ارادہ نہ کریں
 بلکہ ایک روز تپ آگہی میں ٹھہریں اور جب کائنات دینے فوج کی سربراہی کا سامان
 وہاں سے روانہ ہو تب ادسکے ہمراہ آئیں میجر کیلی صاحب نے بیان کیا کہ ایک روز

پیشتر چند سرکاری آدمی پہاڑ سے نیچے آرہے تھے ایک شخص اونین سے علیحدہ ہو کر
 دراتیچہر رگیا مدھیل نے اوسکو مار ڈالا اور اسی طرح پہلے اسکے کتنے ہی لوگ مار
 گئے اسلئے جنرل صاحب نے سخت حکم دیا ہے کہ کانوائی کی ہمراہی کے سوا کوئی شخص
 تنہا آمد و رفت نہ کرے کرنیل پارٹ صاحب کمانڈنگ سگن سکولپٹن جو کہ دامن کوہ میں
 مقیم تھے مجھے ملے اور شکوہ انہوں نے ڈنر کی دعوت دی اور کہا کہ شکوہ اسی جگہ رہ کر صبح کو
 کانوائی کے ہمراہ جنرل صاحب کے پاس آپ روانہ ہوں تو بہتر ہوگا چنانچہ میں شب کو
 وہیں رہا اور علی الصبح سگن سکولپٹن کے ایک افسر اور ڈاکٹر گرین صاحب کے ہمراہ
 جو کہ ایک کم عمر بڑے خوش مزاج آدمی تھے اور شکوہ ڈنر میں ان سے ملاقات ہوئی تھی
 اور انہوں نے میرے ساتھ بطور ہوا خوری کے پہاڑ پر جانے کے واسطے وعدہ
 کیا تھا روانہ ہوا۔ ہمارے ساتھ ڈیڑھ سو خچر اسباب ٹرانسپورٹ کے اور سو جوان کا
 اسکاٹ تھا گیارہ بجے سے پیشتر ہم جنرل کمون صاحب کے پاس پہنچے۔
 قبل اسکے کہ بلاک موٹین اکیڈریشن ^{۱۸۹۹} عیسوی کا کچھ احوال لکھا جاوے ضرور
 کہ تہوڑی سی کیفیت اوس ملک کی اور وہاں کے باشندوں کا احوال اور انگریزی
 سرکار کی فوج کشی کا باعث بطور اختصار تحریر کیا جائے بلاک موٹین (یعنی کوہ سیاہ)
 انڈس ندی کے جانب جنوب اور کاشمیر کے پہاڑوں کے جانب مغرب جنوب
 واقع ہے اس پہاڑ کی چوٹی تک مشرق کی طرف سرکار انگریزی کا علاقہ ہے وہ بھی
 اس طرح پر ہے کہ یہ زمین مرینداروں اور ملک لوگوں کے ماتحت ہے وہ لوگ

سرکار انگریزی کو کچھ خراج نہیں دیتے لیکن سرکار انگریزی سے فی الجملہ تعلق رکھتے ہیں
 پہاڑ کے نیچے جانب مشرق سب انگریزی علاقہ ہے پہاڑ کی چوٹی سے مغرب کی طرف
 سب وحشی افغانوں کا علاقہ ہے اور سکویا خستان کہتے ہیں یہ قوم کسی حاکم کے تابع حکم
 نہیں ہے نہ یہاں کوئی بادشاہ ہے نہ وزیر اور نہ حاکم۔ یہاں تک کہ باپ کا حکم کم سن
 بیٹا نہیں مانتا ہر شخص اپنے کو بجائے خود بادشاہ اور حاکم وقت سمجھتا ہے۔ یہاں
 اس درجہ بڑی ہوتی ہے کہ جب بکریوں کے دو گلوں کو دو شخص پانی پلانے کو لئے
 ایک چشمہ پر لیجاتے ہیں تب ایک کہتا ہے کہ میرا گلہ اول پانی پیگا اور دوسرا کہتا ہے
 نہیں میں اول پانی پلاؤنگا ایسی تکرار پر اکثر مارے جاتے ہیں باتیں کرتے کرتے ایک
 دوسرے کو چہری سے مار ڈالتا ہے اور تیسرا دیکھتا رہتا ہے بلکہ جب کبھی دو آدمی ملکر ایک
 گاؤں سے باہر جائیں اور ایک اونٹن کا مارا جاوے تب دوسرا گاؤں کو واپس آکر اپنی
 ساتھی کے مرنے کی اس کے لواحقین کو خبر تک نہیں پہونچاتا اور نہ اس کے مرنے کا کچھ
 افسوس ظاہر کرتا ہے کبھی اگر دو تین روز کے بعد برسبیل تذکرہ اس مقول کا ذکر آجائے
 یا اس کے غریب استفسار کریں تو وہ معمولی طور سے کہہ دیتا ہے کہ فلان شخص نے
 اسکو مار ڈالا غرض کہ آدمی کی جان کی یہاں کچھ قدر نہیں یہ پہاڑ نوہر ارفٹ سطح
 دریا سے بلند ہیں سر زمین دس دس اور بارہ بارہ فٹ برف اونپر چڑی رہتی ہے برسات
 اور برسات کے آخر میں یہی یہاں برف برستی ہے پہاڑ ایسے صعب المرور ہیں کہ یا پو
 یا گھوڑے کا اونپر چلنا بالکل دشوار ہے پیادہ آدمی بمشکل چل سکتا ہے یہاں کے

مانند سب جنگلی جانوروں کے موافق پہاڑوں میں پہرتے رہتے ہیں۔ غیر ملک کا آدمی ان پر
 چڑھنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ راستہ کبھی آجتک اس طرف بنایا نہیں گیا۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں
 پہاڑوں کے نیچے بعض بعض مقامات پر آباد ہیں۔ ان گاؤں کے مکانات عجیب قسم
 سے بنائے گئے ہیں مکانوں کی چہت ایک چھوٹی سے پہاڑی کی ہمواری میں رہتی ہے
 اور کہیں پہاڑ کہو دکر اور کہیں دیواریں اوٹھا کر اس طرح گہر بناتے ہیں کہ اوپر سے بالکل پہاڑ اور
 میدان سا معلوم ہوتا ہے اور جب نیچے آکر دیکھیں تو دروازے اور مکانات نظر آتے ہیں
 عورتیں یہاں کی بہت مضبوط اور دلیر ہیں۔ لڑائی کے وقت اکثر مردوں کے کپڑے
 پہن کر لڑنے کو موجود ہوتی ہیں اگر کسی خاندان کا کوئی آدمی مارا جائے اور اس کے گہرانے
 میں کوئی مرد بدلے لینے والا نہ ہو تو اس خاندان کی عورت اپنے شوہر یا بیٹائی یا بیٹے کا ضرور
 بدلہ لیتی ہے جس سنے اس کے عزیز کو مارا ہے وہ اسے ضرور مارتی ہے اس قوم کے
 فرقوں کو خیل کہتے ہیں اور زیادہ تر مرد قومہ دیل کے لوگ ان پہاڑوں میں رہا کرتے ہیں۔
 مدہ خیل۔ اکھنڈ خیل۔ گوجا خیل۔ خان خیل۔ باسی خیل۔ کاسان خیل۔ شاہو خیل۔ بانوں خان خیل
 خواجہ خیل۔ قلندر خیل۔ نصرت خیل۔ لقمان خیل۔ بڈہا خیل۔ ذکر خیل۔ مانم خیل۔ کاکا خیل۔ خرنی
 یہ تمام قومیں ہلاک منوٹین (یعنی کوہ سیاہ) میں رہتی ہیں ان کے خاص مردوں اور عورتوں کا
 شمار برابر معلوم نہیں ہوا لیکن تحقیقات سے اس قدر ثابت ہوا کہ آٹھ ہزار سات سو بیس
 جوان جنگ کے قابل مسلح یہاں رہتے ہیں اور یہ لوگ اس بات پر مغرور ہیں کہ ان کے
 ملک پر کوئی شخص فوج کشی نہیں کر سکتا اور اس ملک کو کوئی فتح کر سکتا ہے ان کے

یہ خیالات ان وجوہ سے ہیں کہ اول تو پہاڑ ایسے دشوار گزار ہیں کہ فوج کا آنا ہی ممکن نہیں
دوسرے اگر فوج پہاڑ پر بشکل لائی بھی جائے تو بار برداری اور رسد اور فوج کے
کھانے پینے کا بندوبست یہاں کیونکر ہو سکیگا۔

تیسرے جب کوئی غنیم فوج کشتی کرے گا تو ضرور ہے کہ وہ آہستہ آہستہ پہاڑ کو نیچے
سے اوپر چڑھے گا تب تک یہ لوگ اوپر سے بندوقین چلا کر اسکا کام تمام کر دینگے اسلئے
کہ یہ لوگ دشمن کو پہاڑوں کے اوپر سے بخوبی دیکھ سکتے ہیں اور خود اسکو دکھلائی نہیں
دیتے چوتھے پہاڑ پر سردی کی اتنی شدت ہے کہ نیچے کے رہنے والے لوگ کبھی اس
سردی اور برف کے متحمل نہیں ہو سکتے غرض کہ وہ سیاہ کے باشندے ایسے ایسے خیالات
میں مبتلا رہتے اور کبھی ان کے حاشیہ خیال میں ہی یہ بات نہ تھی کہ ہمارے ملک پر کون
چڑھائی کر کے کامیاب ہوگا۔ چنانچہ ۱۸۶۸ء عیسوی میں سرکار انگریزی کی کچھ فوج اس قوم
کی سرکوبی کے لئے زیر حکم جنرل ویلڈن بھیجی گئی تھی۔ فوج کو پہاڑ کے اوپر پہنچنے میں
بہت دشواری پیش آئی اور ان وحشی افغانوں نے جتنی ممکن ہوا انگریزی فوج کو
تکلیف دینے میں دیر نہ نہیں کیا اکثر افغان ہی مارے گئے اور سرکاری فوج کے ہی
کچھ لوگ ضائع ہوئے۔ تقریباً دس بارہ روز تک فوج پہاڑ پر رہی اور بعد کو اس سے
واپس آنا پڑا۔ اس فوج کشتی کے بعد اس وحشی قوم کے ملین وہ قدیم جکا اور مضبوط ہو گیا کہ
ہمارا ملک ایسا دشوار گزار اور قلب مقام ہے کہ اس پر کسی کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ چند سال
سے اس قوم نے سرکار انگریزی کی عملداری میں جو گانوں کے سرحد پر واقع ہیں ان پر اکثر

اور انٹین چوری شروع کر دی تھی اور جب موقع ملتا سرکاری رعایا کو تکلیف پہنچاتے
تھے ہر چند فہمائش کے طور پر ان کو سمجھایا گیا کہ یہ فائدہ مرتب نہوا آخر نوبت یہاں تک
پہنچی کہ گذشتہ ماہ مئی ۱۸۸۷ء میں کرنل ہائی صاحب اور میجر آرم سٹرانگس صاحب
آرمیوں کے ہلاک نوٹین کی سرحد پر گئے اس قوم نے دونوں صاحبوں کو مع ان کے
ہمسایوں کے جان سے مار ڈالا اس موقع پر سرکار انگریزی کو ضرور ہوا کہ اچھے طور سے
ان کی سرکوبی کی جاوے اور آئندہ کے لئے ایسا معقول انتظام کیا جائے جو پھر گورنمنٹ
اور رعایا کو ان کے ہاتھ سے تکلیف اور ضرر نہ پہنچے لہذا جنرل مکون صاحب کو
جو ایک بڑے ذی تجربہ اور کمانڈر پنجاب فرانٹ فورس کے ہیں گورنمنٹ آف انڈیا
نے اس مہم کے لئے انتخاب کیا۔ صاحب مدد و ح اس ملک کے حالات سے بخوبی
واقف ہیں زبان پشتو خوب جانتے ہیں اور اصل ان سے بہتر اس مہم کے انجام دینے
کے واسطے دوسرا آدمی ممکن نہ تھا۔ تمام پولٹیکل معاملات کو گورنمنٹ نے ان کی ہدایت پر
منحصر رکھا۔ ماہ ستمبر میں جنرل مکون صاحب نے شملہ جا کر نواب گورنر جنرل بہادر ولیک
کشور ہند سے اس جنگ کے متعلق سب امور طے کر لئے۔ بارہ الفطری خمبہیں جنگ
ممبر وغیرہ خلاصتاً ذیل میں درج کئے جاو گئے اس مہم کے سر کرنے کے لئے نامزد کئے
گئے اور جنرل مکون صاحب نے اس تمام فوج کے چار حصہ کئے۔

فوج خمبہوں کا کم

زیر کمان کرنل سم صاحب پانچویں گورکھا پلٹن کے تیسری سکولپٹن پنجم گورکھا پلٹن

فوج نمبر ٹوکالہم

زیرکمان کرنیل اوگرڈی ہیلی صاحب۔ سنکٹ رجمنٹ برٹش انفنٹری چوبیسویں
پائیر چالیسویں بنگال انفنٹری۔

فوج نمبر تہری کالم

زیرکمان کرنیل سنڈلنڈ صاحب۔ سکس رجمنٹ برٹش انفنٹری۔ چالیسویں سکولپٹن
چوبیسویں پنجاب انفنٹری۔ دوسو جوان خیمبر پلٹن۔

فوج نمبر فور کالم

زیرکمان کرنیل کروک شانک صاحب۔ رائل آرکیش برٹش انفنٹری۔ انٹیسویں
پنجابی پلٹن۔ چوتھی پنجابی پلٹن ہیڈ کوارٹر ونگ۔

جنرل جیورٹ رگیڈ یعنی نمبر ون اور نمبر ٹوکالہم پر۔ اور جنرل کالبرٹ لفٹ برگیڈ
یعنی نمبر تہری اور نمبر فور کالم پر مقرر کئے گئے۔

یہ سب فوج اس انتظام سے جنرل مکون صاحب نے روانہ کی کہ تیسرے روز سب کالم
وقت مقررہ پر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے یہ پہاڑ نو ہزار فٹ سطح دریا سے بلند ہے چونکہ
بارہ ہزار می اوپر لیجا نا بہت دشوار تھا لہذا خیمہ وغیرہ سب مقام آگہی پر پہاڑ کے
پہچے چھوڑ دئے گئے۔ ہر جوان کو دو کھل لیجانے کا حکم تھا جب فوج نصف پہاڑ تک
پہنچی تب افغانوں نے گولیوں کا بارش شروع کیا خصوصاً ریٹ کالم کی طرف زیادہ دشواری

ہوں اول روز چہ آدمی مارے گئے اور چار زخمی ہوئے افغانوں کے بھی اکثر لوگ مارے گئے جب سرکاری فوج بڑھتی جاتی رہنمائی افغان سپاہی ہوتے تھے مگر گولیاں چلاتے تھے شکوہ تمام رات کیا مپ پر فیر کرنے رہے جو کوئی آدمی ذرا بھی کیا پسے حالیہ ہوا جان سے مارا گیا۔ نمبر ۱۰ اور نمبر ۱۱ کا مقام چٹیا بٹ پر جو کہ پہاڑ پر واقع ہے پنچا اور لغٹ کا مل یعنی نمبر فور، زیر حکم جنرل کالبریت صاحب ورنہ کو پنچا پہاڑ غنیمت سے اچھے طور پر مقابلہ ہوا۔

جنگ ورنہ

جنرل کالبریت چوتھی اکتوبر کو قریب صبح کے اس مقام پر پہنچے ہیلو گراف سے برابر خیر تھرو کا مل اور جنرل مکورین صاحب کے پاس پہنچائی جاتی تھی۔ اوٹوئس گیا رٹو دو کمپنی سائل آئرش اور ایک ڈیوٹرن اسکاٹس رائفل آرٹلری سنگار کی طرف بڑھایا گیا۔ اور ایک پارٹی جو تھی پنجاب بلٹن کی سنگار گاؤں کے سیدھی طرف بھی گئی۔ دشمن کی فوج سب اس گاؤں میں بھری ہوئی تھی اور چونکہ یہ گاؤں بلندی پر واقع تھا اس لئے سرکاری فوج کو وہ لوگ چپ کر بخوبی دیکھ سکتے تھے اور اس سے گولیاں چلا سکتے تھے چوتھی پنجاب انفنٹری کو گاؤں پر حملہ کرنے کا حکم ملاحظت لوگ حملہ آور ہوئے اس وقت صوبیدار میجر جیٹر سنگ جو کہ ایک مشہور رسکروار تھے ان کی گردن میں گولی لگی چار گھنٹہ تک زندہ رہ کر وہ مر گئے سرکاری فوج نہایت بہادری اور

چستی سے گاؤں کی طرف بڑھ رہی دو جوان پانیر کے زخمی ہوئے جب پلٹن قریب گاؤں کے پہنچی تو افغان پہاڑ کی طرف فرار ہو گئے گاؤں پر پلٹن نے قضا کر لیا اس حملہ میں سات آدمی غنیم کے مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے یہ سب افغان جو اکثر مدہ خیل تھے پھر جمع ہوئے اور انہوں نے ایک مالہ کے نشیب اور درختوں میں اپنی آپکو پوشیدہ کر کے بند و قین چلانا شروع کیا۔ خبر کا لبریت نے پانیر کے تین کمپنیاں زیر کمان لفٹنٹ ہاک صاحب کے دیکر حکم دیا کہ ندی کی طرف سے پہاڑ اور جھاڑی میں شہن کو دیکھتے ہوئے جائیں اور جہاں کہیں غنیم کی فوج جمع ہو وہاں پہرہ آؤں۔ رائے آئرش نے بائیں طرف سے اڈولنس کیا چونکہ ان کے سامنے راستہ اچھا تھا اس لئے سنٹر سے وہ بہت آگے بڑھ گئے کیپٹن بلی یا بو پر سوار ہو کر خبر کا لبریت صاحب کے اسٹاف سے آگے بڑھے ہر چند پہاڑوں میں یا بو کا چلنا دشوار تھا لیکن جس جگہ کو یہ لڑائی ندی کے قریب ہوئی تھی وہاں کہیں کہیں گھوڑے اور یا بو پر سواری ہو سکتی تھی انہوں نے پلٹن کو چارج کا حکم دیا۔ فوراً پلٹن والوں نے بند و قین پر سنگتین چڑھا کر حملہ کیا جب یہ لوگ تقریباً سوار پر غنیم کے قریب پہنچے تب سو ویدرہ سوا افغانوں نے ان پر حملہ کیا رائے آئرش مجنٹ نے بڑے استقلال کے ساتھ نہایت چالاکी اور چستی سے دشمن پر گولیوں کی بارش شروع کی جس سے غنیم کا منہ پلٹ گیا۔ اور اکثر دن نے اپنے آپ کو ندی میں گرا دیا۔ چونکہ پانی عمیق تھا بہت سے افغان غرق ہو گئے اور سوقت ہمارے حال معلوم نہ ہوا کہ غنیم کتنے لوگ مارے گئے لیکن دوسرے روز جھاڑی میں ۹ شہین

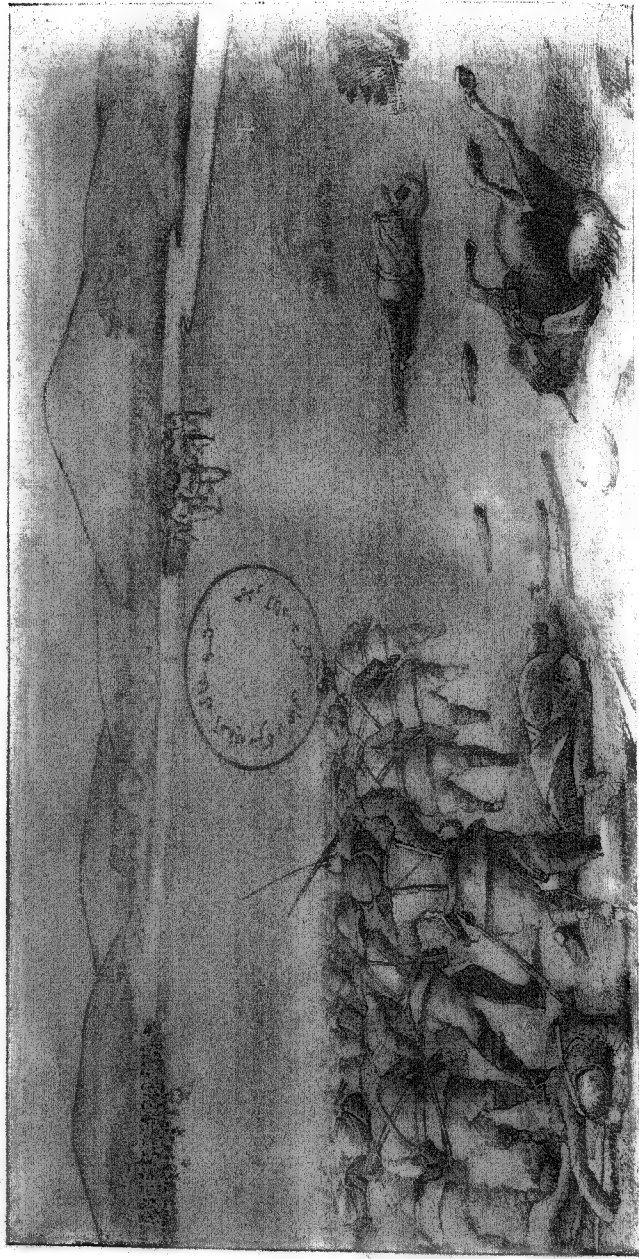
اور نندی کے کنارے ۲۶ سو اور انٹالیں پتھروں میں اور چہرہ ایک پہاڑ پر دکھائی دین
 نندی میں کتنے ڈوبے اون کا شمار معلوم نہ ہوا حسوت کہ رائل آئرش نے حملہ کیا اور سو
 رگیا ٹلنگ گن (بہی دہنی طرف سے بڑے زور و شور سے چلائی گئی تھی رگیا ٹلنگ گن
 وہ بندوق ہے جسکے کندے کے خزانہ میں دیر ہو کار توں ایک وقت بہر دے جاتے
 ہیں اور غنیم کی طرف منہ کر کے ایک چرخ کو زور سے پہاڑ دیتے ہیں اس بندوق سے
 علی الاضال گولیاں چلتی رہتی ہیں ایہ بندوق جب غنیم حملہ کرے اس کے روکنے کو بہت
 بکا رام ہوتی ہے۔ دو گائٹنگ گن زیر حکم فٹنٹ کلیو کے آگے بڑھائے کو حکم دیا گیا بہر
 سامنے آنے فٹنٹ کلیو کے پہاڑ پر سے ایک شخص نے گولی چلائی وہ گولی فٹنٹ
 کلیو کے گردن میں لگی اور تھوڑی سی سیٹھی طرف اوڑھ کے موڑ دے میں رہ گئی۔ فٹنٹ
 ند کو رات تک اچھے ہیں لیکن گولی جسم میں سے نکالی نہیں گئی۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان
 تھا کہ اگر گولی کاٹنے کا اہل وہ کرے تو شاید ان کی زندگی نہ ہوگی کیٹن راؤ فرڈ چوتھی پنجاب
 انفنٹری کمانڈنگ کے بائیں طرف چھاتی میں گولی لگی لیکن اتفاق سے شش اور جگر
 محفوظ رہا اور گولی پشت کی طرف سے نکل گئی وہ اب تک اچھے ہیں اور امید ہے کہ
 زندہ رہیں گے پلٹنوں کے ۶ جوان مارے گئے اور ۹ زخمی ہوئے۔

کیٹن بلی صاحب کا مارا جانا

جیکہ رائل آئرش اور پانیروڈ ولس کر رہی تھی کیٹن بلی صاحب یا بوہر سوار رہو کر آگے

اور چارج کا حکم دیا۔ وہ ایک نازمین پنچپریا بوہڑ سے اور ترپڑے اور جوانوں سے کہا کہ اپنی آپ کو نالہ اور پتھروں میں چپا کر زیر کرین سڑاگ صاحب کمانڈنگ پانیر کے بھی ان کے شریک ہو گئے تھے انہوں نے بلی صاحب کو آواز دی اور کہا دیکھو آگے نہ بڑھو نالہ کی طرف سے دشمن حملہ کرتے ہیں تب فوراً کپٹن بلی صاحب اپنے یا بوہڑ سوار ہو کر مع پلٹن کے جوانوں کے آگے بڑھے یکایک ایک گولی بلی صاحب کے یا بوہڑ کی اڑکھالیوں پر گر گیا۔ اس عرصہ میں دشمن اونچے پر گئے۔ نفٹ ٹکٹ صاحب جو کہ دور سے یہ حال دیکھ رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ غنیم کے چہرہ آدمی کپٹن بلی صاحب کو مارنے میں شریک تھے اسکا خاص خیال یہ تھا کہ انکو جان سے ایکدم نہ مارنا چاہیے بلکہ جس قدر ممکن ہو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ دو دو ارتلووار کے ان کے سر پر تقریباً ۲۰ رانچہ گہرے لگے تھے سیدھے ہاتھ کی دو اڑکھالیاں اور بائیں ہاتھ کی چار اڑکھالیاں صاف کاٹ ڈالی تھیں اور کہنی میں سے ایک ہاتھ بھی کاٹ ڈالا تھا۔ دو جوان ریل آئرش کے انکی طرف دوڑے اور انکو اوٹھا لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکھا۔ بلی صاحب زندہ کلیف میں تھے۔ اون کے زخموں سے خون بہت جاری تھا جقدر ممکن تھا انکی خطاطی کی گئی۔ زخمی ہونے کے وقت سے تین گھنٹہ تک زندہ رہ کر قریب پانچ بجے کے بلی صاحب نے انتقال کیا۔ یہ بڑے خلیق اور لائق مشہور افتر تھے ان کے انتقال کا سبب نہایت افسوس ہوا۔ جنرل کالبرٹ صاحب نے دوسرے روز کپٹن بلی صاحب کے واسطے جنرل آڈر تحریر کیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۲۷۲ ہلاک ہوئے شجاع پشین دور ۱۸۸۸ء



آفریدی افتخار کا کلا رنگیزی کی فوج پر حملہ آور ہونا اور سپہن سبلی کا مارا جانا

کپٹن بلی صاحب کے مار چاہنے میں جنرل صاحب نے

جو جنرل آڈر تحریر کیا اوس کا ترجمہ

جو افسوس اور رنج مجھ کو کپٹن بلی صاحب اسٹنٹ کو اسٹر اسٹر جنرل کے مارے جانے سے ہوتا نامکن ہے کہ اوسکا اظہار ہو سکے اسکا اس بہادری اور دلاوری سے صف جنگ میں مارا جانا انکی بڑی جرات اور دلاوری کی دلیل ہے جس کسی کی کپٹن بلی صاحب سے ملاقات تھی وہ جان و دل سے اوسکو چاہتا تھا جو زخم اوسکو لڑائی کے وقت لگے ظاہر ہو کہ کس بے خوفی اور دلاوری سے انہوں نے دشمن سے مقابلہ کیا اور ایک عمدہ مثال اپنی بہادری کی اپنے پیچھے چھوڑ گئے وہ ایک میرے دلی دوست تھے۔ اور ہمیشہ نیک صلاح دینے والے افسر تھے مجھ کو یقین ہے کہ میرے اس رنج اور افسوس میں سب فوج کے بہادر شریک ہوں گے۔

کرنیل کروک شاناک کا زخمی ہونا

۴۔ اکتوبر کو کروک شاناک صاحب کمانڈنگ لفٹ کالمنڈیوین پلٹن اور دو توپین خچر باٹری کی ہمراہ لیکر (رکائی سائنس) یعنی زمین کی حالت اور دشمن کا احوال دریافت کرنے کے واسطے جب مقام کنھڑ کی طرف بڑھے سامنے کے پہاڑوں میں غنیم کی فوج پوشیدہ تھی جسوقت اوسکے نزدیک پہنچے یکبارگی اوسپر سے گولیاں

چلنا شروع ہوئیں قیاس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے پاس انسائڈر اور مارٹنی ہنری ہندو قین
ہیں اکثر لوگوں کو یہ بات شکر تعجب ہو گا کہ ان وحشی لوگوں کے پاس اٹمیڈ اور ہنری
مارٹنی ہندو قین جو انگریزی فوج کے سوا دوسروں کے پاس نہیں ہیں کہاں سے آگئی
ہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ لارڈ مہو صاحب کے وقت میں امیر شیر علی خان
والی کابل کو کئی ہزار انسائڈر ہندو قین دی گئی تھیں اور امیر محمد یعقوب خان نے جبکہ
۱۸۱۷ء عیسوی میں انگریزی فوج سے مقابلہ کیا تھا تو امیر کی تمام فوج کے پاس
علی محمد پروہی انسائڈر ہندو قین تھیں جس وقت علی محمد بر لڑائی ہوئی اور افغانوں کی فوج
تاب مقابلہ نہ لاکر شکو فرار ہو گئی۔ اطراف و جوانب کے وحشی افغان جو کہ لڑائی کی خبر
سنا کر جمع ہوئے تھے انہوں نے خود اپنی ہی قوم کے لوگوں کو جو فوج سے فرار ہوئے
تھے بندوق اور کارطوس اور شاید ایک سر کے باندہ ہنکی لنگی اور پرانے میلے
کرتے کی طرح سے مار ڈالا۔ اور سیکڑوں ہندو قین اس طرح لے لیں۔ کارطوس جس قدر
ان لوگوں کو ملے ہیں حفاظت سے اسی روز کے واسطے رکھتے ہیں کہ مقابلہ کے
وقت کام آئیں شکار کا اس قوم کو شوق نہیں ہے اور نہ کسی قسم کا شکار اس جنگل میں
ہے جو کارطوس صرف میں آئیں علاوہ اسکے کابل میں بھی انسائڈر ریفیل اور دوسری
برج لوڈ ہندو قین کے کارطوس بنتے ہیں یہ لوگ کبھی اوسط طرف سے بارود گولی
اور کارطوس لے آتے ہیں اسکے سوا سرحد پر شل پشاور۔ ایٹا باد۔ نوشہرہ وغیرہ کو
انگریزی چھاؤنیاں ہیں یہ لوگ ان چھاؤنیوں سے اکثر انگریزی سپاہیوں کی ہندو قین

چرا کر لیجاتے ہیں ہر سال میں تمام اسٹیشنوں سے سو پچاس بندوقین چوری جانیکی سرکار
 میں رپورٹ ہوتی ہے اس قوم کے چور لوگ سونے اور چاندی کی چیزوں کو چھوڑ کر بندوقین
 کو جراتے ہیں ہر حال اس قوم کے پاس ہنری مارٹنی کم اور سناٹا بندوقین بہت
 ہیں توڑے دار اور چھاتی بندوقین بھی اکثر رکھتے ہیں بعض وقت جو کوئی افغان مارا گیا
 تو اس کے پاس دو بندوقین دیکھنے میں آئیں اسناٹا اور دوسری توڑے دار یا چھاتی
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برج لوڈ کے کارٹوس کم ہونے کے خیال سے یہ لوگ
 منہ سے بہرنے کی دوسری بندوقین اپنے پاس رکھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کرنیل کروک شاناک پراقانون نے اوپر سے گولیان
 چلانا شروع کیں اوسوقت ایک گولی کرنیل صاحب موصوف کے گھٹنے میں لگی اتفاق
 سے ہڈی نہیں ٹوٹی لیکن چونکہ گھٹنے کا زخم بہت برا ہوتا ہے اونکو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر
 ہسپتال میں لے گئے کرنیل صاحب کے زخمی ہونے سے وہاں کا انتظام بگڑ گیا اور
 پلٹن کو اوس مقام سے واپس ہونا پڑا۔ کرنیل کروک شاناک زخمی ہو کر دو روز تک
 زندہ رہے اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

۹ تاریخ کو شام کے وقت یہ خبر آئی کہ کچھ فوج غنیم کی مقام کہنڈ میں جو پہاڑ کے
 نیچے تقریباً بارہ میل پر ہیڈ کوارٹر سے واقع ہے جمع ہے جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ
 سوجان خیبری پلٹن کے دو سو ۵۴ سکے تین سو پوروبین رجمنٹ (سافک رجمنٹ)
 کے سو پانیر کے زیر حکم کرنیل اوگرڈی ہیل صاحب کے کل صبح کو روانہ ہو جائیں۔

اور کھنڈ کا محاصرہ کرین اور اوسکو اپنے قبضہ میں لے آئیں۔ کیپٹن وِسٹرن صاحب ڈائرینگ
جنرل ملکون صاحب سے) ہم نے یہ صلاح کی کہ جنرل صاحب سے اجازت لیکر فرنٹ کالم
کے ساتھ چلنا چاہئے ہم نے جنرل صاحب سے آگے جانے کے لئے درخواست کی
صاحب منرنے کرنیل گرٹری ہیلی صاحب کے ساتھ ہمیں جانے کے واسطے اجازت
دی۔ چونکہ مقام کھنڈ کو جانا اور لڑائی کے بعد اوسی روز واپس آنا دشوار تھا لہذا فوج
میں یہ حکم دیا گیا کہ ہر شخص تین وقت کا کھانا اور کچھ اوڑھنے بچھانے کے واسطے اپنی
بھراہ لے لے۔ ہم نے ہی مثل دوسروں کے کچھ بسکٹ اور گوشت بریان اپنی ہاوری ساک
میں رکھ لیا۔ اور ایک آدمی جو ہم دونوں کا اسباب لیجانے کے لئے ملا تھا۔ ہم نے
اوسکو اپنے اپنے بلانکٹ حوالہ کر دئے تاکہ شب کو کام آئیں صبح کے ساتھ ساتھ ہیڈ
کوئٹرسے فوج روانہ ہوئی یہ مقام ہماری جگہ سے آٹھ ہزار فٹ نیچا تھا۔ کامل تین گھنٹہ تک
فوج بچھے اترتی رہی جب کھنڈ دور سے دکھائی دیا تب کرنیل صاحب نے دوہرین
نچوبی چاروں طرف دیکھ کر اپنی فوج کے تین حصہ کئے۔ دہنئے ہاتھ کی طرف کرنیل
واٹر فیلڈ صاحب کمانڈنگ ۵۴ اسکوپلٹن مع چیئر ریفیل اور دو سو جوان سنک جنٹ
کے اور دو کمپنیاں ۵۴ اسکوپلٹن کی پیچ میں دو توپیں خچر باٹری کی سو جوان سنک جنٹ
کے چار کمپنیاں ۵۴ اسکوپلٹن کی بائیں طرف سو جوان پائیر کے دو سو جوان ۵۴ اسکوپلٹن
کے زیر حکم کیپٹن واڈس صاحب کے دئے گئے ان سب کو یہ ہدایت کی گئی کہ
ریٹ کالم مقام کھنڈ کے دہنی طرف سے سیدھا جائے اور لفٹ کالم بائیں طرف سے

بڑے اور یہ دونوں کالم ایسی رفتار سے جائیں کہ برابر ایک وقت میں مقام مذکور
 پہنچ کر دونوں طرف سے حملہ آور ہوں درمیان کی فوج مع دو توپوں کے سیدھی سامنے
 کو جائے اور مقام مذکور پر گولہ اندازی کرے جب گاؤں اپنے قبضہ میں آجائے تب
 سب گہروں کو آگ لگا دیں لیکن عورتوں اور بچوں کو بالکل نہ چھیڑیں قسم زراعت غور
 سے جو چیز ہو اسکو نہ جلائیں جب یہ امور سب نے بخوبی سمجھ لئے تب تینوں کالم
 اپنے اپنے افسروں کے زیر حکم روانہ ہوئے کرنل صاحب کے ہمراہ میں سنٹر کالم کو
 ساتھ تھا جب ہمارا کالم آخر پہاڑ پر پہنچا تب سب جوانوں نے پتھروں اور درختوں میں
 اپنے آپ کو چھپایا اور توپیں گاؤں کی طرف لگا دیں گاؤں اوس جگہ سے تقریباً گیارہ
 وار کے فاصلہ پر تھا گاؤں کے مکانات اور آدمی ہکوی بخوبی نظر آتے تھے۔ کرنل صاحب
 نے حکم دیا کہ سب افسر و رینوں سے دیکھیں کہ عورتیں اور بچے گاؤں میں ہیں یا نہیں
 پہنچے بہت دیر تک دیکھا لیکن کوئی عورت اور بچہ گاؤں میں نظر نہ آیا۔ ہمارے ساتھ
 دو تین آدمی اوس جگہ کے تھے انہوں نے بیان کیا کہ جب انگریزی سکاڑ کی فوج
 نے اس طرف چڑھائی کی تب تمام پہاڑی لوگوں نے اپنے عورت بچے انڈین ہیڈ
 کے پاس روانہ کر دیے۔ اور اپنے جانور بھی اون کے ہمراہ بھجوا دیے اور غلہ کی
 قسم سے جو شے اون کے گاؤں میں موجود تھی اسکو کسی محفوظ جگہ جنگل میں دفن
 کر دیا اور فقط جوان آدمی جو لڑنے کے قابل تھے وہ گاؤں میں رہ گئے ہیں۔ کہند
 ایک بڑا گاؤں پہاڑ کی نصف بلندی پر واقع تھا اوس جگہ کی دو جگہ آبادی تھی

ایک گاؤں نیچے اور دوسرا گاؤں تقریباً تین سو وار اوپر درمیان میں ایک بڑا برج تھا۔ جب گاؤں والوں نے فوج کو دور سے آتے دیکھا تب اکثر نے گاؤں خالی کر دیا اور اطراف کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے بعض لوگ برج پر بندوقین لیکر بیٹھ گئے غرض جب لفٹ کالم آگے بڑھا دونوں طرف سے بندوقین چلنے لگیں سسٹرین سے بھی توپیں سر ہوئیں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک طرفین سے بندوقین وغیرہ کے فیر ہوتے رہے چونکہ افغانوں کے پاس منہ سے بہرنے کی بندوقین بعض پہولدار اور بعض توڑیدار تھیں۔ اسلئے اتنے فاصلہ پر اون سے زیادہ نقصان متصور نہ تھا اور انگریزی فوج کی ہنری مارٹنی اور اسناڈر بندوقین ہر بار بارہ سو وار تک کام دیتی تھیں۔ جب تیرہ آدمی افغانوں کے مارے گئے اور چند آدمی زخمی ہوئے تب گاؤں اور پہاڑ کی چوٹی پر جو لوگ کہتے وہ سب پہاڑ کی دوسری طرف فرار ہو گئے۔ خیبری پلین نے دو طرف سے باجا بجاتے ہوئے حملہ کیا۔ تھوڑی سی دیر میں گاؤں پر قبضہ ہو گیا۔ دونوں کالم گاؤں میں داخل ہوئے اور چار طرف سے آگ لگانا شروع کر دیا ایک گھنٹے میں سارے کھشتعل ہو گئے اس گاؤں میں شہد بہت تھا سو بھرون سے جس قدر کہا گیا اور بھون نے کہا یا۔ اور بہت کچھ اپنے ساتھ لے بھی آئے خیبر پلٹن کے جوان دھونکا ایک گاہ اور کچھ گاہے بھنیں بھی پکڑ لائے قریب تین بجے کے دونوں کالم مقام کہنڈ کو تاراج کر کے واپس پہرے اور پانچ بجے سیڑھی گاؤں میں جو کہ ایک روز قبل کہنڈ کے چلا گیا تھا

پہنچے شب کو فوج نے اس جگہ مقام کیا۔ کپٹن وسٹرن صاحب کے ساتھ ایک آدمی تھا اور گوشت کے ساتھ آلو پکا کر رکھے تھے۔ ہنسنے آگ کے پاس بیٹھ کر کچھ گوشت کھایا اور بعد ازاں اپنے روالور اور بندر وقون میں کارطوس بہر کر اپنے بازو سے رکھ لئے اور بلانکٹ بچھا کر سو رہے۔ چونکہ تمام دن پہاڑوں پر چڑھنا اور اترنا رہا تھا شکوہ خوب آرام سے نیند آئی علی الصبح ایک ایک پیالہ چائے کا بے دودھ کے ہمکوملا ہر خیر آٹھ نہر ارفٹ بلند پہاڑ پر چڑھنے کو دل نہیں چاہتا تھا لیکن چونکہ کھانے پینے کا سامان ہمارے ساتھ کچھ نہ تھا اس لئے ضرور ہوا کہ ہیڈ کوارٹر کو ہم واپس آجائیں۔

ساڑھے سات بجے سیڑھی سے روانہ ہوئے اور ساڑھے گیارہ بجے پہاڑ کی چوٹی پر جس جگہ کہ ہیڈ کوارٹر تھا آپیہو پئے پلٹن کے جوانوں کو تو ہمیشہ پیادہ پا چلنے پھرنے کی عادت ہوتی ہے لیکن زیادہ بلندی پر چڑھنے سے وہ بھی بالکل تھک جاتے تھے۔ جنرل صاحب لفٹ کالم کے ملاحظہ کو گئے ہوئے تھے شام کو واپس آگئے شام کے سات بجے آگ کے سامنے بیٹھ کر ہنسنے ڈنر کھایا۔ جنرل کموین صاحب چونکہ نہایت سپاہیانہ مزاج افسر ہیں ان کی خاص یہ رائے تھی کہ خود مع اسٹاف کے بالکل مثل فوج کے سپاہیوں کے رہیں ورنہ ممکن تھا کہ جنرل صاحب اپنے لئے ایک خیمہ ہمراہ رکھتے یا کھانے پینے کے سامان کی درستی اور انتظام کرتے بخلاف اسکے بہادر مقرر کا بستر مثل اور سپاہیوں کے تھا۔ کھانے وغیرہ کی یہ کیفیت تھی کہ صبح کو

چائے یا کو کو بے دودھ کے ملتی تھی اور جب کبھی برفٹ کیا سپین کہا تھا اتفاق
 ہوتا تو ہر شافت افسر اپنی ایک رکابی اور چہری کاٹا ساتھ لاکر ایک حلقہ میں زمین
 پر بیٹھ جاتا اور باورچی قسم اسٹو سے یعنی گوشت گائے اور بکری اور مرغی کا اور آلو
 ایک جگہ بڑے دھنگے میں پکا ہوا اسکے سامنے لاتا اور ہر شخص اپنی اپنی رکابی میں اسکو
 بقدر ضرورت نکال کر کھاتا تھا کبھی کبھی مٹن چا پ بھی دیا جاتا۔ علیٰ ہذا القیاس ڈنر بھی اسی
 طرح کھاتے تھے شب کے سات بجے ایک جگہ بہت آگ روشن کر دی جاتی اور سب لوگ
 مع جنرل صاحب کے آگ کے نزدیک جا کر زمین پر بیٹھ جاتے اور جو کھانا اوپر بیان
 کیا گیا انکو بھی پکایا جاتا تھا سب لوگ وہی کھایا کرتے تھے شراب جو کہ عام سولجروں کو قسم
 رم سے ملا کرتی تھی وہی افسروں کو اور جنرل صاحب کو بھی ملتی تھی۔ دراصل یہ ایک
 بڑا فوجی اصول ہے کہ جب سپاہی جنگ میں سختی کے وقت اپنے بالادست افسروں
 کی گزران بالکل اپنے موافق دیکھتے ہیں تب انکی ہمت بہت زیادہ ہو جاتی ہے
 اور کھانے پینے کی کسی قسم کی تکلیف اور سردی و گرمی اور برف و باران کی سختی انکو
 کچھ معلوم نہیں ہوتی۔

سترہویں تاریخ کی صبح سے کچھ نہوڑا سا ابر آسمان پر نظر آیا اور ہوا معمول سے
 زیادہ سرد معلوم ہونے لگی سامنے کے پہاڑوں پر دور دور دھواں سا دیکھنے لگا۔
 اوسکو دیکھ کر ہمارے کیا سپین جو افغان لوگ تھے اونہوں نے کہا کہ یہ برف
 کی علامت ہے آج برف ضرور گرے گی یہ کیفیت دیکھ کر تمام فوج میں گڑ بڑ مچی خبر فضا

نے حکم دیا کہ سب جوان اور افسر اپنے اپنے سترن پر کچھ سایہ کر لیں چنانچہ اکثر و ناز
موسم جاسون اور کملون کو اپنے بچوں پر پال کے طور پر ایک لکڑی بیج میں لگا کر
کھڑا کر دیا اور بعض جوانوں اور افسروں نے دختون کی ڈالیوں اور تھون سے اپنے
اوپر آسرا کر لیا غرض کہ تمام فوج نے ایسے جلدی اور کوشش سے یہ کام کیا کہ تین بج
سے ختم تک فی الجملہ سب کو اپنی حفاظت سے اطمینان ہو گیا۔ شام کے چار بجے
اطراف کے سب پہاڑوں پر ابر مجیط ہو گیا۔ ہوا نہایت سرد ہو گئی جب اس ملک میں
پانی کی آمد ہوتی ہے تو سیاہ ابر ابدیان پڑتا ہوا آدمی کو اپنی طرف آتا ہوا نظر آتا ہے
لیکن برف کے ابر میں سیاہی نہ تھی بلکہ کچھ دھواں سا مائل بہ سفیدی تھا اور کہیں کہیں
دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاکھوں روئی کے گالے آسمان سے ہوا میں اتر کے
بچے اوڑھتے ہوئے آ رہے ہیں۔

غرض کہ برف برسنے کے قبل ایک عجیب و غریب کیفیت نظر آئی جو کبھی آگے
دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اول شمالی پہاڑوں پر برف باری شروع ہوئی جو ہوا کا واسطہ
سے آتی تھی وہ نہایت سرد تھی جس قدر کہ ظالمین اور اون کے کپڑے یکن ہو اپنے
پہنکر اوپر سے پوسٹیں پہن لیا لیکن سردی وقت بوقت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اس
سبب سے بہت خوف معلوم ہوا کہ جب برف پڑنے کے قبل یہ حال ہے تو برف
پڑنے وقت کیا حال ہوگا۔ ایک صاحب جو اس موسم سے واقف تھے اونہوں
نے کہا کہ یہ سردی جب ہی تک ہے کہ برف کرنی شروع نہیں ہوئی۔ جب برف

بڑنی شروع ہوگی تو سردی خود بخود کم ہو جائیگی جو ہوا برف کی طرف سے آتی ہے اس میں
 سردی کا بہت گزند ہوتا ہے۔ غرض کہ ایک آدمی گھنٹہ میں ہمارے پہاڑ پر برف
 برسی شروع ہوئی۔ اور تھوڑی دیر میں سب زمین سفید ہو گئی۔ بچھونے کے اوپر جو
 چادرین لگائی گئی تھیں اونپر بہت برف جم گئی۔ مٹے تھوڑی سی برف اپنے موسم جا
 کی چادر پر سے لیکر دیکھی تو وہ اس قدر سخت نہ تھی جیسی کہ چین سے جمائی جاتی ہے
 بلکہ بہ نسبت اس کی یہ نرم تھی جیسے کہ (ایس اسکریم) جمائی جاتی ہے جب میں نے اس کی
 نرمی کا سب یہاں کے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ برف غیر موسمی ہے۔
 اور ہوا میں ابھی ایک گونہ گرمی باقی ہے اس لئے یہ برف نرم کرتی ہے اور جلدی
 پگھل جاتی ہے۔ جب کہ موسم سرما میں ہوا خوب سرد ہو کر برف پڑتی ہے تو برف میں
 سختی ہوتی ہے اور مہینوں نہیں گچھتی۔ بلکہ جس پہاڑ پر ہمارا ہیڈ کوارٹر کیا ہے۔ کہتے ہیں
 کہ موسم سرما میں یہاں دس دس اور بارہ بارہ فٹ اونچی برف جمی رہتی ہے۔ اور کسی شخص کا
 گزرا اس طرف ممکن نہیں ہوتا جب ہمارے پہاڑ پر برف باری شروع ہوتی ہے تب تک ایک
 سردی کم ہوگی اور سوقت میں نے خوب خیال کیا سب جسم کو تو بہت سردی نہیں معلوم
 ہوتی تھی لیکن ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں اور ناک کو ایک عجیب قسم کی سردی معلوم ہوتی
 تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا تقریباً چار گھنٹے تک برف پڑتی رہی اس کے بعد کم ہو گئی بھو
 برف موقوف ہونے کے سردی نہایت شدت سے ہو گئی۔ مٹے خوب گرم کپڑے
 اور چار پائتھابے ایک پر ایک پہن لئے اور بڑا پوسٹین پنیکر ایک رضائی اور دو گرم

ہلاکت اور کرسو رہا تب ہی ماربا سردی سے آنکھ کھل جاتی تھی میری ہمراہی میں ایک خواجہ امین الدین اور ایک آدمی مسی پر محکمہ تھا۔ خواجہ امین الدین کو کثرت محنت اور شدت سردی سے بخار اور دلی بیماری ہو گئی جس سبب سے اونکو واپس کرنا پڑا۔ دوسرا ایک آدمی جو میرے پاس باقی تھا ہر چند کہ میں نے اسے بخوبی گرم لباس اور پوسٹین دیا لیکن برف پھنک رات کی صبح کو جب میں اٹھا اور کافی بنانے کے لئے میں نے اسے اٹھایا تو وہ کچھ ایسا بحس و حرکت پڑا تھا جس سے میں نے خیال کیا کہ وہ رات کو اینٹھ کر رہ گیا بہر حال جب بہت ہلایا تو وہ آدمی بخشک اٹھا اور دیر تک بیکار رہا۔ جب آگ کے پاس گیا ہاتھ پاؤں کو خوب سینکاتا اور میں دم آیا تمام فوج کو اس حالت سردی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوئی سنتری لوگ جو پہرون پر تھے ان کا نہایت بُرا حال رہا۔

دوسرے روز صبح کو جنرل صاحب ریٹ کالم کے ملاحظہ کو تشریف لے گئے یہ کالم کرنیل سم صاحب کمانڈنگ انچیم گورکھا رجمنٹ کے زیر حکم تھا کرنیل صاحب مغر جنرل صاحب کو ان مقامات کے بدلانے کے واسطے لیکئے جہان جہان ان کے کالم ہی اور غنیم سے مقابلہ ہوا تھا۔ اور اس لڑائی کی خلاصہ کیفیت جنرل صاحب کو اب تک نہیں پہنچی تھی اس کالم میں مار تھوہر لیٹ فیوزر اور انچیم گورکھا پلٹن اور تھوہر سک رجمنٹ شریک تھی یہ فوج جب چٹیاہٹ پہنچی تو وحشی اٹھانوں نے پہاڑوں پر سے بولییاں چلانا شروع کیا ان کی فوج ہی واسطے کو فیر کرتی تھی لیکن درختوں اور پہاڑ اور پتھروں کی

اٹمین دشمن کے لوگ بالکل نظر نہیں آتے تھے اس لئے فیوزر لر پور وین یلٹن کو
کنول سم صاحب نے ایک پوشیدہ جائے کھڑا کیا اور تیسری سکے یلٹن اور گور کھاپلٹن
کو بھی حکم دیا کہ اپنے آپ کو پتھرون اور درختوں میں چھپا کر فری کرتے جائیں افعالو کو
قیاس سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی اس جگہ نہایت تھوڑی ہے اسلئے اون سب
نے اوپر ایک جگہ جمع ہو کر سیدھا ان یلٹنوں پر حملہ کیا۔ حملہ کے وقت گور کھاپلٹن
اور تھوڑے سکے یلٹن کی بند و قون سے بہت لوگ مارے گئے لیکن یورپین یلٹن تو
جتنا کہ غنیم کے لوگ بہت قریب نہیں آ گئے بالکل فر نہیں کیا اور افعالو
کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ دوسری یلٹن یہاں چھپی کھڑی ہے جب یہ لوگ اون کے ہتھ
قریب آ گئے تو یکایک فیوزر لر جمنٹ نے اس چالاک سے اپنی ہنری مارٹنی سے
فیر کرنا شروع کیا کہ دشمن کی فوج کو سنبھلنے کا موقع نہ ملایا یکایک گولیوں کی بارش
جو اون کے سروں پر ہو گئی اوس سے اون کے پاؤں ادا کھڑ گئے۔ اکثر اونہیں سے
مارے گئے اور باقی دوسرے لوگ پہاڑوں کی طرف فرار ہو گئے۔

سات آدمی اس کالم میں مارے گئے غنیم کے آدمی قریب ساڑھے کے مقتول
اور بہت سے مجروح ہوئے۔ رات کو ریٹ کالم اسی جگہ اوترا۔ جب سب فوج
کہانے پکانے میں مشغول ہوئی تو پیر افعالو نے جمع ہو کر اطراف کے پہاڑوں
پر سے آگ کی روشنی پر گولیاں چلانا شروع کیا اور قبل صبح ہونے کے پہر پہاڑوں
میں چھپ رہے دوسرے روز شب کو بھی یہی واقعہ ہوا۔ اسلئے کرنل صاحب نے

یہ حکم دیا کہ فوج کے سب لوگ اپنا کھانا پکانا دن میں کر لیا کریں شب کو کوئی آگ روشن نہ کرے اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں جو انہوں کی سامنے کے پہاڑوں پر پھیلے ہوئے ہیں بکٹ نصب کر دے ان جو انہوں نے اپنی حفاظت کے واسطے خندق میں کہو دین یہ سب انتظام افغان ہو لیکر انڈس ندی کے پار چلے گئے۔ ایک روز شام کی وقت جنرل کمون صاحب مع اسٹاف کے کیا مپ کے نزدیک پہرہ رہتے تھے ایک افغان پتھر کے نیچے چھپا ہوا بیٹھا تھا جبکہ جنرل صاحب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس کے نزدیک پہنچے تو اس نے صاحب معزیر بندوق چلائی اتفاق سے گولی نہیں لگی وہ افغان بندوق چلا ہی فوراً پہاڑ کے غار میں کود پڑا اور اس کا پہرہ تیرہ نہیں ملا۔ بلاک مونٹین ریفرن کوہ سیا کے جنوب کی طرف صو دو سین واقع ہیں۔ جناب مولانا اخوند محمد عبدالغفور صاحب صواوی قدس اللہ سرہ جو کہ مثل آفتاب کے مشہور رہتے تھوڑا زمانہ ہوا کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور ان کے صاحبزادے ان کے جانشین ہوئے ہیں جو وقت انگریزی سرکار نے بلاک مونٹین پر فوج کشی کی اس وقت تھوڑے لوگ باشندے پلاسی کے (جو کہ ان لوگوں نے ایام قدیم میں مقام پٹنہ سے آ کر یہاں بود و باش اختیار کی ہے اور اس ملک میں سب وہابی کہلاتے ہیں)

حضرت اخوند صاحب قبلہ کے صاحبزادے کے پاس گئے اور اس طور پر عرض کیا کہ انگریزوں کی فوج ہمارے ملک کی طرف آرہی ہے ایسے وقت میں ہم سب مسلحانوں کو لازم ہے کہ او نیپر جہاد کریں آپ اور دوسری قومیں جو

آپ کے مرید ہیں وہ سب ملکر جہاد میں ہمارے شریک ہو جائیں تو بہتر ہے
 صاحبزادے صاحب نے تہام علماء کے اتفاق کے ساتھ یہ بیان فرمایا کہ جہاد تک
 ہم خیال کرتے ہیں بالکل جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ یہ ایک معمولی ملکی اور
 سرحدی لڑائی ہے۔ اول بنیاد جنگ کی طرف خیال کرنا چاہیے کہ انگریز لوگ یہ
 لڑائی کیوں کرتے ہیں وہ تمہارے مذہبی امور میں دخل نہیں دیتے مگر جو بھروسہ
 مذہب میں نہیں ملاتے ہماری مسجدوں کو سارے نہیں کرتے ہمارے بزرگوں کو آثار کو
 نہیں مٹاتے یہ فوج کشی انہوں نے خاص اس واسطے کی ہے کہ تم لوگ جو اونکی
 سرحد میں جا کر چوری کرتے ہو اور اون کی بعض رعایا کو زبردستی سے تم لوگ پہاڑوں
 میں لے آئے اور چند ہتھیے ہوئے کہ تم نے بلا قصد اور اون کے دو معزز سردار اور پچاس
 آدمیوں کو جان سے مار ڈالا۔ اب وہ لوگ اپنے سردار اور آدمیوں کے خون پہا
 میں صرف آٹھ نہر روپیہ جرمانہ چاہتے ہیں اور تم سے یہ اقرار لیتے ہیں کہ آئندہ سے
 اون کے ملک میں چوری نہ کرو اور اون کی رعایا کو جو امن و امان سے ہے نہ سناؤ اور
 تمہارے پہاڑوں میں وہ لوگ اس لئے راستہ بنانا چاہتے ہیں کہ اگر سپر بھی تم لوگ
 خلاف معاہدہ کرو تو اون کی فوج تمہاری تنبیہ کے واسطے باسانی آسکے۔ ان سب
 وجوہات کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمہاری ہی وحشی قوم کا سرسر قصور ہے اور صاحبان
 انگریز جو اپنے دو معزز سرداروں اور پچاس بے قصور مقتولوں کا قلیل خون بہا مانگتے
 ہیں وہ برسر حق ہیں اگر تم لوگ ان کے شرائط قبول کرو اور خون بہا دیدو تو وہ لوگ

تم سے لڑتے بھی نہیں۔ ابھی واپس ہو جانے پر راضی ہیں یہ ایسی لڑائی ہے۔ جس پر بالکل جہاد کا فتویٰ نہیں ہو سکتا بلکہ سرحدی جھگڑے یا مال یا زمین پر حیکہ لڑائی ہو۔ اور زمین کسی قسم کا مذہبی تعلق نہ تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ کوئسی قوم راستی پسند ہے جو راستی پر ہو حق بجانب اس کے کہا جاتا ہے صاحب نے جب یہ بیان فرمایا تب وہ وہابی لوگ واپس چلے آئے۔ اور قوم اکازنی کے تقریباً دو سو آدمیوں نے ان کے شریک ہو کر دربند کی لڑائی میں لفٹ کالم سے مقابلہ کیا۔ کپٹن ہیلی انہیں لوگوں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ جب بلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ) کے باغی لوگوں کو برابر سزا ہو گئی اور جو لوگ برابر مقابلہ آئے یا وہ بھاگ گئے یا مارے گئے اور ان کے اکثر گاؤں جلا دیے گئے آخر کو اکازنی قوم اگر سرکار کے ساتھ رجوع ہو گئی۔ انیس تار بج کو جنرل ملبوین صاحب نے یہ حکم دیا کہ لفٹ کالم زیر حکم جنرل گالریٹ صاحب کے دربند پرندی کی طرف رہے اور باقی فوج ایک روز نصف پہاڑ سے اتر کر مقام کرے۔

اور دوسرے روز بلاک مونٹین کے نیچے موضع تہند میں مقیم ہو چنا مچ پینٹ تار بج کو جنرل صاحب مع اسٹاف و فوج ہمراہی کے قائم گلی سے روانہ ہو کر سات میل پر موضع مانکاونا میں مقیم ہوئے کیا سب کی جاے یہاں بالکل خراب تھی سب لوگ تشیہ و غرائز میں پہاڑ پر اترے تقریباً چار ہزار فٹ ہم لوگ نیچے اترے ہونگے اس کیلئے سامنے کے بلند پہاڑ پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے غروب آفتاب کی وقت نہایت خوش وضع

معلوم ہوتا ہے آفتاب غروب ہونیکے وقت بیلی بیلی دھوپ اون سفید پہاڑوں کی جو ٹیوٹیوٹی عجیب
 و غریب طور کی کیفیت دکھلاتی تھی کہ جیسا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ سب لوگ گرم پوتین پہنے
 ہوئے اپنے اپنے سامنے آگ جلا کر کافی پیتے ہوئے اون پہاڑوں کو دیکھ کر صانع حقیقی
 کی صنعت کا اقرار کرتے تھے کہ دنیا کو ہر پروردگار نے آبی ہوا اور ہر ایک ملک کی ہی فضا کہیں بلند
 ہے کہیں پستی کہیں میدانوں میں رہا ہے اور پہاڑوں پر پستی ہے سطح زمین پر ریتا نہیں شدت گرمی سے آدمیوں
 کے مساوات سے پسینہ جاری۔ اور بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر دوسری کیفیت اور آ
 دن برف باری سب سے شام میں غروب آفتاب کے وقت جو شفق آسمان پر نمودار رہتی
 اس کی سرخی اور آسمان کا نیلگون رنگ عجیب لطف دکھاتا تھا جو بیان سے باہر ہے۔
 ان قدرتی آثار کے معاینہ کے بعد ایک عجیب و غریب نیا تماشہ دیکھنے میں آیا یعنی
 جس شب میں ہم پہاڑوں پر تھے وہ شب جو دیوین تاسیج کی تھی یا شباب بڑی صفائی
 اور روشنی سے آسمان پر نمودار ہوا۔ برف کے سفید سفید پہاڑ چاندنی کے عکس کے
 گرنے سے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے قادر قدرت نے پیر قدرت سے چاندی کے
 پہاڑ ڈال کر بڑے بڑے جنگل سرور بلند درختوں پر رکھ دیے ہیں اطراف میں چھوٹی
 چھوٹی ٹیکریوں پر متفرق پلٹین جو اوتری ہوئی تھیں سردی کے سبب ہر ایک سیاہی
 لگ جلا کر اپنے آپ کو سیکارہ ہاتھ نہرا رہا تھا کہ آگ کی وہ روشنی ایک نیا لطف دیکھا ہی
 تھی جیسے کہ کسی بڑے باغ کے علاحدہ علاحدہ تختوں میں نہرا رہا تھا اور لاکھوں چراغ اور
 شعلوں کی روشنی کی گئی ہو غرض کہ قریب سات سو کے چاندنی میں جنرل صاحب

معاشات کے کہانا کہانے کے لئے مثل معمول کے زمین پر سامنے آگے چلا کر بیٹھ گئے۔ کسی نے رکابی اپنے زانو پر رکھ لی۔ کسی نے ایک پتھر سامنے رکھ کر اوس سے میز کا کام لیا اس شب چاندنی میں کہانا کہانے سے بڑا مزہ اور لطف ملا۔ طعام کہانی کے بعد سب لوگ دیر تک اوہرا و دہر کی باتیں کرتے رہے اور ساڑھے نو بجے اپنے اپنے بچہ بچوں پر سونے کے لئے چلے گئے۔ عجیبو اس شب کی چاندنی اور برف کے پہاڑوں کی کیفیت نہایت لطف انگیز معلوم ہوئی اور سوت تو میں ہی سو گیا۔ لیکن شب میں جب آنکھ کھلی تو سر ہانے سے گہریاں لیکر چاند کی روشنی میں دیکھا تو اس وقت تین بجے تھے بے اختیار عمل نے پا پا پر چاندنی کی بہار دیکھنا چاہیے۔ پوسٹن بھی ہو تو سو ہی رہا تھا۔ فلائین کے گلونبہ سے کانوں کو پٹ کر ٹھنڈے لگا سب فوج کے لوگ اپنے اپنے مقامات پر سو رہے تھے سنتری کہیں کہیں کھڑے ہوئے نظر آتے تھے چار بجے تک قدرتی آتار کے مشاہدہ سے میں لطف اٹھاتا رہا۔

جب کمون صاحب نے برابری کی جانب فوج کے جانے کے واسطے حکم دیا تو کیشن چارلی برن صاحب اور راقم خمیری پلٹن کے ساتھ صبح کے چوبیس بجے روانہ ہوئے پہاڑوں پر چڑھتے اور اترتے گیارہ بج گئے آخر جس پہاڑ کی چوٹی پر موضع برابری واقع تھا اوس کے دامن میں ہم پہنچے۔ جنرل جینا صاحب نے حکم دیا کہ خمیری پلٹن کے سوجھنا پہاڑ پر جائیں اور پچاس جوائن دہنی طرف اور پچاس جوائن بائیں طرف سے پہاڑ پر چڑھیں۔ میں نے اور چارلی برن صاحب نے سنٹر بارٹی کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب ہم

برامی گاؤں کے قریب پہنچے تو اوپر سے افغانوں نے گولیاں چلانا شروع کیا خیری پلٹن کے جوان بھی اونپر فیر کرتے ہوئے آگے بڑھے جب ہم اون کی نزدیک پہنچے تو وہ سب لوگ سپاہی ہو گئے اور ایک بلندی پر جا کے گنجان درختوں میں چھپ کر فیر کرنے لگے پہاڑ کی دہنی طرف سے جب پچاس جوان خیری پلٹن کے اون کے قریب پہنچے تو اوس جگہ کو بھی چھوڑ کر سب افغان فرار ہو گئے قریب سو آدمیوں کے اس جگہ جمع تھے۔ پانچ چہرہ آدمی اون کے زخمی ہوئے اور جو مارے گئے شاید پتھروں اور درختوں میں گرنے کے سبب سے اون کا پتہ نہیں ملا ایک بچے اس مقام پر فوج کا قبضہ ہو گیا۔ خیری لوگوں نے سب گاؤں کو آگ لگا دی۔ فرنٹ پارٹی میں خیری پلٹن کے ہمراہ فقط ہم دو افسر تھے اور سب فوج مع جنرل صاحب کے ہم سے تقریباً چار میل پر پہاڑ کے پیچھے دامن کوہ میں کھڑی تھی جب خیری لوگ گاؤں کے آگ لگانے میں متغول ہوئے تو کپٹن چارلی برن صاحب اور راقم جو کچھ لیکٹ وغیرہ ہاورساک میں موجود تھے کہا کر نیچے اترنے کو تیار ہوئے کیا نپ سے اس بلند پہاڑ پر ہم لوگ چہرہ گنٹے میں پہنچے تھے۔ اور اب یہ وہی راستہ چہرہ گنٹے کا پہاڑ سے اترنے کو ہمارے سامنے تھا چونکہ پہاڑ سے اترنا بہ نسبت چڑھنے کے آسان ہوتا ہے لہذا ساڑھے چار گنٹے میں ہم دونوں انیسویں خیری پلٹن کے کیا مپ میں آ پہنچے قریب نصف پہاڑ کے جب ہم اترے ہوں گے کہ میرا ہاؤن ایک کنارہ پر نرم زمین پر پڑا جس سے وہ حصہ اپنی جگہ سے علیحدہ ہو گیا اور میرا ہاؤن

اوپر سے پہل گیا حُسن اتفاق سے وہ مقام نیچے زیادہ گہرا نہ تھا اندازاً سات آٹھ فٹ ہو گا اس جگہ گرنے سے میرے بائیں پاؤں میں کچھ ضرب آئی جس سے کیا مسک کوجا اور راستہ چلنا سبجے دشوار ہو گیا جن مکانات کو آگ لگائی گئی تھی جب ہم اون کے قریب سے گزرے تو ایک مکان کی دیوار میں دو تین چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے اوسمیں سے شہد کی مکھیاں نکل رہی تھیں۔

ایک خیر بری جوان بیہہ دیکھتے ہی دوڑا۔ اور دروازہ توڑ کر اندر گیا اور شہد نکالنے میں مشغول ہو گیا میں نے وہاں کے دو آدمیوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس ملک کے لوگ اپنے گہروں میں شہد کی مکھیاں پالتے ہیں باہر کی دیوار میں چند سوراخ کر دیتے ہیں اور اندر ایک بڑا گہرا اون سوراخوں کے نزدیک رکھ دیتے ہیں شہد کی مکھیاں اوس دیوار کے سوراخوں میں سے اندر باہر جاتی آتی ہیں۔ اور گہروں میں اپنے گہر بنا کر شہد جمع کرتی ہیں یہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ شہد خوب جمع ہو گیا تو اوسمیں ایک سوراخ کر دیتے ہیں جس سے سب شہد گہرے میں گر جاتا ہے اور اس گہرے کے نیچے ایک اور سوراخ ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے دوسرے برتن میں شہد نکال لیتے ہیں اور مکھیاں اول کے گہرے میں بحال خود جمع رہتی ہیں اسی طرح اکثر مکانات میں شہد کے کارخانہ بناتے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ ایک مکان کی مکھی دوسرے مکان میں نہیں جاتی۔ موسم پر یہ شہد بڑے گاؤں میں یہہ لوگ لیجا کر خوب پیسہ پیدا کرتے ہیں گویا ان لوگوں کی یہ ایک قسم کی تجارت ہے۔

قوم اکائی کا ایک ملک جسکو اپنے یہاں پٹیل کہتے ہیں مجھے بیان کرتا تھا کہ جب انگریز فوج نے ہلاک نوٹین میں گاؤں حلائے گاؤں والوں کے اسباب کا سیٹھ زیادہ نقصان نہیں ہوا کیونکہ قسم اوڑھتے بچھونے سے جو کچھ نہا وہ تو بال بچوں کے ساتھ انہوں نے اول ہی سے انڈس ندی کے پار چھو دیا تھا اور غلہ وغیرہ زمین میں دفن کر دیا تھا البتہ چوب کی قسم سے مثل چار پائیاں چوکیاں جو کچھ رہیں وہ جلا دی گئیں۔ لیکن شہر کی مکھیوں کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا دشوار امر تھا۔ اس سبب وہ بحال خود رہیں اور اکثر آگ سے جل گئیں۔ اور جس قدر زندہ باقی رہیں وہ ایسی منتشر ہو گئیں کہ جب کا سال ہا سے سال میں جمع کرنا دشوار ہو گا۔ البتہ یہ ایک نقصان کثیر اون لوگوں کا ہوا۔

۲۵ مایرخ وقت لاہور صبح کے سرفرڈرک رابرٹ صاحب کمانڈر ان چیف اٹریہ مع اپنے اسٹاف جنرل ایس صاحب سسٹنٹ ایڈمن جرنیل کرنیل پول کرو صاحب میٹری سکریٹری ڈاکٹر ٹیلر صاحب کپٹن رائس ایڈیکان کیانپ میں داخل ہوئے جنرل کمونین صاحب مع اسٹاف کے دو میل تک بہادر مغری مشالیت کے واسطے گئے۔ اول سرفرڈرک رابرٹ صاحب نے ہر ایک رجمنٹ کے کیانپ میں جا کر فوج کا ملاحظہ کیا بعد ازاں برفٹ کہا کرفٹ کالم کے ملاحظہ کو جو کہ مقام میدان میں مقیم تھا روانہ ہوئے میدان ایک چھوٹا سا گاؤں شمال کی طرف ہمارے کیا۔ سے پانچ میل پر واقع تھا جب قریب اس کیانپ کے پہنچے جنرل چنیا صاحب

پیشوائی کے لئے آئے اور کمانڈر ان چیف صاحب کو لے گئے وہاں کی کل فوج کا ملاحظہ کیا گیا۔ بعد ازاں قریب چہرہ بجے کے ہیڈ کوارٹر کیا سب کو واپس آئے شب کو کمانڈر ان چیف صاحب مع اپنے ہمراہیوں اور مفسران فوج کے بغیر ڈیرے اور راوٹی کے میدان میں ایک چادر (واٹر پروف) کی بچھا کر سو رہے۔

اور ۲۶ تاریخ کو صبح کے وقت اوکھی کو روانہ ہوئے اگرچہ لڑائی کا کام اب کچھ باقی نہ رہا تھا مگر اس وقت گورنمنٹ کا خاص یہ ارادہ ہوا کہ جب تک سب پولیٹیکل معاملات طو نہ ہو جائیں تب تک فوج اسی طرف کبھی جائے اکثر قوموں نے جرمانہ لاکر داخل کر دیا۔ اور بعض لوگ رقم داخل کرنے کی غرض سے روپیہ کے چھ کرنے میں کوشش کر رہے تھے جو لوگ کہتے کہ رقم نہ دے سکے ادھوں نے رقم کے عوض اپنے جانور مثل بیل نہیں بکریاں جرمانہ میں داخل کیں بعض لوگوں نے قیمت مقرر کر کے اپنے تیار جرمانہ میں دیدے انگریزی سرکار کی با اقبال فوج کا ایسا رعاب اون لوگوں کے دلون پر غالب ہوا کہ بکے دلون میں مقابلہ کر کے کارادہ نیست و نابود ہو گیا۔ اور اس قوم کو جرات و بہمت و بہادری اور بلند خیالی شاہی فوج کی معلوم ہو گئی کہ یہ فوج ظفر موج ہر جگہ بلند و پستی پہاڑ اور جنگل میں بے کٹے جاسکتی ہے اور ہر قسم کے موسم سرد گرم و ہف و باران کی تکلیف کو برداشت کر سکتی ہے۔

بلاک منوٹین کی لڑائی میں پہاڑی لوگوں کو سرکاری منوٹینڈ باٹری یعنی خچر و گا تو پنجانہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور کیوں نہ ہوتا کہ جن پہاڑوں میں آدمی شکل سے

جاسکے وہاں پر تو پخانہ کا ایسی آسانی سے جانا کیونکر قیاس میں آسکتا ہے جس جگہ
سکراری فوج کئی شیروں کا تو پخانہ بھی وہاں فوج کے ساتھ ساتھ رہا۔ ساہیوالہ میں
اور پانیس ہتیار راستہ بنانے کے واسطے ہمیشہ ان تو پخانوں کے ہمراہ رہتی تھی
اور ایسی جیتی و چالاکی سے بعض مقامات کو جہاں کہ خچر و گاڑی ہٹا دیا شوار ہو تا درست
کرتی تھی کہ تو پخانہ کے خچر یا سانی دوڑتے چلے جاتے تھے دراصل خچروں سے
زیادہ کوئی جانور پہاڑوں میں چلنے کے لئے بکار آمد نہیں ہے یہ توپیں دو اقسام
پر ہیں بعض توپیں دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتی ہیں ایک ایک ٹکڑا ایک ایک
خچر پر لاد دیا جاتا ہے اور فیر کرنے کے وقت دونوں ٹکڑے ملا کر بیچ دینے سے
ایک جسم ہو جاتے ہیں۔

اور بعض توپیں فقط ایک حصہ میں مثل معمولی چھوٹی توپوں کے ہیں۔ ایک
خچر اوسکو بخوبی لیجاتا ہے اور دوسرے خچر پر دونوں پہنچے اور تیسرے پر درمیان
کا وہ حصہ رہتا ہے کہ چپہر توپ رکھی جاتی ہے۔

غفار خان قلعہ دار تھنڈا ج کے رزکیانپ میں آیا اور جو جہانہ اوسکے واسطے
مقرر کیا گیا تھا اوس نے وہ داخل کیا۔ غرض کہ آئندہ کو جنگ کی کچھ امید باقی نہیں رہی
چپیس تاہیچ ماہ اکتوبر کو مین جنرل ملکون صاحب اور سب افسران اسٹاف سے
رخصت ہو کر ہمراہ سرفرڈرک رابرٹ کمانڈر ان چیف صاحب کے وگہی کے
طرف روانہ ہوا بہادر مغر کے ہمراہ لیڈی رابرٹ بھی تشریف لائیں۔ لیڈی رابرٹ

مع مسس کمون کے اوگہی مین سو بجز ہسپتال (یعنی سپاہیوں کا دارالشفاء) ویکشنر
لئے تشریف لے گئیں جنگ کے وقت جو لوگ زخمی ہوتے تھے اس مقام پر
معالجہ کے واسطے روانہ کئے جاتے تھے اور یہ ہسپتال خاص کر لیڈی رابرٹ ہی
نے قائم کیا ہے ولایت سے لیڈی نرسس یعنی میم لوگ بیارون کے تیمارداری
کرنے کے واسطے طلب کی گئی ہیں چنانچہ لیڈی نرسس جنگ بلاک نوٹس مین
حاضر ہیں تین مقام اوگہی مین اور تین روزہ کالم کے ساتھ یہ میم لوگ خاص کر یورپین
ہی لوگوں کی تیمارداری کرتی ہیں۔ جب لیڈی رابرٹ سو بجز ہسپتال مین تشریف
لائیں اون زخمی لوگوں مین بعض ایسے لوگ تھے کہ جبکہ زخموں سے گولیاں نکالی
گئی تھیں وہ گولیاں اون لوگوں نے بہت محنت کے ساتھ لیڈی رابرٹ کو دکھلا
ایک شخص کی پسی مین گولی لگ کر پشت کی طرف سے پار ہو گئی تھی۔ لیڈی رابرٹ
نے اوس شخص سے پوچھا کہ تمہارے گولی کہاں لگی ہے۔ اوس نے بڑی حیرت
کے ساتھ جواب دیا کہ لیڈی صاحب مین افسوس کرتا ہوں کہ جس گولی نے مجھے
زخمی کیا مین اوسکو بتلا نہیں سکتا کیونکہ وہ گولی میرے سینہ مین سیدھے پہلو کی
طرف لگ کر پار ہو گئی۔ یہ کلام اوس جوان کا لیڈی رابرٹ صاحب نے سن کر بڑی
دائستگی سے اوس کی تشفی فرمائی کہ تمکو گولی کے موجود ہونے سے ملول ہونا
نہ چاہیے اس واسطے کہ تمہارے جسم سے گولی کا پار ہو جانا خاص اس امر کی دلیل ہے
کہ تم مین مقابلہ مین بہت قریب سے زخمی ہوئے اور دشمن تمہارا ایسا نزدیک تھا

جو گولی اوسکی تمہارے جسم سے پائٹھل گئی۔ فی الحقیقت یہ امر تمہارے لئے باعث
فخر کا ہے نہ ملول ہونے کا۔

جیکہ کمانڈران چیف صاحب نے مختلف مقامات کی فوج کا ملاحظہ فرما کر
اگر ہی سے درہندہ جاسے کے لئے ارادہ فرمایا تب میں بہادر مغز سے رخصت ہوا۔
اور یہ ارادہ کیا کہ سیدہ خاکی کو پہونچا کر پیل تانگہ میں اوسی روز سوار ہو کر آٹپا باد میں پہونچا
جب قریب دس بجے کے میں مقام خاکی میں داخل ہوا۔ وہاں مسٹر ولش صاحب
سے ملاقات ہوئی جو کارخانہ براری کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور فوج میں شراپ
انکی معرفت پہونچی جاتی تھی، میں نے ان سے پوچھا کہ یہ ندی جو سامنے نظر آتی ہے اوسکے
اطراف کے کہیت اور سرخ کہانس وغیرہ میں یقین ہے کہ اسٹیف ضرور ہونگے
اونہوں نے کہا کہ یہاں کوئی شکار نہیں کرتا البتہ اسٹیف اور ٹیل اوہر بہت ہیں۔
اوسوقت تانگہ تیار ہونے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے بندوق لیکر دہانوں کے کہیتوں
کی طرف جانے کے لئے ارادہ کیا۔ مسٹر ولش صاحب یہی میرے ہمراہ ہولئے ہاگو
ندی کے پار جانا تھا یہ ندی شمالی برف کے پہاڑوں میں سے بہتی تھی۔ جب ندی
میں ہم نے پاؤں ڈالے پانی کمال درجہ سرد معلوم ہوا مگر اول کچھ سردی محسوس ہوئی
اور اوسکے بعد جب گھٹنوں کے اوپر پانی پہنچا تو ہمارے پاؤں قابو میں نہ رہے۔
بدشواری ندی سے گزرنے کے بعد تھوڑی دیر میں زمین اول تین جوڑ اسٹیف کے
بلے مسٹر ولش نے کہا کہ پکواور کہنا چاہیے کہ سن ۱۸۸۹ء عیسوی کا آغاز موسم کا اول اسٹیف

اپنے علاقہ بلاک موٹین میں شکار کیا۔ اُنہائے گفتگو میں میں نے اون سے دریافت کیا کہ
 یہاں کچھ اور شکار بھی ہے اونہوں نے کہا کہ سامنے جو پہاڑ نظر آتے ہیں اونہیں چکورو
 بہت ہیں چونکہ میں نے چکورو کا بھی شکار نہیں کیا تھا اسلئے یہ ارادہ کیا کہ شام تک یہاں
 شکار کر لیتا اور صبح کو آٹھ یا نو بجے لیکن یہ شکل تھی کہ تاکہ کے واسطے دوسرے
 دن بارہ بجے تک انتظار کرنا پڑتا تھا اس انسان میں کرنل واٹر فیلڈ صاحب کمشنر شکار
 وہاں پر آگئے اور یہ حال سن کر کہا کہ منیسرا یہاں سے تین میل پر ہے میں وہاں مسافر
 بنگلہ میں آج شبکو رہ کر صبح کو آٹھ یا نو بجوں گا۔ اگر آپ یہاں آج شکار کر کے علی الصبح
 میرے پاس آجائیں تو میں اپنی بیکھی میں آپ کو لیجاؤں گا۔ یہ انتظام بالکل میرے
 حسب دلخواہ تھا اون کا شکریہ کر کے میں نے امر قبول کیا۔ دلش صاحب نے کہا کہ
 چکورو کے شکار کا عمدہ بندوبست یہ ہے کہ ایک پالی ہوئی چکورو ہمراہ رکھی جائے
 اور پہاڑوں میں جا کر اوسکے پتھر کے کور کہہ دین جب یہ چکورو آواز دے گی تو اوس کے
 نزدیک کی سب چکوریں پکار نیکی اوسوقت صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ چکوریں فلاں
 فلاں جائے پر ہیں اسطور پر آسانی سے شکار ممکن ہے غرض کہ مجھے گاؤں سے
 ایک شکاری کوچ کے پاس پالی ہوئی چکورو بھی بلوایا۔ اور وہیں بارہ گاؤں والے ہمراہ
 لیکر پہاڑ کی طرف گئے اوس گاؤں کے شکاری نے اول چکورو رہنلا دیا اور آپ
 پہاڑ میں گیا۔ اور اوس پالی ہوئی چکورو کو بلوایا اوس کی بولی پر جنگلی چکوریں جہاں
 تھیں آواز دینے لگیں۔ تب اوس نے معلوم کر لیا کہ کس کس مقامات پر یہ جانور ہیں

پہر اوس شکاری نے مجھے اور ولش صاحب کو ایک چھوٹی سپاڑی پر کھڑا کیا اور خود
 چند آدمی لیکر ہماری طرف آیا اور چکوروں کو ہماری طرف اوڑایا۔ چار چکوروں نے شکار
 کئے سرشام ہم اپنے مقام کو واپس آئے ولش صاحب نے ایک راوٹی میرے لئے
 لگا دی شکوہ دینے اونسکے ساتھ نیر کر سی پر کھانا کھایا۔ یہ اول دفعہ تھی جو بعد ایک سہیتہ
 کے کرسی پر بیٹھ کر چکوروں کو کھانے کا اتفاق ہوا۔ اور نیر پر سفید چادر دیکھی گئی اور چائے
 میں دودھ بھی یہاں میسر آیا۔ غرض کہ دوسرے روز صبح کے پانچ بجے میں خاکی سے
 روانہ ہو کر قریب آٹھ بجے کے منبر کو پہنچا کرنیل واٹر فیلڈ صاحب میرے منتظر ہی تھے
 وہاں سے ہم دونوں روانہ ہوئے اور گیارہ بجے آپاٹا باو میں پہنچے۔ بس ہوس میں برگ
 فٹ کھانے کے بعد میں مس کونین سے ملنے کے واسطے گیا۔ کپٹن ہیلی۔ اور کرنیل
 کروک شانک کے مارے جانیکا وہ بہت افسوس کرتی رہیں۔ دونوں صاحب
 ان کے بہت بڑے دوست تھے۔ آپاٹا باو سے تیسرے دن میں انبالہ میں پہنچا
 یہاں پر مجھے دو روز تک مقام کرنا پڑا۔ کیونکہ میرا سامان جو شملہ میں تھا اوس کے
 پہنچنے میں دیر ہو گئی انبالہ سے روانہ ہو کر ۲ ماہ بیچ الاول ۱۳۳۷ء مطابق ۷ ستمبر
 ۱۸۸۸ء عیسوی کو بخیر و عافیت حیدرآباد میں داخل ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا قاضی پلی ضلع میدک کی طرف شیر کے شکار کیلئے رولق افزا ہونا

ماہ رجب سنہ ۱۳۷۱ ہجری مطابق مارچ ۱۸۸۹ء عیسوی کو بندرگان عالی نے قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کے لئے ارادہ فرمایا میجر گلکرسٹ صاحب میٹری سکریٹری صاحب عالی شان سنہ ایک بار بندرگان حضرت سے ذکر کیا تھا کہ جب حضور شیر کو شکار کو تشریف لیجائیں تو میری بہت آرزو ہے کہ سرکار کے ہمراہ میں ہی جاؤں چنانچہ بندرگان حضرت نے میجر صاحب منفر کو اس شکار میں اپنے ہمراہ چلنے کے لئے دعوت دی اور شبہ کے روز صبح کے وقت سواری مبارک پلی میں قاضی پلی کو روانہ ہوئی۔

میجر گلکرسٹ صاحب - ظفر جنگ - نیرالک - افسر جنگ - ناد جنگ - حکیم الممالک میر ممتاز علی خان سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

دس بجے حضور پر نور شکر گاہ قاضی پلی میں رولق بخش ہوئے مخیم سرکاری ایک نہایت پر فضا جگہ میں درختوں کے درمیان واقع تھی۔

جب وقت حضرت چائے نوش فرما رہے تھے شکاری گارے کی خبر لائے اور عرض کیا کہ ایک بڑے شیر نے شب گزشتہ دو جاموشوں کو مارا ہے ایک کو تمام کٹا اور دوسرے جاموش کا صرف خون پی لیا اور اسکو کھنچ کر پہاڑ میں گئے کیا اور یہ بھی شکاریوں نے عرض کیا کہ پہاڑ کے قریب ایک بڑا پتھر ہے اس موقع پر بندرگان حضرت کا

اوسپر تشریف رکھنا مناسب ہوگا کیونکہ اگر شیر پہاڑ کے دامن سے آگے کاٹو ہاتھی کو دور سے دیکھ لے گا غرض کہ تھوڑی دیر میں بندرگان حضرت شکاری لباس پہنکر مع ہمراہیوں کے صحرائی طرف تشریف لے گئے۔

اس مقام پر ایک گاؤں کا قدیم شکاری جنگل کے حالات اور شیر کے مقامات سے بخوبی واقف تھا اوس نے کہا کہ اگر حضور پر نور پتھر پر تشریف رکھیں تو ضرور ہی کہ دہنی طرف کے جنگل اور جھاڑی کا درستی سے انتظام کیا جائے ورنہ شیر جھاڑی اور گھاس میں سے چلا جائے گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت سنگ مذکور پر جو تقریباً بیس فٹ زمین سے بلند ہوگا تشریف فرما ہوئے اور فیصل خاصہ کے مہاوت سے کہا گیا کہ وہ سووار کے فاصلہ پر سرکار کے دہنی جانب ہاتھی کھڑا کرے۔ حضور کے اور ہاتھی کے درمیان میں تھوڑا میدان تھا۔

یو جگر گلسٹ صاحب اعلیٰ حضرت کے دہنی طرف طفر جنگ۔ شیر الملک ناو جنگ بائیں طرف اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کھڑے ہوئے۔

چونکہ اطراف میں بہت بڑے بڑے پہاڑ اور سخت گنجان جھاڑی تھی اس لئے پہاڑ کے اطراف میں پتھروں پر اور درختوں پر آدمی بٹھلا دئے گئے۔ شیر کے دائیں اور بائیں جو راستے تھے وہاں ہاتھی اور سووار کھڑے کر دئے گئے جب شکاری یہ تمام انتظام کر چکے اوسوقت پہاڑ کے پیچھے سے ہانک شروع ہوا۔ شیر ہانک والوں کی آواز نہ کر

جھاڑی میں سے نکلا۔ اور آہستہ آہستہ بائیں طرف کو چلا۔ چونکہ ہر ایک نامے اور واسن کوہ
میں آدمی کھڑے تھے۔ شیر اونکو دیکھ کر واپس ہوا۔ اور بندگان حضرت جس پہاڑ پر نشتر
رکھتے تھے اوسکے دہنی طرف سے اوسنے نکلنا چاہا۔

اعلیٰ حضرت نے جبوقت شیر کو دور سے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا یہ خیال کیا کہ شیر
نزدیک سے جائیگا بظاہر شیر کا بالکل ارادہ نہ تھا کہ دہنی طرف کی جھاڑی سے دوسرے
پہاڑ کو چلا جائے لیکن ہاتھی اور آدمیوں کو دیکھ کر اوس طرف جانے سکا۔ شیر حضور پر نور ہی
تقریباً ڈیڑھ سو وار کے فاصلہ پر بھاگتا ہوا نظر آیا۔ حضور پر نور نے اوسوقت شیر پر متوجہ
گولیان چلائیں تین دوضربی ریفل سرکار کے ہمراہ تھے۔ ایک ریفل خود بدولت
کے دست مبارک میں دوسرا ریفل میرے ہاتھ میں اور تیسرا شکاری کو پاس تھا
اعلیٰ حضرت کو جب تک شیر نظر آتا رہا تب تک اس چپتی سے بندوقین چلاتے رہے
کہ خالی ریفلون میں کارٹوس بہر کر میں بیکل دیکھا۔ چونکہ شیر جھاڑی جھاڑی دوڑتا
ہوا جا رہا تھا۔ کہی نظر آتا۔ اور کہی نظر سے غائب ہو جاتا تھا اس لئے زخمی ہونے
یا نہ ہونے کا حال معلوم نہیں ہوا۔

سرکاری فیل خاصہ (علی مدو) جس جگہ کھڑا تھا اوس مقام کے نزدیک سے
شیر نے گزرنا چاہا جب شیر کی نظر ہاتھی پر پڑی آواز دیکر غصہ سے فیل خاصہ پر حملہ کیا۔
شیر کا دم اوٹھا کر غضبناک حالت میں غراتے ہوئے حملہ آور ہونا۔ اور علی مدو کا کمال
استقلال اور دلیری سے مثل کوہ سیاہ کی اپنی جگہ سے نہ ہلنا قابل دید تھا۔

عبادت شیر علی مدد سے دس گز کے فاصلہ پر پہنچا اور ہاتھی نے اپنی جگہ سے
 ذرا پہلی جنبش نہ کی۔ اس وقت شیر کھڑا ہو گیا۔ اور آواز دیکر بلیٹ گیا۔ حضور پر نور سب
 واقعات ملاحظہ فرما رہے تھے جس راستہ سے شیر آیا تھا پھر اسی راستہ سے واپس ہوا
 دو ضرب بند وقین پھر حضور پر نور نے سر زمین پہلے ہی شیر زخمی ہو چکا تھا جس کے صدر
 سے زیادہ ہواگ نہ سکتا تھا آخر گولی شیر کے دل پر لگی جس سے اس کا کام تمام ہو گیا
 میجر گلکرسٹ صاحب کو شیر کے مارے جانے کی خبر پہنچتے ہی وہ اپنا ہاتھی حضور پر نور
 کے قریب لائے۔

حضور پر نور نے اونکو پتہ پر آسنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ میجر گلکرسٹ جب
 میٹر قی پر چڑھنے لگے سیڑھی اس جگہ سے پہل گئی۔ اور قریب تھا کہ میجر گلکرسٹ قضا
 تقریباً بیس فٹ کی بلندی سے زمین پر گر پڑا۔ لیکن حضور پر نور نے ریف دست مبارک
 سے ہتھ پڑ رکھ کر جلد ایک ہاتھ سے سیڑھی کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے میجر صاحب
 کو بددیکر اوپر کھینچ لیا۔ میجر گلکرسٹ صاحب نے حضور پر نور کا ولی شکر ادا کیا۔
 اور کہا کہ اگر اس وقت حضور پر نور اعانت نہ دیتے تو بے شبہ سیڑھی زمین پر گر جاتی اور
 مجھ کو بہت خدمہ پہنچتا جب سب تسکاری لوگ جمع ہوئے تو حضور پر نور مع میجر
 گلکرسٹ صاحب اور ہمراہیوں کے پہاڑ سے اترے اور شیر کو ملاحظہ فرمایا تسکاری
 لوگ شیر کو ہاتھی پر ڈال کر شکر گاہ میں لائے دوسرے دن صبح کے وقت سواری
 مبارک بلدہ کی طرف رونق بخش ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا پارہ دیگر قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا

قاضی پلی کے شکار بن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ بٹ پلی کے جنگل میں ایک
شیر اکثر وہاں دیتا ہے اور گاؤں کے جانوروں کو مارتا ہے جس سے اس طرف کی بھیا
سخت پریشان ہے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ خبر سماعت فرماتے ہی سہان کی روانگی
کے لئے حکم صادر فرمایا۔

۲۷ مہر ماہ رجب روز شنبہ ۱۲۰۶ ہجری مطابق ۳۰ مارچ ۱۸۸۹ء عیسوی کو صبح
کے وقت حضور پر نور کی سواری مبارک قاضی پلی کی طرف روانہ ہوئی۔
دور الملک۔ اسد یار جنگ۔ سلطان احمد۔ "نر جنگ۔" ناوہ جنگ۔ میر تمنا علیقا
ہر اس کا ب اقدس تھے۔ گیارہ بجے حضرت لشکر گاہ میں داخل ہوئے اور چائے نوشی
کے بعد شکار کو تشریف لے گئے۔

گاؤں کے بعض شکاری لوگ جو درختوں پر بیٹھے تھے انکو شیر نظر آیا۔ لیکن
حضور پر نور کے سامنے نہ آیا قریب شام کے شکار سے واپس ہوئے۔
تین روز تک ہر روز سواری مبارک شکار کے واسطے جنگل میں رونق افزا
ہوئی لیکن شیر نہیں ملا۔

چوتھے روز صبح کے وقت رامپور سے جو کہ لشکر گاہ سے پانچ کوس کا فاصلہ ہے

واقع تھا گارسے کی خبر آئی۔ مجھ کو ارشاد ہوا کہ آگے جا کر شکار کا ضروری انتظام کرو۔
 بارہ بجے تک سواری مبارک وہاں رونق افروز ہوگی میں سب شکاریوں
 اور ہانکے والوں اور ہاتھیوں کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا۔ جنگل میں پہنچ کر شکار کا
 بندوبست کیا قریب بارہ بجے کے ایک سوار خبر لایا کہ لشکر گاہ سے تین میل کے
 فاصلہ پر شیر نے گار اکیلا ہے اور کئی شکاریوں نے شیر کو دیکھ کر بھاڑ کے اطراف میں
 آدمی بٹھلا دئے ہیں۔ حضور پر نور نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب ہانکے والے اور ہاتھی
 اوس جگہ سے واپس چلے آئیں اور جو شیر کہ لشکر گاہ سے قریب ہے اوسکے شکار کا
 بندوبست کریں فوراً سب شکاری اور ہانکے والوں کو لیکر میں واپس آیا۔ اور دوسرے
 مقام کا بندوبست کیا لیکن فاصلہ زیادہ تھا وہاں پہنچنے تک شام کے چار بجے
 کا وقت ہو گیا۔ حضور پر نور کے لئے ایک اہلی کے درخت پر مچان باندھا گیا۔ وہنی
 طرف ناوہ جنگ کا ہاتھی۔ اور بائیں طرف پتھروں پر چند گاؤں والے بٹھلائے
 گئے ساڑھے چار بجے کے قریب حضور پر نور تشریف لائے ہانکہ شروع ہوا۔
 پہلے چیتلون کا ایک گلہ نظر آیا اور وہ بہاگتا ہوا نکل گیا۔ جب ہانکہ نصف پہاڑی
 گذرا۔ حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر جھاڑی سے نکل کر سیدھا چلا آتا ہے۔ دامن
 کوہ سے اوس درخت تک جیسے کہ حضور پر نور کا مچان تھا دوسو گز کے قریب میدان
 تھا اسوجہ سے شیر آتا ہوا صاف نظر آیا شیر جھاڑی سے نکل کر آہستہ آہستہ گردن
 ہینچنے کے ہوئے چلا آتا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جب قدر ممکن تھا اوسکو نزدیک آنویا۔

جب شیر قریب ہیں قدم کے پہونچ گیا اوسوقت حضور پر نور نے کمال استقلال سے ایک ضرب فیٹ ہنڈرڈ اکسپرس سر کی گولی شیر کی گردن میں لگی شیر کا جو آگے قدم تھا آگے رہا اور جو قدم پیچھے تھا اپنی جگہ سے نہ ہلا اوسی مقام پر گر گیا۔

گولی لگنے پر شیر نے آواز دی۔ اور نہ زمین پر گرنے کے بعد خدیش کی۔ یہ شیر تین فٹ ۹۔ انچ اونچا دس فٹ لانا تھا۔

دوسرے شیر کی اس جنگل میں خبر نہ تھی لیکن حضور پر نور کو یہ مقام پسند آیا۔ اب وہو خوشگوار معلوم ہوئی اسلئے اور چند روز اس جگہ رونق افروزی کا ارادہ فرمایا حکم ہوا کہ جو مقامات شیر کے شکار کے خیاں گاہ شاہی سے قریب ہیں اوس طرف شیر کی خبر کے لئے شکاری بھجوائے جائیں اور گارے باندھنے کا سندوبت کیا جائے۔ حسب الحکم اقدس شیروں کی تلاش میں شکاری روانہ ہوئے دو روز کے بعد یلارڈی پٹی سے ایک شیر کی خبر لائے کہ شکار شیر نے وہاں ایک جاموش گارا کیا ہے یہ مقام شکر گاہ سے ۶ میل پر واقع تھا۔

حضور پر نور تانکہ میں سوار ہو کر یلارڈی پٹی کو تشریف لے گئے دامن کوہ میں ایک درخت پر حضرت کے لئے مچان باندھا گیا۔ چونکہ پہاڑ بہت بڑا تھا اس لئے تانکہ دور سے شروع ہوا۔ اور حضرت کو دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ ایک بڑا گلہ چیلون کا اور دو جنگلی بکریان دور سے دکھائی دیں۔ بعد کو سامنے کے درختوں پر بندر روں نے چیخا شروع کیا۔

مین نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ جب بندر شیر کو دیکھتے ہیں تو اسی طرح پکارتے ہیں یقین سے کہ شیر بندرون کے نزدیک ہوگا۔ شیر کو دیکھ کر بندرون کا آواز رینا بالکل اوشکے معمولی آواز سے علحدہ ہوتا ہے۔ جس درخت پر بندر ہوں اگر اوشکے بیچے سے شیر گزرے تو بندر درخت کی بلند ڈالیوں پر چڑھ کر ایک ڈالی سے دوسری ڈالی پر کودتے ہیں اور چیختے ہیں۔ جس سے سکاری صاف سمجھ سکتا ہے کہ بندرون نے شیر کو دیکھا ہے۔

مجھ سے ایک صاحب بیان کرتے تھے وہ ضلع رارین جاندے کی طرف شکار کو گئے تھے۔ ایک روز چٹیل اور سانبر کے شکار کو علی الصباح و دروانہ ہوئے اور ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے دور میں سے ہر طرف دیکھ رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک شیر ندی کے کنارے کنارے جاڑی میں جا رہا ہے۔

اور اوشکے بازو تھوڑے فاصلہ سے ایک بڑا سا بندر کو دنا آواز دیتا شیر کی طرف بار بار دیکھتا چلا آتا ہے انہوں نے خیال کیا کہ اگر وہ کسی طرح بندر کے قریب پہنچ جائیں تو شیر پر گولی چلانے کا عمدہ موقع ملے گا۔ یہ صاحب اپنا ریفیل لیکر دوڑے اور جب طرف بندر آواز دیتا جاتا تھا اوشکے پیچھے پیچھے اوسط طرف چلے بندر گہری گہری جھٹکتا دیکھتا تو وہ یہ سمجھتے کہ شیر اوسط طرف ہے جب کہیں بندر کسی درخت پر چڑھ کر ڈالیوں پر کودتا تو وہ یہ سمجھتے کہ شیر کھڑا ہو گیا ہے وہ خود بھی کھڑے ہو جاتے۔

غرض کہ بندر آواز دیتا ہوا ندی کے کنارے پہونچا اور ایک درخت پر
 چڑھ کے ڈالین پر کودنے لگا وہ صاحب ہی ندی کے کنارے پہونچ کر بیاباں
 بارہ فٹ اونچا تھا کہڑے ہو کر سب طرف بندر نظر کرتا تھا اور سب طرف دیکھنے لگے
 یکایک اونکی نظر شیر پر پڑی کہ ندی کے دوسرے کنارہ کے طرف جا رہا ہے
 چونکہ ندی میں جھاڑی نہ تھی اسلئے اونکو شیر صاف نظر آتا تھا کبھی ریت میں شیر کھڑا
 ہو جاتا اور کبھی آہستہ آہستہ چلتا تھا۔

اونہوں نے اپنی ریفل کا دیدبان (۱۵۰) وار پر قائم کر کے نہایت استقلال
 اور دلجمعی سے ریفل چلایا۔ گولی شیر کے دل پر لگی۔ وہ تھوڑی دور ندی میں دوڑ کر
 پانی میں گر گیا وہ صاحب ہی اپنی جگہ سے شیر کے طرف چلے جب شیر کے پاس پہنچے
 تو اونہوں نے شیر کو مردہ پایا۔

دوسری طرف جو دیکھتے ہیں تو اونکا رفیق رہنا وہی بڑا بندر پہر موجود ہے
 اور ایک درخت پر کودتا کلکار یاں مارتا ہوا شیر کے مارے جانے کی خوشی کر رہا ہے۔
 بڑے جنگلون میں بندر بکثرت ہوتے ہیں اور شیر اونکو مار کر کھاتے ہیں۔ اس لئے
 جب کبھی بندر شیر کو دیکھتے ہیں تو بہت پکارتے ہیں۔ اور اونکی آواز سے یہ مراد ہوتی
 ہے کہ دوسرے درختوں پر جو بندر ہیں اونکی آواز سنکر وہ شیر کے آنے سے خیردار
 ہو جائیں۔ غرض کہ حضور پر نور کو بندرون کی آواز سماعت فرما کر دامنٹ نہ گذرے
 تھے کہ اسی درخت کے نیچے سے شیر نکلا۔ حضور پر نور نے منواتر چار گولیاں چلائیں

شیر زخمی ہو گیا اور غصناک ہو کر تہ درخت اور جوشے سائے ملتی اوسکو وہ منہ سی
کپڑا اور چھاڑا لٹا تھا۔ اور کبھی حضرت کو نظر آتا اور کبھی جھاڑی میں نظروں سے نہ ہان
ہو جاتا تھا۔

جھاڑی میں شیر جو وقت جنبش کرتا اوسوقت جھاڑی ہلتی نظر آتی تھی خصوصاً
اوسی نشان پر بندوق چلاتے جب شیر کے قریب گولی لگتی شیر آواز دیکر باہر آجاتا
اور حضرت کو اچھی طرح ریفیل چلانے کا موقع ملتا۔

اعلیٰ حضرت کی اول گولی نے شیر کا پچھلا پاؤں توڑ دیا تھا وہ اس لئے اویں
صدمہ سے دور نہ جاسکا۔ تھوڑی سی ہی جگہ کے اندر ایک جھاڑی سے دوسری
جھاڑی میں جاتا اور غصہ سے آواز دیتا تھا۔

دس منٹ تک یہ تماشہ رہا۔ چونکہ شیر زیادہ زخمی ہو چکا تھا ایک جھاڑی میں
جا کر گر گیا۔ یہ شیر ٹو فیٹ چہرے انچہ لائبا اور تینس انچہ اونچا تھا۔

جٹ پلی کے اطراف کے گاؤں والے اس شیر کی ایذا اور ضرر رسائی سے
بہت نالاں تھے۔ یہ شیر شب کو گاؤں کے قریب جا کر گائے اور بیلوں کو مارتا اور
اکثر گلہوں میں سے جانورونکو اوٹھا کر لیجاتا تھا ذراعت پیشہ لوگ اوسکے ڈر سے
سرشام اپنے جانورونکو محفوظ جگہ بند کر کے اپنے مکانوں کے دروازے اندر سے
لگا لیتے تھے اس لئے اس موزی جانور کا مارا جانا انکی بڑی خوشی کا باعث ہوا۔
خاص کر یون کے رئیس اور بادشاہ نے بذات خود اوسکو شکار فرما کر جس پلا میں وہ

ایک مدت سے بیتلاستھے لوس سے اڑکھو بکات بخشی۔ لشکر گاہ شاہی قصبہ میدک
 تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا یہ مقام صوبہ دار شمالی کا مستقر ہے یہاں کا قلعہ سابق زمانہ
 میں بہت مشہور تھا نیچے سے پہاڑ کی چوٹی تک اسکی فصیل کے دو سلسلے واقع ہیں
 اس قلعہ کی بلندی چار سو فیٹ ہے زمانہ حکومت ہندو دین راجگان و زیانگرم نے اسکی
 تعمیر کی تھی اب یہ قلعہ جا بجا شکستہ ہے میدک میں ایک بزرگ کانزار ہے قلعہ کا
 ملاحظہ فرمائے اور اون بزرگ کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے حضور پر
 وہاں تشریف لے گئے اور بعد معاینہ قلعہ و زیارت شریف لشکر گاہ میں تشریف لائے
 دوسرے روز سواری مبارک بلکہ کل طرف رونق افزا ہوئی اور شام کے قریب دو تھانہ
 شاہی میں داخل ہوئی۔

ساترہ اور قوم بٹک یعنی مردم خوار لوگوں کے ملک کا سفر

۱۸ اپریل ۱۸۷۹ء عیسوی مطابق ۵ اہر جب ۱۳۰۶ھ ہجری کو جبکہ حضور پر نور پلاڑی پٹی
 سے شیر کا فسکار فرما کے کیمپ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ مسٹر پوٹ سرکاری چیمبر
 حضور پر نور کی گاڑی ہاناک رہے تھے اگلے سیٹ پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور تشریف
 فرماتے اور پیچھے سیٹ پر مین اور دو اسکاک بیٹھے تھے باقی مساجدین کی گاڑی ہان
 سرکاری گاڑی کے پیچھے آ رہی تھیں چونکہ آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا۔
 تھوڑی دیر میں شام ہو گئی شام کی تاریکی سے پہلے آسمان پر کچھ کچھ اب رہی تھا سوچو

اسے تاریکی چڑھ گئی راستہ صاف طور پر نظر نہ آتا تھا جس راستہ سے حضور پر نور کی گاڑی
 مبارک گزر رہی تھی پہاڑی راستہ ہونے کے سبب سے نہایت درجہ نامعلوم
 تھا ایسے راستوں میں دن کی روشنی میں گاڑیوں کا چلنا دشوار ہوتا ہے جبکہ تاریکی ہو تو
 کیا کچھ دشواری نہ ہوگی تاہم مسٹر پولٹ بڑی احتیاط اور خبرداری سے گاڑی چلا رہے
 تھے۔ بہر حال تاریکی کے باعث چہے کوس کی مسافت رات کے دس بجے طے ہوئی
 ہنوز فروگاہ شاہی دو کوس کے فاصلہ پر تھی کہ اثنائے راہ میں ایک تالاب آگیا جسکی
 مینڈپ پر سے سرکاری گاڑی گزرنے کا اتفاق ہوا اوسکی دو جانب پہاڑی اور بڑے
 رطے و رخت تھے اس لئے اس مقام میں زیادہ اندھیرا تھا راستہ بہت کم دکھائی دیتا تھا
 یہاں سے گزر کے سرکاری گاڑی تھوڑی دور پہونچی تھی کہ گاڑی کے دہنے پیسے کے
 نیچے ایک بڑا پتھر آگیا یکایک پیہ او کے اوپر آجانے سے گاڑی فوراً بائیں طرف کو
 اولٹ گئی حضور پر نور آگے کی نشست گاہ میں بائیں طرف تشریف رکھتے تھے گاڑی
 کے بائیں طرف جھکتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور سبعت تمام جست فرما کے راستہ کی
 ایک جانب آسہمے خداوند تعالیٰ کا بڑا فضل شامل احوال تھا کہ کسی قسم کا صدمہ
 نہ پہونچا۔

پچھلے سیٹ پر داور الملک میری بائیں جانب اور میں اونکی دہنی جانب بیٹھا
 تھا گاڑی کے اولٹتے ہی داور الملک اور میں گاڑی پر سے گرے گرنے کے صدمہ
 سے میری بائیں جانب کی پسلیوں میں ایسی شدید ضرب آئی کہ میرے سر میں جکڑ پیدا

ہو کے بیوشی کی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی اور ایک دو منٹ کے بعد مجھ کو افاقہ ہوا
 جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور پر نور کو اپنے پاس تشریف فرمایا حضور پر نور
 نے بمرحہم خسروانہ مجھے دریافت فرمایا کہ تمہیں کچھ چوٹ تو نہیں آئی میں حضور پر نور
 کو دیکھ کر فوراً کہہ اٹھا ہوں اور میں نے خود بدولت کے مزاج مبارک کا احوال دریافت
 کیا صحت و سلامتی ذات اقدس سے مجھ کو اتنی مسرت ہوئی کہ میرا صدر مجھے فراموش
 ہو گیا تھوڑی دیر میں دوسرے مصاحبین کی گاڑیاں بھی آگئیں اور سب نے باہم
 مل کر سرکاری گاڑی کو جو اولٹی پڑی تھی سیدھا کیا حضور پر نور پہر اسی گاڑی میں رولت
 افزا ہو کے کیانپ کی طرف روانہ ہوئے کیانپ میں پہونچنے کے بعد ڈاکٹر
 حکیم الممالک مرزا علی صاحب نے میری پبلیون کا امتحان کر کے کہا کہ زیادہ صدمہ
 پہونچنے کے باعث بائیں جانب کی پبلیان توٹ گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بیانات درج
 سے پبلیون کو فوراً باندھ دیا۔ اور مجھے کہا کہ آگ بھڑکے کی سواری اور ڈرپوسٹ
 کامل احتیاط رکھئے۔

”ہر حیدر معالجہ کیا گیا اور احتیاط بھی رکھی گئی لیکن اس شکایت کا سلسلہ چہریت
 تک جاری رہا جس مقام کی پبلیان توٹ گئی تھیں وہاں کا حصہ جگر سے نہایت قریب
 تھا اس لئے جگر میں بھی کبھی کبھی درد ہوتا تھا۔ آغاز ماہ جولائی ۱۸۹۵ء عیسوی میں جبکہ
 اس درد کی ترقی ہو گئی اور کسی طور پر اس کا ازالہ نہ ہو سکا تو ڈاکٹر لاری صاحب نے
 مجھے یہ صلاح دی کہ کم سے کم تین مہینے کے لئے میں دریا کا سفر کروں تاکہ تندرستی آجائے

قوت پیدا ہو سکے مرنج مین اصلاح ہو سکے اس لئے مین نے پشکاه اعلیٰ حضرت حضور پور
 سے تین مہینے کی دریائی سفر کے لئے اجازت چاہی اور ۱۳ ماہ جولائی روز شنبہ کو
 مع ممتاز یار جنگ ماہر جنگ اور ڈاکٹر کارب کے حیدر آباد سے روانہ ہو کر بھٹی
 مین داخل ہوا۔ بھٹی مین تین روز قیام کر کے ۶ جولائی کو (گنجس) جہاز مین اپنی ہمراہیوں
 کے ساتھ سوار ہوا۔ اسی روز دو بجے ہمارے جہاز کالنگر اوٹھایا گیا۔ تیسرے روز ہم
 سیلان مین پہونچ گئے اور جہاز پر سے اوتر کے ہمنے ہوٹل مین قیام کیا۔ یہاں کے
 باشندے سگلی اور چینی ہین۔ یہاں پہونچنے کے بعد سکویا رن ڈیمان کا خط ملا جسکا خلاصہ
 مضمون یہ تھا کہ اس سفر کے ضمن مین اگر آپ سماترے تشریف لائینگے تو مجھے آپ کی
 ملاقات سے مسرت ہوگی اور اس سفر کی سیروسیاحت اور شکار سے آپ کو زیادہ لطف
 ملے گا یا رن ڈیمان کا خط پہونچتے ہی ہم سماترے کی طرف عازم ہوئے اس جہاز پر
 کپٹن ونڈرم اور میجر لول سے بھی ہماری ملاقات مین ان صاحبوں نے بھی ہمارے
 ساتھ سماترے کے سفر کا ارادہ کیا ہم سب لوگ جہاز پر سوار ہو کر تیسرے روز
 سماترے مین داخل ہوئے اور اپنے دوست یارن کے مہان ہوئے اور ان کے
 بھگپن ہم نے قیام کیا۔

یہ مقام موسوم بہ دلی سماترا چ گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اس علاقہ مین مٹویا
 ایک بڑی بستی ہے جس مین ڈچ سلطنت کا گورنر رہا کرتا ہے اس ستر مین مین چھوٹی
 چھوٹے چند اضلاع ہین ہر ایک ضلع مین ایک ایک مسلمان حاکم فرمان روا ہے جسکو

سلطان کہتے ہیں اور اس ضلع کی کل زمین اس کے قبضہ تصرف میں ہے۔ لیکن جس جگہ زرخیز زمین نظر آتی ہے تو بورپین لوگ وہاں اکثر جا بیٹھے ہیں۔

ان نواح میں تباہی کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے اس لئے بچ لوگ کثرت سے تباہی کی تجارت کرتے ہیں۔ یارن ڈیہان جرمنی تھے اور انکی میم قوم ڈچ سے تھی جب اس کے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا تو یارن ڈیہان نے اس میم کے ساتھ شادی کر لی تھی اسکی طرف سے یارن ڈیہان کو اتنی زمین ملی تھی کہ جسکی سالانہ آمدنی تقریباً پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور اس زمین میں تباہی کی کاشت ہوتی تھی۔ شب کو کہانے سے فارغ ہونے کے بعد ہم یارن ڈیہان سے باتیں کرتے رہے جب شکار کا تذکرہ آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ اس نواح میں مغرب کی جانب بہت شکار ہے مگر اس مقام پر ایک ایسی وحشی قوم رہتی ہے کہ جسکی وجہ سے وہاں جانا پر خطر ہے بلکہ ڈچ گورنمنٹ کی طرف سے وہاں جانے کے واسطے ممانعت ہے۔ یارن نے یہ بھی کہا کہ سفید رنگ کے آدمیوں سے وہاں کے باشندے نہایت خائف رہتے ہیں۔ جب ہم نے پوچھا کہ وہاں جانے میں کیا خطر ہے تو یارن ڈیہان نے بیان کیا کہ اس وحشی قوم کے لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب غیر قوم کو آدمیوں کو اپنے جنگلون اور پہاڑوں میں دیکھتے ہیں اور انہیں کوئی آدمی زیادہ عجیب اور خوب فریب نظر آتا ہے تو اسکی کہات میں رہتے ہیں اور اسطور پر ہر لود تیر مارتے ہیں کہ وہ آدمی نوراً مر جاتا ہے جب اس کے ہمراہی دفن کر کے چلا جاتی ہیں

تو وہ وحشی لوگ اوسکی لاش کو قبر سے نکال کر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور نہایت ذوق سے اوسکو کھا جاتے ہیں آدمی کا گوشت اون کے نزدیک دیگر حیوانات کا گوشت سے بہتر اور زیادہ لذیذ ہے اور اگر ایک دو آدمی جنگل میں اونکو مل جائیں تو اوسکے مار لینے میں کچھ تاہل نہیں کرتے وہ قوم موسوم بہ بٹاک (مردم خوار) قوم ہے اور بٹاک کے مغربی کوہستان مقام سماترہ میں مسکن گزین ہے۔ ڈچ گورنمنٹ نے اوس قوم کو بحالت خود چھوڑ رکھا ہے۔ وہ وحشی قوم دوسرے کی سرحد میں نہیں جاتی اور نہ خود کسی کو تکلیف دینے کا ارادہ کرتی ہے البتہ اگر کوئی اونکی سرحد میں چلا جائے تو وہ لوگ اوسکو مار کے کھا جاتے ہیں یا اونکو کوئی ستائے تو اوسوقت وہ بڑی سختی سے پیش آتے ہیں اونکا ملک بالکل غیر آباد اور ایسا کوہستان ہے کہ اونہیں نہ کسی قسم کی پیداوار ہے اور نہ کوئی ذریعہ تجارت اس لئے ڈچ گورنمنٹ ان لوگوں سے کچھ سروکار نہیں رکھتی اور نہ کسی طور پر اون کی عزت کے لئے منوجہ ہوتی ہے۔

یاریں ڈیہان نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ اگر چند اجباب باہم ملکر اوسط رفت جانے کا قصد کریں تو میں بھی ضرور بٹاک کے پہاڑوں میں بغرض سیر و تفریح اور شکار جاؤں اگر آپ کی مرضی ہے تو میں ایک کشتی کرایہ کر کے ایک ہفتہ کے لئے آپ کے ساتھ اون پہاڑوں میں جانے کے لئے آمادہ ہوں جتنے بارن و دیہان کی زبانوں میں اوس قوم کے حالات جو کچھ سنئے تھے اوس سے ہمارے ولیمین اوس ملک اور اوس

قوم کے دیکھتے اور اوس کے طرز معاشرت معلوم کرنے کا زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور اس دریائی سفر کے لئے سیر و تفریح اور شکار ہلکا ایک ذریعہ ہو گیا ہمنے یارن ڈیہان کے ارادہ کے ساتھ اتفاق کیا اور نہایت خوشی سے اوس وحشی ملک میں شکار کو جانے کے لئے ہم تیار ہوئے یارن نے اس سفر کا ضروری انتظام کیا مین میجر لول کپٹن ونڈرم مرزا عبداللہ بیگ۔ ممتاز یار جنگ۔ ڈاکٹر کارب اپنے میزبان یارن ڈیہان کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کے دریائی راستہ سے بنک کے پہاڑوں کی طرف عازم ہوئے۔ ہمارے کل ہمراہی کشتی میں ہتھے بولتے خوش و خرم جارحانہ گنگو ڈاکٹر کارب کی کچھ عجیب حالت تھی کہ وہ نہایت مغموم اور فکر مند معلوم ہوتی تھی مرزا عبداللہ بیگ نے جب اون سے فکر کا سبب پوچھا تو اونہوں نے نہایت افسوس کے ساتھ کہا کہ ہم ایسے ملک میں آئے ہیں جہاں کے باشندے بالکل وحشی اور مردم خوار ہیں اور آدمیوں کو زہر آلود تیروں سے مارتے ہیں ایسی حالت میں وہاں جانا کقدر خطرناک امر ہے چونکہ میں بحیثیت ڈاکٹر نواب انسر خنگ بہادر کے ساتھ ہوں اس لئے میں اون سے علیحدہ بھی نہیں ہو سکتا ورنہ میں ضرور واپس چلا جاتا مین اپنے مکان پر اپنے چہوٹے چہوٹے بچے چھوڑ کر آیا ہوں اس وحشت انگیز سفر میں ہر وقت وہ مجھے یاد آتے ہیں مین نہایت متروک ہوں کہ میں کیا کروں ڈاکٹر کارب کی اس حسرت آلود تقریر سے سب لوگ ہنس پڑے۔ یارن ڈیہان بڑے ظریف مزاج اور خوش طبع تھے اونہوں نے ڈاکٹر کارب کی یہ تقریر سنی تو خوش

طبعی سے کہا کہ ڈاکٹر کا سبکی فکر اس موقع پر بہت صحیح ہے اور اس کا خیال درست
 اس لئے کہ وہ دبیلے پتلے آدمی سے مزاحم نہیں ہوتے جو آدمی کہ زیادہ فربہ اور
 قوی جیشہ ہوتا ہے وہ اسکو دور رہی سے ناک کے زہر آلود تیروں سے شکار کر لیتے
 یا کسی نہ کسی حیلہ اور تدبیر سے اسکو اپنے قابو میں لاس کے مثل بکری کے فرج کر کے
 بڑے مزہ سے کھا جاتے ہیں یا رن ڈوہان نے یہ بھی بیان کیا کہ جطرح بکری اور
 دوسرے جانوروں کے بعض اعضا کا گوشت زیادہ لذیذ سمجھا جاتا ہے اسی طرح
 وہ آدمی کے سینہ اور پنڈلیوں کے گوشت کو زیادہ لذیذ سمجھتے ہیں اور گورے
 رنگ والے کے گوشت کو تو وہ نہایت ہی لذیذ جانتے ہیں یا رن ڈوہان کے
 اس بیان سے ڈاکٹر کا رب کے دلپر کچھ ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے کہا نا پینا مائل
 چھوڑ دیا اور کسی وقت کشتی سے باہر نہ گئے اور ہمیشہ مغموم رہنے لگے جبکہ ڈاکٹر
 کا رب زیادہ متفکر ہوتے اور سیدھے سب لوگ انکو زیادہ چہرہ کرتے تھے۔

غرض تمام دن ہماری کشتی ندی میں چلتی رہی ندی کے دونوں طرف انواع
 و اقسام کے موزوں اور خوش وضع درخت اوگے ہوئے تھے اور دونوں طرف
 سبز لہلہا نا نہایت خوشنما اور بہلا معلوم ہوتا تھا ندی کے کناروں سے کچھ فاصلہ
 دور سے ہرن چرتے ہوئے ہکو نظر آتے تھے صبح کے وقت ندی کے کنارہ
 جا بجا بہت سے مگر بائی سے بائیں نکل نکل کے ریٹ پر پڑے ہوئے وہو پ
 کہا تے دکھائی دیتے تھے ندی میں کشتی کا روان ہونا دونوں طرف سبز ہزار اور

جنگلی جانوروں کا دور دوسرے دکھائی دینا پزند جانوروں کا درختوں پر انواع و اقسام کی بولیوں کا لونا اور چھپانا خاص کر آفتاب غروب ہوتے وقت بہت ہی لطف انگیز معلوم ہوتا تھا آفتاب غروب ہوتے وقت ہماری کشتی ٹھہرائی گئی اور شب میں ندی کے کنارہ کھڑی رہی۔

دوسرے دن آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہم جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے گئے جہاڑی اس قدر گنجان تھی کہ آدمی کا گزردشوار تھا اور کوئی جانور نظر نہ آتا تھا جہاڑی کے علاوہ جا بجا پانی تھا جبکہ وجہ سے ہلو شکار کا بالکل موقع نہ ملا۔ آخر ہم جنگل سے پاٹ کے آئے اور پہر کشتی میں سوار ہو کے آگے کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز مقام ٹان جان کو یہ مین پہنچے یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور ٹیک قوم کی کوہستانی سرحد سے باہر ہے چند سوڈیش لوگ یہاں پر تبا کوئی کاشت کرتے ہیں ایک سوڈیش ٹیک اکرڑیا نے یہاں اپنا مکان کیا ہم مین روز نک اون کے یہاں رہے اس جگہ ہلو ٹیک کی قوم کے اکثر حالات معلوم ہوئے جس کے سننے سے نہایت درجہ تعجب ہوا کہ اس تہذیب کے زمانہ میں جو کوہستان اور جنگلوں کی بے دلی مختلف اقوام میں ہر قسم کی شائستگی اور قابلیت کے آثار کی ترقی ہے اور جوانی خصال سے نکلنے اور انسانی صفات میں داخل ہونے کے لئے ہلائی اور اعلیٰ کوشش کر رہا ہے یہ عجیب وحشی قوم ہے کہ اپنی نوع ہی کے ساتھ بیاع کی خصلت اور عادت رکھتی ہے اور باوجود قرب جوار ہند ملکوں کے وحشیانہ

۱۔ اطوار سے سکونت پذیر ہے اور اب تک مردم خواری کی عادت نہیں چھوڑی اور
 اہمیت کی کوئی صفت پیدا نہیں کی اور نہ اس کے لئے کچھ کوشش کرنی ہے اس موقع
 پر اس کی تفصیلی کیفیت معاشرت کے لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے لیکن عجیب
 و غریب اطوار ہونے کی وجہ سے بعض بعض اصول اسکے ذیل میں لکھے جاتے ہیں
 واضح ہو کہ سامان کے مغرب اور جنوب کی جانب بالکل جھاڑی اور جنگل ہے اور ندیاں
 کثرت سے ہیں سامان سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب بڑا
 لائق جنگل ہے جس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے پہاڑ اور بڑے بڑے غار ہیں
 ان پہاڑوں کے غاروں میں بٹک قوم مسکن گزین ہے۔ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے
 چھپرے کے بھی مکانات ہیں جو دور سے نظر آتے ہیں یہ قوم کسی حاکم کے تابع فرمان
 نہیں بالکل آزاد اور وحشیانہ طور پر اپنی زندگی بسر کرتی ہے انکی باہمی شادی کی تقاضا
 اور غم کے رسوم بھی بالکل وحشیانہ ہیں اس قوم میں جب کوئی سفر شخص مرجا رہا ہے
 تو سردار قوم یا اپنے عزیز کا گوشت نہیں کھاتے اگر قصور کی سزا میں کوئی شخص مارا
 جاوے تو عزیز کا گوشت بھی کھانا روا سمجھتے ہیں اور اسکی لاش کے موافق ایک درخت
 کو کاٹ کر اس کے تنہ کو اسطور پر مجتوف کرنے ہیں کہ اسکی لاش تنہ درخت کے
 جوف میں سما سکے لاش کو اوسمین رکھ کر دونوں طرفوں سے اور سامانہ بند کر دیتے ہیں
 اور ایک بلند درخت سے اسکو لٹکا دیتے ہیں اور مردہ کے عزیز و اقارب اس
 درخت کے پنجے پر راعت کرتے ہیں اور اس مقام میں کوئی نہ کوئی مردہ کا رشتہ دار

رات دن ایک سال تک حاضر رہتا ہے جو وقت زراعت تیار ہو جاتی ہے تو
اوسکو کاٹکر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

غریب کی لاشوں کو یا تو کہا جاتے ہیں یا درختوں پر باندھ دیتے ہیں کسی مردہ کو زمین
میں دفن نہیں کرتے اسی طرح اس قوم کے شادی کے رسوم بھی زمانہ سے نرالے
ہیں جو ان لڑکی جب تک کہ اوسکی شادی نہیں ہوتی بالکل خود مختار رہتی ہے۔
شادی ہونے کے بعد اگر وہ عورت فعل قبیح کی مرتکب ہوتی ہے تو اوسکی سزا قتل
ہے وہ عورت قوم بٹک کے راجہ کے سامنے لائی جاتی ہے اوسکو اس قدر نشہ پلاتے
ہیں کہ وہ بخود ہو جاتی ہے پہرہ مالش کے ایک نوکدار آلہ سے اوسکی گردن میں اسطور
پر مارتے ہیں کہ وہ عورت مر جاتی ہے۔ مرنے کے بعد اوس عورت کا گوشت پٹھان
تقسیم کیا جاتا ہے چہاتیان اور پٹڑ لیان خاص اوس عورت کے خاوند کا حق ہوتا ہے
داون لوگون میں ان دونوں اعضا کا گوشت نہایت لذیذ تصور کیا جاتا ہے اور
اوسکی رائیں حاکم وقت یعنی راجہ کو دی جاتی ہیں باقی گوشت اوسکے عزیز اور
دوسرے لوگ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اس وحشی قوم میں مردم خواری کی یہ بری رسم
اتہک جاری ہے۔

ایک گاؤں کے لوگ جب دوسرے گاؤں کے لوگوں سے لڑتے ہیں تو جو
گروہ مغلوب ہو جاتا ہے اوسکو غالب گروہ گرفتار کر کے لے جاتا ہے اور وہ لوگ
راجہ کے غلام خیال کئے جاتے ہیں گرفتاروں میں جو لوگ قسم نکور سے ہوں یا

اناث سے اگر کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں تو وہ اونکو مار کے کھا لیتے ہیں اور حیو مر
اور عورتیں تو انا اور کام کرنے کے لائق ہوتے ہیں۔ اون سے وہ کہتی باڑی وغیرہ
کا کام لیتے ہیں۔

یہ لوگ ضرورت کے موافق مکا اور چاول کی زراعت کر لیتے ہیں انکی سکونت
تقریباً پانسو میل کے رقبہ زمین میں ہے اتنے رقبہ زمین میں چند راجے حکم ان
ہیں اور ان سب کے حدود علیحدہ علیحدہ ہیں آپس میں اکثر حدود کے مناقشہ پر باہم لڑائی
ہوتی ہے اس کے ہتیار لابی لابی چہرے اور تیرکمان ہیں بالنس کی گمانیں ہوتی
ہیں شکار کے وقت اور لڑائی میں وہی تیرکمان استعمال کرتے ہیں۔

اس مردم خوار قوم سے اطراف و جوانب کے باشندے ہمیشہ اندیشناک
رہتے ہیں لیکن یہ لوگ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں ہی میں سکونت پذیر
رہتے ہیں اور کسی طرف جانے کا ارادہ نہیں کرتے اور قدیم سے انہیں مقامات
میں اپنی گزراں کرتے ہیں البتہ کبھی کبھی اوس وحشی قوم کے مرد اور عورتیں باہم
لڑ کے اپنی سرحد سے دوسرے گاؤں میں محنت و مزدوری کی غرض سے کھجاتے
ہیں اور اس ذریعہ سے اپنی اوقات بسر کرتے ہیں جب ایسے لوگ دوسرے
مقامات میں اتفاق زمانہ سے چلے جاتے ہیں تو اونکی قوم کے حالات اون کی
زبانی بخوبی معلوم ہو جاتے ہیں چنانچہ ہم نے اپنے منیر بان کی قیام گاہ میں قوم
ٹیک کی ایک جوان لڑکی دیکھی جو اونکی خانہ داری کا سبب اشتہام کرتی تھی اور اسکا

ایک بہائی بھی وہاں موجود تھا اور اسکے بہائی کی زبان معلوم ہوا کہ جب تک اس لڑکی کا دل چاہے گا یہاں رہے گی اور جب اپنے ملک کو جانا چاہے گی تو صاحب خانہؒ اجازت لیکر جائے گی اس قوم کا عام دستور یہ ہے کہ جب اونکی لڑکیوں کے اولاد پیدا ہوتی ہے تو اون کے مان باپ اپنی اولاد کی اولاد کو لے لیتے ہیں اور اپنے قومی رسم و رواج کے موافق اونکی پرورش کرتے ہیں طوالت کی وجہ سے اونکے اکثر رسوم لکھنے سے ترک کر دے گئے۔

غرض تین روز تک ہم وہاں مقیم رہے جب شکار کے ملنے سے ہمارے بالکل ماہی ہو گئی تو ہم سارے کی طرف واپس ہوئے اور اپنے دوست یارن ڈیرہان کے مکان پر اوترے اور پیراون سے بھی رخصت ہو کر جہاز پر سوار ہوئے اور سیلون پہونچ کر چند روز قیام کیا اور سیلون سے خیر و عافیت کے ساتھ بلدہ حیدر آباد کی طرف ہٹنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مراجعت کی۔

آلہ اور پروت گیری کی طرف اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا

شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا۔

بندگان حضرت حضور پر نور نے غرہ رمضان ۱۲۳۰ھ ہجری مطابق ۲ مئی ۱۸۸۹ء

کو تالاب پاکہال کی طرف شیر کے شکار کے لئے غزم فرمایا۔ صوبیدار سمت شرقی اور تعلقدار خلع و زنجار کو رونق افزوی سواری مبارک سے اطلاع دی گئی۔ مقام

کتہ کندہ پر خیمہ جات سرکاری نصب ہوئے۔

بندگان حضرت کی اسپیشل ٹرین صبح کے وقت گہن پورہ اسٹیشن پر پہنچی۔ وہاں سے اعلیٰ حضرت بھی مین سوار ہو کر کتہ کندہ کو جو اسٹیشن سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا تشریف لے گئے۔

دوسرے روز میو رال کنٹسٹ گارے کی خبر آئی پہاڑ کا ہانکہ کیا گیا۔ لیکن شیر نظر نہیں آیا شکار یونکی زبان معلوم ہوا کہ لین کی ہنی طرف شیر نکلیگا۔ چوتھی ماہ مئی ۱۸۱۹ء کو شیر نے قلعہ کے پہاڑ میں گارا کیا یہ پہاڑ شکر گاہ شاہی سے بہت قریب تھا مشہور ہے کہ راجہ یرتا بارہ ور اس نے اس پہاڑ پر پتھروں کی دیوار بنوا کے قلعہ کی بنیاد ڈالی تھی مگر قلعہ میں برج وغیرہ کچھ نہیں ہیں دور سے فصیل کے طور پر صرف دیوار نظر آتی ہے اور اس میں رہنے کے مقامات وغیرہ کا کچھ نشان تک نہیں ہے کتہ کندہ کے نام سے یہ قلعہ مشہور ہے۔

شیر۔ بوزچہ۔ ریچھہ اور خنگلی جانور اس میں رہا کرتے ہیں تمام کے قریب اوس پہاڑ میں ہانکہ ہوا۔ شکر گاہ شاہی نزدیک ہونے کے باعث شیر گارا کر کے نکل گیا۔ دوسرے روز جب اعلیٰ حضرت خیمہ سے برآمد ہوئے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضور کے دہنے پاؤں میں کچھ درد ہے جسکی وجہ سے رفتار کے وقت کچھ لنگ فرماتی ہیں حکیم احمد علی صاحب سواری مبارک کے ہمراہ تھے اعلیٰ حضرت نے انکو یاد فرمایا۔ حکیم صاحب نے دیکھا کہ گہٹنے کے اوپر ایک پہنسی مثل چپوٹے آبلہ کے نمودار ہوئی

اور اسکے اطراف میں نہایت سرخی ہے۔ حکیم صاحب کو نہایت تشویش ہوئی۔
اس لئے کہ اس پہنسی کی شکل معمولی شبورات سے بالکل علیحدہ تھی۔
بندگان حضرت کا مزاج اس قدر متحمل اور مستقل واقع ہوا ہے کہ کسی قسم کی تکلیف
یا درد ہو کبھی اظہار نہیں فرماتے حکیم صاحب کے معروضہ پر صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ
کہ پہنسی کے مقام پر سوزش بہت ہے حکیم صاحب نے تخفیف ورم اور کمی درد کے
لئے کچھ دوا لگا کر پٹی باندھ دی شام کو جو وقت پٹی کھولی تو حکیم صاحب کو نہایت
پریشانی ہوئی پہنسی کے اطراف میں سرخی بڑھ گئی تھی اور آبلہ کے اطراف میں اور
چھوٹی چھوٹی شبورات پیدا ہو گئے تھے۔

حکیم صاحب کو اپنی راتے قایم کرنے میں نرد و تنہا کہ یہ کس قسم کی پہنسی ہے۔
چونکہ اس مقام پر سوزش بھی بہت تھی اس لئے یہ خوف ہوا کہ کہین رشتہ کا آبلہ نہ ہو۔
بہر حال یہ امر قرار پایا کہ رزیدینسی سرجن ڈاکٹر لاری صاحب طلب کئے جائیں فوراً
ڈاکٹر صاحب مفر کو ٹیگ لگام دیا گیا دوسرے روز صبح کو میل ٹرین میں ڈاکٹر لاری صاحب
حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کے پاؤں کی پہنسی کو دیکھ کر کچھ دوا تجویز کی ڈاکٹر صاحب
کی زبانی یہ امر سنکر سہوٹ کو اطمینان ہوا کہ رشتہ کی شکایت نہیں ہے تین روز تک
ڈاکٹر لاری صاحب لشکر گاہ میں رہے ہر صبح و شام اعلیٰ حضرت کے پاؤں کو دیکھتے
اور پٹی بدلتے تھے چوتھے روز فضل الہی سے درد میں تخفیف ہوئی۔ سرجی بھی بہت
سابانی کے کم ہو گئی ڈاکٹر لاری صاحب نے عرض کیا کہ میری لڑکی مس ایڈٹ لاری

کی کل شام کو سالگرہ ہے اگر اجازت ہو تو میں بلدرہ کو واپس جاؤں ہندگان حضرت نے خوشی سے اجازت مرحمت فرمائی۔ ڈاکٹر لاری صاحب شب کی میل ٹرین میں بلدرہ کو روانہ ہوئے۔

اعلیٰ حضرت کے پاؤں میں پہلے جو گھٹنے کے قریب ایک پہنسی آبلہ کے طوڑ ہوئی تھی اوس کے اطراف میں صد باجہوٹی چہوٹی پہنسن ہو گئیں جن کے درد سے پاؤں کو جنبش دینے اور چلنے پھرنے سے نہایت تکلیف ہوتی تھی غرض کہ اعلیٰ حضرت نے باوجود اس تکلیف کے اوسی جرات اور بہادری سے ایک روز بھی کیا نپ میں آرام نہیں فرمایا ہمیشہ باہر رونق افروز ہوئے اور شکار کو تشریف لیجانے سے ایک روز کیا نپ کے قریب سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت نے درد پاکی اوسی حالت میں شکار کو تشریف لیجانے کا ارادہ فرمایا۔ پاؤں کے درد سے گھوڑے پر سوار ہونا دشوار تھا اسلئے ارشاد اقدس ہوا کہ اگر شکر گاہ میں عہدہ داران ضلع کے پاس کوئی پالکی ہو تو طلب کیا وے چنانچہ تعلقدار صاحب کی پالکی منگائی گئی ہندگان حضرت اوس پالکی میں سوار ہو کر شکار کو رونق افروز ہوئے۔

جس درخت پر اعلیٰ حضرت کے لئے مچان باندھا گیا تھا۔ جہان تک ممکن تھا اوس کے قریب پالکی لے گئے بہر حال پالکی سے اتر کر اعلیٰ حضرت کو درخت تک پیادہ پا چلنا پڑا جس سے پاؤں کا درد زیادہ ہو گیا اوس درد کی شدت میں زمین سے مچان تک تقریباً بیس فٹ سیڑھی پر چڑھنا آسان امر نہ تھا چونکہ گھٹنے سے اوپر تک

ڈاکٹر صاحب نے بیانِ باندہ دیا تھا اس لئے پاؤں کو خم نہیں دیا جاتا سید ہا پاؤں
 سامنے کو لانا ہا کر کے حضرت مچان پر بیٹھے۔ بندگانِ حضرت کی مستقل مزاجی اور
 صدمہ درد کی برداشت اور شکار کا دلی شوق اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ پاؤں
 میں باوجود استقامت درد ہونے کے جب گارے کی خبر آئی۔ غلبہ شوق شکار سے
 اعلیٰ حضرت خیمہ میں تشریف نہ رکھ سکے اور اسی درد کی حالت میں جب طرح ممکن ہوا
 ہر قسم کی تکالیف کو افرام کر شکار کو تشریف لے گئے۔ شکاریوں کو بہت امید تھی کہ
 شیر جھاڑی میں موجود ہے نکلے گا۔ جنگل ہی اچھا تھا جب ہانکہ نصف پہاڑ سے گزر گیا
 اس وقت بعض گاؤں والے شکاری جو پہاڑ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے
 انہوں نے اشارہ کیا کہ شیر ہانکہ والوں کی لین کے بائیں طرف سے نکلے دوسرے
 پہاڑ کو جا رہا ہے غرض شیر چلا گیا اور اعلیٰ حضرت کے سامنے نہ آیا قریب شام کے
 بندگانِ حضرت لشکر گاہ میں مراجعت فرما ہوئے پالکی سے پہاڑ تک پیادہ جانے
 اور سیڑھی پر چڑھنے سے پاؤں کو زیادہ ہرج پہونچا شکوہ اور زیادہ درد رہا۔
 ۱۲ ماہ مئی کو گارے کی خبر آئی بندگانِ حضرت درد کے باعث پیر پالکی میں تشریف
 لے گئے۔

اعلیٰ حضرت کا مچان پہاڑ کے سامنے ایک تنیدہ و س کے درخت پر باندھا گیا
 ناور جنگ حضرت کے وہنی طرف ایک مچان پر بیٹھے ہانکہ شروع ہوا شیر پتھر و نمین
 سے نکل کر آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے آ رہا تھا اس وقت رسالہ کا ایک سوار جس نے

اپنا گھوڑا ایک درخت سے باندھ دیا تھا اور خود درخت پر بیٹھا تھا اوس نے آواز دینا شروع کیا شیر اوس کی آواز سے واپس ہو کر میاڑ کے پتھر و زمین چلا گیا۔
 ہانکے والے شیر کو نکلتا دیکھ کر سب اپنے اپنے مقامات پر کھڑے ہو گئے شکاریوں نے جب دیکھا کہ شیر گوی میں چلا گیا ہے تب اتشیازی کے کویت اور بان چلانا اور گویون میں چھینکنا شروع کیا ایک شکاری آدمی پتھر پرتھا اوسکی نظر شیر پر پڑی اوس نے اونٹنکار یون کو اوپر بلایا۔ اور ایک کویت اتشیازی کا سلگا کر جس مقام پر چھینکنا شیر بیٹھا تھا پھینکا۔ بھرد کویت کے روشن ہو کر آواز دینے کے شیر غراتا ہوا پھاڑے نکلا۔ اتفاقاً فاضل بیگ اوسی راستہ میں کھڑے تھے جس راستہ سے شیر غضبناک حالت میں آواز دیتا چلا آتا تھا۔

فاضل بیگ شکاریوں میں بڑے تجربہ کار ہیں۔ بہت شیر و ن کو اونہوں نے نزدیک اور دور سے دیکھا تھا اور پہلے میرے ساتھ شکاریوں میں وہ زخمی ہو چکے تھے جب اونکی نظر شیر پر پڑی جب انہوں نے خیال کیا کہ آج موت کا سامنا ہے اور یہ شیر اب جیتنا چھوڑے گا۔

قدیم شکاریوں کو ایسے وقت میں اپنا آپکو بچانے کے بہت ڈر ہوا ہوتا ہے لیکن شیر کے مقابلہ میں فاضل بیگ کو اس قدر فرصت نہ ملی کہ وہ اپنی حفاظت کا کوئی حیلہ سوچتے مگر تب ہی انہوں نے موقع کو ہاتھ سے نہ دیا اونکے سامنے جو ایک چھوٹی سی نالی تھی اونہوں نے اپنے آپکو فوراً اوس میں گرادیا اور اپنے جسم کو نالی میں ایسا چھپا

کہ باہر سے دیکھنے والوں کو فقط اونکی سپیٹھ نظر آتی تھی۔

فاضل بیگ نے زمین میں چھپنے کے لئے ایسی کوشش کی کہ اگر وہ مالی بڑی یا وہاں کوئی سوراخ ہوتا تو وہ مثل خرگوش کے اوسین گھس جاتے مگر وہ جبکہ اتفاق سے استفد رنگ تھی کہ نصف جسم اونکا زمین میں پوشیدہ ہوا اور نصف اوپر کو نظر آتا رہا۔

شیر ایک چشم زدن میں فاضل بیگ تک آ پہنچا ہر چند کہ منہ زمین کی طرف ہونے سے وہ خود شیر کو دیکھ نہین سکتے تھے لیکن شیر کی آواز بخوبی سن سکتے تھے۔

شیر کا غراتے ہوئے آنا اور اسکے پاؤں کی آواز سناتا تھا کہ انہوں نے اپنے کو مثل قالب بچان کے مصنوعی قبر میں ایسا دفن کیا کہ شیر اونکے پاس پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ ابھی یہاں آدمی کھڑا تھا یا ابھی ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے شیر آواز دیکر

جس مالی میں فاضل بیگ دبے ہوئے تھے اوسپر کھڑا ہوا اب فاضل بیگ شیر کے نیچے آگئے اون کے شانوں کی دونوں طرف شیر کے دونوں اگلے پاؤں اور اونکے پاؤں کے نیچوں کے پاس شیر کے پیچھے پاؤں تھے اور شیر کا منہ اون کے سر کے مقابل تھا۔

جو لوگ کہ درختوں اور پتھروں پر قریب میں بیٹھے ہوئے تھے اونکا بیان ہوا کہ جب شیر فاضل بیگ کے جسم پر آکر کھڑا ہوا اوسوقت سوا شیر کے فاضل بیگ کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہین آتا تھا جب شیر کو زمین پر کسی قسم کی جنبش معلوم نہ ہوئی تو اونکے ایک پنجہ اونکے دہننے شانہ میں مارا جس سے فاضل بیگ کا شکاری کوٹ پٹیکر

تین ناخن اندازاً دیر ۱۵ انچہ گہرے سونڈ ہے مین لگے۔

فاضل بیگ جو ہمیشہ سر پر ایک بڑا خاکی رنگ کا عمامہ باندھتے تھے شیر نے
اوسپر منہ مارا چونکہ فاضل بیگ نے منہ اور سر کو نالی مین خوب چھپایا تھا اس لئے
پچھلا حصہ شیر کے منہ مین آگیا۔

فقط دو دانتوں کا زخم تقریباً ایک انچہ گہرا اور تین انچہ لانا اون کے سر
مین لگا۔

شیر نے عمامہ منہ مین لیکر ایک جست کی اور عمامہ کو چپاتا غصہ کرتا آواز دیتا ہوا
دوسرے پہاڑ کے طرف چلا گیا۔

فاضل بیگ نے سر مین دوزخ بڑے استقلال سے کہائے لیکن ہاتھ یا پاؤں
سرو نہ ہلایا۔ ہر چند کہ شیر چلا گیا لیکن فاضل بیگ اپنی جائے سے ہنیں ہلے۔

بہادر بیگ شکاری جو نزدیک ہے دوڑ کر آئے اور اونکو زمین سے اٹھایا
جب انہوں نے اپنے جسم کو جو تھوڑی دیر تک بالکل بے حس و حرکت رکھا تھا
جنبش دینا شروع کیا کہ کونسا عضو جسم کا شیر کے کام آیا ہے تھوڑی دیر مین فاضل بیگ
کو یہ ثابت ہوا کہ سر اور شانہ سے خون روان ہے اور سوا عمامہ کے باقی سب اسباب
موجود اور اونکے اعضا درست ہیں۔

ایک شکاری چہری جو ہمیشہ کمر مین رہتی تھی اور شیر کے حملہ کے وقت
اونہوں نے نیام سے نکال لی تھی وہ بحال خود دھننے ہاتھ مین تھی۔

فاضل بیگ نے بہادر بیگ سے اول یہ سوال کیا کہ میرا عمامہ کہاں ہے اور ہونے
نے جواب دیا کہ شیر لے گیا۔ تب فاضل بیگ نے کہا کہ میرے کہاں کے پان
اور تما کو بھی اوسی میں تھا۔

اونہوں نے جواب دیا کہ شیر نے وہ سب کہا لیا ہوگا۔ غرض کہ فاضل بیگ کو
اوٹھا کر آہستہ آہستہ جس جگہ کہ اعلیٰ حضرت کا مچان تھا اوس طرف لائے چونکہ شیر پہاڑ
سے نکل گیا تھا سب ہانکے واسطے بھی اوتر آئے۔

ڈاکٹر میر احمد علی نے زخمون کا امتحان کیا سر دست کار بالک اسٹڈ کے سلوٹن
سے زخمون کو دیو کر پٹی باندھ دی اور فاضل بیگ کو چار پائی پر ڈاکٹر شکر گاہ میں
روانہ کیا۔

بندگان حضرت بھی یا بو پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے راہ میں ڈاکٹر صاحب
نے کہا کہ مونڈ ہے پر فقط ناخن کا زخم ہے وہ جلد اچھا ہو جائے گا لیکن سر کا زخم گہرا
ہے اگر دماغ تک صدمہ پہنچا ہے تو زخمی کا بچنا دشوار ہوگا شکر گاہ میں پہنچ کر ڈاکٹر
صاحب نے زخمون کو ٹانگے سے فاضل بیگ کے زخمی ہونے سے اعلیٰ حضرت کو ہٹا
افسوس ہوا۔ اکثر ہمارا ہبان سواری مبارک اوسکے دیکھنے کے لئے گئے بہت عرصہ
میں فاضل بیگ کو جانتا ہوں گزشتہ بیس سال سے میرا کوئی ایسا شکار نہیں ہوا کہ
جس میں فاضل بیگ شریک نہ ہوں۔ اکثر شکار کا انتظام اوسکے سپرد رہا ہے۔

فاضل بیگ کے زخمی ہونے کا یہ دوسرا وقت ہے جرات اور دلیری ان کا

خاندانی جو ہر سہے۔ انکا چہرہ نا بہانی حیدر بیگ میرے والد کے ساتھ نیکار میں زخمی
ہوا تھا۔ غرض مجھ کو فاضل بیگ کے زخمی ہونے اور اون کے سر میں زخم آنے
سے نہایت افسوس ہوا میں جب فاضل بیگ کو دیکھنے گیا او سو وقت ڈاکٹر صاحب
زخموں کو ٹانکے دیکھتے تھے۔

فاضل بیگ ہمیشہ بیان کرتے تھے کہ ملک برابر کے کوہ سرد پر وہ میں کسی
بزرگ نے ایک درخت کا پتا بتا دیا تھا کہ اگر کوئی شخص اس درخت کے پتے
اپنے پاس رکھے گا تو شیر یا اور کوئی وزند جانور اس آدمی کو زخمی نہ کر سکیگا۔
فاضل بیگ کو ایسے بیان پر اعتقاد تھا اور اس درخت کے پتے اپنی پاس
ہمیشہ رکھا کرتے تھے میں نے فاضل بیگ سے کہا کہ ادن پتوں آجکے روز نکو شیر
سے نہیں بچایا او نہوں نے جواب دیا کہ وہ پتے آج اپنی گپڑی میں رکھنا میں بہول
کیا تھا۔ زخمی ہونے سے ایک ہفتہ بعد فاضل بیگ کے سر کا زخم بہت خراب
ہو گیا ڈاکٹر صاحب کو اونکی زندگی سے مایوسی تھی لیکن پیر تھوڑے زمانہ میں زخم
درست ہونا شروع ہو گیا اور تقریباً دو مہینے میں وہ بالکل تندرست ہو گئے۔

دسویں رمضان شریف ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۸۸۹ء کو بندگان حضرت

نے کتہ کنندہ سے مقام پروت گیری کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا یہ مقام قی کندہ اسٹیشن
سے ۶ میل کے فاصلہ پر ریلوے لین سے جنوب کی جانب واقع ہے۔

۱۳ رمضان ۱۳۰۶ھ کو لشکر گاہ پروت گیری میں بذریعہ ٹیلیگراف کے شہر سے

خبر آئی کہ ہمارا جہز نریندر پٹیکار صاحب نے ۱۲ رمضان ۱۳۳۷ء کو انتقال کیا۔

پردت گیری کے جنگل میں دو تین ہانکے ہوئے لیکن کچھ شکار نہ ملا۔ ۲۲ مئی ۱۹۱۹ء کو اور جنگ بہار نے ایک بوز بچہ شکار کیا شکر گاہ سے مشرق کے اطراف چار میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ پوئی گٹ کے نام سے مشہور ہے اور میں شیر نے گار کیا شکاری خبر لائے کہ شیر پہاڑ پر موجود ہے۔

بندگان حضرت وقت مقررہ پر شکار کو رونق افروز ہوئے پہاڑ کے قریب ایک درخت پر اعلیٰ حضرت کے لئے ایک بچان باندھا گیا اور سپر اعلیٰ حضرت رونق بخش ہوئے ہانکے شروع ہونے کے چند منٹ بعد بندگان حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر پہاڑ سے اتر کر سیدہ حضرت کی طرف چلا آتا تھا بندگان عالی کمال مسرت سے رہن کو دست مبارک میں لئے ہوئے تیار تھے شیر کبھی گھانس اور جھاڑی میں پنہان ہو جاتا اور کبھی نظر آتا۔ کبھی کبھار ہانکے دالوں کی آواز سنتا اور آہستہ آہستہ آگے کو بڑھتا تھا۔

بندگان حضرت کے بچان کے سامنے چند درخت تھے کسی شکاری نے غلطی سے ایک گاؤں والے آدمی کو اوپر بٹھا دیا تھا وہ آدمی درخت کے پتوں میں اس قدر پوشیدہ بٹھا تھا کہ حضرت کو بچان پر سے بالکل دکھائی نہیں دیتا تھا۔ شیر جب اس درخت کے نیچے آیا اور وقت یکایک اس آدمی کی نظر شیر پر پڑی شیر کو دیکھ کر ڈرا اور بے اختیار جلانا اور درخت کی ڈال میں پڑ کر لڑی مارنا شروع کیا شیر اس کی آواز سن کر پہاڑ پر والی چلا گیا اگر یہ آدمی سامنے نہ ہوتا تو شیر بندگان حضرت کے بہت قریب سے نکلتا شیر کے پہاڑ

کے طرف جانے سے یہ خیال ہوا کہ وہ ہانکے والوں کے شور و غل سے دوسرے پہاڑ کو چلا جائے گا لیکن وہ پہاڑ کی دہنی طرف جس جگہ کہ نادر جنگ کھڑے تھے اُن کے ہاتھی سے تقریباً ویڑ سو وار کے فاصلہ سے نکلا۔

نادر جنگ نے دو گویان چلائیں تیسرے زخمی ہو کر پہاڑ میں چلا گیا۔ شکاری لوگ جب واپس آئے اونکی زبانی معلوم ہوا کہ شیر کی پیٹھ میں گولی لگی ہے زخم سے خون نکل کر زمین پر گرتا جاتا ہے پہاڑ میں بہت بڑے بڑے غار اور گوتیں ہیں اگر اسوقت زخمی شیر کی تلاش کی جائے گی تو ضرور کسی آدمی کو نقصان پہونچائے گا۔

چونکہ شیر کو زخم کاری لگا ہے شب کو ضرور مر جائے گا اس لئے اب شیر کا تعاقب نہ کیا جائے دوسرے روز تلاش کرنا مناسب ہوگا۔ عرض کہ زخمی شیر کی تلاش موقوف کی گئی اعلیٰ حضرت لشکر گاہ میں مراجعت فرمایا۔

دوسرے روز صبح کو میں اور نادر جنگ سب شکاریوں کو ہمراہ لیکر زخمی شیر کی جستجو میں گئے شکاری لوگ خون کے نشان سے اس گوی تک گئے کہ جہین شیر گیا تھا لیکن وہ گوی اتنی لابی تھی اور تمام پہاڑ کے قلب میں اسکی شاخیں اس کثرت سے گئی تھیں کہ شیر کا کہین پتہ نہ ملا ہر چند آتش بازی چلائی گئی اور شکاری کتے گویوں میں چھوڑے گئے کچھ غنیمت نہ ہوا۔

۲۹ ماہ رمضان ۱۲۱۵ مطابق ۳۰ ماہ مئی ۱۸۱۵ء کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام ملکہ نے لشکر گاہ پروت گیری سے مقام ہنمکنڈہ میں رولق افروز ہو کر شکاری کھانا

میں قیام فرمایا۔

غزہ سوال ۳۶ کہ کو دربار کا حکم پہا صوبہ دار صاحب سمت شرقی کی کچہری دربار کے لئے مقرر کی گئی۔

اعظم یار خٹک صوبہ دار سمت شرقی اور فرام جی صاحب تعلقات کے حسن انتظام سے کچہری کا مکان نہایت خوش سہولتی سے آراستہ کیا گیا۔

مکان کے احاطہ میں چاروں طرف روشنی کی گئی آٹھ بجے شب کے اعلیٰ حضرت برآمد ہوئے سب حاضرین دربار کی تندرین لین۔

اوس مقام خوش فضا میں چند روز بندگان حضرت نے قیام فرمایا۔ بعد ازاں بلدہ کو رونق بخش ہوئے۔

ہزجی دی کوئین و کٹوریہ کی جانب سے میجر کی کا عہدہ قائم

کے نام منظور ہونا

جنرل مائین کرنل مارشل صاحب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خاص سکرٹری تھے حضور پر نور نے مجرم خسروانہ اون سے ارشاد فرمایا کہ آپ رزٹنٹ صاحب کو اس طور پر تحریر کریں کہ آپ اپنی وساطت سے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں افسر خٹک بہادر کے لئے عہدہ میجر کی نامزد ہونے کے واسطے لکھیں۔ کرنل مارشل صاحب نے حسب احکام اقدس رزٹنٹ صاحب کو تحریر کیا اور رزٹنٹ صاحب نے والیس رائے بہادر کی خدمت میں

تحریک کی ویسے بہادر نے بوساطت انڈیا آفس سکریٹری آف اسٹیٹ ولایت کو لکھا۔ چار مہینے کے بعد لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہنچا جس میں انہوں نے مجھے مبارکباد دی تھی اور لکھا تھا کہ آپ کا نام سکریٹری آف اسٹیٹ نے ہر مجبئی دی کوئین کے حضور میں پیش کیا اور بیچاہ شاہی سے آپکو مہجری کا عہدہ عنایت ہوا غنیمت اسکی باضابطہ اطلاع بذریعہ ویسے بہادر کے آپکو ہو جائے گی۔

ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں میری مہجری کا آڈر ولایت سے ویسے بہادر کے پاس شملہ پہنچ گیا ویسے بہادر نے سرکاری طور پر رزیدنٹ صاحب کی بوساطت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اوس منظوری کی اطلاع دی اسکے بعد میری مہجری کاکمیشن مزیینہ دستخط ملکہ معظمہ مسٹر گاڈری رزیدنٹ حیدرآباد نے میرے پاس بھیج دیا۔

پرنس البرٹ وکٹر کا حیدرآباد میں تشریف فرما ہونا

جن زمانہ میں پرنس البرٹ وکٹر سیاحت کیواسطے ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے اور انہوں نے ہند کے دل چپ مقاموں میں جہان جہان سیر و شکار فرمایا اوسی زمانہ میں حیدرآباد میں بھی اونکی تشریف آوری کی خوش خبری سنی گئی۔

پرنس البرٹ وکٹر کو تخت انگلند سے جو خاص نسبت تھی یعنی وہ ہمارے شہنشاہ کنگ امپیراڈور ڈیفنڈ کے گرامی فرزند تھے اس لئے اونکی تشریف آوری کی خبر سنکر ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو نہایت درجہ مسرت حاصل ہوئی اونکی

مہانداری کا حیدر آباد میں اہتمام کیا گیا تھا۔ سینین مافیہ میں ویسراپان کشور ہند کی تحفہ
آوری کے زمانوں میں جو کچھ تیاریاں ریاست کی جانب سے مہانداری و مدارات میں
ہمیشہ سے ہوتی تھیں پرنس البرٹ و کٹر کے لئے اُن سے بدرجہا زیادہ خاص طور پر انتظام
واہتمام کیا گیا تھا۔

پرنس البرٹ و کٹر کی اسپیشل ٹرین تاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۴
جنوری ۱۸۹۰ء عیسوی کو اسٹیشن پر پہنچی۔ حضور پر نور اپنے معزز مہمان کے استقبال
کے واسطے اسٹیشن پر تشریف فرما ہوئے اور اسٹٹ کیا تیج میں اپنے معزز مہمان کو
سوار کر کے بشیر باغ میں جو پہلے سے اُنکی فرود گاہ کے لئے تجویز کیا گیا تھا اپنی ہمراہ
لے گئے بشیر باغ حسین ساگر کے تالاب کے کنارہ واقع ہے۔ یہ باغ نہایت سرسبز
و شاداب اور بڑا خوش فضا ہے اسکی عمارت نہایت خوش نما اور دلچسپ ہے جس
زمانہ میں بشیر الدولہ آسمانجاہ پرایم مٹر تھے اوہنوں نے اپنے رہنے کے واسطے
اوس زمانہ میں بشیر باغ کو اعلیٰ درجہ کے فرنیچر اور عمدہ ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا غرض
پرنس البرٹ و کٹر بشیر باغ میں اوترے۔

حضور پر نور نے پرنس البرٹ و کٹر کی مہانداری اور خاص خاص انتظامات کے لئے
مجھ کو ان کے اسٹاف میں مقرر فرمایا۔ میں پرنس کے زمانہ قیام تک بشیر باغ ہی میں قیام
پذیر ہو کر مہانداری میں مصروف رہا۔

جس روز شکار گاہ سرورنگر میں پرنس تشریف لگئے اور اوہنوں نے بہن کا شکا

کیا اوس روز پرنس کے سامنے سر اڈورڈ برا سفر ٹونے مجھے کہا کہ کیا خوب ہوتا کہ شاہزادہ کے سفر ہندوستان میں آپ اون کے ساتھ رہتے اور حسب طرح شاہزادہ نے ہرنون کا شکا آپ کے ساتھ کیا ہے ویسا ہی شیر اور دوسرے جانورون کا شکار آپ کے ساتھ کرتے غرض پرنس البرٹ وکٹر جتنے دنون حیدر آباد میں ہمارے حضور پر نور کے یہاں رہے یہاں کی سیر و تفریح اور شکار سے نہایت درجہ مسرور رہے۔ پھر پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد کی خدمت ہو کے مروکی کیا مپ میں شریک ہونے کی غرض سے ملک پنجاب کو تشریف لگے۔

لارڈ رابرٹ نے مقام مروکی میں جولاءِ پور سے قریب واقع ہے ایک بڑے کیواری کیا مپ آف اکسرسائیز کا انتظام کیا تھا اور اوس کیا مپ آف اکسرسائیز میں شریک ہونے کے لئے پرنس البرٹ وکٹر کو دعوت دی تھی اس لئے پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد کو سیدہ پنجاب ہی کو روانہ ہوئے۔

اوسے زمانہ میں لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہنچا جس میں انہون نے مجھے ہی مروکی کیا ولری کیا مپ میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا تھا۔ میں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے اجازت لیکر لاہور کے سفر کا عزم کیا اور بلدہ سے روانہ ہو کر چوتھے روز لاہور میں سر فرڈرک رابرٹ صاحب سے ملا اور اونکے ساتھ مروکی کیا مپ میں قیام پذیر ہوا۔ دوسرے روز پرنس البرٹ وکٹر بھی وہاں داخل ہوئے لارڈ رابرٹ استقبال کے واسطے اسٹیشن کو گئے اور پرنس البرٹ وکٹر کو ہمراہ لاکے فوجی کیا مپ میں اتارا اوسے شب میں ڈنر کے وقت پرنس البرٹ وکٹر سے میری ملاقات ہوئی دیر تک حیدر آباد کے

حالات دریافت کرتے رہے اور یہاں کے سیر و شکار کی باتیں ہوتی رہیں۔ تین روز تک پرنس ہر روز جنگ مصنوعی کے لئے جاتے اور کیا ولری کیا مپ اکسریسین شریک ہوتے تھے جب اس کیا مپ کی جگہ کارروائی ختم ہو گئی اور کیا مپ برخاست ہو گیا تو کیا مپ کے بعد لارڈ رابرٹ نے راولپنڈی جانے کے لئے ارادہ کیا پرنس لبرٹ وکٹر اور لارڈ رابرٹ ماہم ملکر راولپنڈی گئے اور دو روز وہاں قیام کر کے پہر واپس ہوئے۔ اور دہلی آکر ہ کی سیر و سیاحت کی غرض سے ریل پر سوار ہوئے اس موقع پر حیدر آباد جانی کے لیے مین نے لارڈ رابرٹ سے رخصتی ملاقات کی مراجعت کے وقت مین نے اپنے قدیم دوست کرنل مارشل کے پاس لاہور میں دو روز تک قیام کیا۔ لاہور میں مہاراجہ رام سنگھ اور مہاراجہ سر پرتاب سنگھ کے خطوط مجھے ملے ان دونوں رئیسوں نے فرط محبت سے اپنی اپنے ملک میں مہمانی کی مجھے دعوت دی تھی۔ سر پرتاب سنگھ نے دعوت کے ساتھ ایک اسٹنٹنگ کے شکار میں شریک ہونے کی درخواست کی۔ لکھا تھا یہ دونوں دعوتیں مین نے نہایت خوشی سے قبول کیں پہلے مین لاہور سے جموں کو روانہ ہوا مہاراجہ رام سنگھ نہایتیں دی مبارک کشتیر کے چوٹے بھائی تھے سرما کے موسم میں مہاراجہ کشتیر کے ساتھ آکر وہ جموں میں قیام پذیر ہوتے تھے۔ اور گرما کے موسم میں کشتیر میں سیر و سیاحت کرتے تھے اسلئے کہ سرما کے موسم میں کشتیر میں کثرت سے برف باری ہوتی ہے سردی کی شدت سے وہاں پر کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ قبل اسکے کہ مین جموں میں داخل ہوں ممتاز یاد جنگ بہادر ہی حیدر آباد سے وہاں پہنچ گئے تھے وہ بھی میرے ساتھ ہو گئے اور ہم دونوں جموں

پہونچنے اوس زمانہ میں میرے قدیم دوست کرنل نیول چیپرلین ریاست کشمیر کے
 میٹری اڈو نیئر رہتے تھے جس دن میں جموں میں داخل ہوا اوس دن جموں کی ریڈیو
 میں اونکے پاس فروکش ہوا۔ اور دوسرے روز میں مہاراجہ رام سنگھ اور مہاراجہ امر سنگھ
 کی ملاقات کے واسطے گیا اون دونوں مہاراجہ صاحب کشمیر کا مزاج کچھ علیل تھا اسلئے
 اون سے ملاقات کا اتفاق نہوا مہاراجہ امر سنگھ نے میرے لئے جموں میں فحکار کا نظام
 کیا تھا میں وہاں دور واز تک فحکار میں رہا۔ ایک تیندوا اور دو چیتل میں نے نکار کئے
 اسکے بعد میں اپنے دوست کرنل نیول چیپرلین کے ساتھ ندی کی طرف مچھلی کے
 فحکار کے لئے گیا جب ہم ندی کے کنارہ پر پہونچے تو ہم نے دیکھا کہ ندی کے دونوں
 کناروں پر دو پتھر بھیب ہیں اون دونوں کے درمیان تقریباً تین سو وار کا فاصلہ ہوگا
 اور ندی کے دونوں کناروں پر متعدد جوان انظام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جب
 پہنچے اوس مقام پر مچھلی کے فحکار کا ارادہ کیا تو جو انون نے ہمارے نزدیک اگر نہایت
 اوپ سے بیان کیا کہ اس مقام پر مچھلی کا فحکار کھیلنے کے لئے ریاست کی طرف سے
 سخت ممانعت ہے جب ہم نے اوسکا سبب پوچھا تو ایک عہدہ دار نے آگے بڑھ کر
 کہا کہ کشمیر کے مہاراجہ بیکنٹ ہاشی نے انتقال کے بعد مچھلی کا ختم لیا ہے شاستریوں
 کا بیان ہے کہ مہاراجہ صاحب مروج مچھلی کے قالب میں آگئے ہیں اور اونکے قیام
 کی جگہ اس ندی میں ان دونوں پتھروں کے درمیان ہے اسوجہ سے یہ خوف ہے
 کہ اگر کوئی شخص یہاں مچھلی کا فحکار کھیلے مہاراجہ صاحب نے جو مچھلی کا ختم لیا ہے۔

کہیں وہ شکار نہو جائیں اس سبب سے شاستریوں کے حسب رائے حال مہاراجہ نے اس مقام کی حفاظت کے لئے حکم دیا ہے اور روزمرہ صبح کے وقت چیلیوں کے واسطے ندی میں کہانا ڈالا جاتا ہے اور سخت ہفت ہے کہ اس مقام پر کوئی شخص چیلوں کا شکار نہ کرنے پائے یہ کیفیت سنکر ہم اس مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے اور شام تک ہم چیلوں کا شکار کرتے رہے۔

غرض چہ روز تک ہم نے جموں میں قیام کیا۔ اس کے بعد میں ممتاز یا رنگ بھابھ پور کی طرف روانہ ہوئے۔ مہاراجہ جو وہ پور کے بھائی سر پرتاب سنگھ ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے کے لئے آئے تھے ہم ان کے ساتھ شہر جو وہ پور میں داخل ہوئے اور مہاراجہ بھابھ کے پیالہ میں رہنے قیام کیا دوسرے روز سر پرتاب سنگھ نے ہمارے ساتھ پک پکینگ کا بندوبست کیا پاک اسٹنگ کے لئے جو وہ پور شہر ہو رہا تھا وہاں اکثر پور میں اور نیٹو جٹلین شکار دوست مہاراجہ پرتاب سنگھ کے پاس آ کر یہاں سے خنزیر کا شکار کرتے ہیں سر پرتاب سنگھ اپنے چند عزیزوں کے شکار کو جانے کے لئے تیار ہوئے گھوڑے اول سے شکار گاہ کو پہنچا دئے گئے تھے قریب چہ میل کے ہم لوگ گاڑیوں میں گئے اور وہاں پہنچ کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ہانک شروع ہوا انہوڑی دیر میں دو بڑی دانت والے سور جھاڑی میں سے نکل کر میدان کی طرف بھاگتے ہوئے نظر آئے ہم سب نے اونکا تعاقب کیا۔ سر پرتاب سنگھ نے ایک سڑنگ عربی گھوڑا میری سواری کے واسطے دیا تھا وہ گھوڑا نہایت تیز دوڑتا تھا ایک سڑنگ کو پہلے سے میں نے شکار کیا دوسرے کو

کپٹن پٹین نے ماریا شام کے قریب ہم لوگ جنگل سے اپنی فرودگاہ کو واپس آئے
 دوسرے روز سر پرتاب سنگھ جو وہ پور کے قلعہ اور شہر وغیرہ کی سیر کے واسطے اپنے ہمراہ
 مجھے لے گئے جو مقامات دیکھنے کے قابل تھے اوکو بنے دیکھا اور تین روز تک مین
 مہاراجہ کے پیالہ میں تمیم رہا چوتھے روز مہاراجہ پرتاب سنگھ سے رخصت ہو کر حیدر آباد
 کی طرف روانہ ہو کر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء عیسوی کو مین بلدہ مین داخل ہوا اور اسٹیشن
 سے سیدھا دیوڑھی مبارک مین آیا اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کنجدست مبارک مین
 آداب عرض کر کے اپنے مکان کو گیا۔

امرا باد کا شکار

اضلاع ممالک محروسہ کے اکثر مقامات مین جبکہ شکار کھیلنے کا موقع ہوا تھا اور ایک
 زمانہ سے خیال تھا کہ ایک بار امرا باد کے جنگل مین ہی شیر کا شکار کیا جائے یہ مقام بلڈ
 سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۸۹۰ء عیسوی مطابق ۱۹ شعبان
 ۱۳۰۷ھ ہجری کو مع اپنے بہائی طفیل علی بیگشان ناوڑ جنگ اور ممتاز یار جنگ بہادر
 کے مین امرا باد کے جنگل کی طرف شیر کے شکار کے واسطے روانہ ہوا تیسرے روز ہم
 امرا باد کے پہاڑ کے دامن مین پہنچے اس مقام پر راستہ نہایت ناہموار اور دشوار
 گزار تھا گھوڑے گاڑھیوں کے جانے کا بالکل موقع نہ تھا اس سب سے ہمنے اپنا کل
 سامان بیگاریوں کے سر پر رکھا اور ہم پہاڑ کے اوپر پیادہ پا چڑھے اس زمانہ مین کسی جگہ

پانی نہ تھا بالکل خشک ہو گیا تھا اس لئے ہمو شیر کے شکار میں کامیابی نہ ہونی مگر یہاں تک
کچھ ایسا پر فضا اور آب و ہوا فرحت انگیز معلوم ہوئی کہ ہنسنے پہاڑوں میں مختلف مقامات
پر نہایت خوشی سے سیر کی اور ایک ہفتہ تک ہم یہاں ٹھہرے رہے۔

امرا باد کے پہاڑوں میں راستہ خراب ہونے اور گھانٹوں اور غلہ وغیرہ اشیاء کم میسر
آنے کے سبب سے یہاں پر لوگوں کو آنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے ان پہاڑوں کے
باشندوں کی گزران بالکل وحشیانہ طور پر ہے اور انکی طرز معاشرت بہیلوں کی اوضاع
پر ہے اور ایسے ہی ان کے خیالات بھی عجیب و غریب ہیں اس نواح میں بلند چوٹی
ایک پہاڑ ہے جسکی نسبت وہاں کے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہر شب جوہ کو اس پہاڑ پر
پر بیان اتر کر رہتی ہیں اور رات کے بارہ بجے سے صبح تک گاتی بجاتی رہتی ہیں اور انکے
گانے بجانے کی آواز آتی رہتی ہے وہاں کے باشندوں کا یہ بھی خیال ہے بلکہ ان کو
اس امر کا ایک حد تک یقین ہے کہ صبح کے وقت طلوع آفتاب سے اس وقت تک
کہ آفتاب سمت الہرا اس کو پہونچے اگر کوئی شخص اس پہاڑ پر سے گزرے اور سفید
کپڑے پہنے ہو تو اس کے جسم پر وہ سفید کپڑے سبز نظر آتے ہیں۔

اس نواح کی آب و ہوا کی مینے اکثر تعریف سنی تھی اور ایک موقع پر کرنل نیول
مجھے بیان کرتے تھے کہ سالار جنگ بہادر اولیٰ نے مکرّم الدولہ بہادر کو اور مجھے امرا باد کی طرف
اس غرض سے پہنچا تھا کہ میں اس مقام کے سطح کی بلندی اور پہاڑوں کا ارتفاع اور آب و
ہوا کی کیفیت دیکھ کر اسکی مفصل رپورٹ کروں اگر وہاں کی بلندی دوسرے ہل اسٹیشن

مثل مہا بلیشتر اور ماتہران وغیرہ کے پانی جائے تو اس مقام پر موسم گرما میں قیام کیلئے سرکاری مکانات تعمیر کرائے جائیں لیکن جب مکرم الدولہ بہادر اور مین وہاں پہنچے اور سمجھنے اس مقام کی بلندی کا اندازہ کیا تو اس پہاڑ کی رفعت اس غرض کے پورا ہونے کے لئے ناکافی سمجھی گئی جو رپورٹ کرنل نیول نے یہاں کے حالات کے متعلق لکھی تھی۔ سالار جنگ نے اس کے ملاحظہ کے بعد سرکاری مکانات کی تعمیر کی نسبت جو ارادہ کیا تھا وہ فسخ کر دیا۔

اس میں شک نہیں کہ یہاں کی آب و ہوا نہایت لطف انگیز اور فرحت بخش ہو اور یہ مقام نہایت ہی پُر فضا ہے اگر سرکاری عہدہ داروں کی توجہ اس مقام کے آباد کرنے کی طرف مصروف ہو اور یہاں کے راستے ہموار اور درست کر دئے جائیں تو سیرو شکار کے لئے یہ مقام بہترین مقامات سے خیال کیا جائے گا۔ ایک ہفتہ کے بعد ہم پھر بلیدہ کو واپس آئے۔

ٹاک کا کیا مپ اکسز سائیز

۲ ربیع الثانی ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۰۱ء عیسوی میں سفر فریڈک رابٹرٹ نے مقام ٹاک میں کیا مپ اکسز سائیز کی تجویز کی اور مقتضائے قیام غنایات مجھ کو تحریر کیا کہ اگر اس موقع پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور آپ کو اس کیا مپ میں شریک ہونے کے لئے اجازت مرحمت فرمائیں گے تو ہم بڑی مسرت سے آپ کو

اپنے اسٹاف میں شریک کرینگے سرفریڈرک رابرٹس کی اس تحریک کے ساتھ میری
 ولی دوست کیپٹن چیمبرلین نے ایک خط مجھ کو لکھا اور اس کیامپ کی مفصل کیفیت
 سے اطلاع دی کہ دریائے انک جو افغانستان کے پہاڑوں سے نکلا ہے اکبر بادشاہ
 ہند نے اپنے عہد سلطنت میں ایک مستحکم قلعہ اس دریا کے کنارہ اس خیال سے
 تعمیر کیا تھا کہ اگر کسی وقت افغانستان کی فوج ہندوستان پر حملہ آور ہو تو اس قلعہ
 میں جو افواج رکھی جائے وہ اس کے حملہ کے روکنے اور دفع میں نہایت بکاآمد ہوگی
 لارڈ رابرٹ چاہتے ہیں کہ اس سال خاص اس قلعہ اور اس مقام میں جنگ مصنوعی
 کر کے اکبر بادشاہ کے خیال کے موافق حملہ اور مداخلت کا امتحان کیا جائے اسلئے
 فوج کے دو حصہ کئے جائینگے ایک حصہ وہ ہوگا جو افغانستان کی طرف سے قلعہ کی
 جانب بڑھے گا اور دوسرا حصہ فوج کا وہ ہوگا جو قلعہ سے اس کے حملہ کو روکے گا اور
 اس کے دفع میں کوشش کریگا اس موقع پر جہاں تک ممکن ہو آپ اس کیامپ میں
 ضرور آئے اور اصول جنگ اور فوج کی نئے طرز کی لڑائی کا معائنہ کیجئے اس کیامپ
 کے واقعات سنکر اور اس موقع کو غنیمت خیال کر کے پیشگاہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے
 اجازت حاصل کر کے میں نے اس سفر کا انتظام کیا۔ اور بلدہ حیدر آباد سے
 روانہ ہو کر بمقام انک سرفریڈرک رابرٹس کے کیامپ میں داخل ہوا۔

غرض کہ جتنی فوج اس کیامپ میں جمع ہوئی تھی۔ سرفریڈرک رابرٹس نے اس کے
 دو حصے کئے ایک حصہ روسی فوج قرار دیکھی اور وہ افغانستان کی جانب سے بڑھائی

گئی۔ اور ایک حصہ فوج ہندوستان کی فوج قرار دیکر قلعہ کی حفاظت اور روسی فوج کے حملہ کے روکنے کی غرض سے قلعہ میں رکھی گئی اور دریائے انک کے کنارہ پر ایک جدید قلعہ اور یہی بنایا گیا روسی قرار دادہ فوج افغانستان کی طرف سے بڑی لیڈی اور سطوت سے ہند کی جانب بڑھی اور قلعہ پر حملہ آور ہوئی قلعہ کی فوج نے اس کے حملوں کے روکنے اور پکڑنے میں کوشش کی اس موقع پر سرفریڈرک رابرٹ نے جنگی اصول نہایت دانشمندانہ اور مدبرانہ روش پر استعمال کئے سات دن تک یہ مصنوعی جنگ مختلف قواعد سے متواتر ہوتی رہی جب سرفریڈرک رابرٹ نے اپنے خیالات کے مطابق نتیجہ دیکھ لیا تو آٹھویں روز کیا مہم نہایت کرنے کے لئے حکم دیا کیا مہم بڑھاست ہو نیکی بعد میں خیال کیا کہ دریائے انک کے کنارہ جو کالا باغ ہے وہاں پر اوریاں کا شکار نہایت دلچسپی سے ہوتا ہے اور اکثر افسران شکار دوست کی زبانی اس شکار کے لطف کی کیفیت سن چکا ہوں اس شکار کے لئے یہ عمدہ موقع ہے کہ میں انک کے قریب آ پہنچا ہوں۔ اور کالا باغ تھوڑے فاصلہ پر ہے لہذا اوریاں کے شکار سے بھی لطف اٹھانا چاہیے اسلئے میں نے سرفریڈرک رابرٹ سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بتھام کالا باغ جا کر اوریاں کا شکار کرنا چاہتا ہوں سرفریڈرک رابرٹ کو جب میرے اس ارادہ سے اطلاع ہوئی تو بہت خوشی سے مجھ کو اجازت دی اور ملک یار محمد خان واولو کالا باغ کو ایک خط اپنی جانب سے لکھ کر بھیجا کہ افسر خباک آپ کے علاقہ میں اوریاں کا شکار کر لینا

جیا۔ تھے ہین جب وہ آپکے پاس پہنچیں تو اس شکار میں آپ اونکو ہر قسم کی مدد دین اور
اشطام کر دین۔

چونکہ دریائے اٹک کا لا بلغ کی طرف بہتا ہے اور وہاں کی مسافت درمیانی رستہ
سے باسانی طے ہو سکتی ہے اسلئے مینے پانچویں مئی کو کستی میں سوار ہو کے کا لا بلغ
کی طرف ارادہ کیا۔ دوسرے روز شام کے وقت وہاں داخل ہوا ملک یار محمد خان
میرے آنے کے انتظار میں تھے میرے پہنچنے کی خبر سننے ہی مع اپنے بزرگ
میری ملاقات کے واسطے آئے اور بڑی تواضع اور اکرام سے پیش آئے اور میرے
قیام کے لئے ایک ڈیرہ نصب کرویا اور سواری کے واسطے یا بو اور ضروری چیزیں بہت
ہیا کر دین۔

کا لا بلغ ایک چھوٹا سا موضع ہے خوشحال گڑھ سے تقریباً پچیس میل کے فاصلہ پر
دریائے اٹک کے کنارہ آماد ہے اس کے جنوب اور مشرق کی جانب انگریزی سرحد
ملی ہوئی ہے جہاں سے بیس میل کی مسافت کے بعد یاغستان کے پہاڑوں کا سلسلہ
شروع ہوتا ہے دوشکے رور صبح کے وقت مینے شکار کا ارادہ کیا ملک یار محمد خان
نے دوشکاری میرے ساتھ پہنچے جو وقت ہم شکار کو روانہ ہوئے تو سردی شدت
سے ہی گمراہ قباب طوع ہونے کی وقت تک ہم ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔
اور وہاں پر بیٹھ کر ہننے دور بین سے اطراف و جوانب میں دیکھنا شروع کیا شکاری نے
دور سے دیکھ کر کہا کہ ایک پہاڑ کے درمیان چند ادریال چر رہے ہین اور بال کی مادہ

جستہ میں بڑے بکرے کی برابر اور نر چھوٹی نیل گائے کی مساوی ہوتا ہے مادہ کارنگ
 مثل روہی کی مادہ کے ہوتا ہے مگر اسکے بال بڑے ہوتے ہیں اور نر کے سینگ
 فیڈرے کے سینکون کی طرح خمیدہ اور اوسکی پشت بیل سپاہی ہوتی ہے اور ایک
 فیٹ کی سیاہ ڈاڑھی لابی خوب گہنی لٹکتی رہتی ہے ان جالورون کو دیکھتے ہی ہم
 پہاڑ پر سے اوترنا شروع کیا اور قریب دو گھنٹہ کے وہ مسافت طے کر کے ہم انکو
 قریب آچھونچے پر پہنچے دور میں لگا کے دیکھا تو چند اور یال نظر آئے کہ وہ آہستہ
 آہستہ چرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اس موقع پر شکاری نے کہا کہ ہوا کا
 رخ دیکھ کر انکی طرف بڑھنا چاہیے اگر خبرداری اور احتیاط سے اسوقت کام
 نہ لیا جائے گا اور ہوا موافق نہ ہوگی تو یہ جانور آدمیوں کی بویا کے فوراً بھاگ
 جائیں گے۔

غرض ہم نے ہوا کا رخ دیکھ کر جہاں تک ممکن تھا ہم نے اپنے آپ کو پہنچایا اور آہستہ
 آہستہ اور چہچہتے ہوئے ہم دوسرے پہاڑوں کے قریب سو وار کے فاصلہ پر
 پہنچ گئے اسوقت وہ شکاری جو ہمارے ساتھ تھا پیچھے ہٹ گیا میں نہایت
 احتیاط اور خبرداری سے تنہا پتھرون اور جھاڑی میں اپنے آپ کو چھپا کر
 ہوئے وہاں تک پہنچا کہ مجھ میں اور اوریا لون میں تقریباً دس سو وار کا فاصلہ
 رہ گیا اور اس سے زیادہ آگے بڑھنا اسلئے نامکن تھا کہ آگے نہ کوئی پتھر تھا اور نہ
 کسی درخت کی آڑ تھی اسوقت میں ایک نر اوریا ل کی پشت باندھ رہی ہوا کراخ میری جانب تھا

بندوق فیر کرتے ہی اوسکا تمام دھوان میری نگاہ کے سامنے پھیل کر دیکھنے سے
 منع ہوا اوسکی وجہ سے نگاہ نے برابر کام نہیں دیا جب دھوان سامنے سے ہٹا
 تو یکایک سینے دیکھا کہ ایک نزا اور یال اور اوسکے ساتھ چند ماوے میرے سامنے
 بہا گئے ہوئے آ رہے ہیں اون اور یالوں کو دیکھ کر مجھے نہایت درجہ افسوس ہوا
 اور فوراً میرے خیال میں گزرا کہ میری گولی نے خطا کی اور جس اور یال کو میں نے
 تاکا تھا وہ اوسکی زد سے بچ گیا مگر اس خیال کے ساتھ ہی سینے اون بہا گئے ہوئے
 اور یالوں میں ایک نر کی طرف بندوق اوٹھا کے جلدی سے فیر کیا وہ اوسی جگہ
 گر پڑا اس اثنائے میں میرے ہمراہی شکاری نے آواز دی کہ اول بار جس اور یال
 پر گولی چلائی گئی تھی وہ بھی شکار ہو گیا ہے جہاں پر تھا وہیں پڑا ہوا ہے اس خبر
 کے سننے سے مجھ کو نہایت درجہ مسرت ہوئی غرض ایک وقت میں اس غلٹ
 کے ساتھ رہنے دو اور یال شکار کیے۔

دوسرے روز شکار کی امید سے ہم تمام دن پہاڑوں میں پھر کر تلاش کرتے
 رہے لیکن کوئی اور یال شکار نہ ہوا اور کسی قسم کا جانور نہ ملا شام میں اپنے قیام گاہ کو
 واپس چلا آیا تیسرے روز کالا باغ سے رخصت ہو کر خوشحال گڑھ میں پہونچا۔ اور
 وہاں سے ریل پر سوار ہو کے بلدہ حیدر آباد کی طرف عازم ہوا اور میں بحیر و عافیت
 بلدہ میں داخل ہوا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے مان کوٹ

کیطرف تشرف فرما ہونا

۱۰ - ماه رمضان ۱۳۰۸ هجری مطابق ۲۰ ماه می ۱۸۹۱ عیسوی روز دوشنبه

کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے مان کوٹہ کی طرف رولتو بخش ہوگی شکاری سامان اودھا تہی فوراً اوسط طرف روانہ کئے جائیں اور اسپشل ٹرین تیار رہنے کیواسطے حکم دیا جائے حسب الفہرمان خداوندی میں نے شکار اور روانگی سواری مبارک کا سبب اشتہام کیا۔

۱۲ رمضان کو سواری مبارک حضور یر نور کی اسپیشل ٹرین کے ذریعہ شیر کے شکار کے لئے مان کوٹہ میں رونق افروز ہوئی دوسرے روز گنڈراج مڑگو کے پہاڑ سے گارے کی خبر آئی جس پہاڑ میں شیر کے رہنے کی خبر تھی وہ پہاڑ فرود گاہ شاہی سے چار میل کے فاصلہ پر اور ریلوے لائن سے بہت قریب تھا اسلئے اعلیٰ حضرت لاریس کے ذریعہ شکار کیلئے متوجہ ہوئے تاکہ شروع ہوا۔ شیر نالے نالے حضور یر نور

کے سامنے سے چلا گیا۔ چونکہ گہالٹس اور جھاڑی کثرت سے تھی اس لئے حضور پر نور
کو شیر دکھائی نہیں دیا۔ نا در جنگ جس جگہ پر پہنچے شیر اونکی بائیں طرف سے نکلا اونہو
نے اوسپر گولی چلائی شیر کی گردن میں لگی شیر اوسی جگہ پر گر گیا شام کے قریب
سواری مبارک فرود گاہ شاہی میں واپس آئی۔

۱۲ رمضان مطابق ۲۴ اپریل کو میٹاگٹ سے خبر آئی کہ شیر نے گارا توہین کیا
 لیکن ایک جنگلی سور کو مار کر کھا گیا اور پہاڑ میں موجود ہے یہ خبر سنتے ہی ہاتھی اور
 بندوقین فوراً روانہ کی گئیں۔ یہ پہاڑ شاہی کیانپ سے تقریباً آدھے میل کے
 فاصلہ پر ہوگا۔ پہاڑ میں ایک مقام پر اعلیٰ حضرت کے لئے مچان باندھا گیا حضور
 پر نور اوسپر رونق افروز ہوئے اور ہانک شروع ہوئے کے منظر تھے کہ اتنے میں
 فاضل بیگ شکاری نے آکر عرض کیا کہ شیر اپنی جگہ سے اٹھ کر دوسری طرف
 چلا گیا ہے اب اوس راستہ میں نہ آئے گا بہتر ہوگا کہ حضور پر نور ہاتھی پر سوار ہو کر
 دونوں پہاڑوں کے درمیان تشریف فرما رہیں ہانک پہاڑ کے نیچے سے لایا جاویگا
 جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور مچان سے اتر کر فیصلہ
 علی بدو نامی پر سوار ہوئے اور پہاڑ کے نیچے ہاتھی کو کھڑا کیا ہانک وائے شور و غل
 کرتے ہوئے نصف پہاڑ پر چڑھے ہوئے کہ ایک باگن نے اپنی جگہ سے
 جھٹکی اور پتھر پر و کھائی دی حضور پر نور نے اوسپر گولی چلائی گولی باگن کے
 دل پر لگی اور وہ تھوڑی دور جا کر گر پڑی۔

اعلیٰ حضرت کو باگن گرتی ہوئی نظر نہیں آئی اسلئے خیال ہوا کہ شاید زخمی
 ہو کر ہانک والوں کے طرف گئی ہوگی۔ جب ہانک وائے قریب پہونچے تو اونکو باگن
 مری ہوئی ملی شکاریوں نے دوڑ کر حضور پر نور کو باگن کے شکار ہونے کی اطلاع
 دی باگن کو پہاڑ پر سے نیچے لائے۔ حضور پر نور نے قیل خاصہ سے اتر کر باگن کو

ملاحظہ فرمایا۔ آج گرمی کی نہایت شدت رہی۔ گرمی کے سبب سے اعلیٰ حضرت کا مزاج
بہارک دیر تک بہرہ رہا شام کے قریب سواری مبارک فرود گاہ شاہی من رول
بخش ہوئی یہ پہاڑ شاہی کیانپ سے استقد ر قریب تھا کہ ہانکہ والوں کا شور
وغل اور بندوق کی آواز برابر سنائی دیتی تھی۔

۲۷ اپریل کو گارے کی خبر آئی۔ اعلیٰ حضرت تقریباً چار میل تک ٹانگہ میں اور
دو میل یا دو پر سوار ہو کر شکار کے مقام پر رولن افزا ہوئے ہانکہ شروع ہوا شیر پہا
سے شکار حضور پر نور کی وہنی طرف کو آیا حضور پر نور نے ایک گولی چلائی گولی
شیر کے بائیں ہاتھ میں لگی۔ شیر زمین پر گر کر لوٹنے ٹھپنے لگا۔ اعلیٰ حضرت نے
خیال فرمایا کہ شیر کا کام تمام ہو گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد شیر پہاڑ اور شکار گرتا پڑتا
پہاڑ کی طرف چلا۔ چونکہ گھانس بلند تھی شیر برابر نظر نہیں آتا تھا حضور پر نور نے
چند گولیاں اور چلائیں لیکن کوئی گولی کاری نہیں لگی جس پہاڑ پر سے ہانکہ والے
آ رہے تھے اسی پہاڑ کے طرف واپس گیا۔ اور پہاڑ کے دامن میں پہونچ کر ایک
پتھر کے نیچے بیٹھ گیا۔ لچھی رام شکاری نے آواز دی کہ شیر کا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے
اور ایک گولی اوسکی پیٹھ میں بھی لگی ہے اب اس سے چلا نہیں جاتا۔ تھوڑی
دیر میں مرجائیگا اس اثنائ میں مسٹر شیفر جو ریلوے ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔
یکا ایک اوس جگہ پہونچے جس جگہ شیر بیٹھا تھا۔ مسٹر شیفر کو بالکل علم نہ تھا کہ شیر
استقد ر نزدیک ہے جب وہ شیر کے قریب پہونچے تو شیر نے غرا کر اونپر حملہ کیا

چونکہ شیر بہت زخمی تھا اسلئے جست نکر سکامسٹر شیفیر کا پاؤں پتھر سے پہلا اور وہ زمین پر گرے قریب تھا کہ شیر مسٹر شیفیر کو زخمی کرے اسوقت انہوں نے اپنی ریفل شیر کے منہ میں دیکر فائر کیا شیر اوشکر گر گیا۔ ہر چند شیر بہت زخمی تھا لیکن اگر مسٹر شیفیر دستی حواس سے بندوق نہ ہوتے تو غالباً شیر مرتے مرتے اونکا کام تمام کر دیتا دوسرے روز حضور پر نور نے ایک چیتیل نمکار فرمایا۔ غرہ شوال کو عید کے دن سواری مبارک مان کوٹہ سے روانہ ہوئے گیارہ بجے حیدر آباد میں رونق افزا ہوئی۔

حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کی ابتدا

۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۱ء عیسوی میں جبکہ سرحدی معاملہ کا مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر تھا اور امپیریل ڈفنس کے متعلق اکثر اخباروں میں بڑے زور و شور سے مضامین چھاپے جاتے تھے اسوقت میں ہمارے حضور پر نور نے شاہانہ خرم اور پیش اندیشی سے گورنمنٹ آف انڈیا کو بوساطت رزیڈنٹ صاحب تحریر فرمایا کہ جن مقاصد سے سرحدی مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر ہے اور جس طرح گورنمنٹ آف انڈیا کی خاص توجہ ملک ہندوستان کی حفاظت اور ڈفنس آف اسپائر کی طرف مبذول ہے اوس طرح بمقتضائے قدیمی ارتہاط اور ملی اتحاد ہم کو بھی اس امر کا خیال رہتا ہے اسلئے کہ بقائے دولت انگلشیہ کے ساتھ دوست آصفیہ اور ہندوستان کی کل دوسری ریاستوں کی صلاح و فلاح مسلم امر ہے اس

موقع پر دولت آصفیہ ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستانی ریاستوں کو چاہیے کہ امپریل
ڈفنس مین مدد دینے کو اپنے ذمہ لازم سمجھیں۔

حضور پر نور نے اپنی اس شاہانہ رائے کے ساتھ ہی گورنمنٹ آف انڈیا
کے لئے ساٹھ لاکھ روپیہ کا آفر فرما کے اس امر کو گورنمنٹ آف انڈیا کی رائے
پر محول کیا کہ یہ ساٹھ لاکھ روپیہ امپریل ڈفنس کے ابواب میں جسطور پر مناسب
سمجھے گورنمنٹ آف انڈیا صرف کرے۔

حضور پر نور کا یہ آفر جسوقت گورنمنٹ آف انڈیا کو پہونچا تو سرما ٹریڈو
رائٹ فارن سکریٹری نے ویسٹ رائے کی طرف سے نہایت مسرت کے ساتھ
حضور پر نور کا دلی شکریہ ادا کیا اور اسطور پر دوستانہ جواب دیا کہ حضور پر نور
نے اس آفر سے اپنے اوس دلی اتحاد اور قدری ارتباط کو جو دولت انگلشیہ
اور دولت آصفیہ کے باہم ہے تازہ فرمایا ہے گورنمنٹ آف انڈیا اس کی
نہایت درجہ ممنون ہے لیکن نقد روپیہ کے عوض اگر فوجی ایک حصہ کا آفر
فرمایا جائے تو گورنمنٹ آف انڈیا اوسکو نہایت مسرت کے ساتھ قبول کرے گی
اس باب میں گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ نظام کے درمیان ایک مدت
تک سلسلہ اسلت جاری رہا اور ۱۸۹۲ء عیسوی مطابق ۱۳۰۹ھ ہجری میں حضور
پر نور نے اپنی موجودہ فوج میں سے آٹھ سو جوانوں کے دو سالے امپریل
سرولیس ٹریولس میں دینے کے لئے وعدہ فرمایا جسوقت حضور پر نور کے اس

آفر کی خبر ہندوستان میں مشہور ہوئی تو دوسرے جتنے نامور روسائے ہند تھے انہوں نے ہمارے حضور پر نور کی تقلید اختیار کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کے منشا کے موافق اپنی اپنی فوجوں کے ایک متحمل حصہ کو امپیریل ڈفنس کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش کش کیا تمام ہندوستانی ریاستوں میں امپیریل سروس ٹروپس کی ابتدا ہمارے حضور پر نور کی جانب سے ہوئی۔

سرمائٹریو رانڈ صاحب فارن سکریٹری نے اس امر میں بڑا حصہ دلچسپی کا لیا اور امپیریل سروس ٹروپس ان انڈیا کے لئے چند ضروری قوانین موافق مرقومہ ذیل کے مقرر کئے۔

- (۱) یہ امدادی فوج ریاستوں کی موجودہ افواج سے انتخاب کی جائے گی۔
- (۲) اس فوج کا جو حصہ منتخب کیا جائے گا وہ امپیریل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۳) امپیریل سروس ٹروپس کو ہمیشہ اپنی اپنی ریاستوں سے تعلق رہے گا۔

(۴) امپیریل سروس ٹروپس کے سب افسر ویسی ہوں گے۔

(۵) برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ہر ایک ریاست میں ایک ایک برٹش افسر

امپیریل سروس ٹروپس کی قواعد آموزی اور فوجی تعلیم کے واسطے مقرر کیا جائے گا اور

وہ افسر ان سپیکنگ افسر کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۶) گورنمنٹ انڈیا کی جانب سے ایک اعلیٰ افسر تمام ہندوستان کی امپیریل

سروس ٹروپس کی نگرانی کے واسطے مقرر ہوگا جو انسپکٹر جنرل اسپیرل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

(۷) دولت انگلشیہ کو جب کسی موقع پر ضرورت ہوگی تو یہ امدادی فوج برٹش آرمی کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگی۔

(۸) کل بندوقین اور کارٹوس ہر کارانگریزی کے طرف سے اس فوج کو دے جائینگے۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے حیدرآباد اسپیرل سروس ٹروپس کے فارمیشن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ فی الحال آٹھ سو جوانوں کے دو رسالے اسپیرل سروس ٹروپس کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں لیکن آئندہ بحسب موقع انکی تعداد زیادہ کی جائیگی اور اسکے ساتھ ہی حضور پر نور نے بمراحم خسروانہ حیدرآباد اسپیرل سروس ٹروپس کی کمان میرے تفویض فرمائی اور ارشاد اقدس میں یہ ہوا کہ گو لکنڈہ برگید کے افسروں میں سے اس فوج کے لئے کمانڈینگ افسر اور اسکو اڈرن افسر انتخاب کئے جائیں۔ حسب حکم اقدس فوج باقاعدہ کے فنٹ سکند تہرڈ لانسز اور گو لکنڈہ لانسز سے دو دو سو جوان انتخاب کر کے دو رجمنٹ بنائے گئے۔

فنٹ لانسز کی کمان پر مرزا عبداللہ بیگ سابق برگید میجر اور سکند لانسز کی کمان پر کپٹن ہاشم علیخان سابق کمانڈنگ گو لکنڈہ لانسز مقرر کئے گئے۔ فنٹ لانسز کے قیام کے لئے آصف نگر اور سکند لانسز کے لئے قلعہ گو لکنڈہ کے باہر مشرقی طرف چھاوونی تیار کی گئی چونکہ سب افسر اور جوان سابق سے فوج میں کارکرد

اور قواعد پر پڑھنے سے واقف تھے امپیریل سروس ٹرولپس میں انکا شریک ہونا صرف ایک نام کی تبدیلی ہوئی سب جوانوں اور عہدہ داروں نے اپنے نئے کمانڈنگ افسروں کے ماتحتی میں کام شروع کر دیا۔ ٹرولپس سے جو جوان امپیریل سروس ٹرولپس میں منتقل ہوئے تھے انہیں غیر ملازم سلیحہ داروں کے اکثر گھوڑے تھے اسلئے سرکار سے یہ درخواست کی گئی کہ سرکاری خزانہ سے قیمت دیکر وہ کل گھوڑے خرید کر لیتے جائیں اور فوج میں سپاہیوں کو دے دے جائیں سپاہی لوگ ان گھوڑوں کی قیمت اقساط سے ادا کر دینگے۔

سرکار نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اور شاہی خزانہ سے رقم ادا کر دی گئی اور ہر ایک سپاہی اپنی اپنی آسامی خرید کر گے گھوڑے کا مالک ہو گیا غرض چند سال میں سرکاری روپیہ بھی ادا ہو گیا۔ اور قریب قریب سب سپاہی خود اسپہ ہو گئے۔ یہ انتظام حیدر آباد کنٹنٹنٹ کے اصول پر مبنی سرکاری فوج میں اس لیے مناسب سمجھا کہ جب گھوڑا خاص سپاہی کا مال ہوتا ہے تو وہ اسکی حفاظت اور خبر گیری عہدہ طور پر کرتا ہے اور اپنے گھوڑے کو ہمیشہ اچھی حالت میں رکھتا ہے۔

گورنمنٹ انڈیا کی تجویز کے مطابق کمپن جو صاحب حیدر آباد اور سیوڑو

ریاستوں کے امپیریل سروس ٹرولپس کی فوجی تعلیم کے لیے مقرر ہوئے۔ اور تمام ہندوستان کی ریاستوں کی انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹرولپس کی خدمت کنٹرل ملس صاحب کے تفویض ہوئی۔

کرنل ملس صاحب جمہومت حیدرآباد اسپیرل سروس ٹرولیس کے انسپکشن کے لیے آئے تو اس فوج کی آر اسٹنگی وورسٹی دیکھ کر اسکو نہایت پسند کیا کرنل ملس صاحب کے بعد جنرل سر اسٹوارٹ مٹسن صاحب اس خدمت پر مقرر ہوئے جنرل اسٹوارٹ مٹسن فوجی کاموں میں بڑے بیدار مغز اور تجربہ کار افسر تھے دو سال تک اس خدمت پر رہ کر وہ سوت افریقہ کی جنگ کو بھیجے گئے اور جنرل ورننڈ صاحب نے اونسکے کام کا منصوبہ چارج لیا جو وقت سوت افریقہ میں انگریزی سرکار کو تعلیم یافتہ گھوڑوں کی ضرورت ہوئی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے ہندوستانی ریاستوں کے اسپیرل سروس ٹرولیس سے اڑھائی ہزار گھوڑے جنوبی افریقہ کی جنگ میں بھجوانے کی واسطے اپنا خیال ظاہر کیا تو حسب منشا گورنمنٹ آف انڈیا سب ریاستوں کے اسپیرل سروس ٹرولیس میں گھوڑوں کا انتخاب کر کے بھجوائے گئے حضور پر نور نے حیدرآباد اسپیرل سروس ٹرولیس سے سورا اس اسپ انتخاب کر کے بھجوانے کے لیے بھجے حکم دیا اور کپٹن وگرم صاحب ان گھوڑوں کے ساتھ جانے کے لیے مقرر ہوئے مٹسن وگرم صاحب کے ساتھ سب گھوڑوں کو دیکھ کر سورا اس اسپ جوان شایستہ اور جو نہایت چہرے پر انتخاب کئے۔

۱۵ مارچ ۱۹۰۰ء کو کپٹن وگرم صاحب اور سورا اس گھوڑوں کو اپنے ساتھ لیکر سوت افریقہ کو روانہ ہوئے وہ سب گھوڑے ایک مہینے کی مدت میں خوب افریقہ میں پہنچ گئے اور برٹش کیولری کے جوانوں کے جو گھوڑے سو کر جنگ میں

مارے گئے تھے یا کثرت کار اور محنت سے بیکار ہو گئے تھے وہ گھوڑے اون جوانوں کی سواری میں دے گئے اس موقع پر سرکار انگلیزی کی فوج کو ہندوستان کے امپیریل سروس ٹروپس کے گھوڑوں سے بڑی مدد ملی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کبھی کبھی سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد و پریڈ میں شریک ہوا کرتی ہے اور کنگ اسپرر کی سالگرہ کی پریڈ اور نیواسیر کی پریڈ میں بھی ہمیشہ سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد کرتی ہے۔

سکندرآباد کی پریڈ کے موقع پر تین رجمنٹوں کی ایک فٹ برگئیڈ زیر کمان سنیر برٹش کمانڈنگ افسر کے رہتی ہے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی دو سالوں کی ایک سکند برگئیڈ میرے زیر کمان ہوتی ہے کمانڈر انچیف ان انڈیا اور مدراس کے کمانڈر انچیف اور ہنری ایل ہائینس پرنس آف ویلس اور ہنری کسلنسی لارڈ منٹون نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا سکندرآباد کی فوج کے ساتھ انسپکشن کر کے نہایت چھاپنی خوشنودی خاطر اظہار فرمائی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے آغاز کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ رفتہ رفتہ اس امدادی فوج کی تعداد بڑھائی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اس ارادہ کو ۱۹۰۸ء عیسوی میں پورا فرمایا اور دو سو جوان فی رجمنٹ مع عہدہ داروں کے زیادہ فرمادے اس وقت حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی ہر ایک رجمنٹ میں چھ چھ سو جوانوں کی تعداد ہے۔

سابق میں جو فی رجمنٹ تین اسکو اڈرن تھے آئندہ سے انگریزی فوج کے مطابق ہر ایک رجمنٹ میں چار اسکو اڈرن رہینگے۔

چونکہ حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کے جوان سرکار نظام کی باقاعدہ فوج میں سے انتخاب کیے گئے تھے اور سب افسر اس فوج کے گولکنڈہ لانس سے لے گئے تھے ان سپاہیوں کو فنون سپہ گری اور نیزہ بازی وغیرہ میں پہلے سے مشق اور مہارت تھی اور انکی ترقی فوجی کے لیے سب افسر وقت بوقت ساعی رہے اسلئے اس وقت اس فوج کی حالت نہایت درجہ قابل اطمینان ہے سالانہ اسالٹ اٹ آرمس میں سب افسروں اور سپاہیوں کا فنون سپاہ گری میں ہر طرح سے امتحان لیا جاتا ہے۔ اس سالانہ امتحان کے سبب سے ہر ایک افسر اور سپاہی کی بھی دلی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو سواری اور بہالہ اور تلوار کے استعمال کی مشق فینسنگ اور سگال ٹرک وغیرہ میں کامل سپاہی بنائے اور ترقی کے مراتب میں ہمیشہ امتیاز پیدا کرتے تاکہ آئندہ سال کے امتحان کے وقت اسکو پورے طور پر کامیابی حاصل ہو۔ سابق میں امپیریل سروس ٹروپس کو بہتری مارٹنی کاربینین دی گئی تھیں کچھ مدت کے بعد لیٹننٹ کورنلین لکیرز سرکار سے انکو ملین۔

اس فوج کے افسر اور سپاہیوں کے لیے نشانہ اندازی کی نسبت میں ہمیشہ اپنی دلی توجہ مبذول رکھی اور وقتاً فوقتاً انواع و اقسام کے انعامات افسروں اور سپاہیوں کے لیے تجویز کیے جو افسر یا جوان نشانہ اندازی میں کامیابی حاصل کرتا ہے اس کا

نام ڈیوڈ زیل آڈرین شالیج کیا جاتا ہے اور سالیانہ ریفیل میٹنگ مین اوٹکو انعامات دے جاتے ہیں اس کوشش کا عمدہ نتیجہ یہ ہوا کہ کل حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولیس نے نشانہ اندازی میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کی ہے اور مسکٹری کے انسپکٹنگ رپورٹ میں اس فوج کی نشانہ اندازی کی نسبت نہایت درجہ تعریف تحریر کی ہے۔

۱۹۰۸ عیسوی میں نے حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولیس کی ریفیل میٹنگ میں خاص اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف سے ایک بیش قیمت پیالہ مرحمت ہونیکے لئے درخواست کی ہے مجھے قوی امید ہے کہ ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اس شامانہ انعام کے لئے کل افسران فوج دلی کوشش کر کے نشانہ اندازی ریفیل میں کامیابی حاصل کریں گے۔

گزشتہ جنگ سوٹ افریقہ اور جنگ روس و جاپان سے یہ اثبات ہو چکا ہے کہ سپاہی کیلئے ریفیل بہترین ہتیار ہے۔ اس تجربہ کی بنا پر یورپ کی کل سلطنتوں میں بندوق سے نشانہ اندازی کی مشق سب فوجی فنون پر مقدم رکھی گئی ہے باین خیال میری دلی کوشش یہ ہے کہ سرکار نظام کے حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولیس ریفیل سے نشانہ اندازی میں کل ہندوستان کی فوج سے اول درجہ میں رہے۔

۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۲ عیسوی میں مجسٹریٹ چنگلوڑہ

کے قیدیوں کا بلوہ اور اون کی شکایت کا انداد

ایک دن صبح کے وقت میں آسمان پر نجاہ بہادر اور ارالمہام سابق کی ملاقات کے واسطے سرورنگر جا رہا تھا جس وقت میں چنگا کوڑہ کے محبس کے پاس پہونچا تو مینے دیکھا کہ محبس کے پاس پولس کے جوانوں کا اثر دام ہے اور نہایت شور و غل برپا ہے اور اکبر خٹک بہادر کو تو وال اور مسٹر گارڈن مہتمم محبس کو تو والی کے جوانوں کی کمک سے محبس کے دروازہ کو بند کر رہے ہیں اور اندرون محبس سے قیدی لوگ بلوہ کر کے باہر نکلتا چاہتے ہیں اور پتھرا نیٹین مار رہے ہیں اور اس کوشش پر آواز ہے کہ کسی طور سے محبس کے باہر نکلا جائیں ایک جوق کو تو والی کا بندوقین بہرے ہوئے تیار کھڑا ہے اور منتظر ہے کہ کو تو وال صاحب کا حکم ہوتے ہی قیدیوں پر فائر کرے میں جب محبس کے قریب پہونچا تو قیدیوں نے مجھے دیکھ کر زار مالی کی اور نہایت الحاح کے ساتھ آواز دیکر کہا کہ ہم لوگ انصاف چاہتے ہیں ہماری فریاد ہمارے ولی نعمت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پیشگاہ میں آپ پہونچا دیں۔

گزشتہ ہفتہ میں جب ہم لوگوں نے مہتمم محبس کی شکایت کی کہ ہم کو کھانا برابر نہیں دیتے تو کو تو وال اکبر خٹک بہادر نے ہم لوگوں کی شکایت کو مطلق نہ سنا اور کو تو والی کے جوانوں نے ہم لوگوں پر بندوقین چلائیں جن سے چند قیدی مارے گئے اور اب پھر ہم کو بندوقین سے مارنا چاہتے ہیں۔

میں نے قیدیوں کی یہ گفتگو سن کر فوراً اپنی گاڑی روک لی اور گاڑی پر سے اوتر پڑا اور محبس کے دروازہ کے پاس گیا قیدی لوگ جو اندر سے پتھراورانیٹین

پہنک رہے تھے اور شور و غل کر کے دروازہ سے باہر نکال جانے کی کوشش کر رہے تھے دروازہ کے پاس مجھ کو دیکھ کر خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ اندر آئیں اور ہماری فریاد سنیں۔ میں نے جب اندر جانے کا قصد کیا تو اکبر خجک اور مسٹر گلڈن نے مجھے کہا کہ آپ ہرگز اندر نہ جائیں اگر آپ اندر جائیں گے تو قیدی جتیک اپنے حسب وخواہ ہر کار کی جانب سے آپ کی زبانی اقرار نہ لے لینگے آپ کو پھر پوڑنیگے ورنہ آپ کو ہلاک کر ڈالینگے میں نے ان کو جواب دیا کہ قیدی لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہماری فریاد حضور پر نور تک پہنچا دی جائے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ او کی فریاد سنوں اور ان کی طرف سے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کروں اگر قیدی لوگ میری نہایتش سے اس وقت بلوہ موقوف کر دیں تو کو توالی کے جوانوں کے ہاتھوں سے جو بند و قین لئے تیار ہیں ان کی جانب سے بیچ جائیگی یہ کہہ کر میں محبس کے دروازہ میں گیا سب قیدی میرے اطراف جمع ہو گئے اور کہا کہ ہر آپ وہ آٹا دیکھیں جو ہمیں کہا نے کو ملتا ہے یہ کیکر رہے ہیں مجھے ہاتھوں اور اپنے کانڈ ہوں پراوٹھالیا اور محبس کے اندر اپنے کہا نے کی جگہ لے گئے میرے ساتھ کے دو آدمی تھے وہ دروازہ کے باہر رہ گئے تھے اس واقعہ کے بعد میرے اون دونوں ملازموں نے مجھے بیان کیا کہ اکبر خجک بہا اور اور مسٹر کارڈن نے کہا کہ اب قیدی لوگ محبس کے اندر اپنی خواہش کے موافق شریطن پیش کرینگے اور جتیک وہ شریط پورے نہ ہو جائیں گے وہ افسر خجک کو باہر نہ آنے دینگے۔

مسٹر کارڈن نے اکبر خجک سے کہا کہ کو توالی کے جوانوں کو اپنے ہمراہ لے کر

محبس کے عقب سے حملہ کرنا اور قیدیوں کے ہاتھوں سے افسر خنگ کو چھڑانا چاہیے اکبر خنگ نے جواب دیا کہ باوجود منع کرنے کے وہ خود اپنے ارادہ سے محبس کے اندر گئے ہیں۔ لہذا اؤنکو اؤنکی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے غرض محبس کے باہر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور اندرون محبس قیدی لوگ۔ مجھے جس جگہ اؤنکا کہنا پکنا تھا وہاں لے گئے اور روٹی اور جوا کا آٹا مجھے دکھلایا مینے دیکھا کہ روٹیاں بالکل جلی ہوئی تھیں اور آٹے مین کر سین ایل کی بو آتی تھی قیدیوں نے اپنا احوال رور و کر مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ جس قدر محنت او مشقت سے کام لین ہم اؤسکے لئے حاضر ہیں لیکن سرکار سے جو کچھ کہنا مقرر ہے وہ برابر ہو ملا کرے ہمت ہم محبس ہو کر برابر کہنا نہیں دیتے سب قیدیوں کا یہ معروضہ اگر حضور پر نور کی خدمت میں پہنچے گا تو اس لمر کا ضرور انتظام ہو جائے گا۔

مینے قیدیوں سے کہا کہ اگر تم لوگ اسوقت بلوہ اور فساد موقوف کرو گے اور اپنی اپنی کوٹھریوں میں چلے جاؤ گے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ تم لوگوں کا کل احوال حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کر کے تم لوگوں کے کہانے کا بندوبست معقول طور پر کر اؤنگا۔

میری یہ تقریر سنکے قیدی لوگ میرے پاؤں پر گر پڑے اور کہا کہ ہم سب لوگ اپنی اپنی کوٹھریوں میں ابھی چلے جاتے ہیں چنانچہ چند منٹ میں کل قیدی اپنی اپنی کوٹھریوں میں چلے گئے مین نے باہر سے اون کے کل حجرون کے دروازے بند کر دیے اور مین محبس کے دروازہ کی طرف آیا تقریباً آدھے گھنٹہ تک مین اندر رہا اکبر خنگ

اور مسٹر گارڈن میرے واپس آنے سے مایوس ہو چکے تھے اس لئے کہ قیدی فساد پر آمادہ تھے اور قیدیوں نے میرے داخل ہونے کے بعد محبس کے بڑے دروازے کو اندر سے نہایت مضبوط بند کر لیا تھا سو مجھ سے کو تو الی اور علاقہ محبس کا کوئی جوان اندر جاسکتا تھا جب مجھ کو قیدیوں کو ساتھ گفتگو میں دیر لگی اور اکبر خٹک اور مسٹر گارڈن کو میری کچھ خبر معلوم نہ ہوئی تو اکبر خٹک نے آرمیوں کے سامنے اظہار تاسف کر کے کہا اس واقعہ کی خلاصہ کیفیت سکرار میں عرض کر کے فوجی مدد مانگنی چاہیے یا جسطرح سکرار سے حکم صادر ہوا اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے اس انتشار میں محبس کا بڑا دروازہ اندر سے کھول کر میں تنہا باہر آیا۔ اکبر خٹک اور مسٹر گارڈن نے مجھے دیکھ کر نہایت تعجب کیا اور مجھے پوچھا قیدی بد معاش کس خیال میں ہیں اور کیا کرتے ہیں میں نے کہا کہ میں نے ان سب کو اونٹنی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا اب آپ لوگ اندر جاؤ اور اپنا انتظام اطمینان سے کر لو پھر میں مسٹر گارڈن سے کہا کہ میں قیدیوں کا آٹا دیکھا وہ نہایت شکارہ ہے اور او سمین ایک قسم کی بو آتی ہے آپ اس آٹے کے عوض میں اونکو دوسرا آٹا منگوادو اور یہ موجودہ آٹا اونکو نہ دینیہ کہکڑی میں سر آسمانجا کے پاس گیا اور ان سے ابتدا سے انتہا تک جو کیفیت گزری تھی میں نے بیان کی۔

سر آسمانجا نے کہا کہ قیدیوں کی شکایت سابق میں بھی سماعت میں آئی تھی اور تھوڑی ہی زمانہ گزرا کہ قیدیوں نے بلوہ بھی کیا تھا اور مسٹر گارڈن کی درخواست پر رگیولر ٹروپس سے سو جوان بھیجے گئے تھے اور سو وقت رگیولر ٹروپس اور کو تو الی کے جوانوں کی بند و قون نے قیدی مارے ہی گئے تھے اور اب پھر یہ بلوہ ہوا اور عین بلوہ کے وقت

آپ وہاں پہنچے اور قیدیوں نے آپسے مجلس کے اندر عرض احوال کیا اور آپ کے کہنے سے سب قیدی بلوہ سے باز آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل ہتھم مجلس کی غفلت اور بد انتظامی سے لہذا اس امر کی دریافت ایک کمیٹی کے ذریعہ ضرور ہونی چاہیے سر آسمانجاہ نے مولوی مشتاق حسین صاحب کو حکم دیا کہ ایک کمیٹی چنگلوڑہ کے قیدیوں کی شکایت دریافت کرنے کے لئے عین موقع واروات پر جمع ہو۔ مولوی یہ افضل حسین صاحب اس کمیٹی کے میر محمد اس اور دوسرے تین عہدہ دار اس کے ممبر قرار دیے گئے۔ ہون اہالیان کمیٹی قیدیوں کا کل احوال دریافت کر کے اپنی رائے پیش کریں۔ چنانچہ دوسرے روز مجلس چنگلوڑہ میں ایک کمیٹی منعقد ہوئی ارباب کمیٹی نے اول قیدیوں کا بیان تحریر کیا اور اس کے بعد ہتھم مجلس کا اظہار لیا اور مجلس درخواست کی کہ خلاصہ رپورٹ تاریخ واقعہ کی آپ لکھ کر ہیجڈین میں نے جو واقعات بحشم خود معاینہ کئے تھے بلا کم و کاست ان کو قلم بند کر کے اہالیان کمیٹی کے پاس بھیج دیے اہالیان کمیٹی نے بعد دریافت و تحقیقات کے اپنی رائے قیدیوں کے باب میں مدارا صاحب کی خدمت میں پیش کی۔

نقل رپورٹ کمیٹی

چنگلوڑہ کے مجلس میں جو بلوہ ہوا اس کی سب کیفیت اہالیان کمیٹی نے دریافت کی دراصل سڑگارڈن کی غلطی اور بد انتظامی سے قیدیوں کی یہ شکایت پیدا ہوئی ہی تھوڑا

زمانہ ہوا کہ اسی قسم کی شکایت قیدیوں نے پیش کی تھی تو مسٹر گارڈن مہتمم محبس نے گسولر ٹروپس اور کوٹوالی کے جوانوں سے مدد لی اور قیدیوں نے جب باہر آنا چاہا تو اس وقت اسٹیشنر بند وقین چلائی گئیں جن سے چند قیدی مارے گئے اب اس موقع وہی واقعہ پیش آنے والا تھا اور قریب تھا کہ کوٹوالی کے جوانوں کی بند وقین سے لوگ ہلاک ہوں کہ اتفاق وقت سے افسر خنگ بہادر کا اوسطرف سے گذر ہوا۔ یوں نے ان سے اپنی شکایت بیان کی اور افسر خنگ بہادر اپنی بہادری اوریری سے بلاتامل محبس کے اندر چلے گئے اور قیدیوں کی شکایت سنکر مدارالمہام سہکار کا خلاصہ کیفیت بیان کی۔ قیدیوں کا افسر خنگ بہادر کے کہنے سے بلوہ موقوف کرنا اپنی اپنی کوٹھریوں میں بے غدر چلا جانا اور کئی فرمان برداری اور حکم شنوی کی بڑی ایل ہے جو انان محبس اور باورچیوں وغیرہ کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے کہ قیدیوں کو نابرابر نہیں ملتا لہذا کمیٹی کی رائے ہے کہ مسٹر گارڈن مہتمم محبس کو سرکار کی طرف سے وراثی جائے کہ وہ آئندہ محبس کا انتظام اچھا کرہیں اور جو خوراک سرکار سے قیدیوں کے لئے مقرر ہے اس کے ملنے کا ان کے لئے برابر بندوبست کریں چونکہ مہتمم محبس کی اکثر دروایان بطور خود ہوا کرتی ہیں اس لئے اگر اس محبس کی نگرانی کسی خاص منسرا علی کے لئے کر دی جائے تو مناسب ہے فقط

شہر دستخط میر محبس و ممبران کمیٹی

قیدیوں کی شکایت کا جب کمیٹی فیصلہ کر چکی تو اس وقت نواب مرآسا نجاہ پٹانے

ایک خط مجھ کو تحریر فرمایا جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مہربان افسر خنگ بہادر

مجس چنگلوڑہ کے قیدی جسوقت برسرِ شورش و فساد تھے اور اون کے عین بلوہ کے وقت قریب تھا کہ کو توالی کے جوان اونپر نبرد و قین چلاتے اور وہ ہلاک ہوتے اتفاق سے اسوقت میری پاس آئے آئے آپکا وہاں پہنچا اور باوجود قیدیوں کو مادہ فساد ہونیکے آپکا تن تنہا بلا کسی اندیشہ کو اونہیں چلا جانا اور قیدیوں کا اپنے ہاتوں پر آپ کو اوٹھا کر محبس کے اندر لیجانا۔ اور مستقل مزاجی اور دانشمندی سے آپ کا انکو فہمائش کرنا اور ذاتی سعی و کوشش سے پونے دو سو قیدیوں کو اونکی کوٹھریوں میں بند کر دینا یہ کل امور آپکی اعلیٰ درجہ کی بہادری اور دلیری و دانشمندی پر مبنی ہیں آپکی اس دانشمندانہ کارروائی سے نہ صرف محبس کے قیدیوں کا شر و فساد رخص ہوا بلکہ کو توالی کے جوانوں کو ہاتھوں سے جو قیدی بے سبب ہلاک ہونے اونکی جانیں آپنے بچائیں۔

مجھے نہایت افسوس ہے کہ کو توالی اکبر خنگ کی طرف سے جو رپورٹ پیش ہوئی ہے وہ بالکل خلاف واقعات تھی لیکن کمیٹی کی رپورٹ اور کرنل لڈ لو صاحب کی تحریر سے اب حقیقت واقعہ منکشف ہوئی۔ لہذا میں آپکی حسن کارگزاری پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور اس واقعہ کے متعلق جتنے امور کمیٹی نے تحریر کئے ہیں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کنجیت مبارک میں پیش کرتا ہوں فقط۔

آ سما نجاہ

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کشکار کیلئے گنگوارم کی

طرف رونق افزا ہونا

۱۸۹۳ء عیسوی کے موسم گرما میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے شیر کشکار کے لئے ارادہ فرمایا مجھے حکم اقدس ہوا کہ شکاری لوگ شیرون کی خبر لائے کیواسطے جنگل کو بھیجے جائیں شکاریوں نے جنگل میں پہونچ کر شیرون کی کیفیت سے مجھے اطلاع دی میں نے پیشگاہ اقدس میں عرض کیا کہ شکاریوں کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ گنگوارم کے جنگل میں چار شیر موجود ہیں حسب الارشاد اقدس فیل خاصہ اور شکار کا سامان گنگوارم کی طرف روانہ کیا گیا اور آٹھویں فروری کو پشیل ٹرین کی تیاری کیلئے حکم دیا گیا۔

۹ مارچ ۱۳۱۹ھ بمطابق ۹ مارچ فروری ۱۸۹۳ء عیسوی روز شنبہ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک گنگوارم کے طرف رونق افزا ہوئی۔ سرکاری اسپشیل ٹرین صبح کے دس بجے گنگوارم پہونچی۔

شکاری لوگ گارے کی خبر لاتے اعلیٰ حضرت ولیم بابویر سوار ہو کر واما گنڈم کے طرف تشریف فرما ہوئے فیل خاصہ علی مدد ایک ایسی جگہ کھڑا کیا گیا جہاں دونوں لے باہم ملتے تھے قریب تین بجے کے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر ہنگامہ اول نادرجنگ کی طرف گیا اونہوں نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کر بائیں طرف کی جھاڑی میں چلا گیا۔ دوسرا شیر حضور پر نور کے سامنے آیا چونکہ جھاڑی بہت گنجان تھی اسلئے شیر قریب آئے تک

نظر نہیں آیا شیر نے یکا یک فیل خاصہ کو دیکھ کر بلیٹنا چاہا لیکن اعلیٰ حضرت کی نظر اوپر پڑ گئی حضور پر نور نے فوراً گولی چلائی شیر کے قلب پر لگی شیر نے اپنی جائے سوجست کی اور چند قدم جا کر گر گیا۔ تیسرا شیر اعلیٰ حضرت کی بائیں طرف سے نکل کے چلا گیا گہانہ کی اور جھاڑی زیادہ بہونے کے سبب سے یہ شیر سوا چند ہانکہ والوں کے اور کیونہیں نہ کہا دیا۔ شکار سے کیا نپ کو واپس بہونے کے بعد شیر کا ہاتھی کے بالکل قریب آنے کا احوال اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام سلطنت دیر تک بیان فرماتے رہے اور الماس کی ایک انگوٹھی اس روز حضور پر نور نے مجھے مرحمت فرمائی اس انگوٹھی کا الماس بہت بڑا اور چمکدار ہے میں اس سے فراموشی شاہانہ کا شکریہ ادا کر کے نذر گزرائی۔ شکار سے بلکہ کو واپس آنے کے بعد پنا لعل جوہری ایک روز میرے پاس آئے تھے اس وقت وہ حضوری غایتی انگشتی میرے ہاتھ میں تھی۔ پنا لعل نے اس انگشتی کو دیکھ کر کہا کہ یہ الماس بالکل بے جرم ہے اسکی مالیت چہ سات ہزار روپیہ سے زیادہ ہوگی۔

دسویں ماہ رجب روز چہار شنبہ مطابق ۱۱ ماہ فہروری کو سواری مبارک کوہ انت گری کے طرف رونق افزا ہوئی اس جگہ دو شیروں کی خبر تھی کوہ انت گیری پر جو مشہور دیول ہر اوس کی مغربی طرف ایک ٹیکری پر فیل خاصہ علی مدد کھڑا کیا گیا اس ٹیکری کے اطراف میں بہت جھاڑی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہانکہ شروع ہوا۔ شکاریوں نے ہانکہ والوں کے تین حصہ کئے اول حصہ کوہ انت گیری کے اوپر سے پہاڑ کے کنارے تک دوسرا حصہ کوہ کے درمیان سے دامن کوہ تک تیسرا حصہ

پہاڑ کے نیچے کے نالون اور جنگل میں یہ انتظام اس خوبی سے کیا گیا کہ جطرف شیر یا بچہ یا تنیدہ ہو یہ سب جانور حضور پر نور کے سامنے آئیں۔

جبکہ اوپر کے ہانک والون نے پہاڑ پر سے آتش بازی پنہینا شروع کیا ایک شیر بڑے پتھروں کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا غراتا ہوا اوٹھا اور فیل خاصہ سے تقریباً سو وار کے فاصلہ پر ڈڑتا ہوا چلا اعلیٰ حضرت نے اوپر چار گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کے پنجہ میں لگی شیر زمین پر گر کے کھڑا ہوا اور پہر جھاڑی میں جا کر پوشیدہ ہو گیا تقریباً دس منٹ گزرے ہوں گے کہ یکایک فیلی خاصہ علی مدد نے بے قراری شروع کی کہی اپنی جگہ سے جنبش کرتا کہی اپنی سونڈ زمین پر مارتا غرض کہ ہاتھی کی حرکتوں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے شیر کو دیکھا ہے جس قدر ممکن تھا دہنے بائیں طرف دیکھا گیا کثرت جھاڑی کے باعث کوئی جانور نظر نہیں آیا تھوڑی دیر کے بعد فیلبان نے دیکھا کہ دو شیر خاص اسی جگہ جھاڑی میں سے نکل کر نیچے کے طرف جا رہے ہیں۔

جس جھاڑی کے عقب میں فیلی خاصہ کھڑا تھا اس کے مقابلہ میں جو لوگ درختوں پر بیٹھے تھے ان کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ دونوں شیر آہستہ آہستہ اس نالہ میں سے جا کر اس ٹیکری پر چڑھے جس پر حضور پر نور کا ہاتھی کھڑا تھا اور اس جھاڑی میں جو کہ فیلی خاصہ کے منہ کے سامنے تھی وہ دونوں شیر گئے اور چند منٹ تک کھڑے رہے چونکہ جھاڑی نہایت گنجان تھی اس سبب سے اعلیٰ حضرت نے ہاتھی پر سے شیروں کو ملاحظہ نہیں فرمایا لیکن ہاتھی نے شیروں کو دیکھ لیا تھا اسلئے بے قرار ہو کر اپنی جائے سے جنبش کرتا تھا جبکہ

شیرون نے ہاتھی کی آواز سنی کو دکرنا لے میں چلے گئے۔

اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ریچھ سامنے کے پہاڑ سے سیدھا چلا آ رہا ہے جب وہ ریچھ تقریباً ساٹھ وار کے فاصلہ پر پہونچا حضور پر نور نے ایک گولی سے اس کا کام تمام کیا اس ریچھ کو گر کر چار منٹ ہی نہیں ہوئے ہونگے کہ نا لے میں سے دو شیر نکلے یہ وہی دو نون شیر تھے جو پہلے قبل خاصہ کے نزدیک آئے تھے اور وہاں سے نالہ نالہ ہانکے طرف گئے ہانکے کا شور و غل سنکر پیر دوسرے طرف کے پہاڑ پر جانے کا اونہوں نے ارادہ کیا۔ یہ دو نون شیر جب اس ریچھ کے قریب پہونچے جبکہ حضور پر نور نے شکار فرمایا تھا یکایک کھڑے ہو گئے علی مدد نے جب سے شیرون کو دیکھا تھا خلافت عادت کے استقدر خبیش کر رہا تھا کہ اوپر سے گولی لگنا دشوار تھا فیلبان نے ہر چند کوشش کی کہ ہاتھی کو استقلال سے کھڑا کرے لیکن ممکن نہوسکا اوسوقت کا تماشا قابل دیکھنے کے تھا کہ شیرون کے دہنے بائیں اور پیچھے سے ہانکے والے شور و غل کرتے ہوئے چلے آ رہے تھے سامنے حضور پر نور کا ہاتھی کھڑا تھا اس حالت میں شیر بالکل محصور ہو گئے تھے یہ دو نون شیر حضور پر نور کے سامنے تقریباً ساٹھ یا ستر وار کے فاصلہ پر غصہ کی حالت میں کھڑے ہوئے تھے اور ہانکے والوں کے طرف دیکھنا پھر ہاتھی کی طرف پلٹنا اور دم ہلا کر غصہ کرنا غصہ کی حالت میں شیرون کی مچھون کے بال جو کھڑے ہو جاتے تھے برابر نظر آتے تھے غرض کہ تھوڑی دیر تک یہ عجیب و غریب تماشا رہا۔

چونکہ اہی نہایت خدش کر رہا تھا اعلیٰ حضرت نے گولی چلانے میں ذرا تاہل فرمایا جب
 اہی کا خدش کرنا موقوف نہ ہوا مجبوری اعلیٰ حضرت نے اس شیر پر جو آگے تھا گولی چلائی
 گولی شیر کے ٹکڑے میں لگی دونوں شیروں نے فیضانہ صمد کی دہنی طرف سے دوسرے پہاڑ
 پر جا نیکا مارا وہ کیا۔ پہاڑ پر جھاڑی کم تھی بندوق چلانے کا بڑا عمدہ موقع تھا لیکن علی مدد
 اول سے آخر تک اس طرح ہلتا رہا جیسے کہ طوفان میں کشتی ہلتی ہو۔ برین اہم جب تک یہ
 دونوں شیر اعلیٰ حضرت کو نظر آتے رہے حضور پر نور نہایت جلدی اور مستعدی سے
 اونپر بندوقین فیر کرتے رہے خالی ریفل میں کار تو سرکہ کر دینے میں اگر مجھ سے ذرا
 دیر ہوتی تو اعلیٰ حضرت خود ریفل کو بہرتے اور فایر کرتے۔

باوجود اہی کے ہلنے اور شیروں کے زور سے بہا گئے کے اعلیٰ حضرت نے
 دونوں شیروں کو زخمی کیا۔ ایک شیر تو تھوڑی دور جا کر گر گیا اور دوسرا شیر مقابل
 پہاڑ کے غار میں جا کر گر گیا جب ہانکے والے قریب پہنچے تو بالکل شام ہو گئی تھی
 تاریکی میں ممکن نہ تھا کہ شیروں کی تلاش کیجاتی ریچھہ کو اوٹھا کر کیا نپ میں لائے اعلیٰ حضرت
 نے بھی فرو دکاہ کا قصد فرمایا۔

دوسرے روز علی الصبح میں اوس مقام پر گیا جس جگہ کہ زخمی شیر چھوڑے گئے
 تھے ایک شیر جھاڑی میں مردہ ملا بعد کو دوسرے شیروں کی تلاش کی گئی دوسرے
 دونوں شیر زخمی ہو کر دام گنڈم کے جنگل میں چلے گئے انہیں سے ایک کے پنجہ میں
 گولی لگی تھی وہ شیر تقریباً ایک مہینے تک زندہ رہا جنگل میں لنگ کر تا پرتا تھا بعد کو

شکاری اسکو مار کر اوسکا چمڑا ملاحظہ اقدس میں لائے۔

۱۵ ماہ رجب ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۵ ماہ فروری ۱۸۹۲ عیسوی کو سواری مبارک گنگوادم سے بلدہ میں رونق افروز ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کاشیر کے شکار کیواسطے چٹل پل

اور یکا مندرم اور مان کوٹہ کی طرف تشریف فرما ہونا

اس سال کے آخر موسم میں بارش کم ہونے کے سبب گہا نس جنگل میں کم پیدا ہوئی اور جنگل جھاڑی بہی جلد خشک ہو گئے اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے شیر کے شکار کیواسطے ارادہ فرمایا اور مجھے ارشاد ہوا کہ ہر چند یہ سال کمی بارش کے سبب سے شیر کے شکار کے لئے زیادہ موزوں نہیں ہے لیکن چند روز کے لئے سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے جائے گی لہذا ضروری انتظام شکار کا فوراً کیا جائے حسب حکم اقدس میں فوراً ہاتھی اور شکار کا سامان روانہ کیا اور ۱۱ رمضان ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۹۲ عیسوی روز شنبہ کو چٹل پل کی طرف سواری مبارک رونق افروز ہوئی اور اس مقام پر یہہو چننے کے بعد سرکاری اسپیشل ٹرین اسٹیشن پر ایک محفوظ جگہ کھڑی کی گئی یہاں پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور چار روز تک سلون خاص میں قیام فرما رہے ریل گاڑی کے ٹبے جو بصر ف ایک لاکھ روپیہ خاص حضور پر نور کے لئے ولایت میں بنوائے گئے ہیں وہ قابل دید ہیں۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ریلوے کیا بیچ حسین ڈرائنگ روم نہایت آمانت ہے اور استراحت فرمانے کا کمرہ علیحدہ ہے۔ لباس تبدیل فرمانے اور حمام کرنے کے مقامات کمال خوبی اور عمدگی سے اپنے اپنے محل اور موقع پر بنے ہوئے ہیں۔

سرکاری تو شک خانہ کی دوسری گاڑی ہے اور اسے ملحق و نیگ سلون یعنی مین خانہ کی گاڑی ہے اس کے درمیان بڑا مین پچھا ہوا ہے جس پر بارہ صاحب لوگ کھانا کھا سکتے یا در چھانہ کی گاڑی اس سے ملحق ہے اور دو گاڑیاں ایڈیکانوں کے واسطے ہیں ان تمام گاڑیوں میں ایک گاڑی سے دوسری گاڑی میں آنے جانے کا راستہ بنا ہوا ہے۔ جس سے ٹرین چلتے وقت بلا وقت گاڑیوں میں آمد و رفت ہو سکتی ہے غرض یہ سب ریلوے کیا بیچ حضور پر نور کے مثل ایک محل کے ہیں جبکہ رکائیت کی ضروری چیزیں درکار ہوتی ہیں وہ سب ان ڈیون میں موجود ہیں۔

بختل پٹی میں پہنچنے کے بعد چند بار ہانکے ہوئے لیکن شیر نہیں ملا یہاں سے ۱۶ رمضان کو حضوری اسپتال کیسے اندر م کی طرف روانہ ہوئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور اس جگہ ہی ٹرین میں تشریف فرما ہے۔

اٹھارہویں اپریل کو گارے کی خبر آئی گیارہ بجے حضور پر نور شکار گاہ میں رونق افزا ہوئے جب ہانکے نزدیک پہنچا پہاڑ سے دو شیر نکلے ایک شیر حضور پر نور کے چان کی دہنی طرف سے نکلا جسکو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اول گولی میں زخمی کیا دوسرا شیر بچکر کسی جانب کو نکل گیا۔ یہ زخمی شیر پانچویں چلا گیا اس روز ہر چند تلاش کی گئی۔ لیکن

نہیں ملا دوسرے روز پہاڑ کے دامن میں مردہ پایا گیا۔

اس مقام پر آٹھ روز تک سواری مبارک رونق بخش رہی اور ۲۲ رمضان شریف مطابق ۲۲ اپریل کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور ان کوٹہ میں رونق افزا ہوئے۔ ۲۳ رمضان شریف کو شبہ کے روز میتا کنڈ سے گارے کی خبر آئی یہ مقام کیانپ شاہی سے بہت ہی قریب تھا حضور عالی کے واسطے دامن کوہ میں ایک درخت پر چان باندھا گیا تھا جبکہ ایک باغن اوس درخت کے بہت قریب پہنچ گئی تب حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا۔ باغن کی نظر جو وقت چان پر پڑی وہ چاہتی تھی کہ جبت کر کے دوسری طرف کو نکل جائے لیکن اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایک ہی گولی میں اوسکا کام تمام کر دیا۔

دوسرے روز مینور کے جنگل سے گارے کی خبر آئی سواری مبارک وہاں رونق افزا ہوئی جو وقت ہانک کیا گیا شیر نادرجنگ کے سامنے سے نکلا انہوں نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کے جھاڑی میں بیٹھ گیا نادرجنگ اپنا ہاتھی اوسکے نزدیک لے گئے شیر نے ہاتھی پر حملہ کیا نادرجنگ نے دوسری گولی چلائی جو اوسکی گردن میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا۔ ہانک والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شیر ہانک کے وقت اوسکے پیچھے سے نکلے پہاڑ میں چلا گیا ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ اوس پہاڑ میں گارے کے لئے جاموش باندھے جائیں چنانچہ شب میں شیر نے دو جاموش مارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور پہر مینور کے جنگل میں تشریف فرما ہوئے ہانک شروع ہو کر تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر پہاڑ پر نظر آیا اور نالہ نالہ سیدھا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف آ رہا تھا کہ حضور پر نور

نے تقریباً ساڑھے وار کے فاصلے سے گولی چلائی اول ہی گولی میں اوسکا کام تمام ہو گیا۔ ۲۸۔
اپریل ۱۸۹۲ء عیسوی کو اعلیٰ حضرت نے بلدہ میں مراجعت فرمائی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا انسپکشن

سراورڈمس انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس ان انڈیا جمادی الاول ۱۳۱۱ھ بمطابق نومبر ۱۸۹۲ء عیسوی میں حیدرآباد آئے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا اونہوں نے انسپکشن کیا اول روز سراورڈمس نے دونوں رجمنٹوں کے گھوڑوں اور جواتوں کو دیکھا دوسرے روز قواعد اور ڈرل میں اونہوں نے افسروں کا امتحان لیا۔ تیسرے روز سب فوج بگائیڈ قواعد اور رکائسٹس کا کام کو لکٹڈ کے میدان میں لیا اور شام کو نیزہ بازی اور دوسرے فوجی کرتب دیکھے سراورڈمس نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی سپاہیہ وضع اور فوجی افسروں کی قواعد ذاتی اور فنون سپاہ گری مثل نیزہ بازی اور ٹینٹ پیک اینگ وغیرہ کی نسبت بہت کچھ تعریف فرمائی اور کہا کہ دوسری نیٹواسٹیٹ کو امپیریل سروس ٹروپس کو آغاز ہو کر چند سال کی مدت ہو چکی ہے لیکن حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی فوجی حالت دوسرے ہی سال میں بالکل اونس کے مقابل بلکہ نیزہ بازی اور دیگر فنون سپاہ گری میں اولے سے بہتر اور اعلیٰ درجہ میں ہے۔

فوج کے انسپکشن کے بعد سکینڈ لانسز امپیریل سروس ٹروپس کی لین قلعہ گو لکٹڈہ کی شرعی جانب تیار کرنے کے لئے سراورڈمس نے فیصلہ کر دیا اور لین کی

تبدلی کیپٹن ہاشم نواز جنگ بہادر کے اہتمام سے شروع ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے کیسا مندرم

اور مانکوٹہ کی طرف تشریف فرما ہونا

اس سال بالکل یہ خیال نہ تھا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے شکار کے واسطے اضلاع میں رونق بخش ہوگی اسلئے گریبا کے موسم میں مجھے ارشاد ہو جاتا تھا کہ شیر کے شکار کا انتظام کیا جائے چونکہ اس سال پندرہویں مارچ تک کچھ ارشاد نہیں ہوا تھا اسلئے شیر کے شکار کے واسطے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے تشریف لیجانے کی مطلق امید نہ تھی۔

۱۶ مارچ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے خاصہ تناول فرمانے کے بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ اس سال شیروں کی کیا خبریں ہیں شکاریوں نے کچھ خبر دی ہے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ سب شکاری حکم خداوندی کے منتظر ہیں بجز صدر حکم اقدس شکار کا انتظام کیا جائے گا اور سوقت ارشاد ہوا کہ فوراً شکار کا بندوبست کیا جائے اور ۲۹ مارچ کو اپیل ٹرین تیار رہے بجز صدر حکم عالی شکار کا سب انتظام کر کے پیشگاہ اقدس میں عرض کیا گیا ارشاد اقدس ہوا کہ سواری مبارک پہلے کیسا مندرم میں رونق بخش ہوگی اور اس کے بعد مانکوٹہ اور پاکہال کے تالاب کا قصد کیا جائے گا۔

۶ ماہ رمضان ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۳۳ عیسوی کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور

دریا	آبنائے	۹	۴۹۰
جمعہ کو	جمعہ کو	۱۳	"
آئی لینڈ	انیڈ	۸	۴۹۱
والی	وائی	۱۳	۴۹۲
ریس اسٹانڈ	ریس اسٹینڈ	۱۴	"
ہنگ سیٹ	ہنگ سیٹ	۱۵	۵۰۴
پڑے	پڑے	۱۴	۵۰۸
نفاٹ	نفاٹ	۱۱	۵۱۰
راشن	لیشن	۱۴	۵۱۶
وسپلین	وسپلین	۶	۵۲۳
کمپ لائف	کمپلین	۱۱	۵۲۵
مشتری	مشتری	۷	۵۲۶
وہیل کرتا	وہیل کرتا	۵	۵۳۸
کٹون	کپتون	۱۰	۵۴۲
کمپن اسپنس	کمپن اسپنس	۲	۵۴۳
کمپکیرون	کمپکیرون	۱۶	۵۵۴
ڈرائی	ڈرائی	۸	۵۶۳



زخمی کیا تھا وہ تیندوا ایک جھاڑی میں بیٹھا ہوا ایک شکاری کو کھائی دیا اوسنے اوسپر گولی چلائی تیندوا اول ہی سے نہایت کاری زخم کھا کے نیم جان تھا جھاڑی میں گر کر مر گیا شکاری لوگ اوس تیندوے کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ اقدس میں لائے۔
غرض آٹھ روز تک کیسا مندرم میں قیام رہا لیکن ایک تیندوے کے سوال پر کچھ شکار نہ ملا۔ ۹ ماہ اپریل کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ شب کو ماہ دولت اسپنل ٹرین میں مان کوٹہ کی طرف رونق افزا ہوں گے حب الحکم اقدس اسپنل ٹرین کا انتظام کیا گیا شام سب ہمراہیان سواری مبارک کو حکم ہوا کہ ہاتھی اور گھوڑے اور اسکارٹ وغیرہ غروب آفتاب کے قبل روانہ ہو کر مان کوٹہ پہنچ جائے۔

سرکاری اسپنل ٹرین تین بجے شب کے روانہ ہوئی کیسا مندرم سے مان کوٹہ کو پہاڑوں میں سے گزر کے ریل کی سڑک جاتی ہے اسیلے دور سے ریل گاڑی نظر نہیں آتی سرکاری ہاتھی خکی تعداد تقریباً چوبیس زنجیر کے ہوگی کیسا مندرم سے روانہ ہو کر ریل کی سڑک پر آہستہ آہستہ جا رہے تھے یکایک اسپنل ٹرین ہاتھوں کے نزدیک پہنچی انجن ڈیور نے ہاتھوں کو انجن سے آنا قریب دیکھا کہ اوسکے ہوش اوڑ گئے چونکہ وہاں پریسٹرک میں کچھ شب ہی تھا ٹرین نہایت تیزی سے جا رہی تھی یہ امر کسی طرح ممکن نہ تھا کہ ٹرین فوراً روک لی جاتی اس حالت میں انجن ڈیور نے زور سے ریل کی سیٹی دی اور ایک چشم زدن میں انجن ہاتھوں کے نیچے میں پہنچ گیا سب ہاتھی انجن کی سیٹی سے دھنیا میں طرف ہو گئے تھے مگر ایک ہاتھی فتح نصیب نامی جیسپر ٹرینی بار

کی ہوئی تھی وہ بالکل سڑک کے بیچ میں چل رہا تھا یکایک انجن کا اگلا حصہ برابر باہری کے شانہ میں لگا انجن ڈیلور کا بیان تھا کہ یہ واقعہ دیکھ کر قریب تھا کہ خوف سے میری روح غالب سے نکلا جائے اسلئے کہ یہ ایک خوفناک حالت تھی کہ ساری ریل اولٹ جاتی یا انجن ریلوے لین سے علیحدہ ہو جاتا جس سے پہلی گاڑیوں کو نقصان عظیم پہنچتا۔

سب سے زیادہ نازک یہہ امر تھا کہ یہہ خاص اسپشل کوئی معمولی گاڑی نہ تھی اور اس اسپشل ٹرین میں تقریباً ایک کڑ ٹریس لک آدمیوں کا فرائزوا اور حاکم ملک دکن رونق افزا تھا۔

غرض انجن کی باہری سے جب ٹکڑ ہوئی باہری کے پاؤں زمین سے اتنے اوٹھے کہ قریب دس فٹ کے زمین سے بلند ہو کر ریلوے سڑک کے دہنی طرف علی مدہ باہری پر گر کر اور اسی جگہ گر گیا اور علی مدہ کا دہنی طرف دانت ٹوٹ گیا۔

انجن ڈیلور نے جب دیکھا کہ بڑی خوفناک حالت سے نجات ملی تو تھوڑی دور جا کر اسپشل کو اس سے روک لیا۔ انجن کی باہری سے جب وقت ٹکڑ ہوئی تھی اس وقت ہر ایک شخص کو یہہ محسوس ہوا تھا کہ ٹرین کو کسی قسم کا صدمہ ضرور پہنچا۔ گاڑی ٹھیرانے کے بعد انجن ڈیلور نے اگر یہہ کل کیفیت بیان کی اور اس کے بیان کے مطابق اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں سب احوال عرض کیا گیا ایسے نازک موقع پر صدمہ عظیم سے ریل گاڑی کا محفوظ رہنا یہ حضور پر نور کا اقبال تھا۔

صبح کے چہرے سواروں مبارک مان کو ٹھہر چکی مان کو ٹھکے جھل میں بھی مثل

کیسا مندرم کے پانی بہت اور جھاڑی بن رہی یہاں پر بھی شکار کی زیادہ امید معلوم نہ ہونی اکثر گارون کی خبر آئی اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور چند بار شکار کو تشریف فرما ہوئے لیکن کوئی شیر نظر نہیں آیا۔

آٹھویں ماہ اپریل کو رفیع الدین نامی کو توالی کا ایک جوان خیمہ مبارک کے قریب پہر پر کھڑا تھا اوسکو سانپ نے کاٹا کو توالی کا گارڈ دور ہونے کے سبب سے کوئی جوان نرؤ نہ تھا کہ اوسکی بدلی کر سکتا ہر خیمہ ملازمان سرکاری نے رفیع الدین سے کہا کہ خود چلے جاؤ اور اپنی بدلی کا جوان بھیج دو لیکن اوس نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے پہرہ کی جگہ چھوڑ کر نہیں جاتا یہاں تک نہ رہنے اثر کیا کہ رفیع الدین بیہوش ہو کر گر پڑا یہ خبر اسٹاف سرجن لقمان الدولہ بہادر کو پہونچی او نہون نے آکر جوان مذکور کو دیکھا اور اپنی خیمہ میں اوسکو لے گئے اور نہایت کوشش سے علاج کیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بکمال رحم دلی و سرفرازی خود رونق افزا ہو کر کو توالی کے جوان کو ملاحظہ فرمایا سانپ کاٹنے کے بعد جوان نے جو اپنے پہرہ کی جگہ نہیں چھوڑی یہ امر باعث خوشنودی خاطر اقدس ہوا رفیع الدین جوان کا کثر سم سے برا حال رہا کسی طرح اوسکی زندگی کی امید نہ تھی لیکن اوسکی زندگی باقی تھی لقمان الدولہ کے علاج سے دوسرے روز صحت کی کچھ صورت نظر آئی اور دو تین روز میں وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے رفیع الدین جوان کو اس خدمت کے صلہ میں جو اس نے سانپ کے کاٹنے سے اپنے پہرہ کی جگہ نہ چھوڑی جمہداری کے عہدہ سے سرفراز فرما کے پانسو روپے

انعام مرحمت کیے۔

دسویں اپریل کو میٹھا کٹہ سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور شکار کے لیے وہاں رونق افزا ہوئے ہاتھ شروع ہوا شیر سامنے کے پہاڑ سے نکلا اور نالہ کی طرف دوڑتا جاتا ہوا نظر آیا اعلیٰ حضرت نے متواتر چار گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کی کمر بین لگی تھوڑی دور جا کر وہ شیر گر گیا۔

۱۹ ماہ اپریل ۱۸۹۳ء عیسوی مطابق ۲ شوال ۱۳۱۰ھ ہجری کو سواری مبارک مان کوٹ سے بلدہ میں رونق افزا ہوئی۔

بلدہ میں اولے برسنا

۱۳۱۰ھ ہجری میں حسب معمول عید ذی الحجہ کا دربار ہوا اس دربار میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بمقام خسروانہ مرزا ولایت علی بیگ مرزا احمد علی بیگ مرزا حامد علی بیگ میرے تین فرزندوں کو خانی اور بہادری کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اس سال میں موسم گرما کی نہایت درجہ شدت رہی اکثر اوقات دن کو بارہ بجے آکر مقیاس الحرارت ورنڈہ میں ایک سو پانچ اور ایک سو آٹھ درجہ تک پہنچ جاتا تھا۔

غزہ پلج کو کچھ ابر آیا اور بارش ہوئی اس روز میرے پاس چند ہجان افسر سکندر آباد سے آئے ہوئے تھے میں انکو چوڑے کی گاڑی میں اپنے ساتھ سوار کر کے فوراً ان ہاتھ ڈرا لیا کرتا ہوا شام کے پانچ بجے حیدر آباد کلب کو گیا آفتاب غروب ہونے کے بعد بجلی کڑکنا اور

بادل گر جبا شروع ہوا اسوقت میں نے اپنے اجباب سے کہا کہ بارش کی آمد قریب معلوم ہوتی ہے
اب مکان کو جلد واپس جانا چاہئے میرے اجباب میرے ساتھ چوڑے مین سوار ہوئے
اور میں خود فوراً ان ہانڈ ڈرائیو کرتا ہوا کلب سے باہر نکلا یکایک بارش شروع ہو گئی اور بند
ہوا چلنے لگی جسوقت ہمارا چوڑا ہلغ عامہ کے قریب پہونچا اسوقت ہوا اس زور سے
چلی کہ ہلغ عامہ کے سامنے کا ایک درخت جڑ سے اکھڑ کے زمین پر گر پڑا۔ بارش کی شدت
اور بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سے یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ گھوڑے قابو سننے کل کے کہیں
چوڑے کو دے بہا گین بڑی احتیاط سے چارون گھوڑوں کو آہستہ آہستہ ڈرائیو کرتا ہوا
میں اپنے بنگلہ راحت منزل کے احاطہ کے قریب آ پہونچا۔ اسوقت پانی کے ساتھ چھوٹے
چھوٹے اولے برسا شروع ہوئے چونکہ ہوا بہت تندرہی وہ چھوٹے چھوٹے اولے ہوا
کے طپانچوں سے اس زور سے گرے کہ گاڑی کے گھوڑے بالکل پریشان ہو کر چلنے لگے۔
چوڑے مین جو لوگ سوار تھے انکو بھی اولوں کی چوٹ سخت ناگوار معلوم ہوئی
چونکہ ہوا شمال سے چلنی شروع ہوئی تھی اور وہ بالکل گھوڑوں کے منہ پر لگ رہی تھی اس کے
صدر سے گھوڑے راحت منزل کے دروازہ پر یکبارگی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے
بے قراری شروع کی بنگلہ میں اسوقت جتنے آدمی موجود تھے انہوں نے جب گھوڑوں
کی وحشت دیکھی فوراً اپنی اپنی جگہ سے دوڑے اور گھوڑوں کے پاس جمع ہو کر ان کے
بارنس نہایت عجلت سے کہوئے اور ہم لوگ گاڑی پر سے اتر کے بنگلہ کی طرف گئے
اب اولے زیادہ برسنے لگے اور ان کے بارش کی اتنی شدت ہوئی کہ چند منٹ میں راستوں

تقریباً دو دو فٹ تک جمع ہو گئے نوکر لوگ گھوڑوں کو طویلہ میں پہونچا کر جب پلٹے تو انکی پاؤں گھٹنوں تک اولوں میں اوتر جاتے تھے غرض اسقدر اولوں کی بارش ہوئی کہ تھوڑی دیر میں سب راستے بند ہو گئے شب کی تاریکی میں جہ طرف راستوں اور بنگلہ کے کمپونڈ پر نظر کی جاتی تو سفید سفید اولوں کے فرش کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔

میرے اہباب نے اسوقت میں اپنے صحیح و سالم پہونچنے سے پروردگار عالم کا شکریہ ادا کیا جیسے اولوں کی یکایک کثرت سے بارش شروع ہو گئی تھی اگر اس موقع پر بنگلہ میں پہونچنے سے ہکودہ دیر بھی ہوتی تو ہمارے چوڑے کے گھوڑے اولوں کے صدمہ سے ممکن نہ تھا کہ اپنی حالت پر قائم رہتے بلکہ بے اختیار جہ طرف کو چاہتے گاڑی ہو لے بہا گتے۔

غرض کامل ایک گھنٹہ تک اولے برستے رہے اور اولوں کے ساتھ ہوا بھی تند و تیز چلتی رہی جسکے صدمہ سے صد ہا تناور درخت جڑ سے اوکھڑے کر پڑے آٹھ بجے کے قریب شب میں اولے برہنا موقوف ہوئے۔

دوسرے روز صبح کے وقت سوار ہو کے میں ڈیوڈ بھی مبارک کو گیا تو راستوں کو دونوں طرف رات کے برے ہوئے اولے جمع تھے اکثر درخت گرے ہوئے پڑے تھے اور جو درخت باقی تھے انکی شاخوں میں پتہ کا نام تک نہ تھا بلکہ اولوں کے صدمہ سے سب پتے چڑ کے اکثر شاخیں بھی ٹوٹ گئی تھیں اور درختوں کی چھال تک نکلتی تھی۔ ڈیوڈ بھی مبارک میں پہونچنے کے بعد چوہداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ شب کو

ہمیشہ دس بچے ڈیوڈ ہی مبارک کے جلو خانہ کا دروازہ بند ہوا کرتا تھا اولون کی بارش کے بعد دروازوں کے بیچ میں استقدراوے جمع ہو گئے تھے کھدوازہ بند کرنے کے لئے ہر چند کوشش کی گئی لیکن اولون کی کثرت سے دروازہ بند کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی جب دروازوں کے پاس سے اولون کا ہٹانا چاہا تو یہ بھی ممکن نہ ہوا اس لئے کہ آدمیوں کے پاؤں گھٹنوں تک اولون میں اتر جاتے تھے اور اطراف کے اولون کا استقدردباؤ پڑتا تھا کہ جس جگہ سے اولے ٹوکروں میں اٹھائے جاتے اس جگہ پھر دوسرے اولے آجاتے تھے۔

شہر اولون کی زبانی معلوم ہوا کہ اولے برسا شروع ہوتے وقت جو گاڑیاں اور چٹکے باہر راستوں پر تھے انکے گھوڑے یا بو گاڑیوں اور چٹکوں کو لیکر اس زور و شور سے بھاگے کہ اکثر گاڑیاں اور چٹکے ٹوٹ کے ضائع ہو گئے۔

شہر میں بہت سے مکانات اور دیواریں اولون کے صدمہ سے گر پڑیں اور جو مکانات سفالی تھے انکے ٹھیکرے اولون سے ٹوٹ کے ریزہ ریزہ ہو گئے راستوں میں جسطرف نگاہ اٹھتی اولے ہی نظر آتے تھے اور ایک دوسرے سے باہم ملکر بڑی بڑی سنگ مرمر کی سلون کی مثل دکھائی دیتے تھے حیدر آباد کے قدیم باشندے جنکی عمریں انٹی انٹی نوو نوو برس کی تھیں وہ بیان کرتے تھے کہ بچنے اپنی عمر میں ایسی اولے حیدر آباد میں کبھی نہیں دیکھے۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس اور فوج باقاعدہ سرکاری کا عشرہ شریف محرم میں ملکر مارچ پاسٹ کرنا

ہیجر جون صاحب جو حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس کے آغاز میں ان سپکنگ افسر مقرر ہوئے تھے ۱۸۹۳ء عیسوی میں حیدرآباد ریڈنسی کے وہ میٹری سکریٹری مقرر ہوئے اور انکی جگہ کپٹن فاسکن کا تقرر ہوا چونکہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس اور میسور دونوں ریاستوں کے امپیریل سروس ٹرولیس کا تعلق اون سے تھا اس لئے اکثر اوقات وہ میسور ہی میں رہا کرتے تھے اور تمام سال میں مہینہ دو مہینے کے لئے حیدرآباد آتی تھی۔
محرم ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق جولائی ۱۹۳۳ء عیسوی میں اول بار یہ موقع تھا کہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس نے افواج باقاعدہ سرکاری کے ساتھ شریک ہو کر محرم شریف کے لشکر میں مارچ پاسٹ کیا۔

۹ ماہ محرم کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے سواری مبارک جلوں شاہانہ کے ساتھ حینی علم میں رونق افزا ہوئی اس مقام سے مراجعت فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے کنوایں کے دو تہان مجھے عنایت فرمائے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکاریوں کے گنگوڑم وقار آباد کی طرف رونق افزا ہونا

ہندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنت کی سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے

۱۹ ماہ رمضان ۱۳۳۵ ہجری مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۱۶ء عیسوی روز چہار شنبہ کو اسپتال ٹرین میں مقام وقار آباد کی طرف روانہ ہوئی اور اسٹیشن پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت کی اسپتال ٹرین اسٹیشن کے سائڈنگ پر علیحدہ کھڑی کی گئی۔

جنگل میں چار شیروں کی خبر تھی۔ ۲۰ رمضان مطابق ۲۹ مارچ روز پنجشنبہ کو (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اس خبر کے پہنچتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور عازم شکار ہوئے شیر اعلیٰ حضرت کے فیل خاصہ کے بائیں طرف تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر نکلا چونکہ جہاڑ زیادہ گنجان تھی اس سبب سے شیر نظر نہیں آیا دوسرے روز (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور شکار کے لئے برآمد ہو کر فیل خاصہ پر سوار ہوئے فیل خاصہ ایک نالہ کے کنارے کھڑا کیا گیا وہی طرف ممتاز یار جنگ اور بائیں طرف عثمان یار جنگ ہاتھوں پر کھڑے ہوئے ہانکے والے جب شور و غل کرتے ہوئے بڑے شیر نکلا سید ہا عثمان یار جنگ کے طرف چلا کر ان کے ہاتھ کو دیکھ کر شیر لیٹ گیا اور اعلیٰ حضرت کی جانب اس نے رخ کیا اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر فیل خاصہ کے پیچھے سے آہستہ آہستہ بائیں طرف کو چلا جا رہا ہے حضور پر نور نے بحال استقلال شیر کو نزدیک آنے و یا جب شیر پچاس گز کے فاصلہ پر پہنچا حضور نے گولی چلائی گولی شیر کے شانہ میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا۔ یہ شیر بہت زبردست تھا۔

چونکہ شاہی کیا مپ سے یہ جگہ بہت فاصلہ پر تھی اس لئے سواری بٹا

شب میں بہت دیر سے خیمہ گاہ کو پہنچنے پر اعلیٰ حضرت نے عثمان یار جنگ کو ایک عہدہ فور ففٹی اکسپریس ریفیل مرحمت فرمائی۔ ۶ ماہ اپریل کو سورج گہن ہوا آٹھ بجے دن کے گہن شروع ہوا آفتاب قریب آٹھویں حصہ کے گہن سے باقی رہا روشنی اس قدر باقی تھی جیسے آفتاب غروب ہونے کے بعد رہا کرتی ہے غرض سوال کو سواری مبارک اسپتال ٹرین کے ذریعہ حیدرآباد میں داخل ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے تالاب پاکہال

کی جانب تشریف لیجانا

۲۵ شوال ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۵ مئی ۱۸۹۲ء عیسوی کو بندرگانہ عالی اسپتال ٹرین میں

روانہ ہوئے اور مفصلہ ذیل مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

داور الملک افسر جنگ عثمان یار جنگ شرفیاب جنگ مظفر یار جنگ
مشکم جنگ اسد یار جنگ لقمان الدولہ ممتاز یار جنگ فصیح الملک
جان نثار جنگ اسپتال ٹرین نہکنڈہ اسٹیشن پر شام کے تین بجے پہنچے اعلیٰ حضرت
حضور پر نور مع ہمراہیوں کے یہاں سے گاڈ ہیون میں سوار ہو کر کیاںپ چندر آئین
میں رونق افزا ہوئے۔

یہ مقام پاکہال کے تالاب سے گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے چندر آئین
کے اطراف میں پہاڑ بہت کم ہیں اکثر نالوں کے کناروں پر جو تالاب مذکور سے

نکلے ہیں گنجان درخت ہیں خمیں اکثر شیر رہا کرتے ہیں۔
 پخش بندہ کی صبح کو ویٹر کے نالے سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور شمس
 کو تشریف لے گئے شیر بانکہ والوں کی بائیں طرف سے نکل گیا شام کے قریب اعلیٰ حضرت
 نے لشکر گاہ کو مراجعت فرمائی۔

دو شب بندہ کو (وٹی واگ کے نالہ) میں گارا ہوا بندگان حضرت کے لئے ایک
 درخت پر مچان باندھا گیا مانکہ شروع ہوئے میں منٹ ہوئے ہوں گے کہ نالہ کی بائیں
 طرف جو لوگ درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اونہوں نے غل کرنا شروع کیا اس سے
 معلوم ہوا کہ شیر اسی طرف کو جا رہا ہے۔ شیر اون لوگوں کے شور سے پلٹ کر اعلیٰ حضرت کے
 درخت کے طرف آیا۔ درخت کے پچھے پانی کا ایک نالہ بہتا تھا شیر نے نالہ پر سوجھت
 کی بندگان حضرت نے ریفل چلائی گولی شیر کی گردن میں لگی شیر وہیں پر گر گیا چند منٹ
 گزرنے نہ پائے تھے کہ دوسرا شیر جھاڑی میں سے نکل کر اعلیٰ حضرت کے مچان کے بائیں طرف
 آتا نظر آیا۔ نالہ کے کنارہ درخت اس قدر گنجان تھے کہ شیر برابر نظر نہیں آتا تھا مگر بانکہ والو
 شور و غل کرتے ہوئے بہت قریب پہنچ چکے تھے شیر غرانا اور جست کرتا ہوا حضور پر نور
 کے مچان کے قریب سے نکلا اعلیٰ حضرت نے گولی چلائی شیر زخمی ہوا اور تھوڑی دیر جا کر
 ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ اپنے اپنے ہاتھوں پر دھڑ
 اور بائیں جانب کھڑے تھے وہ زخمی شیر آتا ہوا اونکو نظر آیا تھا مگر جس جھاڑی میں اونکو
 پناہ ملی تھی وہ اس قدر گنجان تھی کہ شیر بالکل نظر نہیں آتا تھا اونہوں نے چند گولیاں اس

جھاڑی میں اس خیال سے مارین کہ شیر باہر نکلے گا مگر وہ استفد رزنجی تھا کہ اوسمین باہر نکلنے کی طاقت نہ تھی یہہ ماجرا جب شکاریوں نے آکر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خدمت مبارک میں عرض کیا تو میں اعلیٰ حضرت سے اجازت لیکر شیر کی جانب گیا وہاں پہونچا تو کچھ عجیب حالت دیکھی۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ ہاتھوں پر نالہ کے ایک طرف اور خواجہ امین الدین اور دیسائی دوسری طرف کھڑے ہوئے ہیں اور شکاری کتوں کو چھوڑ رکھا ہے درختوں کی جنبش اور شیر کی آواز پر گولی پر گولی چلا رہے ہیں میں نے اونگی گولیاں چلائی سو قوت کرائیں اور دیسائی سے کہا کہ تم اپنی ریفل لیکر ایک بلندی پر جاؤ اور شیر جب جھاڑی میں نظر آئے تو اسوقت بندوق چلاؤ۔ دیسائی جب جھاڑی کے نزدیک گیا تو اسنے دیکھا کہ شیر زمین پر پڑا ہوا سسکا رہا ہے حملہ کرنے کے قابل نہیں ہے دیسائی نے ایک گولی اس کے سر میں ماری شیر کا کام تمام ہو گیا دونوں شیر جنہیں اعلیٰ حضرت نے ایک روز میں شکار کیا تھا شاہی کیانپ میں لائے گئے اسکے بعد تین چار روز تک گارے کی خبر نہیں آئی ایک دن صبح کے وقت اعلیٰ حضرت عازم تالاب پاکہال ہوئے جس گاڑی میں شرفیاب جنگ فصیح السکاک نقمان اللہ اور لالہ دین دیال فوٹو گرافر سوار تھے وہ اتفاق سے ایک نالہ میں جو راستہ میں واقع تھا اولٹ گئی اور یہ سب صاحب پانی میں گر پڑے۔ خوش قسمتی سے نالہ زیادہ گہرا نہ تھا قریب تین فٹ کے اسمین پانی ہو گا ان صاحبوں کی مضطرب الحالی اور سرسبکی ایسی حالت میں جب کہ ان کے پاس کوئی مدد دینے والا موجود نہ تھا خوب بندازہ کیا جاسکتی ہو

بہر حال سب صاحب پانی سے نکلے چونکہ دوسرا لباس ان کے ساتھ نہ تھا، مجبوری وہی بیگ کپڑے پہنے رہے اعلیٰ حضرت کو جب یہ خبر پہونچی تو حضور پر نورؐ نے استفسار احوال کے لئے ایک سوار روانہ فرمایا تھوڑی دیر میں یہ سب صاحب حاضر خدمت اقدس ہوئے اور نامے میں اپنے گرنے کی کیفیت بالمشافہ عرض کی وہاں سے سواری مبارک تالاب پاکہال پہونچی۔

ایک پتہ رسات فیٹ اونچا ڈیڑھ فیٹ چوڑا جیہ چاروں طرف حروف کندہ ہیں اس تالاب کے بند پر پڑا ہوا تھا میرے بہائی نادور جنگ جیکہ ۱۳۷۷ء بمین پاکہال کے تالاب کے طرف شکار کو گئے تھے تو اونہوں نے اوش پتہ کو ایک پختہ چوڑی بنوا کر وہاں نصب کر دیا تھا اب وہ پتہ وہاں موجود ہے حروف کی شکل سنسکرت اور تنگی خط سے کچھ ملتی ہوئی ہے غالباً یہ پتہ تالاب پاکہال کی تاریخ کا ہوگا جیسے تیاری تالاب اور بنانے والے اور حاکم وقت کا سب احوال خلاصہ تحریر ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خط کو کوئی پڑھ نہیں سکتا نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کونسا خط ہے سنسکرت لار جنگ اول کے وقت میں چند یورپین صاحب لوگ ۱۸۷۲ء عیسوی میں تالاب پاکہال کو آئے تھے اونہوں نے اس پتہ کا فوٹو لیا۔ اور موم کے بڑے بڑے تختے بنا کر اسپر چپان کئے اور اسکے حروف اون تختوں پر اوٹھائے اور وہ سب تختے ولایت کو لے گئے کہ وہاں کے میوزیم میں کسی قدیم زمانہ کے حروف سے انکو مطابقت ہوگی لیکن نتیجہ اسکا کچھ سماعت میں نہیں آیا کہ انہیں

کامیابی ہوئی یا نہیں۔

تالاب کے بند پر سرکاری خیمے نصب کئے گئے تھے اعلیٰ حضرت خیاں شاہی میں رولق افروز ہوئے بعد چائے نوشی کے حضور پر نور نے اطراف و جوانب میں سیر و تفریح کے لیے قدم رنجہ فرمایا اور ایک بلند مقام کو جسے شاہی حیو ترہ کہتے ہیں ملاحظہ کیا شلم سواری مبارک واپس آئی۔ اتفاق سے اس شب میں ماہ کامل تھا۔ جو پہاڑ کہ تالاب میں ہے اس کے پیچھے سے چاند کا نکلنا اور اس کے عکس کا پانی میں پڑنا تالاب کے پانی میں ہوا سے کبھی کبھی جنبش ہونا کنارے کے درختوں کے سایہ کا پانی میں منعکس ہونا بعض جانوروں کا درختوں پر بولنا عجب مزاد تھا تالاب کے بند پر دیر تک حضور پر نور برآمد رہے اس کے بعد سواری مبارک کی جانب چندرائیچ کو واپس آئی تین چار روز تک گارے کی خبر نہیں آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور ۱۲ مئی روز دوشنبہ کو بٹوہ اسٹیشن کے شکار کے لئے تشریف فرما ہوئے اور واپسی کے وقت جنگلی مرغ اور خرگوش شکار فرمائے۔ چند راتیں پہلے میں چیتل کثرت سے ہیں ایک دن شام کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے چیتل کے شکار کے واسطے غم فرمایا اور فرود گاہ شاہی کے قریب ایک چیتل شکار کیا۔

۱۲ مئی دوشنبہ کے روز آلم بری شے گارے کی خبر آئی شکاریوں کی زبانی معلوم ہوا کہ نالہ میں تین شیروں کے پنجون کے نشان ہیں نالہ کے درمیان جو ایک درخت تھا اوپر حضور پر نور کے لیے پھان باندھا گیا بانکہ شروع ہو کر چند منٹ

گزرے ہون گے کہ ایک شیر اعلیٰ حضرت سے تقریباً پچاس گز کے فاصلہ پر جاتا ہوا
 نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر گولی چلائی گولی شیر کے شکم میں لگی اور شیر زخمی ہو کر سامنے
 کی جھاڑیوں میں چلا گیا۔ ہانکے والوں کے شور و غل سے معلوم ہوا کہ دوسرا شیر تالے
 کے کنارے کنارے آ رہا ہے وہ شیر سیدہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف آیا جب
 درخت کے قریب پہونچا حضور پر نور نے ایک گولی سے اوسکا کام تمام کر دیا گولی
 شیر کے گردن میں لگی وہ اوسی جگہ رہ گیا سامنے کے درختوں پر جو آدمی بٹھلائے
 گئے تھے اون میں سے ایک گاؤن والے نے پکار کر کہا کہ ایک اور شیر جھاڑی
 میں سے نکل کر دوڑتا ہوا جا رہا ہے غرض یہ تیسرا شیر تیز بہا کرتا ہوا نالہ کے مقابل
 کے کنارے پر نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر دو گولیاں چلائیں چونکہ حضور پر نور
 اور شیر کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا اور شیر جھاڑیوں میں نہایت تیز بہا کر رہا تھا
 ایک گولی اوسکے پنجہ میں لگی شیر آواز دیکر اوسی طرح جھاڑی جھاڑی چلا گیا۔
 اول شیر پر جو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے گولی چلائی تھی وہ زخمی ہو کر تھوڑی دور گیا
 اور ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا شکاری لوگ جو کہ اطراف میں درختوں پر بیٹھے ہوئے
 تھے اونہوں نے زخمی شیر کو جھاڑی میں جاتے وقت دیکھا۔ ممتاز یار جنگ
 اور عثمان یار جنگ دونوں طرف سے اپنے اپنے ہاتھی اوس جھاڑی کے نزدیک
 لے گئے جس میں وہ شیر بیٹھا ہوا تھا۔ شیر پر شکاری کتے چوڑ دے گئے شیر کتوں کو
 دیکھ کر جھاڑی سے نکلا اور حضور پر نور کے پچان کے طرف چلا۔

یہ شیر زخمی ہو کر جس رام سے اس جانب آیا تھا اسی رام سے پہر واپس ہوا جو لوگ کہ درختوں پر بیٹھے تھے اونہوں نے پکارا کہ شیر واپس چلا آ رہا ہے ٹیپو خان بہادر جو کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے مچان کے نزدیک زمین پر کھڑے ہوئے تھے شیر کے آنیکا شور و غل سن کر نہایت سراپیمہ ہوئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون سے ارشاد فرمایا کہ درخت پر چلے آئیں خان موصوف میٹر ہی کے ذریعہ سے درخت پر بسرت و چالاکی تمام چڑھے ہنوز اوپر نہیں پہنچے تھے کہ شیر درخت کے نیچے آگیا۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایک گولی مین اوسکا کام تمام کیا یہ شیر پہلے شیر سے پانچ قدم کے فاصلہ پر گرا۔ ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ شیر زخمی ہو کر چلا جائے اور پہر اسی جگہ واپس آئے۔ اور اسی مقام پر شکار کیا جاوے۔

تیسرا شیر جو کہ زخمی ہو کر چلا گیا تھا اوسکی تلاش کی گئی ہر چند وہ نالے سے باہر نہیں گیا تھا لیکن چونکہ بعض مقامات پر جھاڑی اور گنجان درخت تھے اور شام کا وقت ہی ہو گیا تھا اس لئے اوسکی جستجو مین کامیابی نہیں ہوئی سواری مبارک فرود گاہ شاہی کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

دوسرے روز گارا نہیں ہوا سواری مبارک فرود گاہ مین رونق افزا رہی چند شکاری لوگ زخمی شیر کی تلاش کے لئے بھیجے گئے۔

۱۴ مئی دو شبنہ کے روز شیطان راما اور ابیگا جو کہ منجیلہ مالاب پاکہال کے مشہور شکاریوں سے ہیں یہ دونوں خبر لائے کہ زخمی شیر نے شب گذشتہ مین ایک جاموں کو

مارا اور اوسکو پہنچ کر ایک جھاڑی میں گئے گیا اور اسی جھاڑی میں بیٹھ کر پیلے کو کہا رہا ہے۔
 اور دوسرا شیر صبح کو طلوع آفتاب کے بعد جھاڑوں کے طرف سے آیا اور الم بری کے
 نالہ میں چلا گیا یقین ہے کہ یہ دونوں شیر ایک ہانکہ میں حضور پر نور کے سامنے آئینگے
 یہ خبر سنتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور عازم شکار ہوئے ہانکہ شروع ہوا تھوڑی دیر کے
 بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شیر جھاڑی جھاڑی سیدھا حضرت
 کے درخت کے طرف آ رہا ہے لیکن جھاڑی اور گھانسن زیادہ ہونیکو سبب کبھی نظر آتا ہی کبھی
 نظر سے غائب ہو جاتا ہے یکایک حضور پر نور کی نظر شیر پر پڑی کہ شیر نے اعلیٰ حضرت
 حضور پر نور سے تقریباً بیس گز کے فاصلہ پر جھاڑی سے سر نکالا ہنوز شیر کا نصف دھڑ بھی
 باہر نہیں آیا تھا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اوسکے سر میں ایک گولی ماری جس سے
 شیر اسی جگہ گر گیا۔ صرف شیر کا سر اور اگلے دونوں ہاتھ باہر رہے اور باقی جسم اوس کا
 جھاڑی کے اندر رہا ہانکہ والے بھی قریب پہنچ گئے لیکن زخمی شیر کا کچھ نشان نہ ملا
 شکاری لوگ اوسکی تلاش میں گئے ویسائی نے درخت پر سے دیکھا کہ زخمی شیر ایک
 جھاڑی میں بیٹھا ہوا ہے اوس نے گولی چلائی گولی شیر کی کمر میں لگی وہ اسی جگہ رہ گیا۔
 یہ زخمی شیر جب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ کے لئے لایا گیا حضور پر نور نے
 ملاحظہ فرمایا کہ اوسکا زخم تین روز میں بہت زیادہ ہو گیا تھا اور خود شیر نے اپنے منہ سے
 کاٹ کر اپنے زخم کو بڑھا دیا تھا۔

صاحبان شکار دوست کو ایسا اتفاق بہت کم ہوا ہوگا کہ مختلف طور پر تین روز

مین جب ہانکے ہو تو ہر ہانکے مین دڈو دڈو شیر شکار ہون جیسا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے
۱۵ مئی روز دوشنبہ کو دوشیر ۱۲ مئی روز شنبہ کو دوشیر اور ۱۴ مئی روز دوشنبہ کو
دوشیر شکار فرمائے۔

۱۵ مئی ۹ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ چکٹ پاپلی کے مالہ مین
شیر ہیلے کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا ہے اور شیر کے پاؤں کا نشان مالے سے باہر
جائیکا کہین نہیں ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ شیر مالہ مین موجود ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور
یہ خبر استماع فرما کر فوراً مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے یہ مالہ تقریباً سو گز چوڑا ہو گا۔
اسکینچ مین گھانسن اور سبز جھاڑی تھی اور اوس مین پانی بہتا تھا۔

شیر ہیلے کو مار کر ایک گنجان جھاڑی مین لے گیا تھا۔ ہانکے شروع ہوتے ہی شیر حضور
پر نور کے سامنے آیا۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے گولی چلائی گولی شیر کے شکم مین دہنی
طرف لگی اور بائیں طرف سے پار ہو گئی جب طرف سے گولی لگی تھی اوسط طرف تو ایک چوٹا
سا سوراخ تھا لیکن جب طرف سے گولی اکسپرس ریفیل کی نکلی تھی او دہر بہت بڑا چہرہ انچہ
چوڑا زخم ہو گیا تھا اوس زخم سے خون بہہ رہا تھا اور پیٹ سے آنتیں وغیرہ گر رہی تھیں۔
ایسی حالت مین شیر جھاڑی مین چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک اوسکی تلاش کی گئی بعد کو
بھی خیال ہوا کہ اگر زخمی شیر کی تلاش اس وقت موقوف کیجاوے تو مناسب ہو گا۔
اسلئے کہ اور جھاڑیوں مین زخمی شیر کو دھونڈتے وقت ہمیشہ شکاریوں کو ضرر پہونچنے
کا اندیشہ ہوتا ہے دوسرے روز یہ شیر ضرور مردہ ملے گا لہذا سواری مبارک فرود گاہ

شاہی کو واپس آئی۔

دوسرے روز میں صبح کو مع چند شکاریوں کے زخمی شیر کی تلاش میں گیا شکاری کتے خون کے نشان پر چھوڑے گئے۔ تھپے میں آتھی پر سوار ہو کر کتوں کے پیچھے چلا ایک جگہ نالہ کا پانی عمیق تھا ایک درخت مقابل کے کنارے سے گر کر دوسرے کنارے کی زمین کے طرف آ رہا تھا جسکے ذریعہ آدمی اور جانور مثل پل کی نالہ سے عبور کر سکتے تھے یہ شیر اوس درخت پر سے نالہ کے دوسری طرف چلا گیا تھا مگر کنارے کے اوپر چڑھتے وقت اوس کے احتشاکے اجزا جھاڑی میں لپٹ گئے شیر ویسا ہی چلا گیا تقریباً چوبیس فیٹ تک اوسکے اندرونی اجزا جھاڑیوں میں لپٹ کر رہ گئے تھے جو کہ بعد کو حضور پر نور کے ملاحظہ میں لائے گئے ایک جھاڑی میں وہ شیر مردہ ملا قریب بارہ بجے کے فرد گاہ شاہی میں اوسکو لائے اسکے بعد چند روز تک شیرون کی خبر نہیں ملی۔

۲۱ مئی مطابق ۱۵ ذیقعدہ کو اٹم بری کے نالہ سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے حضور پر نور مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے اور اس نالہ میں شام اعلیٰ حضرت نے ایک شیر شکار فرمایا۔

دوسرے روز شنبہ ۲۲ ماہ مئی ۱۶ ذیقعدہ کو غزم فرمائے مانکوٹہ ہوئے راستہ میں گھوڑوں کی ڈاک بڑھلائی گئی تھی دو بچے سواری مبارک چند راین پیٹھ سے روانہ ہوئی سات بجے شام کے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کیا نپ مانکوٹہ میں داخل ہوئی۔

۲۸ مئی ۲۲ ذیقعدہ جمعہ کے روز گنڈرج مرگو کے پہاڑ سے گارے کی خباہی
 شکاریوں نے پہاڑ کے اطراف میں احتیاطاً اس خیال سے آدمی بٹھلا دئے کہ اس
 پہاڑ کے اطراف میں میدان ہے اور اکثر لوگ راستہ چلتے ہیں اگر کوئی شخص یا جانور
 پہاڑ کے نزدیک آئیگا تو اسکی آہٹ سے شیر اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے گا۔
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور جنگل میں رونق افروز ہوئے ہانک شروع ہوا حضور پر نور
 نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر بھاڑ کے اوپر سیاہ پتھروں میں سے نکلا اور آہستہ آہستہ
 نیچے آیا تقریباً جب ساٹھ وار کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا تو حضور پر نور نے اوسپر گولی
 چلائی گولی سے شیر کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ تھوڑی دور جا کر گر گیا قریب شام کے سواری
 مبارک فرود گاہ کی طرف واپس آئی۔

۲ ماہ جون ۲۴ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ فرود گاہ شاہی سے
 نہایت قریب تقریباً نصف میل پر مغرب کی جانب شب گذشتہ میں شیر نے
 گانوں کے ایک پیل کو مار کر کھایا ہے اور اب وہ شیر ایک پہاڑی میں بیٹھا ہوا ہے۔
 اس خبر کے سنتے ہی فوراً شکار کاسب انتظام کیا گیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور مقام
 مذکور میں تشریف لے گئے شکاریوں نے جبکہ دور سے بتایا کہ شیر اوس پہاڑی میں
 ہے تو کسی کو یقین نہیں آیا اس لئے کہ ایسی پہاڑی میں جسکے اطراف سب میدان ہو
 شیر جانور کو مار کر وہیں بیٹھا ہے قرین قیاس بات نہیں ہے غرض کہ اوس پہاڑی کے
 قریب ایک درخت پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے لئے مچان باندھا گیا۔ حضور پر نور کے

کے چان پر تشریف فرما ہوتے ہی بانکہ شروع ہوا بانکہ والوں کا شور کرتا تھا کہ شیر اپنی جگہ سے جھٹ کر کے نکلا اور سید با حضور پر نور کے سامنے آیا۔ حضور پر نور کی پھلی ہی گولی اوسکے دل پر پڑی جس سے وہ اوسی جگہ گر گیا۔ احتیاطاً اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے دوسری گولی بھی چلائی جو کہ شیر کی گردن میں لگی یہ شیر نہایت جلد شکار ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا لشکر گاہ سے روانہ ہوتا اور شیر کو شکار فرما کر پھر کیاںپ میں مراجعت کرنا شاید یہہ کل امور ویدہ گنہٹہ میں ہوئے ہونگے۔

۱۲ جون ۸ ذیحجہ کو راجول کے جنگل سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شکار گاہ کے طرف رونق افروز ہوئی ایک شیر سانے سے دوڑتا ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو نظر آیا حضور پر نور نے ایک ہی گولی میں اوسکا کام تمام فرمایا۔

۱۱ ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۱ ہجری کو فرد گاہ شاہی میں عید کا دربار ہوا ہمارا ہیان سوار مبارک و صوبیدار صاحب و تعلقدار صاحب اور جمیع عہدہ داران ضلع و جنگل دربار میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے برآمد ہو کر سب حاضرین کی ندین لین اس ہفتہ میں نہایت زور و شور کے ساتھ بارش ہوئی موسم گرمائی حرارت بروہت سے بدل گئی تھرمائیٹر یعنی (مقیاس الحرارت) شب کو ۵۷ درجہ تک پہنچ جاتا تھا صبح و شام اچھی سردی ہونے لگی جنگل میں چاروں طرف سبزہ نمودار ہوا۔

۲۱ ماہ جون ۷ ذی الحجہ کی گذشتہ شب میں خوب بارش ہوئی دن میں بھی پانی

پڑتار ہاؤن بجے کے قریب شکاری لوگ خبر لائے کہ ایک شیر گنڈ راج مگر گو کے پہاڑ
میں ہیلہ کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا ہے اور وہاں پر موجود ہے اس پہاڑ میں پہلو
دو بار ہانکے ہوئے تھا لیکن کوئی شیر نہیں ملا تھا اسلئے میں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی
رونق افروزی سے قبل اوس مقام پر جا کر دیکھا اور پہاڑ اور جنگل انتظام کیا صبح سے
پانی کچھ کچھ پرستہ تھا لیکن بارہ بجے سے مینہ بڑے زور سے برسنے لگا اور چار بجے
تک برستار ہاؤن ساڑھے چار بجے سواری مسارک شکار گاہ کے طرف روانہ ہوئی جس
جگہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے لئے مچان باندھا گیا تھا وہ جگہ فاصلہ پر تھی وہاں پہونچ
تک ساڑھے پانچ بجے کا وقت ہو گیا۔

حضور عالی جب مچان پر رونق بخش ہوئے اوس وقت آفتاب غروب ہو چکا
تھا ہانکے والے شور و غل کرتے ہوئے پہاڑ کے طرف بڑھے اوس پہاڑ میں طاؤس
بہت تھے بڑی لابی لابی دمون کے طاؤس اوس پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی
طرف اوڑھ کر جاتے ہوئے نظر آئے ابر تو پھلے ہی سے چارون طرف محیط تھا اور
کچھ کچھ بوندیں ہی پڑ رہی تھیں آفتاب کا غروب ہونا تھا کہ بالکل اندھیرا ہو گیا۔
ہانکے والے پہاڑ کے اوپر پہونچ کر کھڑے ہو گئے اور تاریکی کے باعث نیچے اونٹ
کی جرارت نہ کر سکے پہاڑ کے اوپر ہی سے شور و غل کرتے رہے۔

یہ امر ظاہر ہے کہ اندھیری رات میں جبکہ مینہ برستا ہو شیر کے شکار کئے
جانے کی کس طرح امید ہو سکتی ہے شب کے ساتھ ہی ہانکے والوں کا شور و غل پہاڑ

کم ہوا پانی کے ترشح کے باعث درختوں کے پتوں کی آواز کے سوا اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے سامنے جو جھاڑی تھی یکایک اوسین سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی جانور کودا ہو جو پتے درخت کے پتے جمع تھے اونکی کھڑکھڑاہٹ سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو معلوم ہوا کہ کوئی جانور سامنے کی جھاڑی سے سیدھا درخت کے پتے آرہا ہے جانور کے پاؤں سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز جو ہوتی تھی اوسکو میں نے بھی سنا لیکن ہر چند غور کر کے دیکھا تا رہی کے باعث کچھ دکھائی نہیں دیا جانور کے پاؤں کی وہ آہٹ جبکہ خاص اوس درخت کے پتے پہنچی جس پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا مچان تھا تو اسوقت حضور پر نور نے گولی چلائی گولی کے چلتے ہی شیر نے آواز دی جس سے ثابت ہوا کہ گولی شیر کے لگی جگہ شیر کے آنکھی آہٹ درخت کی جانب سے سنائی دیتی تھی اوسی طرح اوسکے جانے کی آہٹ کچھ دور تک سنائی دی اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ تاریکی میں ایسا معلوم ہوا کہ ایک بڑا سا جانور درخت کے پتے سے دوڑتا ہوا جا رہا ہے جس پر میں نے فایر کیا جب اوس نے گولی کھا کر آواز دی تو معلوم ہوا کہ شیر ہے اب میرا فکروا منگیں ہوئی کہ شیر کے کس جگہ پر گولی لگی اور وہ اب کس قدر زخمی ہے اور اوسکے تلاش کس تدبیر سے کیا دے اگر دوسرے روز تلاش کیا دی تو اسوقت جو آدمی درختوں پر چڑھتا ہوا تھا وہ کینوکر بلائے جائیں اس لئے کہ زخمی شیر شاید سو بچاس قدم تک جا کر بیٹھ رہا ہو گا اور پیادہ آدمی اوسکے پاس سے

ہو کر گزرنیکے تو ایسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اون لوگوں کو گزرنے پر روک جائیگا۔
 رات کے وقت آدمی شیر کو برابر دیکھ نہین سکتا لیکن شیر آدمی کو دور سے
 دیکھ سکتا ہے غرض کہ اس وقت یہ سب امور ایسے تھے کہ صاحبان شکار دوست کو
 ایسے امور کا بہت کم اتفاق ہوا ہوگا۔

میں نے اس وقت اون لوگوں سے جو حضور پر نور کے مچان کے پیچھے بیٹھے
 تھے پوچھا کیا شیر تم لوگوں کے طرف سے گیا ہے سب نے جواب دیا کہ کوئی جانور اس طرف
 نہین آیا اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ شیر اس درخت کے قریب میں ہے جس کے
 مچان پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور تشریف فرما نہین۔

اس اشارہ میں ممتاز یار جنگ فیصل خاصہ علی مدد کو لیکر قریب آئے میں اعلیٰ حضرت
 حضور پر نور سے اجازت لیکر مچان سے اوترا اور ممتاز یار جنگ کے ساتھ علی مدد ہاتھی
 پر سوار ہوا ٹیپو خان بہادر جو کہ ہاتھی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اونکے ہاتھ میں ایک
 چور لالٹین تھی جسکی روشنی سے ہاتھی کے سامنے کوئی شے معلوم ہوئی تھی میں اس طرف
 کو روانہ ہوا ہاتھی تقریباً سو گز چلا ہوگا کہ چور لالٹین کی روشنی سے مجھ کو دکھائی دیا کہ
 راستہ میں مردہ شیر پڑا ہوا ہے۔

صاحبان شکار دوست میری اس وقت کی خوشی کا اندازہ کر سکتے ہین کہ کس
 درجہ ہوگی اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے جس شیر کو شب کی تاریکی میں شکار کیا تھا اور
 اس کے ملنے کی اس وقت میں بہت کم امید تھی اور اس کے ضرب پر ہونے کا زیادہ تر

اندیشہ تھا وہ ایسی آسانی سے سامنے پڑا ہوا لمبا سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہی
اوس شیر کے شکار ہونے سے نہایت محظوظ ہوئے قریب دس بجے شب کے
سواری مبارک فرود گاہ کو واپس آئی۔

۱۵ فروری کچھ کو سواری مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی مائیکوٹ سے روانہ ہو کر دوسرے
روز گیارہ بجے رولنگ بخش حیدر آباد اسٹیشن ہوئی وہاں سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور
گھوڑے پر سوار ہو کر دیوڑھی مبارک میں تشریف لائے۔

مدرسہ اصفیہ کی بنیاد اور اس کا آغاز

جس زمانہ سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھے فوجی خدمت مرحمت فرمائی ہے
اوس زمانہ سے جوانوں اور افسروں کی اولاد کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ میرے پیش
نظر تھا اور ان کی ابتدائی تعلیم کے واسطے ہر ایک رجمنٹ میں بیٹے ایک ایک
مدرسہ قائم کیا تھا اور نو ملازم جوانوں کے ذمہ تین سال تک مدرسہ میں جانا اور
ضروری تعلیم لینا لازم کیا تھا لیکن رجمنٹوں کے مدرسوں میں استادوں کی ماہوار
کم ہونے کے سبب سے اچھے لائق تسلیم یافتہ مدرسین کا ملنا ناممکن تھا اور سرکاری
بڑے مدرسے جیسے نظام کلج یا مدرسہ اخوندیہ رجمنٹوں سے بہت فاصلہ پر واقع تھے
اس سبب سے سپاہیوں کے بچوں کو وہاں جانا دشوار تھا ان وجوہ سے میں نے یہ
تجویز کی کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خاص فوج کے جوانوں اور افسروں کے بچوں کی

تعلیم کے لئے ایک بورڈنگ ہوس قائم کیا جائے۔

چنانچہ ۱۹۶۷ء عیسوی میں اپنے اس ولی ارادہ کو سب افسروں کے سامنے
ظاہر کیا گو لکنڈہ برگئیڈ اور اسپتال سروس ٹرولیس کے کل افسروں نے میری اس
رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور بالاتفاق یہ مقرر پایا کہ ہر ایک افسر اور سپاہی
اپنی ایک ایک ماہوار اس مدرسہ کی تعمیر کے لئے دے اور اسکی تعمیر اور امتداد
کی ماہواروں کے لئے سرکار سے بھی مدد مانگی جائے۔

ملک پیٹھ میں آسمان گڑھ اور پٹن مرف خاص کی لین کے درمیان ایک
خوش فضا قطعہ زمین اس مدرسہ کی بنا کے لئے انتخاب کیا گیا اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور
کے پیشگاہ اقدس میں اس مدرسہ کی تعمیر اسکناہ (مدرسہ آصفیہ) رکھنے کے لئے درخواست
پیش کی گئی حضور پر نور نے بمقام خسروانہ ان دونوں درخواستوں کو منظور فرمایا۔

دوسری ربیع الاول ۱۳۸۳ھ بمطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۶۵ء عیسوی مدرسہ آصفیہ کا
پایہ ڈالنے کے لئے مقرر کی گئی مدارالمہام سرکار عالی کا ارادہ تھا کہ پایہ قائم کرتے وقت
بذات خود شریک ہوں لیکن اس تاریخ میں اونکا مزاج ناساز تھا وہ بذات خود شریک
نہو سکے اور بجائے مدارالمہام صاحب نواب فخرالملک بہادر معین المہام تعلیمات نے
اس مبارک کلام کو انجام دیا مدرسہ آصفیہ کی بنیاد قائم کرتے وقت گو لکنڈہ برگئیڈ اور
اسپتال سروس ٹرولیس کے کل افسر اور فین کیشن افسر اور فوجی جوان حاضر تھے شہر کے
ایمان اور مغزین میں سے بھی اکثر حضرات تشریف لائے تھے غرض نہایت کامیابی

کے ساتھ مبارک ساعت میں مدرسہ آصفیہ کا پایہ تعلیم کیا گیا کیپٹن ممتاز یار جنگ بہادر کو شروع سے اس مدرسہ کی بنا کی نسبت نہایت درجہ سعی و اہتمام تھا اور ایسے امور کے ساتھ اونکو ہمیشہ سے دلچسپی رہی اسلئے مدرسہ کی تعمیر کا کام اون کے تفویض کیا گیا۔ اہالیان فوج نے جتنی کمک دینی چاہتے تھے وہی اوسمین کمی نہیں کی مدرسہ آصفیہ کی تعمیر نہایت حسن انتظام سے شروع ہوئی ایک سال کی مدت میں مدرسہ کے کمرے تعمیر ہو کر اس قابل ہو گئے کہ طلبہ اونمین قیام کر کے اکتساب علم میں مشغول ہوں اور سرکار کی جانب سے استادوں کی ماہوار کے لئے تین سو روپیہ ماہانہ مقرر ہو گئی۔ مدرسہ میں پڑھائی کے تین درجے رکھے گئے فنٹ۔ سکنڈ۔ تھرڈ۔ فوجی فسرز کے فرزند فنٹ کلاس میں شریک ہوتے اور نپندرہ روپیہ ماہانہ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے داخل کرتے تھے ایک لڑکے کے قیام کیلئے ایک کمرہ دیا جاتا تھا جو فیس کہ اونکی طرف سے داخل ہوتی اوسمین اونکے کھانے وغیرہ روزمرہ کی ضرورتوں کا نہایت اچھے طور پر اہتمام کیا جاتا تھا۔ سکنڈ کلاس میں نو روپیہ اور تھرڈ کلاس میں تین روپیہ طلبہ کی طرف سے ماہانہ داخل کیا جاتا تھا مینے میں ایک فوجی افسر مدرسہ کی ضروری انتظامات کے واسطے سکریٹری مقرر کیا جاتا اور کیپٹن ممتاز یار جنگ بہادر عام امور کی کل نگرانی رکھتے تھے۔

ابتداء میں سرکار سے جب قدر مبالغہ ادا کی امید تھی اتنی مدد نہ ملنے سے مدرسہ کی تعمیر کی تکمیل جیسی کہ چاہیے نہ ہو سکی لیکن جہان تک ممکن ہوا اسکی تعمیر کا سلسلہ

جاری رکھنے میں کوشش کی گئی۔

احمد یار خٹک مرحوم کی بی بی نے اپنی طرف سے مدرسہ میں تین ہال اپنے خاص اہتمام سے تعمیر کرا دیے ہیں۔

مدرسہ کے مکانات اور طلبہ کے قیام کے کمر دن کے سوا ایک مسجد کا مدرسہ کے ساتھ ہونا ضروری امر تھا اس لیے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی چہر سالہ جو بی کی مبارک تقریب میں جو رقم علاقہ صرف خاص میں جلسوں کے لئے جمع ہوئی تھی کمیٹی صرف خاص کی رائے سے پندرہ ہزار روپیہ اسمین سے مدرسہ آصفیہ کی مسجد کے لیے اس رقم سے مسجد کی تعمیر شروع کر دی گئی امید ہے کہ آئندہ سرکار کی اور تہوڑی امداد سے مسجد پوری ہو جائے گی لیکن مدرسہ میں ہنوز بہت کام باقی ہے تاوقتیکہ گورنمنٹ کی خاص توجہ اور مالیان فوج کی دلی کوشش صرف نہ ہوگی اور سو وقت تک اس کے مقاصد میں پوری پوری کامیابی ناممکن ہوگی۔ افتتاح مدرسہ کی وقت جو اسپرچ میں نے دی تھی اور وہ اسپرچ جمیع مقاصد مدرسہ آصفیہ کو شامل ہے اس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

۱۔ اسپرچ

نواب فخر الملک بہادر و حاضرین۔

افواج گولکنڈہ بریگیڈ و ایمپریل سروس ٹروپس و جمعیت نظام محبوب صرف خاص انفنٹری اور

رسالہ جوش کی مجموعی تعداد اندازاً پانچ ہزار ہوگی۔ افواج مذکور کے افسروں اور جوانوں کے لڑکے شمار میں چار سو سیٹھ ہیں۔ یہ لڑکے جنگی عمر بارہ سال سے کم ہے رسالہ کے مدرسن میں تعلیم پاتے ہیں۔ سب سے اوّل یہ امراض دیہے کہ میں ان بچوں کی موجودہ تعلیمی حالت کی ایک مختصر سی کیفیت بیان کروں۔

ان افواج کے ہر ایک رجمنٹ میں ایک استاد مقرر ہے جسے پندرہ روپیہ ماہوار دی جاتی ہے اس معلم کی علمی استعداد کا یہ حال ہے کہ سوائے معمولی اردو پڑھانیکے اور اسے کچھ تعلیم دینی نہیں آتی۔ یہ معلم رجمنٹ کے بچوں اور نو ملازم جوانوں کو صرف اردو سکھاتا ہے ظاہر ہے کہ جو تعلیم اس قسم کے معلمین کے ذریعہ سے دلائی جائے گی اس کا نتیجہ متعلمین کے حقیقین کیسا غیر مفید ہوگا۔ جب میں نے اپنی فوج کے افسروں سے اون کے بچوں کی تعلیمی حالت دریافت کی تو مجھے معلوم ہوا کہ زیادہ تر لڑکے رجمنٹل اسکولوں میں جسٹائیے ذکر کیا ہے تعلیم پاتے ہیں اور انہیں سے بعض ایک یا دو گھنٹہ گھر پرانگر نری پڑھ لیتے ہیں جو ایک استاد پانچ چھ روپیہ ماہوار لیکر انکو سبق دیدیتا ہے ہماری فوج کے عہدہ داروں کے بچوں کی تعلیمی حالت واقعی قابل افسوس ہے بچپن سے ہی سواری اور دیگر فنون سپہ گری کا شوق بدرجہ غایت انہیں پایا جاتا ہے مگر پڑھنے کے طرف مطلق ان کی طبیعت کا رجحان نہیں ہوتا ان کے والدین بھی انکی تعلیم و ترقیب میں کافی کوشش نہیں کرتے صرف اونکے نام رجمنٹل اسکولوں میں داخل کر دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو یہاں خاطر خواہ علم حاصل ہو جائے گا۔ اسی غلط فہمی کا باعث ہے کہ سکاڑی

کی کثیر التعداد افواج کے بہت کم افسروں کے لڑکے مدرسہ عالیہ و مدرسہ اعزہ وغیرہ کے فوائد سے متمتع ہوتے ہیں کیسے افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ شائستگی اور فضیلت کے زمانہ میں جبکہ علم کا آفتاب نصف النہار کے قریب پہنچ گیا ہے اور ہماری گورنمنٹ اشاعت علوم کے لئے لکھو کہار و پیہ صرف کر رہی ہے ہماری فوج کے افسروں کے بچے علم کی نعمت سے محروم رہیں۔

مدت سے میرا خیال تھا کہ ہماری فوج کے عہدہ داروں کے لڑکے اعلیٰ تعلیم سے مستفیض ہوں تاکہ وہ اس قابل ہو جائیں کہ حضور نظام کی فوجی خدمات کو خاطر خواہ طور پر انجام دے سکیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خیال کا حاصل عملی صورت میں ظاہر نہ ہو سکا۔ اور گو لکناڑہ برگیڈ کے افسروں کے بچوں کی تعلیم جیسی کہ چاہیے تھی ویسی نہ ہو سکی جن افسروں نے گزشتہ بارہ سال سے نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ گورنمنٹ کی فوجی خدمت کی ہے انکے بیٹے اب سن میں پندرہ سولہ برس کے ہو گئے ہیں انکی دلی تمنا ہے کہ فوجی خدمت انکو ملے۔ مگر انگریزی علم میں کافی استعداد نہ رکھنے کے باعث وہ عہدہ کیڈٹ کے امتحان میں شامل نہیں ہو سکتے کیڈٹ کے عہدہ کے امتحان کے لئے جو نصاب مقرر کیا گیا اس میں درجہ مٹرکیو لیشن تک کی لیاقت ہونی ضرور ہے مگر اس قدر لیاقت ان نوجوانوں میں نہیں ہے اگر فوجی افسروں کے بچوں کے لئے کوئی خاص سکول موجود ہوتا تو یہ نوجوان اپنے آپکو ان خدمات سے محروم نہ دیکھتے جن کے وہ دراصل مستحق ہیں اور ہمیں فوج کے لئے قابل افسروں کی کمی نہ ہوتی جنکی ہمیں ضرورت ہے۔

عہدہ داران فوج کے بچوں کی تعلیم کے بارہ میں میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ ایک مدرسہ جسکے متعلق ایک بورڈنگ ہو جس ہواؤ کی تعلیم و تربیت کے لئے قائم کیا جائے بورڈنگ اسکول کا طریقہ کوئی نیا نہیں ہے ہم مسلمانوں میں اس طریقہ کا ابتدا سے رواج تھا اور ہماری حیرت انگیز ترقی اور عروج کے اسباب میں سے بورڈنگ اسکول کے طریقہ سے استفادہ حاصل کرنا ایک ممتاز سبب تھا بغداد میں مدرسہ نظامیہ اور مدرسہ تاجیہ کی افسردگی بخش یادگارین ابھی تک قائم ہیں اور قسطنطنیہ کا مشہور و معروف مدرسہ محمدیہ کا نقشہ جسکے پرنسپل علامہ غزالی تھے اور جس سے ہزاروں علم کے پیاسے سیراب ہو کر نکلے ابھی تک نقش حجر کی طرح باقی ہے اور مسلمانوں کے علمی کمال کا زبان حال سے شاہد ہے۔

نور علم جس سے آج چہرہ یورپ کا منور ہو رہا ہے اسکی شاعین بورڈنگ اسکول ہی کے نیر اعظم سے نکلی ہیں کم سن بچوں کو ایک جگہ تعلیم و تربیت دینے اور ایک جگہ پرورش کرنے سے جو مفید نتائج مترتب ہوتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اور جو امر کہ مسلمانوں کے زوال علم اور یورپ کی ترقی علم کا باعث ہوا ہے وہ زیادہ تر یہ ہے کہ مسلمانوں نے تو بورڈنگ اسکول کے طریقہ کو بالکل فراموش کر دیا اور اہل یورپ نے کامل طور پر اوسکا اتہام کیا۔ اور اپنی اولاد کی تربیت و تعلیم کیلئے اقوی سبب جانا۔

ان امور پر غور کرنے کے بعد میں نے اس مرکب فیصل قرار دے لیا کہ جب تک ہم اپنی فوج کے بچوں کے لئے بورڈنگ اسکول نہ قائم کریں گے اور سوقت تک انکی تعلیمی حالت کی اصلاح کا امکان نہ ہوگا۔

نظربران میں نے یہ تجویز کی کہ عہدہ داران فوج کے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے ایک بورڈنگ اسکول قائم کیا جاوے موقع عمارت ملک پیٹہ ہوا اور مدرسہ کا نام مدرسہ افواج اصفیہ رکھا جائے۔ بورڈنگ اسکول کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہو جس کا پریزیڈنٹ کمانڈر ہوا اور ممبر دوسرے افسر ہوں اور انہیں سے ایک ممبر سکرٹری کو فریض کو انجام دے اس کمیٹی کا نام کمیٹی انتظام مدرسہ افواج اصفیہ ہوا اور ایک سب کمیٹی ہر ایک رجمنٹ کے لئے مقرر کی جائے جس کا پریزیڈنٹ کمانڈنگ آفیسر ہوا اور چار ممبر ہوں جنہیں سے ایک سکرٹری کا کام کرے ”مدرسہ افواج اصفیہ“ کی شاخیں گولکنڈہ برکیٹ۔ ایمپریل سروس ٹروپن جمعیت نظام محبوب۔ ویلٹن صرخاص میں نکالی جائیں اور ان کا انتظام بڑی کمیٹی کے ہاتھ میں ہو بورڈنگ کے اخراجات کی شرح استقدر ہو کہ فوج کے قلیل تنخواہ عہدہ دار اپنے لڑکوں کو اسکول میں داخل کر سکیں۔ اس مدرسہ میں ضروری مذہبی مسائل اور اردو فارسی و انگریزی کی تعلیم دی جائے اور انگریزی کا نصاب مٹریکیولیشن کے درجہ کے موافق رکھا جائے۔ فنون سپہ گری کے متعلق سواری۔ نیزہ بازی۔ پولو۔ فٹ بال کرکٹ۔ لائٹس۔ اور جمناسٹک وغیرہ کر تب سکھائے جائیں۔ طالب علموں کے اخلاقی قواعد کے نشوونما کا خاطر خواہ لحاظ رکھا جائے اور ان کے عادات اور سیرت و اخلاق کو ایسے سانچہ میں ڈھالا جائے جو کہ فوج کے ایک قابل مہذب اور شایستہ افسر کے شایان ہو معلمین کے انتخاب میں یہ امر مد نظر رہے کہ وہ ذی استعداد اور مہذب و اخلاق اور نجیب و شریف اور صحبت یافتہ ہوں۔

بورڈنگ ہوس اور اسکول کی تعمیر کا تخمینہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کام کے لئے

تین ہزار روپیہ مطلوب ہوں گے اب یہ سوال درپیش ہوا کہ اس روپیہ کی فراہمی کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے میں نے ایک دن گولکنڈہ برگیڈ

اور ایمپریل ہوس ٹروپس کے تمام افسروں۔ نین کمیشنڈ افسروں اور جوانوں کو جمع کیا اور

انہیں مخاطب ٹھہرا کر کہا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ علم کیسی بیش بہا اور لازوال نعمت ہے

جو فائدے کہ علم سے حاصل ہوتے ہیں وہ آپ پر ایسے مخفی نہیں کہ محتاج بیان ہوں بے علم

شخص کو نہ صرف دنیا کی اور اپنی حالت سے بخیری ہوتی ہے بلکہ وہ خدا کو بھی نہیں پہچان سکتا

نہ اس کے پاس دنیا کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے نہ دین کا۔ آپ لوگوں پر یہ بھی روشن ہے کہ آپ

کے بچے علم کی برکت سے محروم ہیں اور اس لئے بہت کم توقع انہیں اس امر کی ہو سکتی ہے

کہ انہیں وہ فوائد حاصل ہو سکیں جن کا استحقاق اگر سچ پوچھئے تو انہیں موروثی طور پر آپ

لوگوں کی قابل قدر خدمات اور ایک عمر کی جانکاہی اور جانفشانی سے حاصل ہوا آپ

لوگوں کو معلوم ہے کہ آپ کے بچے کیوں اعلیٰ تعلیم کے فوائد سے بے بہرہ ہیں۔

اسکا باعث صاف یہ ہے کہ قطع نظر اس امر کے کہ گولکنڈہ برگیڈ کے غریب عہدہ دار

آج کل کی تعلیم کے گران اخراجات کے متحمل نہیں ہو سکتے یہ امر بھی ان کے بچوں

کی تعلیم کا سدراہ ہے کہ بلدہ کا فاصلہ یہاں سے زیادہ ہے اور بچوں کو روزمرہ بارہ میل

پا پیادہ مدرسہ جانا اور واپس آنا کمال زحمت اور تکلیف کا موجب ہے اور خاص کر

برسات کے موسم میں جو تین مہینہ رہتا ہے انکا مدرسہ جانا گویا محال ہے لہذا ان بچوں کی

تعلیم کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم خود اپنا ایک مدرسہ بنائیں جس کا انتظام ہماری اپنے ہاتھ میں ہو لیکن ایسا مدرسہ جس کے منتظم خود ہم آپ ہو اور جس میں کہ ہم اپنی بچوں کے ساتھ تمام رعایتوں کا لحاظ رکھ سکیں، اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک کہ ہم خود اس کے لئے روپیہ تدین نہ کر سکیں۔ یہ روپیہ ہم بذریعہ چندہ کے جمع کر سکتے ہیں۔ ہر کوئی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روپیہ جو ہم اس مطلب کے لئے اپنے جیبوں میں سے نکالیں گے ایک ایسی اصل ہوگا جس کا سود ایک قلیل زمانہ میں اصل سے ہزار درجہ زیادہ ہو جائے گا۔ اور ایک ایسا اس المال ہوگا جس کا نفع بے حد و بیشمار ہوگا۔ علم پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہ کبھی رائیگان نہیں ہوتا۔

میری اس تقریر سے فوج کے تمام فوجی عہدہ دار جو اس وقت حاضر تھے استفادہ متاخر ہوئے کہ انہوں نے فوراً اپنی خوشی اور رغبت سے ایک کثیر التعداد رقم چندہ کی پیش کی انسروں نے اپنی نصرت تنخواہ اور سپاہیوں نے ایک معقول تعداد میں روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور اس طرح پورا ایک آن کی آن میں قریب پندرہ ہزار روپیہ کے جمع ہو گیا جب روپیہ کی اتنی بڑی رقم جو فی الواقع توقع سے زیادہ تھی جمع ہو گئی تو خیال ہوا کہ ہمیں گورنمنٹ سرکار عالی سے اس کام میں موقع خاص اعانت کا اس سے بہتر نہیں مل سکتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام رفاہ عام کا ہو بلکہ خود اپنے ذمہ لیتی ہے تو لطف مدد اسے گورنمنٹ ہی دیا کرتی ہے اس لئے میں نے یہ خیال جناب نواب فخر الملک بہادر وزیر صیفہ تعلیمات کی خدمت میں

ظاہر کیا نواب صاحب نے اس رائے کو بہت پسند فرما کر تعمیر مدرسہ کے بارہ مین ہر طرح
مدد اور کمک دینے کا وعدہ فرمایا۔ جب مدرسہ آصفیہ کے اسکیم عالیجناب نواب علی المہار
سرکار عالی کے خدمت میں پیش ہوئی تو مدارالمہام سرکار عالی نے بحال قدر دانی جس قدر
رقم چندہ کو الیاءان فوج نے جمع کی تھی اسی قدر رقم یعنی پندرہ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ
کے لئے دنیا قبول فرمایا اور تین سو روپیہ ماہوار مدرسوں کی منظور فرمائی اس طرح تیس ہزار
روپیہ کی رقم حسین سے نصف کا تعمیر عمارات مدرسہ اور نصف کا تعمیر مکان بورڈنگ
ہوس کے لئے اندازہ کیا تھا جمع ہو گئی تب مین نے سوچا کہ اب توقف کو دور ابھی
راہ نہ دینا چاہیے گو لکندہ برگید کے آغاز کو آج چودہ سال ہوئے اگر ابتدا ہی سے
کوئی فوجی اسکول اس قسم کا قائم ہوتا تو فوج کے بچوں نے اتنا کس قدر ترقی کی ہوتی
اور انکی حالت اس قدر قابل افسوس نہ ہوتی جیسی کہ اب ہے۔ نظر بران مین نے
مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارات کے متعدد نقشے تیار کرائے اور انہیں سے ایک
نقشہ منتخب کر کے جناب شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی معتمد تعمیرات عامہ
کی خدمت میں بنظر استصواب رائے بھیجا شمس العلماء نے اس امر میں نہایت
قابل قدر اعانت فرمائی اور مسٹر مراح نے جو ولایت کے پاس کردہ ایک لایق
نوجوان انجنیر انکی ماتحتی میں ہین کمال محنت و قابلیت کے ساتھ ایک عمدہ نقشہ
مرتب کیا اس نقشہ کے مرتب ہو جانے کے بعد ایک دن مدرسہ کی بنیاد ڈالنے
کے لئے مقرر کیا گیا چند سال پیشتر جبکہ سرکار کے طرف سے قصبات اور دیہات میں

مدارس قائم ہوئے تھے تو لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ بھیجنے میں بہت کچھ پس پیش کرتے تھے سپہ پیشہ لوگوں کا خیال تھا کہ جو اڑ کا علم پڑھے گا وہ کیا خاک لڑے گا تحصیل علم اور سپہ گری انکے نزدیک گویا دو صند بن تھیں جنکا اجتماع محال تھا۔ کیا اس موقع پر ہمیں فخر نہیں کرنا چاہیے اور خوش نہیں ہونا چاہیے کہ ہمارے فرمانروا حضور پر نور کے مبارک عہد حکومت میں شوق علم کم تنخواہ پانے والے افسروں اور غریب سپاہیوں کے دلوں میں بھی جوش زن ہے انہوں نے اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم سے محروم رہنے کو افسوس کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی روزمرہ کی ضروریات میں اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے نپدرہ ہزار روپیہ کی رقم نہایت کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی سے پیش کی۔

میں یہاں پر اس امر کے گوش گزار کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ علاقہ فوج کے ملازمین سول اور جوڈیشل محکموں کے عہدہ داروں کے مقابلہ میں بہت کم تنخواہ پاتے ہیں حالانکہ ان کے اخراجات بہت بڑے ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے یونیفارم وغیرہ میں بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اور بہت سے مصارف ان کے ذمہ ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں غریب عہدہ داران فوج کا اس قدر روپیہ اپنی جیبوں میں کالنا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کو منجملہ ضروریات زندگی کے تصور کرتے ہیں۔

اس جگہ قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غریب کم علم سپاہ پیشہ لوگوں کے دلوں میں شوق علم اس جوش کے ساتھ کیوں موجزن ہوا اور کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں نے

جنہیں سے اکثر اپنے بڑے کنبے کے اخراجات کے بھی بمشکل کفیل ہو سکتی ہیں اس
 مستعدی سے سرگرمی کے ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے استقدر روپیہ دنیا گوارا
 کیا جہاں تک کہ مجھے غور کرنے کا موقع ملا ہے اس شوق کی تحریک کے اسباب یہ
 ہیں اول حضرت بندگالعالی حضور پر نور دام سلطنتہ کی توجہ اپنے ممالک محروسہ میں
 تعلیم پھیلانے کے طرف بدرجہ غایت مبذول ہے چنانچہ سرکار عالی کے آٹھ لاکھ روپیہ
 سالانہ جو ایک اچھی خاص ریاست کی آمدنی ہے صرف تعلیم کے لئے صرف کیجاتی ہیں
 دوم عالیجناب مدارالمہام سرکار عالی کو ترقی فنون و اشاعت علوم کا اس درجہ شوق ہے
 کہ انہوں نے خاص اپنے جگر گوشہ نواب ولی الدین خان بہادر کو چھ سال کی سن میں
 اپنے کنار عاطفت سے علو درہ کر کے انگلستان میں بغرض تعلیم بھیج دیا ہے جہاں وہ
 اسٹین کالج میں علوم مغربی کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی
 ملک کے تعلیم کی توسیع میں کوئی دقیقہ اٹھانا نہیں رکھا۔ سوم امر اور وسلسلے ہی اسی طرح
 کا شوق تعلیم کے بارہ میں ظاہر کیا ہے اور حیدر آباد کے امرا وغرہ کے بچے پیغمبر نبض
 تعلیم ولایت کو چارہے ہیں۔ چنانچہ جناب نواب نذیر الملک بہادر نے جنگلی علم دوستی کا
 ذکرین کر چکا ہوں اپنے تین کم سن بچوں کو ولایت بھجوا دیا ہے جناب مہدوح کے
 صاحبزادے بکمال شوق ولی ولایت میں تعلیم پا رہے ہیں۔

حضرات کیا اب ہی تعجب کا مقام ہو گا کہ کم معاش سپاہیوں پر بھی علم کے اسی
 شوق کا علم طاری ہو جو اصحاب جاہ و کمند کے دامگیر ہیں؟ سو سائٹی کا وجود جن

اصول سے مربوط و متحد ہے انہیں سے ایک نہایت زبردست اصول یہ ہے کہ جب ہر دار قوم کسی کام میں شوق ظاہر کرتا ہے تو رعایا بھی اسی کی نقش قدم پر چلتی ہے۔ ہمارے ولی نعمت ہندوگان حضرت کی توجہ اور نامداران ریاست کا شوق جب تعلیم کے طرف ہو تو کس طرح غریب کلم استطاعت کو گہی اسی طرف اپنا میلان ظاہر نہ کریں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں مدرسہ افواج آصفیہ اول مدرسہ ہے جو بورڈنگ سسٹم پر جاری کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ سرکار عالی کی توجہ سے اس میں یو مافیو ما ترقی ظہور میں آئے گی۔

گو لکندہ برگیڈ اور ایمپریل سروس ٹروپس نے جب قدر روپیہ چندہ دیا ہے اسے ایک سو پچون کے رہنے کے موافق بورڈنگ ہوس تیار ہو جائے گا۔ فٹ و سکندرو تہرڈ کلاس کے کمروں کا طول ۳ فٹ عرض ۲ فٹ ہوگا ہر کمرے کی تیاری میں اندازاً (۱۰۰ روپیہ) صرف ہوگا۔

فٹ کلاس کے ایک کمرے میں چار طالب العلم رہیں گے۔ سکندرو کلاس کے کمرے میں آٹھ تہرڈ کلاس کے کمرے میں بارہ بورڈنگ اسکول کے احاطہ کا رقبہ موجودہ ضرورت سے بہت زیادہ رکھا گیا ہے تاکہ اگر حیداران منظم اور افسران پابگاہ اور دوسری افواج کے عہدہ دار اپنے بچوں کو مدرسہ میں بطور بورڈنگ سکے بھیجنا چاہیں تو جس قدر تعداد لڑکوں کے ہواستقد برحرون کی تیاری کے لئے زرخندہ موافق مرقومہ بالا کے روانہ کرنے پر ان کے لئے بورڈنگ ہوس میں جدید کمرے تیار کر لئے جائیں گے

یہ کرے ان کے علاقہ سے نامزد ہون گے اور ان بچوں کو اسی فیس پر اور اسی آیت کے ساتھ تعلیم دی جائے گی جو گولکنڈہ بریگیڈ اور ایمپریل سروس ٹروپس کے بچوں کے ساتھ مرعی ہے اس مدرسہ کی تعلیم کے متعلق ایک امر اہم یہ ہے جس پر تین خاص طور سے زور دینا چاہتا ہوں یعنی مذہبی تعلیم۔

اس مدرسہ کے قایم کرنے سے جو مقصود ہے میں ہرگز خیال نہ کرؤں گا کہ اس کی تکمیل میں ذرہ بھی کامیابی حاصل ہوئی جو بچے کہ اس مدرسہ سے تعلیم پا کر کلین اگراؤن کے اسلامی عقائد خراب ہوں اور وہ اپنے سچے مذہب کے فرائض کی پابندی میں کوتاہی کریں۔

اس لئے میری دعا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات ہی میرے ساتھ دل سے اس دعا میں شریک ہوں گے کہ اس مدرسہ سے بچے سچے مسلمان ہو کر کلین اونگی رگون میں اون کے لہو میں اون کے ارادوں اور جستجو میں جوش ایمان موج زن ہو اور وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی آنکھوں میں ایک نہایت شائستگی کی نظیر ہوں۔

جس تقریب سے آپ حضرات آج اس مقام پر تشریف لائے ہیں وہ مدرسہ آصفیہ کی مبارک بنا اندازی کی تقریب ہے۔

اس وقت عالیجناب نواب مدار الملہام سرکار عالی ناسازی مزاج کے باعث اس مبارک تقریب میں شریک نہ ہو سکے اسکا نہایت درجہ افسوس ہے لیکن یہ امر بھی

بے انتہا مسرت کا سبب ہوا کہ نواب فخر الملک بہادر نے اپنی ولی عنایت اور خاص
مہربانی سے مدرسہ کے بنیادی پتھر کا اپنے ہاتھ سے قایم کرنا قبول فرمایا ہے۔
مین جناب نواب صاحب ممدوح کا اپنے اور تمام عہدہ داران فوج کی طرف سے
تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مساجد اور مدارس کی بنائندازی کے رسوم بزرگان دین اور اکابران ملت کے
توسل سے ادا کرنا جیسا قدیمی قاعدہ ہے اسی بنا پر پرسوں کے روز مولانا و مرشدنا سید
شاہ عبدالرحیم صاحب قمیصی القادری سے جنکی ذات بابرکات ہر خاص و عام کے لئے
میت فیض بے پایان ہے التجا کی گئی کہ اولاً اپنے دست مبارک سے تیمنا و تبرکات رسم
بنائندازی مدرسہ ادا فرما دین شاہ صاحب قبلہ نے کمال مسرت سے اس اہتمام کو منظور
فرمایا اور اپنے معصوم صاحبزادے صاحب کو ہاتھ سے مدرسہ اصفیہ کے پایہ کا مقام کھدویا
مین امید کرتا ہوں کہ آج کے روز نواب فخر الملک بہادر اس بنیادی پتھر کو جو کہ شمس العلماء کی
سید علیہ صاحب بگڑی کے خاص اہتمام سے متعلق ہے اپنے ہاتھ سے پامیر کی جگہ مین
اوقارین گے اور اس تقری تہائی سے سینٹ کے ساتھ پیوند دیکر مدرسہ اصفیہ کی بنیاد
دین و دنیا کے مصالح سے مستحکم فرما دین گئے۔

ایچ عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر تعلیمات

نواب میجر افسر الدولہ و حاضرین مجھے نہایت افسوس ہے کہ مدار المہام سرکار عالی تاج

اس جلسہ میں بیاعت علالت مزاج کے شریک نہ ہونے کے اور جناب مہر و حسن نے مجھے بذریعہ ٹیلیفون کے اطلاع دی کہ انکی طرف سے میں شریک جلسہ ہوں۔
 دراصل جیسا کہ افسر الدولہ بہادر نے اپنی لایق اور پراثر اسپیچ میں بیان فرمایا ملک محروسہ کار عالی میں یہ مدرسہ افواج آصفیہ اول مدرسہ ہے جو کہ پور ٹنگ سٹم پر جاری کیا جاتا ہے۔

میں نہایت خوشی سے کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے علم ہے افسر الدولہ بہادر نے جو امر شروع کیا اور جس طرف انکا ارادہ ہوا اسکو بہادر مقرر نے پورا کیا پس اس نیک کام میں جسکی کہ ہماری قوم کو بہت ضرورت ہے جب نواب صاحب نے انجام دینے کا ارادہ کیا ہے تو ہم کو کامل امید رکھنا چاہیے کہ وہ اسکو برابر انجام دینگے اور اس مدرسہ میں پوری بلوری کامیابی حاصل ہوگی۔ میں اس امر کا آپ صاحبوں کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ بحیثیت وزیر تعلیمات میں اس مدرسہ افواج آصفیہ کو ہمیشہ مدد دیتا رہوں گا۔ اور برابر میرے پیش نظر ہوگا کہ مدرسہ آصفیہ کو یوں فیوٹاتری ہو۔

اور نواب میجر افسر الدولہ بہادر نے جس غرض سے یہ مدرسہ جاری کیا ہے اللہ تعالیٰ اوس میں اونہیں کامیاب کرے۔ ہمارے آقا ہمارے ولی نعمت حضور پر نور دام سلطنتہ کو اپنے ملک کی طرف جس قدر توجہ مبذول ہے اس سے پوری پوری امید ہے کہ اس پرنسپل اور اس اصول پر اور چند مدارس بہت جلد ملک محروسہ کار عالی میں جاری کئے جاویں گے۔

بورڈنگ اسکول کے فوائد افسر الدولہ بہادر ابھی بیان کر چکے ہیں نہیں چاہتا کہ
 انکو اعادہ کروں۔ یورپ میں اعلیٰ درجہ کی ترقیوں کا باعث بورڈنگ اسکول کی سسٹم
 ہے اور ہمیں ضرور ہے کہ اسکی ترقی اور جاری کرنے میں کوشش کریں عالیجناب نواب
 خزانہ ملک بہادر نے تاریخ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ ہجری سے ساعت میں مدرسہ انوارِ آصفیہ
 کی بنیاد اسی سال حضرت حضور پر نور و اہم سلطنت کی صحت و سلامتی کی سب حاضرین نے
 دعائیں اور خوشی کے نعرے مارے بڑے جوش و ملی سے سپاہ نے ہپ ہپ ہرا کی
 آوازیں بلند کیں اسکے بعد جلسہ ختم ہوا

راہم کو بیگم شایانہ حضور پر نور سے خطاب

افسر الدولہ عنایت ہونا

۲۷ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۱۷ ماہ نومبر ۱۸۹۴ء عیسوی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور
 نے برحمت شایانہ و نوازش خسرانہ میرے اور محبوب یار جنگ اور اسدیار جنگ کے
 خطبات جنگی پر لفظ دولہ کا اضافہ فرمایا۔ مجھے افسر جنگ سے افسر الدولہ کا خطاب عنایت
 ہوا اور اسدیار جنگ کو اسدیار الدولہ خطاب عطا فرمایا گیا۔

محبوب یار جنگ بہادر کی ولی خواہش تھی کہ بیگم شایانہ کو محبوب یار الدولہ
 خطاب مرحمت ہو لیکن مستحکم جنگ کیلئے محبوب یار الدولہ خطاب تجویز ہو چکا تھا اس سبب سے
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے انکو ناظم الدولہ کے خطاب سے عزت بخشی۔

لفٹنٹ مرزا ابراہیم بیگ کا حیدر آباد پولو ٹورنمنٹ میں

یا بو پرستے گر کے انتقال کرنا

جس زمانہ میں راقم اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک کے ہمراہ شیر کے شکار سے واپسی کے وقت ٹانگہ اوٹنے کے سبب سے گر پڑا تھا اور ربنے کے صدر سے تین پسلیاں توٹ گئی تھیں اسی زمانہ سے ڈاکٹروں نے پولو کھیلنے سے راقم کو ممانعت کی تھی اسلئے پولو ٹورنمنٹ میں راقم کے عوض مرزا ابراہیم بیگ کو لکنتڑہ پولو ٹیم میں شریک ہو کر پولو کھیلتے رہے۔

۳۱ ماہ دسمبر ۱۸۹۵ء عیسوی مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ ہجری کو سکندر آباد پولو گراؤنڈ پر حیدر آباد پولو ٹورنمنٹ ہو رہا تھا حسین جم کہانہ پولو ٹیم اور گو لکنتڑہ پولو ٹیم تھیں پولو شروع ہو کے قریب آدھے گھنٹہ کے ہوا ہو گا کہ کپٹن کیو برٹ کے یا بو سے ابراہیم بیگ کے یا بو کی ٹکڑ ہوئی ابراہیم بیگ کا یا بو گول فلاگ کے قریب اوزکو لیکر پڑا اون کے سر میں ایسی ضرب آئی کہ بائیں کان میں سے خون جاری ہو گیا اور وہ بیہوش ہو گئے لوگ اوزکو پولو کو گراؤنڈ پرستے اوٹھا کے سکندر آباد کے ہسپتال میں جو قریب تھا لے گئے پھر جنڈ گھنٹوں کے بعد اوزکو سیف آباد میں مکان کو لے آئے مرزا ابراہیم بیگ نے اسی صدمہ سے دوسرے روز انتقال کیا۔

۷ ماہ دسمبر کو جب وقت مرزا ابراہیم بیگ کا جنازہ دفن کے واسطے اوٹھایا گیا تو

ٹینوٹی فٹ نہراوہ کے اکثر افسر فلڈ ریس میں بلارم سے آئے اور اون کے جنازہ کے ساتھ ساتھ قبر تک گئے اور سکندر آباد کی فوج کے پولو کھیلنے والے افسر قریب قریب گل کے اونچی میت میں شریک ہوئے۔

ابراہیم بیگ کے انتقال کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون کے خور و مال پر زندہ کے نام چھتر روپیہ صدقہ منصب میں تربیت و پرورش کے لئے اجرا فرمائے۔

ابراہیم بیگ نوجوان اور اچھے سوار اور پولو میں خوب مہارت رکھتے تھے رجب ۱۳۱۳ ہجری مطابق ڈسمبر ۱۸۹۵ء عیسوی میں حسب معمول قدیم اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک کوہ مولا علی کے عرس شریف میں رونق بخش ہوئی عرس شریف کے بعد دو مہینہ تک سرکار دہلی پر رونق افزا رہے۔

۲۷ شعبان ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۱۲ فروری ۱۸۹۶ء عیسوی کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور گھوڑے پر سوار ہوئے شرم گاہ کی طرف تشریف لے گئے واپسی کے بعد قمیص میں لگانے کے تین گھنڈیاں اور قمیص کی آستینوں میں لگائی دو جوڑ گھنڈیاں بھر عنایت فرمائیں جن کے درمیان حضور پر نور کے نوٹ مبارک نصب کئے ہوئے تھے۔ اور اون کے اطراف میں نہایت بیش قیمت ہیرے تھے جن میں نے اس عنایت شاہانہ کا شکریہ ادا کر کے پیشگاہ اقدس میں نذر پیشکش کی۔

جب سے وہ گھنڈیاں مجھے عنایت ہوئی ہیں میں ان کو نہایت عزیز رکھتا ہوں اور فخر و مباہات کے ساتھ ان کو استعمال کرتا ہوں۔

گھنڈیان محنت فرمانے کے ایک ہفتہ بعد حضور پر نور نے - خسروانہ ولادت
شاہانہ ایک انگشتری مجھے عطا فرمائی۔ اس انگشتری کے درمیان ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور
کا فوٹو مبارک ہے اور اس کے اطراف میں ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔

صاحبزادہ نواب میر عثمان علی خان بہادر کا اسکارٹ رسالہ

راقم کے تفویض فرمنا

جنوری ۱۸۹۶ء عیسوی مطابق ۲۱ رجب ۱۳۱۲ھ ہجری کو قدر قدرت اعلیٰ حضرت
حضور پر نور نے مجھے اسطور پر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کے لئے چند سواروں کا ایک
ایک اسکارٹ تعین کیا جائے گا ایک خوشگامی طرز کی یونی فارم کا نمونہ ملاحظہ میں پیش کیا
جائے حسب الارشاد اقدس میں نے چند نمونے یونی فارم کے ملاحظہ اقدس میں پیش
کئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اُن نمونوں میں سے سیاہ باتات مائل بسبزی کے
کوٹ کا ایک نمونہ پسند فرمایا کوٹ کا چہا تا زرد باتات کا اور اس کے اطراف میں زرد
نہایت خوشگام اور مزورون معلوم ہوتی تھی۔

حبشیوں کے سوجوان جو صف شکن جنگ بہادر کے ماتحت تھے صاحبزادہ صاحب
کے اسکارٹ کے لئے تجویز فرما کے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اُن جوالتو کو میرے
تفویض فرمایا انٹسٹ جیب البو بکران جوانوں کے سکندران کمانڈ تھے اذکوینے
اسکارٹ کی کمان پر مقرر کیا اور ان جوانوں کے لئے زمین سامان اور جملہ متیار فوج

باقاعدہ کے شل تیار کئے قواعد پر پیکر ہی اور کم تو تعلیم دی گئی۔ غرض تھوڑے زمانہ میں ان
سوجوانوں کی حالت اچھی اور سپاہیانہ وضع ہو گئی۔
گنگ کوٹھی کے مغربی بجانب ان جوانوں اور اون کے گھوڑوں کے واسطے
مین بنائی گئی یہ سوجوان صاحبزادہ صاحب کے اسکار کے سوا اور جگہ کارڈوڈیوٹی اور
گنگ کوٹھی کا بھی کام انجام دیتے ہیں۔

تالیف شکارنامہ نظام

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ۱۳۲۱ھ ہجری سے شیر کے شکار کا شوق فرمایا اور
اکثر اوقات گرمیوں کے موسم میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے
شکار کے واسطے مختلف مقامات اضلاع مالک محروسہ میں رونق افزا ہوا کی غرض
گیارہ سال کی مدت میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے انیس شیر شکار کئے جنکے حالات
مفصل طور پر وقت بوقت سینے تحریر کئے تھے۔ ۱۸۹۶ء عیسوی میں نے اون
کل حالات کو ترتیب دیکر ایک کتاب مرتب کی اور اسکو موسوم بہ شکارنامہ نظام
کیا اس کتاب میں جہان جہان شکار کے نازک اور دلچسپ واقعات تھے اون کے
نوٹوں کی صورت کا نقشہ دکھلا دیا ہے۔

جب شکارنامہ مطبوع ہو کر مرتب ہو گیا تو ۱۸۹۶ء عیسوی میں نے اعلیٰ حضرت
حضور پر نور کے ملاحظہ اشرف میں اسکو پیش کش کیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ملاحظہ کے

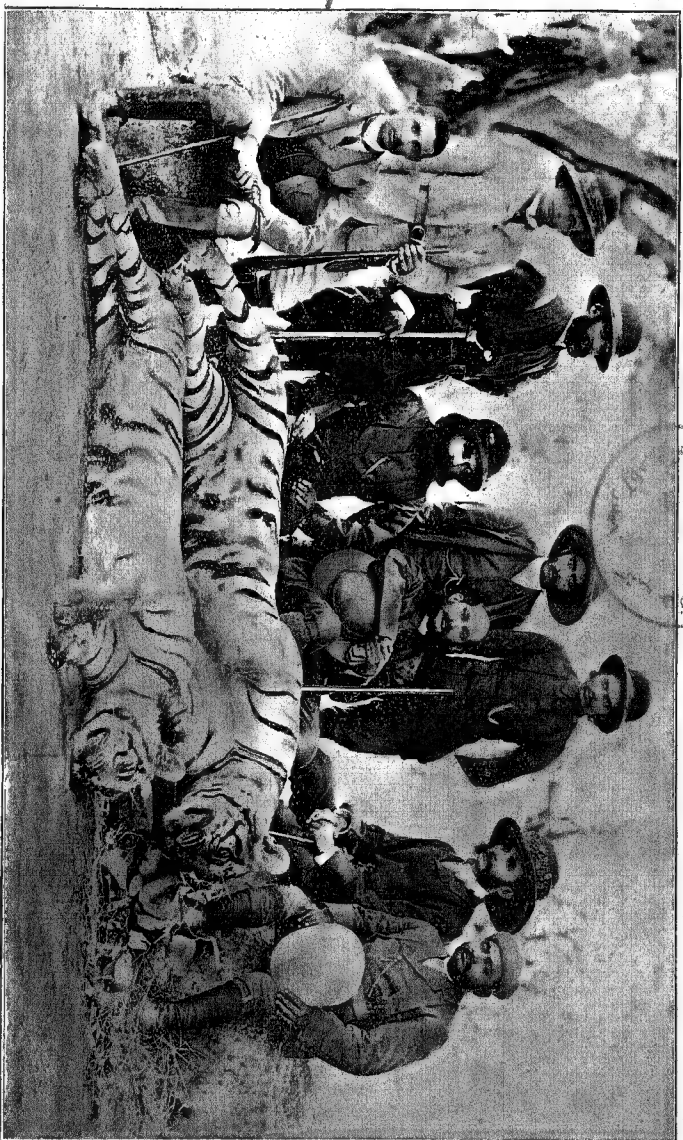
بعد اوس کتاب کو نہایت درجہ پسند کیا اور اکثر امرا اور مصاحبین کو اوس کے نسخے عنایت فرمائے۔

اقتدارات عدالت دیوانی و فوجداری جو راقم کو ملے
 ۱۸۹۶ء عیسوی کے آخرین نظام ہائی کورٹ کی طرف سے یہ سفارش کی گئی کہ گولکنڈہ
 برگیڈ کی فوج قلعہ گولکنڈہ میں مقیم ہے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹرولیس بیرون قلعہ
 اور خیریت آباد میں رہتی ہے ان دونوں مقامات کے فوجی حدود میں جو مقدمات
 دیوانی اور فوجداری واقع ہوتے ہیں ان کے فیصلہ کے واسطے طلبی شہود میں عدالت
 کو بڑی وقت ہوتی ہے اور اہل مقدمات کو پریشانی رہتی ہے ایسی حالت میں اندرون
 حدود فوجی کے مقدمات کی دریافت اور تحقیقات کے اقتدارات کمانڈر ان فوج قلعہ
 کو دے جائیں گے تو نہایت آسانی ہو جائے گی۔

جو وقت نظام ہائی کورٹ کی یہ تجویز مدارالمہام صاحب سرکار عالی کی خدمت میں
 پیش ہوئی مدارالمہام صاحب نے اول درجہ کے مجسٹریٹ کے اقتدارات دیوانی اور
 فوجداری مجھ کو مرحمت فرمائے اوس زمانہ سے حدود فوجی کے کل مقدمات دیوانی اور
 فوجداری میرے پاس رجوع ہوتے ہیں اور وزیر خجاس بہادر برگیڈ میجر میری مددگاری
 کی حیثیت سے ان مقدمات میں مجھ کو مدد دیتے ہیں۔

گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کی ابتدا

صفر ۱۳۱۳ ہجری مطابق ماہ جولائی ۱۸۹۶ء عیسوی میں یہ مسئلہ گورنمنٹ نظام



۱. تھان الدو لمہ بچہ زخمی
 ۲. اسد یا بچہ - اچھر ت نہ کلا تالی منظر
 ۳. داود مرزا - چان تشار یا بچہ
 ۴. عثمان یا بچہ
 ۵. عثمان بچہ

کے پیش نظر آیا کہ حیدر آباد اسٹیڈ فارم میں (علاقہ نسل چوپایہ) کے اخراجات سالانہ قریب قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہیں اور اس علاقہ میں ابتداء سے اس وقت تک کچھ ہی ترقی نہیں ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اصطلیل میں ایک گھوڑا بھی حیدر آباد کنٹری برڈ کاپایا نہیں جاتا اور نہ سرکاری فوج میں کوئی ملکی گھوڑا دیکھا جاتا ہے سر آسمانجاہ مدارالمہام سرکار عالی نے اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد علی بن عبداللہ صاحب مہتمم نسل چوپایہ کو حکم دیا کہ بچہ کشی کے جب قدر گھوڑے ممالک سرکار عالی میں ہیں وہ سب بلکہ میں جمع کئے جائیں مدارالمہام سرکار عالی اون سب کے ملاحظہ کے بعد آئندہ انتظام انفرایشن نسل چوپایہ کے باب میں حکم دینگے۔

نومبر ۱۹۶۷ء عیسوی کے آغاز میں بچہ کشی کے کل گھوڑے بلکہ میں جمع ہوئے۔ سر آسمانجاہ بہادر نے میجر گراف صاحب میٹری سکریٹری کو اور مجھے وہ سب گھوڑے دکھائے اور کہا کہ گذشتہ زمانہ میں انفرایشن نسل اسیان کی کارروائی جہاں تک ہوئی وہاں تک قابل اطمینان نہیں پائی گئی اسلئے سرکار کو قدیم طرز عمل بدلنے کی نہایت ضرورت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آئندہ کے لئے اسٹیڈ فارم کی کارروائی کے متعلق رولس مرتب کئے جائیں اور علی بن عبداللہ کو نپیر عمل کرنیکے واسطے تاکید کیجائے۔

مدارالمہام سرکار عالی کے فرمانے کے مطابق حیدر آباد اسٹیڈ فارم کے لئے چنے ایک اسکیم مرتب کیا جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بغا لچریت ہنر کسبشی نواب سر آسمانچاہ بہادر مدار المہار

سرکار عالی

سرکار کے حسب الحکم مینے علی بن عبداللہ صاحب کے ساتھ بچہ کشی کے کل گھوڑے دیکھے اور افزائش نسل جو پایہ کی طرز کارروائی اون سے دریافت کی جس سے یہ معلوم ہوا کہ اون کے پاس کوئی لکھا ہوا دستور العمل موجود نہیں ہے اور نہ تحریری ہدایتیں اس علاقہ میں ہین کل امور علی بن عبداللہ صاحب کے زبانی احکام اور رائے سے انجام پاتے ہین اور اصل اونکی طرز کارروائی یہ ہے کہ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ ہنگولی۔ جالندہ۔ موہن آباد۔ جملہ اضلاع مرہٹواڑی میں گنگانندی کے کنارے جہان جہان گھانس اچھی پیدا ہوتی ہے وہاں وہاں نسل گھوڑے رکھے جاتے ہین اور جب کبھی ٹیل ٹیواری یا عامہ رعایا میں سے کوئی شخص اپنی مادیانین بچواتے ہین تو اون مادیانوں کو وہ نسل گھوڑے دے جاتے ہین۔

اسپان نسل کی خرید اور اونکی نگہداشت اور خوراک وغیرہ اخراجات میں

تھانوس ہزار روپیہ سالانہ سرکاری خزانہ سے صرف ہوتے ہین۔

قدیم حالات اور سابق کی طرز کارروائی پر جہاں تک مجھ کو علم ہوا ہے اوسکی نسبت

میں نے اپنی رائے ظاہر کی ہے اور یہ بھی مینے بتلایا ہے کہ آئندہ اس باب میں کیا

کرتا چاہیے۔

علی بن عبداللہ صاحب چودہ سال سے اس کام کو انجام دیتے ہیں اس مدت میں انہوں نے سرکار کی طرف سے نسلی گھوڑے خرید کر کے اضلاع میں رکھنے لیکن مادیانوں کی خرید اور انکی افزائش اور ترقی کی نسبت مطلقاً انہوں نے توجہ نہیں کی ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ جب تک عمدہ مادیانین کثرت سے اضلاع میں موجود نہوں تو گھوڑوں کی نسل میں کیونکر ترقی ہو سکتی ہے۔

مجھے اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ آج تک صرف کچھ کشتی گے گھوڑے خرید کئے گئے اور انکی خوراک میں سرکاری لاکھوں روپیہ صرف ہوئے اگر نصف روپیہ مادیانوں کی خرید میں صرف ہوتے تو ملک وکن میں یقیناً آجکے روز ہزاروں کنٹری برڈ گھوڑے موجود ہوتے۔

علی بن عبداللہ صاحب نے چند روز ناچھے علاقہ اسٹیڈ فارم کے مجھے دکھائے جنکے دیکھنے سے یہ ثابت ہوا کہ ۱۸۷۹ء عیسوی سے سنہ حال ۱۸۹۳ء عیسوی تک چودہ سال میں انکو چودہ لاکھ نو ہزار روپیہ خریدی اسپان نسلی اور انکے اخراجات کے لئے سرکار سے بے گئے ان روپیوں میں سے قریب نو لاکھ کے نسلی گھوڑوں کی خرید میں صرف ہوئے۔

میرے خیال میں اگر نصف رقم یعنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ میں مادیانین خرید کیجاتیں اور نصف رقم کے نسلی گھوڑے خرید کئے جاتے تو ملک کے واسطے نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوتا۔ فی مادیان چار سو روپیہ یا کم و بیش قرار دیا جائے تو ساڑھے چار لاکھ روپیہ

کی نو سو یا نہر را مادیانین خرید ہو سکتی تھیں اور یہ فرض کیا جائے کہ ان مادیانوں میں ربح حصہ یعنی دوڑا ہائی سو مادیانین بائج نکلتیں تب بھی ساڑھے سات سو یا آٹھ سو مادیانین بچے جنہیں جن کے ساڑھے سات سو یا آٹھ سو بچے ہوتے اگر ان بچوں میں سے سو ڈیڑھ سو ضائع بھی جاتے تب بھی ساڑھے چہ سو سات سو بچے زندہ رہ کر گھوڑے ہوتے اور اسی طرح انکی ترقی کا سلسلہ قائم رہتا تو چودہ سال میں دس نہر گھوڑی مالک محروسہ کار عائن پای جاتی بعض گھوڑی علی حضرت حضور پر نور کے اصطبل خاصہ کو لایا ہوتا اور بعض افسر کی سواری کو قابل ہوتے اور اکثر افواج باقاعدہ کے بکار آمد سمجھے جاتے اور ان سے بچے درجہ کے جتنے گھوڑے ہوتے وہ علاقہ نظم جمعیت میں سلمداروں کے لئے زیادہ موزوں اور مناسب خیال کئے جاتے۔

ان چودہ سال کی سرکاری کوشش اور چودہ لاکھ روپیہ کے صرف کے بعد پانچویں سال کے آجکے روز کن کٹری برڈ کا ایک گھوڑا انہ علی حضرت حضور پر نور کے اصطبل خاصہ میں ہے اور نہ سرکاری فوج میں کوئی گھوڑا نظر آتا ہے۔

میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس چودہ سالہ مدت میں سرکاری چودہ لاکھ روپیہ بالکل بے محل صرف ہوئے اور علی بن عبداللہ صاحب کی کوشش بالکل لنگا گئی سرکاری رقم خیر کے نقصان کے علاوہ نسل گھوڑوں کے انتخاب میں بھی بہت بڑی غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔

اس وقت میں وہ نسل گھوڑے جو مالک محروسہ سرکار عالی میں موجود ہیں اور ان

رہسکوبینے پچشم خود ملک پیٹھ ریس کورس کے طویلون میں دیکھا ہے) واصل وہ گھوڑی
 نہایت عمدہ اور بیش قیمتی اور شرط کے قابل ہیں اور خود علی بن عبد اللہ صاحب کے بیان
 سے ثابت ہوا کہ چند گھوڑے مانک ربوبی اور یسینی دس دس بارہ بارہ ہزار روپیہ کے
 گھوڑے ہیں لیکن انہوں نے فی راس دو دو تین تین ہزار کے حساب سے خرید کئے ہیں
 جو نہایت ارزان خرید کئے ہیں۔ جب ایسے عمدہ قیمتی گھوڑے چودہ سال سے اسٹینڈرڈ
 میں موجود ہیں اور ہر سال پانچ چہرے نئے گھوڑے عمدہ عمدہ خرید کئے جاتے ہیں اگر کوئی
 یہ پوچھے کہ انکی نسل کے عمدہ عمدہ کونساں ہیں تو میں یہ جواب دیتا ہوں کہ تخم اچھا تھا اگر
 زمین قابل نہ تھی۔ اسلئے سب کوشش برباد گئی بقول سعدی شیرازی ۵

زمین شور سنبل بر نیار د در و تخم عمل ضائع مگردان

مالک محروسہ سرکار عالی کے اکثر اضلاع میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا ہے میں نے
 کسی ضلع میں ایسی عمدہ مادیانیں نہیں دیکھیں جو نسلی گھوڑے دینے کے لائق ہوں
 اور ان سے عمدہ بچے پیدا ہونے کی امید ہو دیکھنی مادیانیں چہوٹے چہوٹے قد کی
 خنکے ہاتھ پاؤں پتلے پتلے کمر لابی لابی کا چمیان خمیدہ پسلیوں کی ٹڈیاں اور
 گردنوں کے منکے کوتاہ ہوتے ہیں یہہ کل علامتیں نسلی مادیانوں کے عیوب میں
 سے ہیں جب ایسی مادیانوں کی اولاد ہوگی تو ان میں بھی یہی عیوب موجود ہوں گے
 علی بن عبد اللہ صاحب نے جو نہایت قیمتی گھوڑے شرط کے لائق خوبصورت
 بجٹی سے خرید کر کے اضلاع میں بھجوائے اور رعایا کے پاس کی چہوٹے چہوٹے قد

پتلے پتلے پاؤں ہاتھ ملیں مکر والی گھوڑیوں کو وہ گھوڑے دے گئے بعد ازاں قیمتی گھوڑوں کا عمدہ نسلی مادہ بالکل بے محل صرف ہوا اور ان کے بچے مادیانوں ہی کی شکل کے سر یا عیب دار پیدا ہوئے۔

دکھتی مادیانوں کے ہاتھ پاؤں پتلے ہوتے ہیں اور شرطی گھوڑوں کی پاؤں کی ہڈیاں سوتی ہوتی ہیں۔ اور جب ایسی مادیانوں کو وہ گھوڑے دے جائیں۔ جنکے ہاتھ پاؤں پتلے ہوں تو ان کے بچوں کے ہاتھ پاؤں اور زیادہ پتلے ہوں گے۔ ایسی شان کا گھوڑا نہ شرط کے قابل ہوگا اور نہ فوجی نوکری اور محنت و مشقت کے لائق خیال کیا جائے گا اس لئے کہ فوجی کاموں کے لئے زیر دست اور مضبوط ہاتھ پاؤں اور پاؤں کی ہڈیاں چوڑی چلی اور کوتاہ مکر زیادہ مناسب ہے اگر مادیان اچھی نہوگی اور گھوڑا اعلیٰ درجہ کا نسلی اوسکو دیا جائے گا اوسکا بچہ بھی اچھا پیدا نہ ہوگا۔ عمدہ شرطی نہاروں روپیہ کے قیمتی گھوڑے مرہٹواڑی کے پٹیل پٹوار یوکی ٹوانیوں کو جو دے گئے ان کے قدیم بوجہ اوٹھانے والے یا بون کی نسل ہی خراب ہوئی پتلے پتلے ہاتھ پاؤں کے بچے بارکشی میں کیا بکار آمد نہوں گے بارکشی سے ہی گئے اور شرط کے قابل ہی نہ رہے اور ایسے مجلس بچے پیدا ہوئے جو کسی کام میں نہ آسکے۔

علی بن عبداللہ صاحب اسٹڈ فارم کے انتظام میں نہایت درجہ غلط واقع ہوئی مجھے یقین ہے کہ وہ میری اس تحریر سے متاثر نہ ہوں گے اور انکی طبیعت پر

غلطیوں کے اظہار سے ناگواری ہوگی لیکن مجھے اس موقع پر اظہار حق کرنا مقصود
ہے نہ محض اون کے رائے کے نقصان سے بحث بقول قایل — حق
انیت و حق را شاید نہفت۔

اب میں اپنا اسکیم حیدرآباد اسٹیڈ فارم کے متعلق اور پچھلے زمانہ کی بدظہمیوں
کی اصلاح کے بارہ میں سرکار کے ملاحظہ میں پیش کرتا ہوں اگر مدارالمہام سرکار عالی میر
اسکیم پر غور فرما کے اسکی اجرائی کے واسطے حکم فرمائیگے تو پانچ سال کے بعد سرکار
کو اسکا فائدہ بخش نتیجہ روشن ہوگا۔

الف۔ موجودہ انتظام حیدرآباد اسٹیڈ فارم کا بالکل موقوف کر دیا جائے اس
علاقہ کا نام افزائش نسل جو پایہ سب سے گھوڑوں کے سوا گائے بکری وغیرہ جانوروں
کی نسل کی بھی ترقی شریک ہے اور ولایتی شاٹ ہارن بریڈ نسل بیل خرید کیے جاتے
ہیں بلکہ ساڑھے سات سو روپیہ کا ایک شارٹ ہارن بریڈ اسٹریلین بیل اسوقت
راجم پیٹھ میں علی بن عبداللہ صاحب کے پاس موجود ہے وہ اور سب مولینشی لہجہ کر دیوادی
اسلئے کہ یہ حیوانات اپنے ملک میں ہی بکثرت موجود ہیں اور بہتر سے بہتر اور
انواع و اقسام کے ہر وقت میسر آسکتے ہیں سرکار کو ایسے جانوروں کی مطلق ضرورت
نہیں ہے (افزائش نسل اسپان کی) سرکار اور فوج اور ملک کو ہر وقت احتیاج ہو
اور اونکی پرورش مقدم ہے سرکار کو اس طرف پوری توجہ کرنی چاہیے۔

ب۔ نسلی گھوڑوں میں سے عمدہ قوم کے قوی اور توانا چار گھوڑے منتخب

کر کے رکھ لئے جائیں اور باقی کل گھوڑے ہرج کر دے جائیں۔

ج۔ ایک لاکھ روپیہ سالانہ جو اسٹیڈ فارم کے مصارف میں صرف ہوتا ہو
وہ بحال خود قایم رکھا جائے اس میں سالانہ پچاس ہزار روپیہ کی مادیات میں خرید کی جائیں
اور پچاس ہزار روپیہ میں عمدہ نسلی گھوڑے خرید کئے جائیں اور ان کے اخراجات
کی کل ضرورتیں پوری کی جائیں۔

د۔ اول سال میں ایک لاکھ روپیہ سرکار سے قرض بلا سودی کے طور پر
دے جائیں اور اس لاکھ روپیہ سے پرشن مادیات میں خرید ہوں اور مالک محروسہ کا عمارت
کے اون اضلاع مرہٹواڑی میں پٹیل اور پٹواریوں کو قیمت سے دی جائیں جن ضلعوں میں
گھوڑوں کی پرورش عمدہ طور پر ہو سکے اور اون مادیات میں قیمت تبدیل پٹیل پٹواریوں
سے چار سال کی مدت میں وصول کی جائے۔

ایک لاکھ روپیہ کی عمدہ مادیات میں خرید کرنے کے لئے دو تین تجربہ کار ہوشیار
آدمی ایران کو بھیجے جائیں ایران سے نسلی مادیات میں خرید ہو کر آبائی آسکتی ہیں۔
تہوڑا زمانہ گذرا کہ ابادہ میں مینے عمر حال سوداگر سے بھٹی میں گفتگو کی تھی ان کے بیان
سے معلوم ہوا کہ اگر اس طرف سے کوئی پارٹی بو شہر کو مادیات میں خرید کے واسطے بھیجی
جائے تو وہ ہر طرح سے مدد دینگے اگر ایک لاکھ روپیہ کی مادیات میں فی اس حساب
چار سو روپیہ خرید کی جائیگی تو وقت واحد میں اڑھائی سو مادیات میں مالک محروسہ کا عمارت
کی رعایا کے پاس موجود ہو جائیں گی اور ان کی نسل اپنے ملک میں کستور پہیلے گی۔

اور سرکار اور رعایا کو اون سے کس قدر کامیابی کا ذریعہ ہوگا زمیندار لوگ عمدہ عمدہ گھوڑی قیمت سے فروخت کر کے مالی نفع اڑھائی گنگے اور یہ رقم ماویا نون کے قیمت کی دو تین سال میں رعایا با قسط ادا کر دے گی۔

یہ امر یقینی ہے کہ جب ماویا نین ہو پور ہنگی تو اون کے بچوں کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا اگر بچے پیدا ہونے سے اون کو روکنا بھی چاہیے تو ناممکن ہوگا اس لئے کہ حیوانات کا تولد و تماسل بمقتضائے فطرت حیوانی ہے وہ کسی حالت میں موقوف نہیں رہ سکتا اور کیسے روکے نہیں رک سکتا اپنے ملک میں ماویا نون کو پہلانا اون کے بچوں کی تعداد و قیام و قیام اپنے ملک میں زیادہ کرنا ہے۔

میں نے بعض زمینداروں سے دریافت کیا تو اونہوں نے کہا کہ اگر سرکار کو عمدہ نسلی ماویا نین منگا دے گی تو ہم اون کو نہایت خوشی سے خرید کر کے اون کی نسل کی افزائش میں ہمیشہ کوشش کریں گے اس لئے کہ ہم لوگوں کو مالی نفع کا اس ذریعہ سی بہت بڑا موقع ہوگا۔

بچہ کشی کے گھوڑے

تجنی گھوڑوں کے انتخاب کے وقت ضروریہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے ملک میں کس قسم کے گھوڑوں کی ضرورت ہے اور جن گھوڑوں کے بچے ہمارے ملک میں پیدا ہونگے اونہیں کیا اوصاف ہونگے غرض ملکی ضرورتوں کے لحاظ سے

گھوڑے نسل کے واسطے خرید کئے جائیں۔

پرنس یا ولیہ یا کنسٹری برٹو دیا نون کو ویلر تھنی گھوڑے قدر قاست میں پندرہ کے ناپ کے ہاتھ پاؤں کے قوی اور مضبوط دنیا چاہیے جھکے پاؤں کے ہڈیوں کا دور گھٹنے کے نیچے تک تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ انچ ہو اور کمر کوتاہ گردن دراز کا بچیان چھوٹی ہون ان صفات کا نسلی گھوڑا تقریباً نہر آٹھ سو روپیہ میں مل سکیگا ابتدا میں ہر ضلع میں سو دیا نون کے لئے ایسے دس گھوڑے رکھے جائیں اگر آئندہ ضرورت زیادہ ہو تو اوٹکی تعداد بحسب ضرورت بڑھا دی جائے رفتہ رفتہ جب اپنے ملک میں گھوڑے زیادہ ہو جائیں تو بتدریج یہ انتظام کیا جائے کہ تھنی گھوڑے زمیندار لوگ بطور خود رکھیں سرکار اپنے قدیم تھنی گھوڑے زمینداروں کے ہاتھ فروخت کر دے البتہ پانچ سال تک سرکاری تھنی گھوڑے رکھنا ضرور ہے۔

مہتمم دکن اسٹیٹ فارم اس امر کی نگرانی کریں کہ گھوڑے کا نزدیک دو سال کا ہونے ہی آختہ کر دیا جائے۔

کسی زمیندار یا جاگیردار یا پٹیل پٹواری کے پاس نہر گھوڑا بلا اجازت سرکار اور علاقہ مہتمم کے داغ کے نہ رکھا جائے۔

کوئی شخص ضلع میں نہر گھوڑا رکھنے کا مجاز نہ ہوگا۔

جو کنسٹری برٹو بچہ دو سالہ مہتمم دکن اسٹیٹ فارم کے خیال میں نسل کے قابل معلوم ہوگا تو او سپر تھنی گھوڑے کا داغ دیکر نسل کے لئے چھوڑ دیا جائے گا مہتمم اسٹیٹ فارم کو

دفتر میں کل مادیاتوں اور تنجی گھوڑوں کے رجسٹر علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں اور اضلاع میں جہاں کہیں بچے پیدا ہوں انکی اضلاع مہتمم اسٹیڈ فارم کو بقیہ تاریخ و ماہ ہونی چاہیو۔

ہر سال مالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع مرہٹواری اورنگ آباد۔ ننگولی میون آباد

بیڑ میں اوسی ضلع کے بچے جس ضلع میں پیدا ہوں مختلف مہینوں میں جمع ہوں مثلاً اورنگ آباد کے ضلع کا ہارس شو یعنی نمائش اسپان ماہ اکتوبر میں اور ننگولی کا ماہ نومبر میں میون آباد کا ماہ ستمبر میں بیڑ کا ماہ جنوری میں ٹہیرایا جائے اور مہتمم حیدر آباد سٹیڈ فارم ان چاروں مقامات کے ہارس شو میں جا کے سب بچوں کو دیکھیں جو بچے فوجی نوکری کے قابل خیال کئے جائیں ان کے نشان اور علامات لکھ کر ان کے مالکوں کو چہا کر دیں کہ تیسرے سال اس گھوڑے کو سرکار خرید کرے گی اور تیکو اسکی قیمت تین سو روپیہ دے جائینگے اگر گھوڑے کا کوئی بچہ نہایت عمدہ اور امرا اور اغرہ کی سواری کے قابل نظر آئے تو اس کے مالک کو نہائش کر دیں کہ اسکی پرورش حفاظت سے کیجائے یہ بچہ جوان ہو کر معقول قیمت میں فروخت ہوگا۔ اور جو بچے چھوٹے قد کے معلوم ہوں وہ وقت پر پیرل ہوسٹس وپس کے ٹرانسپورٹ کیواسطے خرید کئے جائیں جب ہر قسم کے گھوڑے خرید کر جائینگے تو اضلاع کی رعایا کو انواع و اقسام کے منافع ہونگے اور سرکاری اور ملکی اغراض ہی آسانی سے حاصل ہو سکیں گے اور رفتہ رفتہ اسٹیڈ فارم کا خرچہ سرکاری خزانہ سے کم ہوتا جائیگا۔

مہتمم کن اسٹیڈ فارم کو سالانہ نوکی ضرورت ہوگی تاکہ گھوڑوں کو بچہ نہ ہو وہ آختہ کریں اور قدیم نر یا بوا اضلاع میں جہاں کہیں جس کی پاس ہوں ان کو بھی آختہ کریں اس کام کو انجام دینے کے لئے تعلیم یافتہ سپرنٹنڈنٹ ہاؤسری فوج تاحد

سے مین بخوشی دوں گا اس اشتهام کے آغاز ہونے کے بعد جس وقت اور گنگا دھومن آباد
ہنگولی وغیرہ مین گھوڑوں کے نیچے جمع ہونگے مین ہی بخوشی ان مقامات مین جا کر
اونکو دیکھوں گا اور بچوں کی پرورش کی نسبت زمینداروں کو بحسب ضرورت ہدایت
کروں گا۔ ایک اور ضروری امر خچروں کے پیدائش کا مالک محروسہ سرکار عالی میں ضروری
ہے چند نر گدھے امریکہ یا بصرہ یا بغداد سے منگوا کر عایا کو دے جائیں اور اونکو ناکید
کی جائے کہ چھوٹی مادیانین جوان کے پاس ہین ان گدھوں سے ان کے نیچے لئے
جائیں تاکہ خچروں کے پیدائش اپنے ملک مین شروع ہو جائے بار برداری کیلئے
خچر نہایت بکار آمد جانور ہے تھوڑی مدت مین خچروں کی افزائش سرکار عالی کو
ملک مین آسانی سے ممکن ہے۔

حیدر آباد ہارس شو

اشطام مذکورہ بالا کے بعد چوتھے سال بلدہ مین ایک ہارس شو کی جائے اور مالک
محروسہ کے کل زمینداروں کے پاس کے گھوڑوں کے نیچے اور نجی گھوڑے اور نسلی
مادیانین موسم سرما مین بلدہ مین پہنچ جائیں۔ چونکہ ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر پور کو گھوڑوں کا
نہایت شوق ہے امید ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور ان گھوڑوں کو بخوشی خاطر آئیں
ملاحظہ فرمائیں اور جن زمینداروں کے گھوڑوں کے نیچے شایستہ طور پر پرورش یافتہ
ہوں گے اون کو کچھ انعام عطا فرمائیں گے جس سے زمینداروں میں بڑی یون کو افزائش

نسل اسپان کا آئندہ زیادہ شوق پیدا ہوگا۔

افسر الدولہ

۲۲ نومبر ۱۸۹۶ء عیسوی

میری یہ رپورٹ جب مدارالمہام صاحب کے ملاحظہ میں پیش ہوئی اسکو ملاحظہ فرمانے کے بعد نہایت پسند کیا اور میجر گف صاحب نے بھی میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا لیکن علی بن عبداللہ صاحب نے اسکے ساتھ اتفاق نہیں کیا اور انتظام اسٹینڈ فام اؤٹ کو میری ہدایت کے موافق ناگوار خاطر ہوا میری رپورٹ کو پڑھ کر ایک انگریزی مثال دی جسکا مطلب یہ ہے کہ (کہنے میں اور کرنے میں بہت فرق ہے) میں نے جب یہ بات سنی تو علی بن عبداللہ صاحب سے کہا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے عملی طور سے چند سال میں اسکا نتیجہ آپ کو دکھلا دوں گا اس گفتگو کے بعد جب ریمونٹ کے خرید کے واسطے میں بھی گیا تو میں نے عمر جمال سے گفتگو کر کے سید احمد رسایدار کو ایرانی گہوڑے لانے کیواسطے ایران پہنچوانے کا بندوبست کیا عمر جمال سودا کرنے میں بھی گہوڑے منڈ سے پاس پورٹ لیکر سید احمد رسایدار کے ہمراہ دو مغلون کو پوشہ کی طرف پہنچا سید احمد تین مہینہ کی مدت میں سو اس ماویا میں ایران سے خرید کر کے حیدرآباد میں لائے وہ کل ماویا میں گو لکنڈہ لائبرین میں نے نوکر رکھ لیں اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں ان ماویا نون کو پیش کر کے میں نے ایک اسٹینڈ فام قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا حضور پر نور نے میری اس اسکیم کو بہت پسند فرمایا اور اصل میں خاصہ سے نہایت عمدہ چار عربی

گھوڑے نسل کے واسطے عنایت کے۔

ریلیگھوڑے مینے اسٹریلیا سے منگوائے اور ۱۹۰۷ء عیسوی سے مینے گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کا آغاز کیا پہلا سال تو اسکے ضروری انتظامات میں گزرا قلعہ کی مشرقی جانب مادیانین اور نسلی گھوڑے رکھنے کے لئے جگہ بنائی گئی چوتھے سال میں سترہ گھوڑے دو سالہ اور اڑھائی سالہ گولکنڈہ لائسنرین نوکر ہوئے اور بارہ یا پوٹرانسپورٹ مین دے گئے۔

۱۹۰۸ء عیسوی کے آغاز میں سات نر بچے گھوڑوں کے مینے اعلیٰ حضرت حضور پرپور کے ملاحظہ میں پیش کئے جنہیں سے چہرہ نر بچے ایک سالہ اور دو سالہ نذر کے طور پر پیشکش کئے گئے اس وقت سے اس وقت تک گولکنڈہ لائسنرین اسٹیڈ فارم کا انتظام قائم ہے جب ان گھوڑوں کے بچوں کی تعداد ستر اس تک پہنچی تو کل بچوں کو مومن آباد کو بھیج دیا اس لئے کہ مومن آباد میں گولکنڈہ لائسنر کا ایک اسکواڈرن متعین رہتا ہے مادیانوں اور کم عمر بچوں کے رکھنے اور پرورش کرنے کی اس سبب سے وہاں آسانی ہے بفضل اہلی گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کی حالت نہایت اچھی ہے ابتدا میں جو سو مادیانین ایران سے خرید کی گئی تھیں ان کے بچوں میں اکثر مادیانین پیدا ہوئی تھیں رفتہ رفتہ وہ جوان ہو کر کچھ کشتی کے قابل ہو گئیں اور ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں مجھے امید ہے کہ چند سال میں تمام گولکنڈہ لائسنرین سب دکھنی کنٹری برڈ گھوڑے ہو جائیں گے۔ الحمد للہ جو انتظام گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کا مینے کیا اوس میں

مجھ کو حسب وخواہ کا بمبائی نظر آرہی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ اور دو سو ماویا نین ایران سے شنگا کے ہر ایک رجسٹ میں ماویا نون کا ایک ایک ترپ بنایا جائے اور ان اصول پر کنٹری برڈ گھوڑوں کی تعداد آئندہ کے لئے بڑھائی جائے۔

سرکاری کوٹھیات اور جنگلات کا اہتمام راقم کے

سپردہ ہونا

اگرچہ سرکاری اکمنہ کثرت سے ہین اور اونکی حفاظت اور نگرانی کے لئے سرکاری عہدہ دار مامور ہین لیکن خاص خاص سرکاری کوٹھیوں اور جنگلے جو بہترین عمارات سے ہین وہ مختلف علاقوں میں تھے اونکی صفائی اور درستی اور ترمیم و تہذیب فرنیچر کی غرض سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون کوٹھیوں اور جنگلوں کی نگرانی میری تفویض فرمائی اور حسب فرمان شاہی وہ کل اکمنہ میرے زیر اہتمام آگئے چنانچہ ایڈن باغ اور مکانات واقع نیلگری وغیرہ کے متعلق جو خاص فرمان رقمزودہ قلم مبارک ہے اونکی نقل ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

بیچ محلہ

افسر الدولہ بہادر

ایڈن باغ اور دو مکان واقع نیلگری سید رو بہرود یہ ہر ہر مکان ہی تمہارے علاقہ میں دینے دینے معتمد صاحب مر قاص کو لکھا ہے۔

علی بن عبداللہ صاحب کا مکان نو خرید واقع ملک پیٹہ قریب بنگلہ شترطہ کنگ کوٹھی
اور اسکے بازو کے ایک یاد و مکان جو مہون۔ احد مکان واقع الوال بڑے
صاحب کی کوٹھی سے بلا ہوا اور دو مکان واقع نیلگری سیڈروہیر وڈیہ سب
مکانات سرکاری علاقہ صرخاص تمہارے علاقہ میں دے گئے ہیں۔

ان سب مکانات کی تعمیر بھی علاقہ صرخاص سے ہوا کرے میں نے معتمد صاحب
صرخاص کو لکھا ہے۔

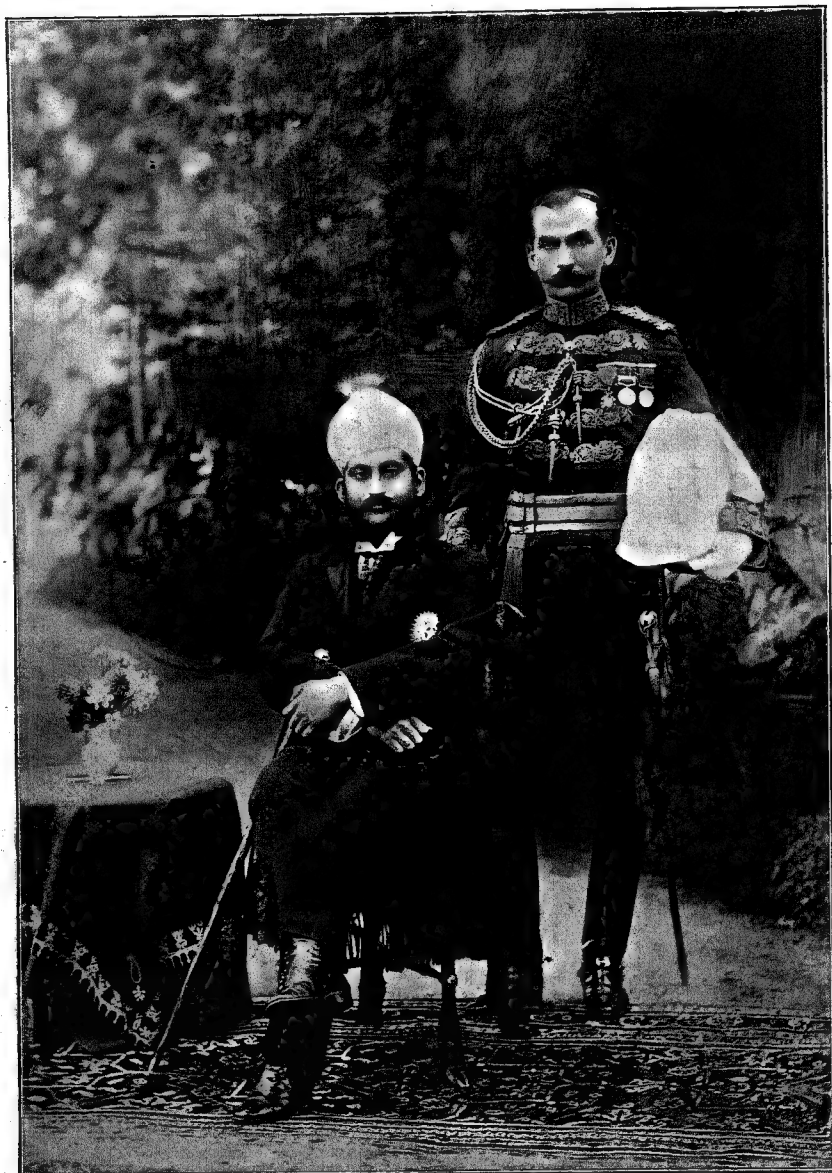
ان سب مکانات پر اب جو داروغہ و باغ کے واسطے مالی ہین اگر وہ ہشیار و کار گزار
ہین تو اذکور کہا جائے نہیں نو کوئی ہشیار داروغہ اور باغ کے واسطے مالی تجویز کر
مجھے اطلاع دیکر نئے رکھے جائیں فقطہ جمادی الاول ۱۲۸۱ ہجری روز شنبہ

شہرہ ستخط مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ان کو مہیون اور بنگلون کو حسب فرمان اقدس میں نے اپنے علاقہ میں لے لیا اور
اسکی صفائی اور درستی کے متعلق جو ابواب تھے میں نے ملازمین کو ہشیات کو اسکی ہدایت
کروئی اور جو شخص حکام کے واسطے موزوں تھا اسکے ذمہ وہ کام کروایا گیا۔

سرکاری فرمان مذکورہ بالا کے بعد دوسرا فرمان شاہی میرے نام صادر ہوا اس
فرمان میں جو ممکنہ واقع سیف آباد کی تفصیل ہے اسکی نقل بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

صفحه نمبر بندگان عالی تعالی حضور پر نور دام سلطنته
 میجر افسر الدولہ بہادر
 مقام سردار و ملاپاس



جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ نواب میر عثمان علیخان بہادر کاسن شریف جب ۴۱ سال کا ہوا اور وقت بندگان حضرت نے بحال عنایت و قدر دانی مجھ کو ارشاد فرمایا کہ ”جس طرح تم نے میری کمسنی میں مجھے شوٹنگ سواری کی تعلیم دی تھی اسی طرح صاحب زادہ صاحب کی شوٹنگ اور سواری کی تعلیم میں تمہارے تفویض کرتا ہوں تم نے مجھے پہلے شوٹنگ اور بعد ریڈنگ اسکول شروع کرایا تھا صاحب زادہ صاحب کی تعلیم کا طریقہ بھی اسی طرح قائم کیا جاوے۔ چنانچہ تاریخ ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۶ روز دوشنبہ سے صاحب زادہ صاحب کی شوٹنگ شروع ہوئی۔

جناب صاحب زادہ صاحب کے شوٹنگ کے تعلیم کے متعلق بندگان حضرت نے جو عنایت نامہ میرے نام تحریر فرمایا اسکی نقل ذیل میں درج ہے۔

دائر ویا

افسر الذول بہادر

صاحب زادہ صاحب کی واسطے یو لین میں نشانہ اندازی سیکھنے کیلئے ہفتہ بین دور و زستہ و چہار شنبہ مقرر کئے گئے ہیں ان دونوں روز صبح کو نشانہ بازی کا بندوبست کرو اور خود ہم حاضر رہ کر سکھایا کرو آئندہ شنبہ سے اس ہدایت کو تعمیل کیجائے۔

حشر ستخط مبارک

یکم ذیقعدہ ۱۳۱۶ روز شنبہ

حسب الارشاد اقدس دوسرے روز صبح کو میں نے سلح خانہ شاہی سے دو ہند فین

ایک دو ضربی اور ایک ایک ضربی روک ریفیل تہری ہنڈرڈ سکٹی بور جناب صاحب زادہ صاحب کیلئے انتخاب کین اور بندگانِ عالی کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ سب اسباب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کا تیار ہے حسب فرمان اقدس جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کیلئے تاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ مقرر ہو گئی اور ارشاد اقدس ہوا کہ اس روز خود بدولت بھی جو علی قدیم میں یہ نفس نفیس رونق افروز ہو کر جناب صاحب زادہ صاحب کو نشانہ اندازی کی شق شروع کرائینگے۔

چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر جو علی قدیم میں ملازمان اقدس نے قدم رنجہ فرمایا۔ بندگانِ عالی کے رونق افروز ہونے پر میں نے اپنی انتخاب کی ہوئی روک ریفیس ملاحظہ اقدس میں گزارا میں میری منتخب کردہ ریفیس حضور پر نور نے پسند فرمائیں اور دست مبارک سے یہ بند و قین میرے ہاتھ میں دیکر جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کو نشانہ اندازی کی شق کرانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

صاحب زادہ صاحب قبلہ نے تاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ روز دوشنبہ کو صبح کے سات بجے جو علی قدیم کے پیولین میں پچاس گز کے فاصلہ سے پہلے بار نشانہ اندازی کی شق فرمائی اور سوقت جو کیفیت میرے دل پر طاری ہوئی اور جو جوش و مسرت کہ میرے دل میں موج زن ہوا وہ کسی طرح زبانِ قلم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ یعنی آج سے اونیس سال قبل کا حال میری نظر کے سامنے نمایاں تھا۔ جیکہ حضور پر نور بندگانِ عالی نے اسی مقام اسی فاصلہ سے نشانہ اندازی کی شق شروع فرمائے تھے ہفتہ میں

صفحہ نمبر ۴۴۴ مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ عثمان یار الدولہ بہادر ٹوٹنی فٹ کونڈن اون
 ہونڈا میں تقسیم فوجی کے لئے شریک ہوئے



۴۴۳

دوروز صاحب زراہ صاحب قبلہ نشانہ اندازی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں

ماڑے چمکے سے ماڑے ہاتھ بچے ایک دولت خانہ قدیم میں صاحب زراہ

صاحب قبلہ نشانہ اندازی کی مشق فرماتے تھے

سردار ویلا

افسرالدولہ بہادر

سیف آباد کے سب مکانات جو تعمیر ہو رہے ہیں اور جو ہو چکے ہیں اور مکانات میں ملا ہوا باغ اور باغ سہلا
ہوا مکان اور بیلی صبا والا مکان اور سب مکانات کے سامنے کو باغ کمالی مالین فرنیچر فرش دروشتی اور جو
نیچ انحرافات وغیرہ ہر وہ سب تمہارا علاقہ میں بنی ہوئے ہیں صاحب ضرر خاص کو لکھا ہے کہ ذناظم الدولہ بہا کو
اور جو جو جگہ علاقہ میں کام ہے اور کو لکھیں اور اسکی اطلاع مکتوب ہی دین تم سب کو نکال چاہیے اور لو نقطہ تعمیر کے
علاقہ کا کام اور اب جو بن رہا ہے وہ ذناظم الدولہ بہادر کو علاقہ میں بیگیا اور بنی گا فقط ۲۰ تاوی لٹائی
۱۳۱۲ھ

شہر حدیثنا علیہ حضرت حضور پر نور

ان مکانات شاہی کے علاوہ دیوانی علاقہ میں منزل فلک نما اور عمدہ باغ تھا علیٰ مختصر
حضور پر نور نے اسکی نگرانی ہی میرے تفویض فرمائی اور اسکے متعلق خاص شاہی فرمان
میرے نام صادر ہوا جسکی نقل ذیل میں رقم کی جاتی ہے۔

سردار ویلا

افسرالدولہ بہادر

منزل فلک نما اور عمدہ باغ تمہارے سپرنٹنڈنٹ کے لئے مدارالمہام صاحب سرکار عالی کو لکھ دیا گیا ہے تم
اپنے قبضہ میں لے لو اور وہاں حسب مناسب میسرم کی پیرے مقرر کرو اور وہاں سیف باکسر کے
ماسٹر کی کنجیاں ہی اسکے ساتھ بھیج دیجائی ہیں۔

اسباب فرنیچر وغیرہ کی ایک فہرست بھی بھیجی جاتی ہے اور راجہ مرلی منوہر بہادر کو لکھا

گیاتے کہ وہ اسباب کا مقابلہ تم سے کروین اب رسائی کے انجن آلات وغیرہ بھی سپرد
کر لئے جائیں فقط ۹ صفر المظفر ۱۳۵۵ ہجری مقدس روز شنبہ

شرعہ ستخط مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

فراین شاہی میں جتنے جنگے اور کوٹھیاں تھیں اون سب کو اپنے علاقہ
میں حسب ہدایت سرکاری لے لیا اور ان امکانہ کی حفاظت اور نگرانی اور فرش فروش
اور فرنیچر وغیرہ جملہ سامان کی آراستگی اور درستی اور انتظام کے واسطے ہشیار تجربہ کار
داروغے مقرر کئے اور خود ذات سے ہی اپنے اونچی نگرانی کی بدل کوشش کی اور
اپنے عثمان یار جنگ اپنے بڑے فرزند کو خاص طور پر مقرر کیا کہ وہ ہمیشہ ان عمارات
شاہی کا دورہ کرتے رہیں۔

فلک نما کاسل جو بہترین عمارات شاہی میں سے ہے اسکا کل فرنیچر اور آرائشی
سامان انگریزی مذاق کے موافق ہے اس لئے اس پالس کی نگرانی کے واسطے آغاز
اتهام سے ایک یورپین نگران کار اپنے مقرر کیا اور غنیمت حضور پر نور
ویژہ سوریہ مامانہ اوسکی ننخواہ مقرر کی وہ یورپین نگران کار ہمیشہ فلک نما پالس میں ہا کرنا

مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی ابتدائی علمی

اور فوجی تعلیم اور اسکے متعلق مختصر واقعات

میرے بڑے فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ جب سن تین کو پہنچے

اور انکی معمولی تعلیم بلبدہ میں جہاننگاہ ضروری تھی اوس سے اونہون نے کامیابی حاصل کی تو میں نے انکو محکمۃ العجری مطابق سنہ ۱۸۹۵ء عیسوی میں بجائی کے سنر لولیس کالج میں بغرض ترقی تعلیم علمی پہنچا جب وہ اوس کالج سے تعلیم پا کر بلبدہ میں آئے تو یہیے انکی فوجی تعلیم کی طرف توجہ کی اور پیشگاہ اقدس اعلیٰ حضرت حضور پر نور میں عرض کیا کہ اگر انکی ابتدائی فوجی تعلیم برٹش رجمنٹ میں ہوگی تو نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوگا اوس زمانہ میں جنرل سر رچرڈ اسٹوارٹ صاحب سکندر آباد کی فوج کے کمانڈنگ افسر تھے اونہون نے کمانڈر انچیف صاحب سے اجازت حاصل کر کے عثمان یار جنگ کو ٹینیونٹی فیسٹ ہونار میں فوجی تعلیم کے واسطے سال ۱۳۱۲ھ عجری مطابق سنہ ۱۸۹۵ء عیسوی میں شریک کیا عثمان یار جنگ تین سال تک بلارم میں برٹش رجمنٹ کے ساتھ قیام پذیر رہے اور فوجی تعلیم کے زمانہ تک مثل دوسرے فوجی افسروں کے افسر کو اسٹری میں رہا کرتے تھے اور مس ہوس میں کھانا کھاتے تھے اس رجمنٹ کے کمانڈنگ کرنل مارٹن صاحب اور ب برٹش افسروں نے عثمان یار جنگ کو جب فوجی کام سیکھنے میں بدل سرگرم پایا تو نہایت مہربانی سے وہ سب انکی تعلیم کی طرف مشوجہ ہوئے۔

اول سال میں اونہون نے ریڈنگ اسکول اور ٹرپ ڈرل میں کامیابی پائی دو سال اسکواڈرن ڈرل اور جٹل ڈرل میں مشغول رہے تیسرے سال کپٹن فال صاحب نے عثمان یار جنگ کو اپنے ہمراہ کیا سپ میں لیجا کر گائٹس انس اور اوٹ پوسٹ ڈیوٹی کی تعلیم دی۔

۱۸۹۵ء عیسوی کے آخرین جب ٹینوٹی فٹ نہار نے سکندر آباد سے مصر کی طرف کوچ کیا تو اس وقت عثمان یار جنگ ٹینوٹی فٹ نہار سے رخصت ہو کر میری پاس بلدہ میں آئے۔ میں نے انکو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں پیش کر کے عرض کیا کہ حضور پر نور اپنے فدوی زادہ کو فوجی خدمت سے سرفراز فرمائے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بمرحہ خسروانہ عثمان یار جنگ کو ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ مطابق ۲۰ ماہ نومبر ۱۸۹۶ء عیسوی میں گولکنڈہ برگیدہ میں کپٹانی کی ریانک عطا فرمائی اور گولکنڈہ لائسنری کمانڈ پر مقرر کیا عثمان یار جنگ نے اپنی فوجی خدمت کو نہایت شوق دلی اور مستعدی سے انجام دینا شروع کیا جسے جہان شک ممکن تھا میں نے ان کو فوجی تعلیم دینے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔

جملہ ملیٹری آئین و قوانین کے سوا سواری نیزہ بازی چوگان بازی وغیرہ میں بھی عثمان یار جنگ نے کامل درجہ مہارت حاصل کی۔

سکندر آباد کی فوج میں پیر چیس ایک مشہور اسپورٹ ہے جو برسات کے موسم میں ہوتی ہے جب وہ موسم آتا ہے تو ہر ایک رجمنٹ میں ایک بار پیر چیس کی دعوت دی جاتی ہے اور فوجی لوگ ایسے میدان میں جو ان کے رجمنٹ کی لین سر قریب ہوتا ہے پانچ چہرہ میل تک باڑیں لگاتے ہیں اور نالیان کہہ دیتے ہیں اور وقت مقررہ پر تمام فوجی افسر جو اس اسپورٹ کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہیں اپنی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس جگہ جمع ہوتے ہیں اور باہم گھوڑے دوڑا کر باڑیں کداتے

جاتے ہیں اور جو جگہ اس اسپورٹس کے اختتام کے لئے معین ہوتی ہے وہاں پر ایک نالی پندرہ بیس فٹ چوڑی پہلے سے کھدی ہوئی تیار رہتی ہے اور اوسمین پانی بہا رہتا ہے اوس نالی کے پاس سب تماشائی اور خٹکین کھڑے رہتے ہیں جب وہ فوجی افسر پانچ چہرہ میل گھوڑے دوڑا کے جہاں جہاں باڑیں ہوتی ہیں اونپر سے اپنے اپنے گھوڑے کد اکراتے ہیں تو اوس پانی بہری نالی پر سے اپنے گھوڑے کداتے ہیں جسوقت فوجی افسر کل میدان اور باڑوں کو کد اکرنالی کے قریب پہنچتے ہیں تو ہر ایک افسر آپس میں یہی کوشش کرتا ہے کہ سب سے پہلے میں اپنے گھوڑے کو اوس نالی سے پار کروں جس کی چوڑائی پندرہ بیس فٹ کے ہوتی ہے۔

اوسوقت ہر ایک سوار نہایت تیزی سے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہے جس سوار کا گھوڑا پہلے اوس نالی پر سے کود جاتا ہے تو اس شرط میں وہی بقت لیجاتا ہے عثمان یا خنگ کے فوجی خدمت پر مقرر ہونے سے قبل ۱۸۹۳ء عیسوی میں مینے ملک پیٹریس کوہن مین پیپر چیس مقرر کی اور بلارم اور سکندر آباد کے شوقین افسروں کو اوسمین دعوت دی۔ بلارم اور سکندر آباد کے ستائیس افسر اوس روز ملک پیٹریس میں جمع ہوئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بھی اپنے قدم مہمنت لزوم سے اوس میدان کو شرف اندوز فرمایا۔

مدارالمہام صاحب سرکار عالی اور رزٹنٹ صاحب اور اکثر فوجی افسر اور بلدہ کے امرا اور اغوا اوس موقع پر تماشادیکھنے کے لئے جمع ہوئے ساڑھے چار بجے سب شوقین افسر جو اس اسپورٹ میں شریک تھے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے

پیپہ چیس کا کورس ملک پیٹیہ کی شرط گاہ سے شمال کی جانب راجہ مرلی منوہر کے باغ اور آسمان گڑھ سے گردش دیکر ملک پیٹیہ ہی کی شرط گاہ کے سامنے لایا گیا تھا اور وائس چیمپ پانی کا نالہ اٹھارہ فٹ شرط گاہ کے سامنے بنایا گیا تھا اور اوسى جگہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور اور سب امرا اور اعیان اور فوجی افسر تماشادیکھنے کے لئے کھڑے تھے۔

جب وقت سب گھوڑے دوڑانے والے افسر دور سے نظر آنے لگے اور سوقت کل تماشائیوں کی نگاہیں اونکی طرف تھیں اور دیکھ رہے تھے کہ کسکا گھوڑا پہلے پہونچتا ہے اور وائس چیمپ سے اول کون سوار اپنا گھوڑا کداتا ہے۔

اتفاق سے عثمان یار جنگ نے نہایت چستی کی اور اپنے گھوڑے کو اتنا تیز کیا کہ سب افسروں سے پہلے وائس چیمپ پر وہ آ پہونچے اور اونکا گھوڑا موسم ہاؤسٹر سب گھوڑوں سے اول پانی کا نالہ کو دگیا۔ عثمان یار جنگ کا گھوڑا سب سے اول پہونچتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے براہ قدر دانی اور عزت افزائی اظہار سرت کے لئے کلاپ فرمایا۔ اور

ہمسفر امرا اور اعیان بلکہ اور دیگر تماشائی وہاں جمع تھے سب نے جوش دلی اور نہایت مسرت سے تالیان بجائیں پیپہ چیس کے بعد جرنیل سر جیڈ اسٹوارٹ نے مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ یرٹش آرمی میں ایسے بہت کم افسر ہونگے جنہوں نے سولہ برس کے سن میں اتنے تجربہ کار افسروں کے مقابلہ میں پیپہ چیس میں کامیابی حاصل کی ہوگی جرنیل صاحب مجھ سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمانجاہ بہادر تشریف لائے اور اونہوں نے نہایت مسرت کے ساتھ عثمان یار جنگ کی اس کامیابی کی مجھے مبارکباد دی

جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اون سے کہا کہ آپ کے فرزند کی کامیابی کا اس شرط میں یہ دوسرا وقت ہے اس سے پہلے ہی عثمان یار جنگ قدیم تجربہ کار افسروں کے مقابلہ میں گوی سقت لے گئے ہن آسمانجاہ بہادر نے جنرل اسٹوارٹ سے پوچھا کہ اس سے پہلے جو عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی ہے اوسکی مطلق کیفیت ہماری سماعت میں نہیں آئی وہ کیفیت آپ بیان کریں ہم یہی اوشکے سننے کے مشتاق ہن جنرل اسٹوارٹ صاحب نے مجھے پوچھا کہ آپ نے دارالمہام صاحب سے ہی اپنے فرزند کے شرط جیتنے کا احوال بیان نہیں کیا آپ سب کیفیت سر آسمانجاہ بہادر کے سامنے بیان کیجئے تب میں نے آسمانجاہ بہادر سے کہا کہ سال گذشتہ مسٹر ہیوگاف اسٹریلیا سے دو یا بولاے تھے ایک مشکلی یا بوا شٹارٹنگ نامی نہایت عمدہ تھا مسٹر ہیوگاف نے اوس یا بوا کو شرطی تعلیم دی اور سکندر آباد کی شرطوں میں اوسے شریک کیا گذشتہ ماہ نومبر میں جب سکندر آباد میں شرطین ہوئیں تو اون شرطوں میں ایک باڑ کی شرط دو میل کے فاصلہ کی تھی جس میں سات جگہ باڑین قائم کی گئی تھیں ایک باڑ چار فٹ بلند تھی۔ اور اوسکے سامنے تین فٹ چوڑی ایک زالی تھی اور زالی کے کنارہ پر بلیہر کی طرف ایک موٹی لکڑی آڑی لگائی گئی تھی اور یہ شرط تھی کہ گھوڑا اوس آڑی لکڑی اور زالی اور اونچی دیوار کو وقت واحد میں کودے اور اسکے سوا ایک بڑا نالہ اور چند اونچی اونچی دیواریں اور باڑیں تھیں چونکہ مسٹر ہیوگاف صاحب کا یا بوا کم عمر تھا اسلئے اوسپر کم وزن دیا گیا تھا۔

مسٹر ہیوگاف ایک روز میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ عثمان یار جنگ کو متعدد بار میں نے سواری کرتے دیکھا ہے اونکی نشست نہایت عمدہ ہے اور اونکی سواری شہسوارانہ ہے اگر عثمان یار جنگ سکندر آباد کی باڑوں کی شرط میں میرے یا بو اسٹارلنگ یر سواری ہوں تو مجھے امید ہے کہ میرا یا بو ضرور وہ شرط جیتے گا میں نے اون سے کہا کہ اگر عثمان یار جنگ رضا مند ہیں تو میں خوشی سے اونکو اجازت دیتا ہوں کہ وہ آپکے یا بو پر اس شرط میں سواری ہوں اونہوں نے کہا میں عثمان یار جنگ سے پوچھ چکا ہوں وہ نہایت خوشی سے میرے یا بو پر سواری ہونے کو آمادہ ہیں اس گفتگو کے بعد مسٹر ہیوگاف نے اس شرط میں عثمان یار جنگ کا نام لکھا دیا۔

دوسرے روز میرے ایک دوست کپٹن درنلڈ نے مجھے پوچھا کہ آپ عثمان یار جنگ کو سکندر آباد اسپٹل جیس میں مسٹر ہیوگاف کے یا بو پر سواری ہونے کے لئے اجازت دی ہے۔ میں نے کہا ہاں مسٹر ہیوگاف نے مجھے درخواست کی تھی۔ اونہوں نے کہا کہ آپکو اس شرط کی باڑوں کا یہی کچھ حال معلوم ہے اوس میں اتنی اونچی اور خوفناک باڑیں ہیں کہ اکثر تجربہ کار قدیم شہسوار افسر اس شرط میں شریک ہونے کے لئے پس و پیش کر رہے ہیں اس گفتگو کے سننے کے بعد میں اوسی روز شام کے قریب سکندر آباد ریس کورس پر گیا اور وہاں پہونچ کر باڑوں کو دیکھا تو دراصل باڑیں بہت اونچی اور مضبوط بنائی گئی تھیں کہ اگر گھوڑے کا پاؤں ذرہ ہی باڑ کو لگتا تو گھوڑے کو گرنے کا یقینی موقع تھا اور ہر ایک مقام خوف و خطر سے خالی نہ تھا چونکہ میں مسٹر ہیوگاف سے

کو زبان دے چکا تھا اس لئے میں نے خداوند عالم کے فضل و کرم پر تکیہ کیا اور دوسرے روز عثمان یار جنگ کو میں اپنے ساتھ شرط گاہ کو لے گیا۔

اوس اسپیل جیس میں سات یا یو شریک تھے اور سات سوار خمین چہ یورین قدیم تجربہ کار افسر تھے جنکو اکثر ایسی شرطوں میں شریک ہونے اور گھوڑ دوڑ کی تہا درجہ مشق اور عادت تھی جیسے کیپٹن ڈیمانٹ مورلنسی۔ کیپٹن کیا کیپٹن مارٹین ہین اور ساتوین عثمان یار جنگ تھے جو کم سن پندرہ سالہ لڑکے تھے جتنے لوگ وہاں موجود تھے ایسے مہلکہ میں اس کم سن لڑکے کے شریک ہونے سے افسوس کرتے تھے اور عثمان یار جنگ کی جرات اور مستقل فراہمی سے کمال تعجب کرتے تھے اور اسکے ساتھ بعض یہ بھی اعتراض کرتے تھے کہ اس کم سن لڑکے کے باپ نے ایسی نازک شرط میں شریک ہونے کے لئے کیونکر اجازت دی بہر حال جب شرط کے گھوڑے چھوٹے تو مجھے نہ باگیا میں بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے فرزند کی سلامتی کی دعا خداوند عالم ہی مانگتا ہوا شرط کے چکر کے اندر اندر گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا جسوقت سب گھوڑے اول باڑ پر پہنچے تو ایک گھوڑا اوس باڑ پر گرا اور دوسری اور تیسری باڑ پر سے سب گھوڑے کود گئے جب اوس باڑ پر پہنچے جسکے سامنے ایک مالی اور آڑی لکڑی لگی ہوئی تھی اس نئی چیز کو دیکھ کر سب گھوڑے چمکے اور دو گھوڑے جو عثمان یار جنگ کے آگے تھے وہ ذرہ رُکے مگر عثمان یار جنگ اپنے یا بکو اتنا سیدھا لے گئے کہ وہ اوس باڑ پر سے صاف کود گیا اور اون کے بعد جن سواروں کے یا بکو دے اونہیں سے

تین یا بواںس باڑ پر گزرے اب کل تین سوار باقی رہ گئے ایک عثمان یار جنگ دوسرے
 کپٹن مارس تیسرے ہزار کے ایک افسر یہ تینوں سوار تہایت تیزی سے بڑھے اور
 بڑے نالہ کے قریب پہنچے یکایک سینے دیکھا کہ دو سواروں کے یا بواںس نالہ میں
 گرے اور فقط ایک سوار منٹکی یا بواںس نالہ سے پار ہوا وہ سوار میرا بیٹا عثمان یا جنگ تھا۔
 باڑین کداتے وقت چھے افسر کے بعد دیگرے یا بواںس پر سے گرے اور فقط یہ کم
 سن لڑکا سب باڑین کدا کر صحیح و سالم شرط جیتنے کے مقام پر پہنچ گیا۔

عثمان یار جنگ نے سلامتی کے ساتھ جو شرط جیتی سینے خداوند عالم کی بارگاہِ غت
 میں اوسکا شکر ادا کیا اور اوسکے پاس جا کر سینے اوسکو گھوڑے پر سے اتارا اوسوقت
 جتنے یورپین اور نیٹو میرے دوست وہاں جمع تھے میرے پاس آئے اور سب نے
 مجھے مبارکباد دی۔

جرنیل پراٹر و صاحب نے فرط محبت سے عثمان یار جنگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا
 کہ یہ تمہارا ہونہار لڑکا تمہارے خاندان کا نام کرے گا اور میرے پاس اگر مجھے
 آہستہ طور پر یون کہا کہ دیکھا گیا کہ اس لڑکے کے مزاج میں چند خوبیاں جمع ہیں جو
 بڑے بزرگ منشی کی دلیل ہیں ارادہ اور غمِ جزم اور استقلال مزاج اور تہوراسنے
 اس شرط میں ترکیب ہونے کے لئے ارادہ کیا وہ کتنا بڑا ارادہ تھا جب باڑوں کے
 دشوار گزار موقعون کو دیکھا تو ممکن تھا کہ اپنے ارادہ سے باز رہتا لیکن غمِ جزم نے اویں
 ارادہ کے پورا کرنے پر اسکو ثابت قدم رکھا مستقل مزاجی اس ور جہ ہے کہ گھڑ دوڑ کے

آغاز سے انتہا تک اسکی طبیعت میں جھپک پیدا نہیں ہوئی اور ہر باڑ کے کداتے وقت جس استقلال سے کام کرنا چاہیے تھا اوسکو بچھوڑا تھور کی حالت یہ دیکھی گئی کہ جسوقت باڑوں کے پاس ولیر افسر گرے اگر بڑی باڑ کے پاس پیوٹچکراؤنکی حالت کا اندیشہ کرتا اور اپنے یا بوکوروک کے اوسکو فصور مند ٹھیراتا کہ آگے نہ بڑھا اور باڑ کو دلاشکھا تو یہ امر ممکن تھا لیکن جرات اور شجاعت سے بڑھ کر اپنی تھور کا درجہ دکھلایا اور نہایت چستی و دلیری سے گھوڑے کو اچھی حالت میں رکھے ہوئے سب باڑوں کے پار ہو گیا جرنیل صاحب مجھے یہ باتیں کر رہے تھے کہ میری دوست ایک میم صاحبہ مس کین میرے پاس آئیں اور مجھے ہاتھ ملا کر کہا کہ نہایت ارمان سے کہتی ہوں کہ کاش اللہ تعالیٰ ایسا فرزند مجھے دیتا اور آجکے دن میں اوسکی مان ہوتی آپ میری طرف سے اس لڑکے کی والدہ کو بہت بہت مبارکباد دیں اور ان سے میری طرف سے آپ کہیں کہ آپ بڑی خوش نصیب بی بی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی ہونہار اولاد عطا فرمائی۔ آسمانجاہ بہادر نے یہ کیفیت سنکر نہایت مسرت کیسا تہ مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ مجھے آپکے اس فرزند کے ساتھ نہایت محبت ہے امید ہے کہ یہ آئندہ آپکے خاندان کے فخر کا باعث ہوگا۔

سکندر آباد کے پیر حبیبون میں عثمان یار جنگ اکثر شریک ہوئے اور اکثر بار انہیں کے ہاتھ میدان رہا اور سب سواروں سے اونکا گھوڑا آگے بڑھ گیا ان شرطوں کے چند روز بعد فوجی افسروں کی رائے سے تیندوے کا پہالہ سے نیکار کرنا قرار پایا

اور ایک تیندوا پکڑ کر منگایا گیا جب شکار کا وقت آیا تو اوسکا پنجرہ میدان میں رکھایا گیا
 بلازم اور سکندر آباد کے شکار دوست افسر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آمادہ شکار
 ہوئے اور تیندوے کے پنجرہ کا دروازہ کھولا گیا تیندو اپنے پنجرے میں سے گلکڑا لونگی
 طرف چلا سب افسروں نے اوسکے پیچھے گھوڑے ڈالے اور اوسکا تعاقب کیا۔

عثمان یا جنگ اوس روز ایک سبزہ یا بوبصرہ نامی پر سوار تھے عثمان یا جنگ نے
 نہایت مستعدی اور دلیری سے اپنے یا بوب کو تیز کیا اور تیندوے کے قریب چشم زدن
 میں پہونچ کر اول بہالہ اوسکے مارا عثمان یا جنگ کے بہالہ کے بعد دوسرے افسروں نے
 قریب جا کر اوسپر بہالہ کے وار کئے تیندوے کے شکار میں پھلا بہالہ مارنا سخت
 دشوار کام ہے اسلئے کہ تیندو بڑا شیرید اور چست و چالاک و زندہ ہے چھوٹے
 وقت وہ نہایت دلیر اور غضبناک ہوتا ہے جب گھوڑا اوسکے نزدیک پہونچتا ہے
 تو وہ جست کر کے سوار اور گھوڑے دونوں پر حملہ کرتا ہے اور دونوں میں سے ایک
 کو اگر اوسوقت احتیاط نہ کی جائے ضرور زخمی کرتا ہے زخمی ہونے کے بعد البتہ اوسکی
 تیزی اتنی نہیں رہتی جتنی کہ چھوٹے وقت ہوتی ہے۔

عثمان یا جنگ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ہمراہ سعادۂ شکار میں جانے
 کا اکثر اتفاق ہوا ہے جب کہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے
 شکار کے واسطے اضلاع میں رونق افزا ہوتی ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور عثمان
 یا جنگ کو ہمراہ اقدس لیجاتے ہیں اوفکوفیل خاصہ پر سوار رہ کر شکار کے چان کے

پیچھے کھڑا رہنے کے لئے اس واسطے حکم ہوتا ہے کہ اگر شیر حضرت کی گولی سے زخمی ہو کر نکل جائے تو عثمان یار جنگ اس کو اپنی گولی سے مار دین اکثر اوقات ایسے ارشاد کی تعمیل میں عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی ہے اور اعلیٰ حضرت حضور پر پور کے زخمی کئے ہوئے شیر کو عثمان یار جنگ مار کے سرکار کی پیشی میں لائے ہیں۔

عثمان یار جنگ کی خدمت گزاری سے انتظام شکار اور انتظام سواری مبارک میں مجھے بہت بڑی کمک کا موقع ملتا ہے اکثر انتظامی ابواب سواری مبارک اور شکار کے سفر اور حضر میں اون کے سپرد کرتا ہوں اور وہ میرے حسب منشاء کام انجام دیتے ہیں۔

۱۹۰۵ء عیسوی میں جو وقت سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے نرسم پیٹ میں رونق افزا ہوئی اس وقت میرا خراج نادورست تھا عثمان یار جنگ نے شکار کا کل انتظام نہایت حسن و خوبی سے کیا ایک مہینہ میں روز تک سواری مبارک نرسم پیٹ میں رونق افزا رہی جب موسم برسات کا آغاز ہوا تو سواری مبارک بلوہ کی طرف مراجعت فرما ہوئی سب سے پہلے محلات شاہی کے لئے انتظام کیا گیا کہ کل بیگمات سرکاری گاڑھیوں میں سوار ہو کے ہنکنڈہ کے اسٹیشن پر پہنچ جائیں گاڑھیوں میں گھوڑے لگائے گئے اور شاہی محلات کی بیگمات اون میں سوار ہو کے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئیں۔

عثمان یار جنگ سرکاری گاڑھیوں اور اسکاٹ کو روانہ کر کے خود گھوڑے پر

سوار ہوئے اور گاڑھیوں کے ساتھ ہوئے۔

نرسم پیٹھ کی آبادی سے گزرتے ہی جس گاڑھی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی صاحبزادی صاحبہ قبلہ تشریف فرما تھیں، اس گاڑھی کے گھوڑے کی باگ بکسودہ میں اٹک گئی گھوڑے کو چبان کے قابو سے باہر ہو گئے اور انہوں نے سیدھا راستہ چھوڑ کر جنگل کی راہ لی کو چبان نے ہر چند کوشش کی مگر گھوڑوں کے روکنے میں اوسکو کچھ کامیابی نہ ہوئی عثمان یار جنگ اوسوقت قریب تھے اوہوں نے دیکھا کہ گھوڑے گاڑھی کو لیکر تیز بہاگ رہے ہیں اور دونوں سائیس بھی گاڑھی پر سے گر گئے ہیں اور قریب ہے کہ گھوڑے گاڑھی کو لیکر ایک نالہ میں گرین عثمان یار جنگ یہ حالت دیکھتے ہی فوراً اپنے گھوڑے کو تیز دوڑا کہ گاڑھی کے گھوڑوں کی برابر آ پہنچے اور گاڑھی کے بائیں طرف کے گھوڑے کی باگ اپنے دھننے ہاتھ سے پکڑ کے اوسکو روکنا چاہا لیکن گھوڑے استقدر تیز بہاگ رہے تھے کہ ایک ہاتھ سے وہ رک نہ سکے جب اس کشاکش سے عثمان یار جنگ نے سمجھا کہ گھوڑوں کا رکنا ناممکن ہے تو اوہوں نے اپنی سواری کے گھوڑے کو گاڑھی کے گھوڑے سے آنا ملایا کہ اپنے گھوڑے پر سے جبت کر کے گاڑھی کے بائیں جانب کے گھوڑے کی پشت پر جا بیٹھے اور گھوڑے کی گردن سے لپٹ کے اپنے ہاتھ اتنے بڑھائے کہ اونکی باگین ہاتھوں میں آ گئیں اور اونکو فوراً روک لیا۔ جو لوگ کہ یہ سب احوال دیکھ رہے تھے اور اسکا رٹ افسر جو پیچھے پیچھے

اپنا گھوڑا دوڑا رہے تھے اور گاڑی کے قریب آ پہنچے تھے اونکا یہ بیان تھا کہ عثمان یار جنگ کا گھوڑا گاڑی کے گھوڑوں سے اتنا مل گیا تھا کہ گاڑی کے دونوں گھوڑے اور تیسرا اونکا گھوڑا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک گاڑی میں تین گھوڑے لگے ہوئے ہیں اور تینوں ایکدم بہاگ رہے ہیں اور روکنے کی کوشش میں عثمان یار جنگ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کچھ حصہ اون کے جسم کا اون کے گھوڑے پر ہے اور باقی سب جسم گاڑی کے گھوڑے پر ہے جتنی گاڑی نالہ کے قریب پہنچتی جاتی تھی۔ اوسقدر عثمان یار جنگ کی کوشش اوسکے روکنے میں بڑھتی جاتی تھی اور اونکی اوسوقت کی دلیری سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اگر گاڑی کے روکنے میں اونکی جان بھی جاتی رہے تو وہ اوس سے دریغ نہ کریں اور حسب طور پر ممکن ہو گاڑی کو روکین غرض اس کوشش میں عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی اور نالی کا خطرناک موقع بیکر چار پانچ قدم کے فاصلہ پر رہا تھا اونہوں نے گاڑی روک لی۔ وہ نالہ تقریباً آٹھ فٹ عمیق تھا ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا اقبال تھا کہ ایسے خطرناک موقع سے زمانی محلات کی گاڑی کو کچھ صدمہ نہ پہونچا ورنہ نالہ میں گاڑی کے گرہنے سے بیگمات کا کیا احوال ہوتا۔

گاڑی کے رکتے ہی دوسرے لوگ بھی دوڑے اور گاڑی کے اطراف میں جمع ہو گئے پھر گھوڑوں کی دوسری جوڑی بد لکر گاڑی میں لگائی گئی اور گاڑی اسٹیشن کو روانہ ہو کر خیر و سلامتی سے پہونچی۔

گاڑھی مین صاحبزادی صاحبہ قبلہ اور بعض بیگیاں شاہی سوار تھیں اونہوں نے سب ماجرا گاڑھی کے گھوڑوں کے بے تحاشا بہاگنے اور کوچبان کے اختیاری سے باہر ہو جانے اور عثمان یار جنگ کی اوسوقت کی مردانہ کوشش اور اپنی جان کی پروا نہ کرنے اور اونکو عین مہلکہ پر روکنے کا پیشگاہ اقدس اعلیٰ حضرت حضور پر نور مین بیان کیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے یہ سب واقعات سماعت فرمانے کے بعد اوسی وقت ایک سرفراز نامہ مجھے تحریر فرمایا اور نہایت عمدہ قیمتی ایک جیبی گھڑی طلانی جبین آٹھ روز کے بعد کبھی دیجانی ہے مع ایک طلانی توڑے کے عثمان یار جنگ کو عنایت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا وہ عنایت نامہ کمال شہانہ قدروانی اور ملوکانہ عزت افزائی سے مملو تھا میں نے اوسکو سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا غرض بلکہ میں پہونچنے کے بعد وہ عنایت نامہ اوس گھڑی کے ساتھ ہار نیگٹن گھڑیاں ساز لندن کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ حضور پر نور کے اوس عنایت نامہ کے الفاظ گوہر بار کو گھڑی کی اندرونی دونوں طرفوں مین مینا کار حروف سے کندہ کر دے چند ماہ مین وہ گھڑی تیار ہو کر لندن سے میرے پاس آگئی فی الحقیقت وہ گھڑی عثمان یار جنگ کی اس نمایان خدمت کی یادگار اور وہ عنایت نامہ اقدس و اعلیٰ ہمیشہ کے لئے میرے کل خاندان کے فخر و بہاوت کا کامل ذریعہ ہو گا۔

عثمان یار جنگ کی شادی کتخانی کی مختصر کیفیت

۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۷ء عیسوی میں میری بڑے
فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی شادی کتخانی سردار ولیر جنگ لیہر ملک
کی بڑی لڑکی سے ہوئی۔ اس مبارک تقریب میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایسی
شاہانہ عنایت اور خسروانہ عزت افزائی فرمائی کہ ہمارے سارے خاندان کی ہسٹری
میں ہمیشہ کے لئے باعث افتخار و مباهات سمجھی جائے گی۔

چونکہ سردار ولیر ملک کا مکان سکندر آباد میں واقع ہے اس سببے بازگشت کے
روز مغرب کے بعد دولہ اور دلہن سکندر آباد سے سیف آباد تک روشنی میں آئے۔
روشنی کا پہلے سے اہتمام کیا گیا تھا دولہ کے مکان راحت منزل واقع سیف آباد
سے سکندر آباد تک تالاب کے بند کی دونوں طرف اور راستوں پر ٹٹیان بانہی گئی
تہیں ان ٹٹیسوں اور شعلوں اور بیچ شاخوں کی روشنی کے علاوہ تخت روان کی روشنی
کا نہایت خوبی سے انتظام کیا گیا تھا سکندر آباد سے رخصت ہو کر دولہ اور دلہن رات
کے آٹھ بجے راحت منزل کے قریب پہنچے کل براتی اور جلوس دولہ اور دلہن
کے جلو میں تھا۔

اوسوقت ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور چوکر ٹے میں سوار اسکاٹ شاہی
کے ساتھ سیف آباد کے شاہی مکان کے سامنے تشریف لائے اور نبواز شہنشاہانہ

وسر فرازی عثمان یار جنگ کی برات کا ملاحظہ فرمایا جتنا جلوس اور روشنی تھی وہ سب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی نگاہ مبارک کے سامنے سے گزری اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور سیف آباد پالس میں تشریف لے گئے۔

میں اس وقت عثمان یار جنگ کو برات میں سے ہمراہ لیکر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بطرح بندگانِ تعالیٰ نے اس مبارک تقریب میں رونق افزائی فرمائی ہے اس طرح غریب خانہ میں تشریف فرما ہو کے دلہن کی نذرین ہم سب کی یہہ دلی آرزو ہے کہ جیب دلہن دولہ کے گہرین اوترے تو سب سے پہلے اپنے مالک اپنے خداوند نعمت حضور پر نور کے پیشگاہ میں نذر دے حضور پر نور کی یہہ خاص عزت افزائی اور سر فرازی ہمارے خاندان میں ہمیشہ کے لئے یادگار اور موجب افتخار ہوگی حضور پر نور نے میری اس عرض کو شرف قبول بخشا اور بکمال عزت افزائی راحت منزل میں تشریف لائے اور زمانہ مکان میں رونق افزا ہوئے یہی دلہن کو میانہ سے اوتار کے مکان میں نہیں لائے تھے کہ حضور پر نور زمانہ مکان میں داخل ہو گئے۔

میری الہخانہ نے سب سے پہلے حضور پر نور کے پیشگاہ میں نذر پیش کش کر کے عرض کیا کہ حضور پر نور مسند پر تشریف رکھیں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ مسند پر دلہن کو بٹھلاؤ میری الہخانہ نے مکرر عرض کی کہ مسند پر سرکار ہی رونق افزا ہوں اور دلہن کی نذر لین حضور پر نور نے شاہانہ نوازش سے میری

الہ خانہ کی اس عرض کو پذیرا فرمایا اور مسند پر رونق افرا ہوئے اور دہلی کی نذر لی
پھر دہلی کی نذر لی اوسکے بعد میرے تمام گہروا لون کی نذرین لین نذرین لینے کے
بعد تھوڑی دیر تک رونق بخش غریب خانہ رہے پھر برخواست فرما کے دیوڑھی
مبارک کو تشریف لگئے۔

سی۔ آئی۔ بی کا خطاب

۱۸۹۷ء عیسوی میں ہنر مجسٹی کوئین امپرس مرحومہ کی جوہلی کی تقریب لندن میں
بڑی دھوم دھام سے ہوئی اوس شاہانہ جلسہ میں جیسے یورپ کے روسا اور امرا کو
شرکت کیواسطے دعوت دی گئی تھی ہندوستان کے معزز اور نامور افسروں کو بھی
اوس شاہانہ جلسہ میں مدعو کیا تھا۔

ہنر مجسٹی وی کوئین امپرس نے اس تقریب میں مجھے خطاب سی۔ آئی۔ بی۔
کیپائین آف دی انڈین امپائر مرحمت فرمایا۔

۲۰ محرم ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۲۲ ماہ جون ۱۸۹۷ء عیسوی کو ڈیوڑھی مبارک
میں انگریزی و ربار ہوا ملک معظمہ نے لندن سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک
میں ایک خریطہ مع ایک تمغہ کے پہنچا تھا زریڈنٹ صاحب نے وہ خریطہ اور تمغہ اعلیٰ حضرت
حضور پر نور کی خدمت عالی میں پیش کیا اسکے بعد دربار برخواست ہوا اور بارے
رخصت ہونے کے بعد زریڈنٹ صاحب اور افسران سکندر آباد نے مجھے

سی۔ آئی۔ بی کے تنقہ کی مبارکباد دی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا سفر کلکتہ

ہنر اکسلنسی لارڈ کمرزن ویسراے گورنر جنرل کشور ہند جبکہ سال گزشتہ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی میں ولایت سے ہندوستان میں تشریف لائے تو انہوں نے ایک اشتیاق نامہ بمقتضائے قدیمی تعلقات گورنمنٹ انڈیا اعلیٰ حضرت کی خدمت مبارک میں باین مضمون تحریر فرمایا کہ آئندہ موسم سرما میں حضور پر نور چند روز کے لئے کلکتہ میں تشریف لاکر مجھے ملاقات فرمائیں اور میرے مہمان ہوں تو مجھ کو نہایت سرت ہوگی چونکہ حضور پر نور لارڈ کمرزن کی خوش اخلاقی اور بزرگ منشی کا احوال پہلے سے سماعت فرما چکے تھے اس اشتیاق نامہ کے پہونچنے سے حضور پر نور کے دل میں ہی ویسراے کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت نے ہنر اکسلنسی ویسراے گورنر جنرل لارڈ کمرزن کی دعوت کو بحال خوشنودی خاطر قبول فرمایا۔ اور اشتیاق آمیز الفاظ سے جواب نامہ ادا کیا۔ سفر کلکتہ کے باب میں اعلیٰ حضرت قدرتشہ نے تمامی امور بذات خود سرٹریور پوڈن صاحب ریڈنٹ حیدرآباد سے طے فرمائے اور موافق رائے ویسراے بہادر کے تاریخ ۲۳ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی کلکتہ میں پہونچنے کے لئے مقرر کی گئی۔

جب اس مبارک سفر کا نامہ قریب آگیا تو سواری مبارک کی روانگی کے لئے

۱۵ ماہ شعبان مطابق ۱۹ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی مقرر ہوئی اور مجھے ارشاد اقدس ہوا کہ اس سفر کا جلد انتظام کیا جائے۔ حسب الحکم اقدس مینے چار اسپیشل ٹرینوں کے تیاری کا ٹرافک مینجر سے بندوبست کیا اور دو اسپیشل ٹرین مین گاڑی گھوڑے اور جملہ شاہی سامان روانہ کیا۔ عیسوی اسپیشل مین امرائے دولت اور چند مصاحبین روانہ ہوئے جو تہی اسپیشل مین حضور پر نور مع اسٹاف کے حیدرآباد سے کلکتہ کو روانہ ہوئے روانگی سے قبل حضور پر نور نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ جب قدر ممکن ہو سواری مبارک کے ہمراہ لوگ کم رہیں کیونکہ سابق مین جبوقت سواری اعلیٰ حضرت قدر قدرت کی ۱۸۸۳ء عیسوی کو لارڈ رین کے زمانہ مین کلکتہ مین رونق افرا ہوئی تھی تو اسوقت امرا و آغزہ اور تمامی ملازمان ہمراہی کی تعداد سات سو پچپن تھی اس حکم کی بنا پر ہر ایک کارخانہ کے ملازمین اور ہمراہیوں کی فہرست پیشگاہ اقدس مین پیش کر کے ان کے باب مین حکم حاصل کر لیا۔ اور ہر ایک علاقہ مین حسب الحکم اقدس اسکی اطلاع دیدی امرائے دولت اور مصاحبین مین سے حسب تفصیل ذیل تھے۔

نواب مدار المہام سر وقار الاحرار بہادر۔

نواب سر خورشید جہا بہادر۔

دادرا ملک بہادر۔

مولوی احمد حسین صاحب۔

نصیح الملک بہادر۔

لقمان الدولہ بہادر۔

اسد یار الدولہ بہادر۔

عثمان یار جنگ بہادر۔

ناصر نواز الدولہ بہادر۔

اقبال یار جنگ بہادر۔

افضل نواز جنگ بہادر۔

مسٹر اجر ٹن۔

عزیز یار الدولہ۔

۵ اشعبان المعظم ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۱۹ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی روز شنبہ
کو صبح کے ساڑھے سات بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت کی سواری مبارک سرورویلا
پالس سے حیدر آباد ریلوے اسٹیشن میں داخل ہوئی۔ تمام امرا و اغواء جاگیردار۔
منصبدار و عہدہ داران سرکاری جنرل ٹکڑ صاحب کمانڈنگ حیدر آباد سبڈرنی فورس
و افسران حیدر آباد کنٹنٹنٹ اسٹیشن پر حاضر تھے۔

برٹش انفنٹری لکشیئر جنٹ کا گارڈ آف آنر ایک سرجوان رینک انڈیل
مع کلرویٹڈ کے حیدر آباد اسٹیشن کے اندر اور حیدر آباد و انسیر کا گارڈ آف آنر
ریلوے اسٹیشن کے باہر کھڑا تھا حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کے دونوں
رجیمینٹیں اس کے دونوں طرف صف بستہ حاضر تھیں۔

اعلیٰ حضرت قدر قدرت گاڑی سے اوتار کر اسٹیشن میں رونق افزا ہوئے اور
 سب امرا و اعزہ کا سلام لیتے ہوئے جنرل ٹکڑ صاحب کو ہراؤ لیکر پش اشفقٹری کے
 گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا پھر منصرف ہوئے اسٹیشن نہ پڈنٹ و جنرل ٹکڑ صاحب کے
 رخصت ہو کر خاصہ کی سلون میں رونق بخش ہوئے۔ سب امرا و اعزہ و حاضرین آداب
 بجالائے۔ سرکاری اسپتال اسٹیشن سے جس وقت روانہ ہوئی ہر خاص و عام کی زبان سے
 یہ صدا بلند ہوئی۔

یہ سفر رفتنت مبارک باد

بہ سلامت روی و باز آئی

آٹھ بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت حضور پر نور و ام سلطنت کی اسپتال حیدر آباد
 روانہ ہو کر گلبرگ خریف میں دو بجے پہنچی۔ اس وقت صوبہ دار صاحب اور کل عہدہ داران
 ضلع اسٹیشن پر حاضر تھے۔ شب کو اعلیٰ حضرت نے اسپتال ٹرین ہی میں استراحت فرمائی
 دوسرے روز شب کے آٹھ بجے اسپتال روانہ ہوئی۔ اور ۲۳ دسمبر کی شام کو سواری
 مبارک کلکتہ میں داخل ہوئی ویسے بھادور کو واپس لگان اور انڈسکریٹری سے گارڈ آف آنر کے حاضر تھے
 سکریٹری ویسے کو ایڈیکانوں اور سکریٹری کے ملاقات فرمائی اور اسٹیشن کیلیں میں ہوا ہو کر قیام گاہ شاہی
 کی طرف عام ہو کر راستہ کی دونوں طرف تماشائیوں کا نہایت درجہ ہجوم تھا۔ اس موقع پر ہر شخص
 یہی چاہتا کہ ایک نظر و کن کے بادشاہ کا جمال جہان آرا دیکھے لیکن باز و عام کیوجہ
 پیچھے کے لوگ آگے نہیں آسکتے تھے ہر غرض اسٹیشن سے سواری مبارک روانہ ہوئی قیام گاہ

شاہی جو مکان موسوم بہ پالس کورٹ ہے اور اس کے متصل دوسرا مکان اسی احاطہ میں واقع ہے اور ویسراے گورنر جنرل کی طرف سے اعلیٰ حضرت کے قیام کے لئے پہلے سے وہ مقرر کیا گیا تھا سواری مبارک وہاں رونق افزا ہوئی جب سواری مبارک فرودگاہ شاہی میں داخل ہو گئی تو انڈرسکرٹری اور ویسراے کے دونوں ایڈیٹنگ اعلیٰ حضرت سے رحمت ہو کر واپس گئے۔ دوسرے روز یکشنبہ کو گیارہ بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت حضور پر نور دام سلطنت کی مزاج پرسی کے لئے ویسراے گورنر جنرل کشور ہند نے اپنے دو ایڈیٹنگ انک آرل آف سفٹ اور کپٹن ناکس کو بھیجا۔ اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے دربار ہال میں برآمد ہو کر ان سے ملاقات فرمائی دونوں ایڈیٹنگ ویسراے کی طرف سے حضور پر نور کے مزاج اقدس کا احوال دریافت کر کے رحمت ہوئے۔

۲۲ ماہ شعبان ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۲۶ ماہ دسمبر ۱۹۹۷ء عیسوی روز شنبہ کو ویسراے گورنر جنرل بہادر کے انڈرسکرٹری کپٹن وڈ اور ملیٹری سکرٹری کپٹن دی آنریبل بیرنگ اور ایڈیٹنگ کپٹن ناکس مع اسٹیٹ کیرج اور ویسراے کے پاؤنگارڈ کے جبکہ ایک بجنے میں ۵ منٹ باقی تھے فرودگاہ شاہی میں حاضر ہوئے۔

اعلیٰ حضرت قدر قدرت برآمد ہو کر مع ویٹیشن کے اسٹیٹ کیرج میں سوار ہو کر گورنمنٹ ہوس کی طرف رونق افزا ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس نہایت

حسن و خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا باڈی گارڈ کے جوان دربار ہال کے ستونوں کے پاس کھڑے ہوئے تھے جبکہ سرخ وریس سفید بیاک گروڈمین نہایت خوشنما معلوم ہوتا تھا سرکاری اسٹیٹ کیمریج گورنمنٹ ہوس کے سامنے کھڑی ہوئی۔ گارڈ آف آنرز فرسٹ لائی وی فارن سکریٹری اور وائیڈ یگانگ اعلیٰ حضرت کی پیشوائی کے لئے گاڑی تک آئے اور حضور پر نور کو بڑے دربار ہال میں لے گئے۔ ولیمسٹون گورنر جنرل بہادر مقام جلوں سے سب فرش تک جو تقریباً چالیس قدم ہو گا حضور پر نور کی پیشوائی کے واسطے تشریف لائے اور اپنے مہمان عزیز سے ہاتھ ملایا حضور پر نور نے اس موقع پر صاحبزادہ صفا کا ولیمسٹون سے انٹرویو کر لیا بعد ازاں ولیمسٹون اور اعلیٰ حضرت خاص اجلاس کی جگہ تشریف فرما ہوئے ولیمسٹون نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنے ذہنی بازو کی طرف بٹھلایا۔ بائیں طرف فارن سکریٹری اور انڈسٹری اور چند عہدہ داران علاقہ فارن ڈپارٹمنٹ اور ولیمسٹون کے ایڈیگانگ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے حضور پر نور کے بعد صاحبزادہ صاحب اور رزپڈنٹ صاحب حیدر آباد اور اون کے بعد امراء دولت اصفیہ اور مصاحبین اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے۔ ولیمسٹون گورنر جنرل بہادر وریس پاؤ گھنٹہ کے اعلیٰ حضرت سے گفتگو کرتے رہے۔

حضور پر نور اور ولیمسٹون بہادر کے درمیان صاحبزادہ صاحب کی تعلیم کی نسبت دیر تک گفتگو رہی۔ رخصت کے وقت ولیمسٹون بہادر نے کہا کہ شام کو شریٹون میں حضور سے پہر ملاقات ہوگی۔ ولیمسٹون بہادر سے حضور پر نور رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شرتون مین تشریف فرما ہونا

ساڑھے تین بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیرئج مین شرتون کے ملاحظہ کے لئے روانہ ہوئی۔ حضوری باڈیگارڈ کو یہ اول روز تھا کہ اپنے بادشاہ کے اسکارٹ کا فخر حاصل ہوا۔ کپٹن عثمان یار جنگ بہادر باڈیگارڈ کا ڈریس پہنے ہوئے رایل کیرئج کی دہنی طرف اور سب ٹنٹ شاہ منرا بیگ بائیں طرف گاڑی کے آگے دو جوان اوٹوالنس پارٹی کے ان کے بعد آٹھ جوان اور رایل کیرئج کے پیچھے آٹھ جوان ان کے پیچاس قدم پیچھے دو جوان ان کے بعد مصاحبین کی گاڑیاں تھیں غرض اس موقع پر شرتون کا تماشا تو برائے نام تھا تمام کلکتہ بادشاہ و کن کی سواری کا توڑک اور شاہانہ حشمت و شان دیکھنے کا دل سے مشتاق تھا۔ جعفر سے سواری مبارک گزرتی ہر ایک تماشائی دیکھ کر دل سے دعا دیتا تھا سرکاری گاڑی مین مرشدزادہ صاحب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی بائیں طرف تشریف فرما تھے سرکار نے مجھے اپنے سامنے گاڑی مین بیٹھنے کا اعزاز بخشا۔ سواری مبارک ساڑھے چار بجے ریس کورس پر پہنچی اعلیٰ حضرت گاڑی سے اوتر کے ریس اسٹانڈ کی طرف متوجہ ہوئے ریڈنٹ صاحب سرٹریوریلوڈن اعلیٰ حضرت کو گراڈ اسٹانڈ پر لے گئے ایک خاص مقام اعلیٰ حضرت اور اسٹاف کے لئے مقرر کیا گیا تھا جہاں اعلیٰ حضرت نے رونق افروز ہو کر شرتون دیکھیں

ولیسرے کپ کی شرط میں نو گھوڑے شریک تھے یہ شرط چری نامی گھوڑے نے جیتی اس شرط کے بعد حضور پر نور گراڈ اسٹاڈ سے گھوڑوں کا ملاحظہ فرمانے کے لئے نیچے تشریف لے گئے۔ ولیسرے اور لیڈی کزن کلکتہ کلب کے خیمہ میں چائے پی رہے تھے۔ سکریٹری کلب حضور پر نور کو کلب کے خیمہ میں لے گئے۔ ہراکسلنی لارڈ کزن نے اعلیٰ حضرت اور مرشدزادہ صاحب کو لیڈی کزن سے انٹرویو کر لیا۔ حضور پر نور لارڈ اور لیڈی کزن نے باہم ملکر چائے نوش کی۔ شرطوں کے بارہ میں چند منٹ تک گفتگو رہی اسکے بعد اعلیٰ حضرت رخصت ہو کر دوسری شرط ملاحظہ فرمانے کے واسطے تشریف فرما ہوئے شرطوں کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت ایسٹ کیتج میں سوار ہو کر قیام گاہ شاہی میں تشریف لائے۔

گورنمنٹ ہوس میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا ڈنرا اور

بعد ڈنر کے ایوننگ پارٹی

۲۲ شعبان روزہ شبہ کو ولیسرے گورنر جنرل کشور ہند نے اعلیٰ حضرت کو ڈنر

میں مدعو فرمایا اور بعد ڈنر کے سات سو یورپین اور نیٹو خٹلمینوں کو حضور پر نور سے

مشرف ہونے کے لئے دعوت دی۔ انتی معزز مہمان لیڈیان و خٹلمین مثل ممبران

کونسل و جنرل افسر اور بڑے عہدہ دار فارن آفس کے ڈنر میں شریک تھے اعلیٰ حضرت

قدر قدرت ٹھیک آٹھ بجے گورنمنٹ ہوس میں تشریف فرما ہوئے اور مجھے

سواری مبارک کے ہمراہ ڈنر مین شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ڈنر کے بعد حضور پر نور اور لیڈی کرزن ویر تک بائیں کرتے رہے قریب ساڑھے دس بجے کے حضور پر نور اپنے مغز میزبان سے رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی کو مراجعت فرما ہوئے۔

۲۴ شعبان روز پنجشنبہ کو صبح کے نو بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت نقشب گورنر بنگال مرجان و ڈبرن کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے مین بھی ہمراہ رکاب اقدس تھا بعد ملاقات نقشب گورنر کے ریاکن انڈیپنی کی شاپ مین سواری مبارک رونق افزا ہوئی۔ وہاں سے جانس انڈیاٹ مین فوٹو گرافر کے اسٹوڈیو مین تصویر کچھوانے کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے تین بجے سواری مبارک پالس کورٹ کو واپس آئے۔

ولیسر اے گورنر جنرل کا حضور پر نور کی باز دید کو آنا

۲۵ شعبان ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۲۹ دسمبر ۱۸۹۹ عیسوی روز جمعہ کو ساڑھے گیارہ بجے حسب الحکم اقدس مدار المہام بہادر و سر خورشید جاہ بہادر و دار الملک بہادر اور راقم ولیسر اے گورنر جنرل کشور ہند کے لانے کے لئے گورنمنٹ ہوس کو گئے فارن سکریٹری اور ایک ایڈیکانگ ولیسر اے کے گاڑیوں تک استقبال کے واسطے آئے ایک بجے ولیسر اے گورنر جنرل کشور ہند مع فارن سکریٹری سر ولیم کننگھم و پرائیویٹ سکریٹری مسٹر لارنس و ملیٹری سکریٹری میجر بیگزنگ و انڈر سکریٹری فارن

ڈپارٹمنٹ کیپٹن وڈائیڈیکانگ کیپٹن بیکر کا کیپٹن ناکس پالس کورٹ (ایٹھتر روڈ) کے قیام گاہ شاہی مین تشریف فرما ہوئے گارڈ آف آنر نے سلامی دی رائل سلوٹ کی توپیں سر ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت قدر قدرت سیڑھیوں تک ولیرائے کو لینے کے واسطے تشریف لائے اور شیک ہینڈ کرنے کے بعد حضور پر نور اور ولیرائے مع تمامی اسٹاف کے مدیا سماں مین تشریف لے گئے۔

اعلیٰ حضرت نے ولیرائے کو اپنی دہنی طرف بٹھلایا اور تمام ممبران اسٹاف ولیرائے کو رنر جنرل کشور ہند اپنے اپنے مقامات پر درجہ بدرجہ کر سیوں پر بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ سب امرا و مصاحبین ولیرائے کو نذرین دین چنانچہ اول مدار الملہام سرکار عالی نے اون کے بعد خوشید جاہ بہادر نے پھر سب ممبران اسٹاف اعلیٰ حضرت نے حسب طرح کہ کر سیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اوسی سلسلہ سے ولیرائے کو نذرین دین۔ رزیدنٹ صاحب ایک ایک کا نام نذر دیتے وقت بیان کرتے جاتے تھے جو وقت راقم کے نذر کی فوجت آئی اور رزیدنٹ صاحب نے میرا نام لیا اوس وقت ولیرائے نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے کہا کہ انکا نام تو افسر خجک ہے انکو افسر الدولہ کیون کہتے ہیں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ دولائی کا خطاب میں ان کو دیا ہے ولیرائے نے فرمایا کہ کیا یہ خطاب پہلے خطاب سے بڑا ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد کیا کہ دولائی کا خطاب خجکی سے بڑا ہوتا ہے غرض رخصت کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ولیرائے کو اپنے دست بھائی کے

پان اور حطریا اور مدارالمہام سرکار عالی نے سب ممبران ولیرائے کو عداویاں دیا اعلیٰ حضرت
 قدر قدرت ولیرائے کے ہمراہ گاڑی تک تشریف لے گئے ولیرائے بہادر حضرت
 کے وقت اعلیٰ حضرت اور صاحبزادہ صاحب سے شیک مہینہ کر کے اپنی گاڑی میں سوار
 ہوئے جو ڈیوٹیشن ولیرائے بہادر کو لانے کے لئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے
 حسب الحکم کیا تھا ولیرائے نے فرمایا کہ وہ ڈیوٹیشن پہر گورنمنٹ ہوس کو جانے کی
 تکلیف نہ کرے شام کو حضور پر نور اسٹیٹ کیرج میں سوار ہو کر دریائے کنارے
 ہوا خوری کو تشریف فرما ہوئے۔

۲۶ شعبان روز شنبہ کو ساڑھے گیارہ بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت ولیرائے
 گورنر جنرل کشور ہند سے خاتلی طور پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے راقم ہمراہ کتاب
 اقدس تھا جو وقت سواری مبارک گورنمنٹ ہوس میں پہونچی گاڑی آف آنر نے سلامی
 ادا کی ولیرائے کے دواپڈیکانگ گاڑی تک آئے پرایوٹ سکریٹری مسٹر لارنس
 سٹیرپون کے اوپر آکر اعلیٰ حضرت سے ملے اور ہندگان حضرت کو خاص ولیرائے
 کے آفس میں لے گئے راقم اور ولیرائے کے دونوں ایڈیکانگ ڈرائنگ روم
 میں ٹہرے ولیرائے اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے وقت فقط مسٹر لارنس
 پرایوٹ سکریٹری باریاب رہے۔

کامل ۳۴ منٹ تک پرایوٹ انٹرویو رہی اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور
 مع مسٹر لارنس کے باہر تشریف لائے اور گورنمنٹ ہوس کی تصویریں وغیرہ ملاحظہ

فراتے رہے پھر مسٹر لارنس بیرایوٹ سکریٹری نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو گارڈ ہی تک پہنچایا رخصت کے وقت مسٹر لارنس نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا فوٹو مبارک چاہا حضور پر نور نے راقم کو حکم دیا کہ ایک فوٹو پر خاص دستخط مبارک لیکر مسٹر لارنس کے پاس بھیج دو قریب ڈیڑھ بجے کے سواری مبارک گورنمنٹ ہوس سے پالس کوٹ مین واپس آئی ساڑھے چار بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیمرے میں شرتون کے ملاحظہ کے لئے رونق افزا ہوئی سب مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تھے شرتون کے ملاحظہ کے بعد سواری مبارک سیر کے واسطے لب دریا پر رونق افزا ہوئی وہاں سے پہر سات بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ڈیڑھ ہی مبارک مین واپس تشریف لائے۔
۷ اشعبان روز یکشنبہ کو تین بجے مہاراج کیج بہار اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے واسطے آئے۔

ساڑھے تین بجے کلکتہ کے مسلمانوں کی جانب سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی جہت مبارک مین ڈیپوٹیشن حاضر ہوا اعلیٰ حضرت مع مصاحبین کے دربار ہال مین رونق بخش ہوئے پہلا ڈیپوٹیشن جس کے سکریٹری مسٹر عبدالرحمان بیراسٹراٹ لافرنڈ نواب عبداللطیف خان بہاور تھے پیشگاہ اقدس مین پیش ہوا اس ڈیپوٹیشن مین بنگالہ کر معزز چالیس ممبر تھے۔

سکریٹری نے عرض کی کہ اعلیٰ حضرت کی رونق افزائی سے کلکتہ کے تمام مسلمانوں کو خاص طور پر ولی خوشی حاصل ہوئی اس ملک کے سب مسلمان اعلیٰ حضرت کے عمرو دولت

کے واسطے دعائے مخلصانہ کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے سکریٹری سے ارشاد فرمایا کہ آپ ہماری طرف سے سب ممبران سوسائٹی سے کہدین کہ تم لوگوں کے دیکھنے سے نہایت مسرت حاصل ہوئی اور حضور پر نور امید کرتے ہیں کہ تمہاری سوسائٹی جن اغراض سے قائم ہوئی ہے اُن اغراض میں تم لوگوں کو کامیابی پورے طور پر حاصل ہوگی ساڑھے چار بجے علیگڑہ کالج کے ٹرسٹیوں کی طرف سے ڈیپوٹیشن پیش ہوا پہلے محسن الملک بہادر سکریٹری کالج آداب بجالائے پہر ہر ایک ممبر نے یکے بعد دیگرے آداب عرض کیا سکریٹری نے ہر ایک ممبر کا نام پیشگاہ شاہی میں عرض کیا محسن الملک نے کالج کے متعلق ایک مختصر مضمون بیان کیا پھر ڈیپوٹیشن رجسٹر ہو۔

اعلیٰ حضرت نے دریائی سیر کے واسطے خاصہ کی گاڑی طلب فرمائی اور مع مضامین کے تفریح کے واسطے دریائی طرف تشریف فرما ہوئے۔

۲۸ شعبان ۱۳۱۵ ہجری مطابق غرہ جنوری ۱۹۰۲ء عیسوی روز دوشنبہ کو شام کے وقت سرکاری سامان ریلوے اسٹیشن کو روانہ ہو چکا تھا ارشاد اقدس ہوا کہ باقی ماندہ سامان بھی ریلوے اسٹیشن کو روانہ کیا جائے اور شب کے نو بجے سواری مبارک کی گاڑیاں وغیرہ حاضر رکھی جائیں حسبِ حکم قدس عمل کیا گیا۔

ساڑھے نو بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور مع ہمراہیان سواری مبارک کھلتے قیام گاہ شاہی سے روانہ ہو کر پاوڑہ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے اور اسپیشل بین روٹن آؤا ہوئے اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اسپیشل کی روانگی کے لیے

حکم اقدس صادر ہوا اس سبب سے سرکاری اسپتال کلکتہ کے اسٹیشن سے روانہ ہوئی اور ۲۹ شعبان کو شب کے نو بجے بنارس میں داخل ہوئی اعلیٰ حضرت شب کو اسپتال ٹرین ہی میں تشریف فرما رہے۔ دوسرے دن صبح کے وقت مہاراج بنارس مع پوٹیکل ایجنٹ اور مغزین بنارس کے اسٹیشن پر آئے اور اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی گارڈ آف آنر نے شاہی سلامی ادا کی اعلیٰ حضرت مع مہاراج بنارس اسپتال کی تہیج میں مہاراج صاحب کے پالس کو تشریف لیگئے اعلیٰ حضرت نے پالس میں داخل ہونے کے بعد مہاراج صاحب کو پان پھول ویکر رخصت کیا پھر شام کے پانچ بجے مہاراج بنارس کی بازو پید کے واسطے اعلیٰ حضرت رام نگر کو تشریف لے گئے مہاراج صاحب دروازہ تک آئے اور اعلیٰ حضرت کو شاہی جلوس کی جگہ لے گئے پاؤ گھنٹہ تک اعلیٰ حضرت حضور پر نور وہاں رونق بخش رہے عطر اور پان پھول پیش کش کیا گیا اعلیٰ حضرت اس کے بعد رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی میں مراجعت فرما ہوئے مہاراج صاحب کے ایڈیکلنگ کپٹن وندسٹری پست او سنگھ نے مہاراج صاحب کی طرف سے نہایت عمدہ مہمانی کا انتظام کیا جسکی نسبت اعلیٰ حضرت نے خوشنودی خاطر مبارک ظاہر فرمائی۔

غزہ رمضان روز چہار شنبہ کو شب کے گیارہ بجے سرکاری اسپتال بنارس سے روانہ ہوئی اور بخیر و سلامتی گلبرگہ شریف میں داخل ہوئی۔

چونکہ روانگی سواری مبارک سے تین چار روز پہلے اعلیٰ حضرت کو نہایت درجہ کم فرصتی رہی تھی گلبرگہ میں تشریف فرما ہونے کے بعد کئی روز تک ضروری کاغذات

متعلقہ امور سلطنت جو ملاحظہ طالب تہ پیش نظر نور رہے۔

۱۲ تاریخ رمضان المبارک سے ۲۶ تک اعلیٰ حضرت حضور پر نور گلبرگہ شریفین رونق افزار رہے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر نیاز کی تیاری کی گئی اور کثرت سے روزمرہ مساکین اور محتاجین کو بریانی و منہ عرفہ کھلایا گیا اور جب تک گلبرگہ شریفین اعلیٰ حضرت قیام فرما رہے اکثر گھوڑے کی سواری اور باٹرین کد آنے اور نیزہ بازی اور لائٹس وغیرہ تفریح کے کاموں سے خاطر اقدس کو مشغلہ رہا ایک دن دیر تک باٹر کدائی ہوتی رہی اعلیٰ حضرت نے پانچ فٹ کی بلندی تک باٹر کدائی اور اوس روز مجھے اور عثمان یار خجاک اور ٹینٹ شاہ مرزا بیگ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نک ٹائی کے تین تین جواہر نگارین مرحمت فرمائے۔

۲۰ ماہ رمضان المبارک کو حضور پر نور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کو نیزہ بازی اور ٹینٹ پگنگ شروع کرائی جائے حسب الحکم اقدس ۱۲ تاریخ ماہ رمضان کو صاحبزادہ صاحب نے گلبرگہ شریفین میں ٹینٹ پگنگ شروع کی۔ سلیس گھوڑا جو نہایت شایستہ تھا سینے اسکام کے واسطے تجویز کیا اول روز صاحبزادہ صاحب بہال سے کڑی لینے کی مشق کی جب کڑی لینے میں ہاتھ صاف ہو گیا تب ٹینٹ پگنگ شروع کی گئی بلکہ میں سرکار کے مراجعت کے بعد ہی حسب الحکم اقدس یہ مشق جاری رہی ہفتہ میں دو روز بندوق سے نشانہ اندازی اور دو روز نیزہ بازی کی مشق میں چٹاڑ صاحب معروف رہا کرتے تھے۔

۲۹ رمضان المبارک کو صبح کے چار بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور اسپیشل مین رونق افزا ہوئے اور شام کے چار بجے سرکاری اسپیشل حیدر آباد اسٹیشن میں داخل ہوئی تھرڈ کلاس انفنٹری علاقہ سبڈری فوج کے سوجوان گارڈ آف آنر کے مع شاہی نشان کے حاضر اسٹیشن تھے انہوں نے شاہی سلامی ادا کی تمام امرا اور اغراء سلطنت آداب بجالائے سرٹریور پلوٹن رزیدنٹ حیدر آباد نے اعلیٰ حضرت سے شیک ہینڈ کیا اور خبرل وڈ ہو س کا اعلیٰ حضرت سے انٹرویو س کرایا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے قدم ہیمنت لزوم کی خوشی میں حیدر آباد اسٹیشن نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا تھا اور ایک تخت شاہی جلوس کے واسطے بچھایا گیا تھا جس پر چند کرسیاں رکھی گئی تھیں اعلیٰ حضرت شاہانہ کرسی پر رونق افزا ہوئے اور مرشد زادہ بلند اقبال ایک کرسی پر بیٹھے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ٹریور پلوٹن صاحب کو بھی ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا اس موقع پر رعایا کے بلند حیدر آباد اور سکندر آباد کی طرف سے خیر مقدم شاہی کے اظہار مسرت میں ایک اڈریس پیش ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بحال طلاقت لسانی اور فصاحت بیانی اس اڈریس کا جواب ادا فرمایا۔ پیراسٹیٹ کیا رچ میں مع جناب مرشد زادہ صاحب بلند اقبال رونق بخش ہو کر بلند میں تشریف فرما ہوئے۔

سواری مبارک کے اسکارٹ میں کل افسران افواج باقاعدہ اس ترتیب سے شریک تھے رایل کیا رچ کے سامنے سب افسران تو پخانہ افواج باقاعدہ ان کے بعد

افسران امپیریل سروس ٹرولپس اور ان کے بعد نشان شاہی اور افسران چارج باڈی
گارڈ رائل کیا ریج کی دہنی طرف رہنے کا افتخار سینے مع اپنے فوجی اسٹاف کو حاصل
کیا بائین طرف سینر افسر اور افسران پلٹن اور رگیو لٹرولپس ان کے بعد افسران
افریکن کیولری گارڈ اور تہرڈ لائنرز اور گولکنڈہ لائنرز ہمراہ اب اقدس رہتے
غرض اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک اس شاہانہ نوزک و احتشام کیساتھ
خیرو سلامتی سے دولتخانہ قدیم میں داخل ہوئی۔

جنگ چین

جس زمانہ میں یورپ کی سلطنتوں نے چین پر فوج کشی کی تو اس موقع پر برٹش
گورنمنٹ کی طرف سے جھکوہی اور اس جنگ میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ چین کا
ملک ہندوستان کے شمال و مشرق میں واقع ہے۔ منچوریا۔ منگولیا۔ تبت۔ وغیرہ ملک
ہی اسی میں داخل ہیں چین کے توابع میں منچوریا سب سے عمدہ اور نہایت زرخیز
ملک ہے اسکی آبادی ایک کڑور چالیس لاکھ آدمی کی ہے اس کے علاقہ میں پہاڑ بہت
ہیں جن پر اکثر برف جمی رہتی ہے۔ ان ہر فستانی پہاڑوں میں انواع و اقسام کے
درند وغیرہ چائوز سفید رنچہ۔ سفید شیر۔ سفید تیندو۔ جبکوا۔ سنویٹر ڈکھتے ہیں بکثرت
پائے جاتے ہیں سمور۔ قاقم۔ سنجاب۔ وغیرہ قسم کے جانور بھی وہاں ملتے ہیں انکی
پوستیں نہایت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ایام سرمایہ میں امرائے یورپ انہیں

اکثر پتہ ہیں۔

خصوصاً سیل جانور جو لومڑی کے قریب قریب ہوتا ہے اسکے ایک ایک
پوست کی قیمت چودہ پنڈرہ ڈالتر تک ہوتی ہے اسکے پوست کا پورا اور کوٹ نہار دودھنار
ڈالتر تک ملتا ہے۔

چین کا پائے تخت شہر پکن ہے۔ ٹانگن۔ کاٹن جو بڑے بڑے شہر ہیں۔
تجارت میں مشہور مقامات ہیں۔ مانچس خاندان چین میں حکمران ہے۔ اس خاندان
کا اول بادشاہ چنچی نامی ۱۸۴۷ء عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ ۱۹۱۱ء عیسوی میں جب
کہ میں چین کو گیا تھا اوسی خاندان کا نوان بادشاہ۔ کوآنکو۔ مسند آرائے حکومت تھا
مگر چونکہ نوعمر تھا اس لئے ملکہ لنسی لنسی جو سابق بادشاہ کی بی بی اور امور سلطنت کی
پوری مختار تھی کاروبار سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور اب تک وہی حکومت کر رہی ہے۔
چینی لوگ اپنے ملک میں کسی ملک کے آدمی کا آنا پسند نہیں کرتے عالم
کے کل اقوام سے وہ ہمیشہ جدا رہے ہیں اور اب تک ہی وہ الگ ہی رہنا چاہتے ہیں
البتہ غیر ملک والوں کی تجارت چین میں ہوتی ہے جب اہل یورپ نے سترہویں
صدی میں یہاں آمد و رفت شروع کی تو انہوں نے اسے ناگوار سمجھا۔ ابتدا میں
ہر چند یورپ والوں نے نرمی سے کام کیا لہذا چاہا لیکن چین والوں کو کسی طرح اختیار
کا آنا گوارا نہوا۔ اس واسطے غیر سلطنتوں کی چین والوں سے لڑائیاں شروع ہو گئیں یہاں
فرانس۔ اور آئرلینڈ۔ برمن۔ نے انہیں مجبور کیا اور ان کے ملکوں پر زبردستی سے

قبضہ کر کے چین میں داخل ہو گئے چونکہ انگریزی سلطنت اپنی ہمہ سلطنتوں سے ہمیشہ پیش قدمی کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے اس سلطنت کے لوگوں نے یہی وہاں آمد و رفت شروع کر دی مگر اس موقع پر انہوں نے نہایت ترقی اور ملائیت سے کام لیا اور ملک گیری سے بہت ہی کم تعلق رکھا جو کچھ یہ کیا وہ صرف تجارت کی غرض سے کیا۔ اسی وجہ سے روس فرانس کے مقابلہ میں بٹرس کا ملک چین میں بہت ہی کم ہے۔

چین میں مخفی اکثر سوسائٹیاں ہیں۔ انہیں ایک سوسائٹی جس نے رفتہ رفتہ بہت بڑی قوت حاصل کر لی تھی اپنا نام خوشو رکھا تھا۔ چینی زبان میں خوشو کا وہی معنی ہے جو انگریزی زبان میں باکس کا معنی ہے باکس انگریزی میں مشت زن پہلوان کو کہتے ہیں یہ ایک ایسا طاقت ور گروہ تھا جسکی شاخیں تمام سلطنت میں پھیلی ہوئی تھیں۔

براہ راست مساوات۔ باہمی اتفاق و اتحاد حقوق کی حفاظت۔ اور آزادی اسکی اغراض میں داخل تھی۔ فری میشن کی طرح ایک پرانی سوسائٹی تھی جنگ سے پہلے اسکے ممبروں کی تعداد ایک کڑو تک پہنچ گئی تھی اسکے جلسے خفیہ اور کارروائیاں پوشیدہ اشارات و کنایات سے ہوا کرتی تھیں ہر ایک مجلس کے لئے جدید ممبر ہم پہونچانے کا کام اسکے چند اراکین کے سپرد تھا جو اپنے فرایض کے انجام دینے کے لئے ہر ایک جایز و ناجایز ذریعہ سے کام لیتے تھے۔ پہلے یہ فرقہ

معاشرتی امور میں کوشش کرتا تھا۔ مگر خباثت سے کئی سال پہلے اس نے ملکی معاملات میں ہی قدم رکھا تھا۔ ہر ایک ضلع کی انجمن میں ایک میئر ٹریس اور ڈونامب۔ وہ میئر ٹریس کے ماتحت کام کرتے تھے یہ ہی کہتے ہیں کہ سب ۱۸۵۵ء عیسوی کی جنگ چین جاپان کے بعد اہل چین کی طبالیع میں عام طور پر جنگی ولولہ پیدا ہو گیا اور اس جوش نے جو تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا ایک قسم کی بے قراری و لون میں پیدا کر دی تو سن ۱۸۹۸ء عیسوی میں ان کے بعض لوگوں میں سے صوبہ شاننگ کی رہایانے اپنی گورنمنٹ سے درخواست کی کہ چونکہ ہم مواقع جنگ میں اپنے ملک اور قوم کی حمایت کی غرض سے بطور والٹیر حصہ لینے کے آرزو مند ہیں۔ ہمیں فوجی پہلوانی ورزش اور فنون جنگ سیکھنے کی اجازت دیجائے گورنمنٹ نے انکی یہ استدعا منظور کی پھر اس بکسر گروہ کو بتدیج وہ ترقی ہوئی کہ اسکی شاخیں ملک کے اکثر حصوں میں پھیل گئیں اور ایک قلیل زمانہ میں ایسا زبردست گروہ بن گیا کہ اسکی قوت کا اثر سلطنت پر بھی پڑنے لگا شاہنشاہ چین جو بالکل عیش پسند اور آرام طلب تھا اس لیے اپنے اوقات کی قدر نہ کر کے محلات میں پڑا رہتا تھا۔ ملکہ نسی نسی جو اہل یورپ کی برخلاف تھی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتی تھی۔ اراکین سلطنت نے بادشاہ پر کچھ ایسا دباؤ ڈال رکھا تھا کہ آخر میں اس نے ۲۴ جنوری سن ۱۹۰۰ء عیسوی کو حکمرانی سے بالکل کنارہ کر لیا اور سوقت ان بکسروں نے چاہا کہ غیر ملک والوں اور اہل یورپ کو اپنے ملک سے نکال دیں۔ ملکہ نسی نسی اور اکثر اراکین سلطنت نے

اس ارادہ میں اونکو تائبہ دی جس سے اونہوں نے ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء عیسوی کو پاؤ ٹنگ
 نو کے متصل شترچینی عیسائیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جو چینی جنرل اس ہنگامہ کے فرو
 کرنے کے لئے بھیجا گیا اسے ہی اونہوں نے ہلاک کر دیا۔ ۲۷ مئی کی شام کو
 لوہان ریلوے کا ایک اسٹیشن لیو لیونامی جو پکن سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر تھا
 جلا ڈالا اور وہاں سے پکن کی طرف بڑھے اور اکثر شہروں کی یوروپین آبادی
 برباد و ویران کر دی۔ جرمن کے سفیر کو قتل کر دیا۔ دوسرے سفیروں اور اونسکے
 محلہ ہیون سے جنگی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی یہ فتنہ دیکھ کر چاہا کہ وہاں سے کچل جائیں
 مگر تمام راستے پہلے سے مسدود کر دیے گئے تھے کوئی موقع نجات کا نظر نہ آیا دول
 یورپ کو جب اس ہنگامہ اور قتل و تباہی کی خبر پہنچی تو اونہوں نے دفتر دول خارجہ
 کو اس فتنہ کے فرو کرنے کے لئے لکھا اور سخت تاکید کی۔ اور اپنے اپنے سفیروں
 کے بچاؤ اور مقاصد کی حفاظت کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ ٹخین میں جیسے روسی
 ایک فرنچ ایک اٹالین اور دو انگریزی جنگی جہاز بھیج دیے گئے امریکا جاپان
 جرمن۔ اٹلی۔ کے جہازوں میں ایک ایک سو سپاہیوں کا دستہ دریا کے کنارہ
 آؤ ترا اور اونہوں نے پکن کا ارادہ کیا۔ یہاں پر اگرچہ چینی جنرل نے مزاحمت
 کی مگر یہ فوج اپنی دلیری سے آگے بڑھ کے پکن پہنچ ہی گئی۔ جب پکن میں
 روز بروز فساد بڑھتا گیا تو دول خارجہ کے سفیروں نے اپنی اپنی سلطنتوں کی
 مزید کمک طلب کی۔

اس موقع پر ملک چین نے پہلے وزیر اکو مو قوف کر دیا اور ایسے نئے وزیر مقرر کئے جو کل بکسرون کے موید اور طرفدار تھے۔ پیکن کی سرکاری فوج انکی تائید میں ایٹھ کھڑی ہوئی جسکی تعداد بچاس ہزار سے بھی زیادہ تھی پیر تو سفندون کا یہ غلبہ ہوا کہ انہوں نے پیکن کے تمام سفارت خانوں کا محاصرہ کر لیا اور بیس ہزار چینی سپاہ شہر کے اندر اور اسبقدر باہر موجود ہو گئی۔

جاپانی کانسار جو چین میں تھا وہ بھی مارا گیا اور مغربی دریا کے علاقہ میں بھی نجات پھیل گئی۔ چین میں تمام پروٹسٹ گرجے جلادے گئے۔ ۳۱ جون کو بکسرون نے صد ہا ویسی عیسائیوں اور یورپینوں کو قتل کر ڈالا۔ انپان میں بھی شورش برپا ہو گئی جب شورش زوفا کی یہ نوبت پہونچی تو سلطنت برطانیہ۔ فرانس۔ روس۔ جرمن جاپان وغیرہ نے جنگ کا اشتہار دیا اور دول یورپ کی فوج آگے بڑھی اور عامہ جون کو ٹاکو۔ پر قبضہ کر لیا جسکا مفصل احوال میں آئندہ لکھوں گا۔

سلطنت چین نے سفندون کے غلبہ کو دیکھ کر دول یورپ کے سفیروں کو نوٹس دیا کہ جو بیس گھنٹہ کے اندر پیکن کو خالی کر کے چلے جائیں۔ مگر انہوں نے راستہ کی بد امنی کے باعث پیکن کے چھوڑنے سے غدر کیا۔ دوسری تیسری جولائی کو باغیوں نے ٹیچسن پر حملہ کیا پانچوین کو سوکڈن میں جو صوبہ منچوریا کا دارالحکومت ہے قساو برپا ہو گیا۔ اسوقت پیکن میں چینی عہدہ دار بھی آپس میں لڑنے لگے اور ۱۱ جولائی کو باغیوں نے ٹیچسن پر سخت حملے کئے مگر پیا کر دے گئے ہرکار

برطانیہ نے بھی ماہ جون کے آغاز میں ہندوستان سے چین کو فوج روانہ ہونے کے لئے حکم دیا۔ گورنمنٹ ہند نے تعمیل حکم شاہی میں نہایت سرعت کی۔ جنرل سرفرد گینزلی چینا اسپڈ لیشنری فورس کے اول برگیڈ کی کمانڈ پر جنرل سوفارمس اسٹوارٹ دوسری برگیڈ پر جنرل لارن کیمل تیسرے برگیڈ پر جنرل رچرڈسن مقرر ہوئے۔ ہندوستان سے پیاپے تین برگیڈ روانہ ہو گئیں۔ جب چوتھی برگیڈ کو بھی چین جانے کے لئے حکم ہوا تو جنرل کمین صاحب اسکی کمان پر مامور ہوئے۔

یہ صاحب قدیم زمانہ کے میرے دوست تھے۔ اورنگ آباد میں یہ اور میں ایک مدت تک رہے تھے اور بارہا ملکر سیر و شکار اور نیزہ بازی وغیرہ فوجی کرتب کیا کرتے تھے اس زمانہ میں جب کبھی لڑائی کا ذکر آتا تو یہ کہتے تھے کیا اچھا ہو کہ ہم اور آپ دونوں کو باہم لڑائی میں جانے کا اتفاق ہو۔ اور جسطح یہاں پر نیزہ بازی ٹینٹ پگنگ اور شپ کٹنگ میں کثرت کرتے ہیں اوسی طرح سرکار انگریزی کے دشمنوں پر اپنے ہتھیاروں کو ہم آزمائیں اور میدان جنگ میں فن سپاہگری اور حرب دکھلائیں۔

اس خدمت پر تقرر ہوتے ہی جنرل کمین کا ایک خط مجھ کو پہنچا جس میں انہوں نے اپنے پہلے زمانہ کی گفتگو کو مجھے یاد دلایا تھا اور جنگ میں شریک ہونے کیلئے لکھا تھا میں نے جنرل صاحب کی اس تحریر کا شکریہ ادا کر کے جواب دیا کہ میں نہایت

خوشی سے اس لڑائی میں آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ادھر تو مجھے حضور پر نور سے اجازت لینا ہوگی۔ اور ادھر گورنمنٹ ہند سے اسکی منظوری کی ضرورت پڑے گی۔

جنرل صاحب نے میری اس تحریر پر بطور خود گورنمنٹ ہند سے جنگ چین میں میرے شریک ہونے کے لئے بندوبست کر لیا اور گورنمنٹ ہند کی جانب سے فارن سکریٹری کا تار اس مضمون کا میرے نام آگیا کہ اگر قدر قدرت اعلیٰ حضرت جنگ چین کو آپکا جاتا منظور کر لیں تو آپ کا تقرر جنرل کمندر کے اسٹاف میں کیا جائیگا۔ جنرل کمندر نے گورنمنٹ ہند سے جب اس بارہ میں تحریک کی تو اوسی کیساتھ ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک تار میرے نام ہی بھیجا جسکا ترجمہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

میں نے زریڈنٹ صاحب کو ایک تار بھیجا ہے آپ اوں سے ملاقات کریں اور جنگ چین میں اپنی جانب سے بامین اوں سے گفتگو کریں اور حضور پر نور کی خدمت مبارک میں میری طرف سے عرض کریں کہ اگر حضور پر نور میرے اسٹاف میں چین جانے کے لئے آپکو اجازت عطا فرمائیں گے تو یہ امر خاص میری ذاتی ممنون کا باعث ہوگا اسکے نتیجہ سے مجھکو اطمان فرمائی جائے۔

اس تار کے وصول ہونے کے بعد میں نے تمام کیفیت حضور پر نور کی خدمت

مبارک مین عرض کی اور پیشگاہ خسروی سے جنگ چین مین جانے کے واسطے مجھ کو اجازت عطا ہو گئی جب یہ خبر نریڈنٹ صاحب کو معلوم ہوئی تو اونہون نے اول مجھے بیمار کیا دوی اور پھر شملہ کو ایک تار پہنچا کر فارن سکرٹری کو اسکی اطلاع کر دی۔

چونکہ اوس وقت مین بطرح کا اسباب میرے پاس مہیا تھا مجھے اوسکی تیاری مین کسی قسم کی تاخیر نہیں ہوئی۔ جنرل صاحب کی صلاح سے مینے سواری کر گھوڑوئیں بچائے دو یا بوجو ہمارے پو لو کے بہترین یا بون مین سے تھے اپنے ہمراہ لیے اور اون دو لوئوں کو وفقدار مولابخش خان کے ساتھ بمبئی کو روانہ کیا۔ اور مین خود ۲۱ اگست ۱۹۰۱ عیسوی کی شام کو حضور پر نور کی خدمت مبارک مین اداب رخصتی بجالانے کے لئے حاضر ہوا۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے براجم خسروانہ بطور امان گیارہ اشرفیان میرے بازو پر باندھیں اعلیٰ حضرت سے رخصت ہو کر جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت مین اداب عرض کرنے کے لئے کنگ کوٹھی گیا پھر وہاں سے رخصت ہو کر اپنے بنگلہ راحت منزل کو آیا اور دوسرے دن صبح کو بمبئی روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر کثرت سے افسران فوج اور دیگر احباب و اعیان بلد مشایعت کے لئے تشریف لائے تھے سب سے رخصت ہو کر ریل پر سوار ہوا۔

قریب بارہ بجے کے ٹرین واڑی کو بہونچی۔ جنرل مکن صاحب بھی اوسی ٹرین مین آکر مجھے واڑی مین ملے یہاں سے ہم روانہ ہو کر ۲۳ اگست کی صبح کو بمبئی داخل ہوئے اور بمبئی سے روانہ ہو کر ۲۵ اگست ۱۹۰۱ عیسوی کی شام کو چھ بجے کے

بودہم کلکتہ پہنچے۔

مین گریٹ ایسٹرن ہوٹل مین ٹھہرا۔

چین جانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے ہمارے لئے جو جہاز مقرر کیا تھا اوجھا

نام ورو ہا تھا۔ جنرل صاحب نے جاتے ہی اون تمام افسروں اور سپاہیوں کو جو اس جہاز میں جانے والے تھے اطلاع دی کہ یکم ستمبر شنبہ کے روز صبح کے پانچ بجے سب آکر جہاز پر موجود ہو جائیں چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر سب حاضر ہو گئے۔ جہاز پر اول گھوڑے جڑھائے گئے پھر پلیٹن کے سپاہیوں نے اپنا اپنا سامان و اسباب لاکر بیچے کے ٹوک پر رکھا۔

سات بجے جنرل صاحب مع تمام افسروں کے جہاز میں سوار ہو گئے۔ افسروں اور فوج وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

برگیڈیر جنرل جیمس ٹرنر کمین کمانڈنگ فورسز برگیڈ چائناکس پڈیشنری فورس
میجر راجہ گنگا سنگھ ہمارا جہ پیکانیئر کمانڈنگ پیکانیئر انفنٹری۔

میجر کاکس۔

کیپٹن کرافورڈ۔

کیپٹن واٹسن۔

پیکانیئر انفنٹری کے سپاہی۔

برٹش فیلڈ ہاسپٹل کے آدمی۔

کیمپ فالورج سائیسان وغیرہ۔

۱۱۰

مہیران کل

۵۹۰

افسرون کے گھوڑے

۲۴

مہاراجہ گوالیار اس زمانہ میں حکمت ہی میں مقیم تھے سات سبکے وہ بھی جہاز پر آئے اور سب افسرون سے ملاقات کی۔ جس طرح نوابوں اور ہند کے راجاؤں نے چین میں گورنمنٹ ہند کی فوجی اغراض کے انجام دہی کے لئے اپنی اپنی خدمتیں پیش کی تھیں اوس طرح مہاراجہ گوالیار نے بھی چین میں افواج سرکاری کے فنی سپاہیوں کی تیمارداری کے واسطے ایک ہاسٹل شب پیش کرنا چاہا تھا جب اس خدمت کو گورنمنٹ ہند نے قبول کر لیا تو مہاراجہ گوالیار نے ایک جہاز میں لک روپیہ میں خرید کیا اور اوس میں تمام اسباب ہاسٹل شب کا مہیا کر کے سرکار کو دیدیا مہاراجہ موصوف اس وقت اس جہاز کے دیکھنے کے لئے آئے تھے پہلے اس جہاز کا نام فرمکا تھا مگر اب گوالیار رکھا گیا۔

یہاں پہلو معلوم ہوا کہ مہاراجہ بیکانیر ہی اس جہاز میں جنگ چین کو جانیوالے ہیں جس میں ہم جانے والے ہیں چونکہ مہاراجہ موصوف سے اور مجھ سے پہلے سے ملاقات تھی اونکی خبر سنکر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔

مہاراجہ بیکانیر کے رخصت کرنے کو اونکے ملک کے بہت سے لوگ جہاز پر آئے تھے بندرگاہ میں ان لوگوں کا بڑا ازدحام تھا۔ مہاراجہ بیکانیر کا سن اس وقت

قریب بیس سال کے تھا۔ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مہاراجہ موصوف کو آنریری ممبری کا عہدہ عطا ہوا تھا۔ بیکانیر لفٹری کی کمان دے خود کہتے تھے جو اس وقت ہمارے جہاز میں جانے والی تھی۔ مہاراجہ موصوف کی انگریزی بول چال نہایت شستہ اور صاف ہے۔ غرض مہاراجہ صاحب اپنی دوستوں اور عزیزوں سے رخصت ہو کر ہماری ساتھ جہاز پر سوار ہوئے۔

یکم ستمبر ۱۹۰۱ء عیسوی کو صبح کے آٹھ بجے وردھا جہاز کلکتہ سے روانہ ہوا یہ جہاز برٹش انڈیا کمپنی کا قدیم وضع کا ایک چھوٹا کارگو شپ یعنی بار برداری کا جہاز ہے اسکی گشت کلکتہ سے رنگون اور ہانگ کانگ تک رہا کرتی ہے اس جہاز کی دستی و صفائی اور کھانے پینے کے انتظام سے پی۔ اینڈ۔ او۔ کمپنی کے جہازوں کو کچھ نیت نہیں۔ اس میں اول درجہ کے بارہ مسافروں کے لئے جگہ تھی ہندوستان سے چین کو فوج بھجوانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے اس قسم کے تیس جہاز برٹش انڈیا کمپنی سے کرایہ پر لئے تھے۔

ہمارے جہاز کا کرایہ ایک سو پونڈ یعنی پندرہ سو روپیہ روزانہ تھا جسکی مجموعی ماہانہ رقم پینتالیس ہزار روپیہ ہوتی ہے یہ کل جہاز سرکار کے کام میں جتنا کہ ملک چین میں انگریزی فوج رہی۔

کلکتہ کے نیچے سمندر نہیں ہے بلکہ دریائے گنگا کی ایک شاخ ہے جسے ہو گلی کہتے ہیں جب تک ہمارا جہاز اس دریا میں رہا آہستہ آہستہ چلتا رہا اور جب

کے قریب ہم مقام جمیس ڈھیری میں پہنچے یہاں پانی کم تھا۔ جہاز کو بڑی احتیاط اور
 خبرداری سے لئے جاتے تھے کچھ زمانہ ہوا کہ ایک جہاز جمیس ڈھیری نام پہرے سے
 ٹکرا کر یہاں ڈوب گیا تھا اس واسطے اس خوفناک مقام کا نام اوسى غرق شدہ
 جہاز کے نام پر رکھ دیا گیا ہے شام تک اسی طرح جہاز آہستہ آہستہ چلتا رہا شام
 کو ایک مقام پر اوسکا ٹنگر ہوا۔ رات کو نڈی میں چلنا خطرناک تھا اس لئے
 رات میں ٹھیکر کر صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے اور کلکتہ سے انٹی میل جاپیکے
 بعد سمندر میں جا پہنچے یہاں سے خلیج بنگالہ شروع ہوتی ہے جہاز کی رفتار
 یہاں سے جنوب اور مشرق کی طرف تھی اور وقت بارش ہو چکی تھی ہوا تند
 چل رہی تھی۔ دریا سوچین مار رہا تھا۔ جہاز کو جنبش ہو رہی تھی اس سبب سے سبکے
 سروں میں چکر پیدا ہو گیا۔ بہت تھوڑے افسر اور سپاہی ایسے تھے جو اس
 بحری بیماری میں مبتلا نہ تھے۔ تمام پلٹن کے سپاہی اپنی اپنی جگہ پڑے ہوئے
 تھے سوا جہاز کے ملازمین کے اور کوئی چلتا پرتا دکھائی نہ دیتا تھا۔ شام کے
 ڈھیرین دو تین افسروں کے سوا کوئی میسر پر نہ گیا۔ سمندریں گردش سر اور ابتداءً
 دو تین روز فراج کا ناسا ز رہنا ایک معمولی بات ہے۔ جن صاحبوں کو دریائی سفر
 کا اتفاق ہوا ہے وہ اسے بخوبی جانتے ہیں چوتھے روز صبح کو ابر رفع ہو گیا۔
 آفتاب نکلا۔ دریا میں جو تلاطم تھا وہ کم ہو گیا۔ گویا اہل جہاز کو عید ہو گئی فی الجملہ
 سب کے فراج درست ہوئے سپاہیوں نے کہا نا پنگا ناشی کیا افسروں نے

یہی اوٹھکر ڈریس پہنے۔ برکفا سٹ۔ اور لنچ پرسب لوگ برابر آئے۔
 بیکانیر رجمنٹ کے پاس پہلے ہنری مارٹنی ریفلیں تھیں۔ چین کی لڑائی کو روانہ
 ہوتے وقت میگزین ریفل یعنی لی سٹ فورڈ ریفلیں انہیں دی گئی تھیں۔
 ان دونوں قسموں کے ریفلون میں بڑا فرق ہے ایک ریفل کی مشق سے سپاہی
 دوسرے ریفل سے کام نہیں کر سکتا۔ اس واسطے ڈسمبر کی صبح سے اسباب کی
 انسپکشن اور میگزین ریفل کی قواعد شرح ہوئی۔ جہاز کا ایک طرف کا حصہ جسے
 ڈک کہتے ہیں سپاہیوں کی قواعد کے واسطے بالکل خالی کر دیا گیا۔ پچاس پچاس
 سپاہی اپنے اپنے اوقات میں صبح کے آٹھ بجے سے شام کے چار بجے تک
 ڈرل کرتے اور میجر کاکس اور کیپٹن کرافورڈ سپاہیوں کو میگزین ریفل کی تعلیم
 دیتے تھے اسکے بعد کاکس صاحب نے لکڑی کے دو ٹکڑوں پر ایک چاند ماری
 قد آدم برا بر بنائی اور ایک بلبی ڈوری سے جہاز کے پیچھے باندھ دی یہ چاند ماری
 کبھی ڈوبتی کبھی اوچھلتی جہاز کے پیچھے پیچھے چلی آتی تھی جب یہ چاند ماری تیار ہوئی
 تو بیکانیر پلٹن کے پچاس سپاہی اپنی اپنی ریفلیں لیکر جہاز کے آخری حصہ
 پر جاتے اور چاند ماری پر فیر کرتے تھے جس روز سے یہ نشانہ اندازی شروع ہوئی
 سب افسر فیکو ایک اچھا شغل مل گیا۔

مہاراجہ بیکانیر اور سب افسر وقتاً فوقتاً نشانہ اندازی میں مشغول رہتے
 تھے پھر ریوالور کی پریکٹس کا انتظام کیا گیا ایک اور چاند ماری ریوالور کیلئے

بنائ گئی جس میں اکثر افسر شریک ہوتے تھے۔

غرض ہمارے جہاز والوں کا کل وقت صبح سے شام تک فوجی قواعد اور سپاہیانہ مشاغل میں گزرتا اور بڑا لطف رہتا تھا۔ ابتدا میں دریا کو دیکھ کر سپاہیوں کو جو وحشت ہو گئی تھی وہ سب نفع ہو گئی۔

اس زمانہ میں دو ٹین بار بارش بھی ہوئی مگر دریا کو کچھ زیادہ تلاطم نہ ہوا اسلئے جہاز پر سب خوش و خرم رہے۔

پہلے دریائے ہوگلی سے نکل کر جب ہم سمندر میں آئے تھے تو ہمارے جہاز کی رفتار جنوب و مشرق کی جانب تھی چار روز تک برابر ہم اسی سمت کو چلے گئے پانچویں روز ہم جزیرہ نمائے ملایہ اور جزیرہ سماترا کے درمیان انہائے ملاکامین ہو کر گزرے سنگاپور ہم کو دور سے نظر آیا۔ لیکن ہمارا جہاز وہاں نہیں ٹھہرا ایک مقام سے ہمارے جہاز کی رفتار کی سمت بدل گئی بجائے جنوب مشرق کے ہم شمال شرق کو جا رہے تھے نوین روز ہم بحر چین میں داخل ہو گئے۔ چودھویں ستمبر زور جمعہ کو صبح کے آٹھ بجے دور سے ہمیں جزیرہ ہانگ کانگ کے پہاڑ دکھائی دئے مینے اور سب افسروں نے اپنی اپنی دور بینیں لگائیں ویر تک ہانگ کو دیکھتے رہے دو گھنٹہ اور چل کر ہمارا جہاز دو پہاڑوں کے درمیان سے گزرا اور بندرگاہ ہانگ کانگ میں پہونچ کر لنگر انداز ہوا۔ اسی جگہ دریای سی جسے دریای مغرب بھی کہتے ہیں۔ صوبہ ٹیان سے نکل کر بحر چین میں گزرتا ہے۔ یہاں بحیرہ ریس اٹٹاف افسر ہمارے

جہاز میں آئے اور کہا کہ فی الحال فوراً بریڈ کو ہانگ کانگ ہی میں قیام کرنے کے واسطے سرکار سے حکم ہے آئندہ جنرل سرفرڈ گیلی کے پاس سے جب طرح حکم آئیگا اوس سے اطلاع دیجائے گی۔ اتنا کہ حکومتی خیال تھا کہ ہمارا جہاز سیدہ والی۔ والی۔ والی کے راستے سے چین دار السلطنت چین کو جائے گا لیکن جب ہم نے یہ سنا کہ ہانگ کانگ ہی میں تا حکم نہائی توقف کرنا پڑے گا تو ہم سب کو سخت افسوس ہوا اسلئے کہ چینیوں کی سرحد والی ہائی والی۔ یا شنکھائی سے شروع ہوتی ہے۔ جن مواقع جنگ کیواسطے ہم گئے تھے وہ سب ان مقامات سے آگے تھے بہر حال فوراً بریڈ ہانگ کانگ میں اوتری بیکانیر انٹرنی کا اسٹون کٹرائیڈ میں کیمپ ہوا جنرل کمین مع اٹٹاف کے ایک اسٹیل شپ ہائی جیامین اوتھے۔ میں ہی اوس جہاز میں جنرل صفا کے ساتھ قیام پذیر ہوا۔ یہ اسٹیل شپ زخمی افسروں اور سپاہیوں کے لئے تھا اس میں بڑے بڑے بارہ کمرے تھے درمیان میں کہانے پینے بیٹھنے کا ہال تھا بچے ہی بہت وسیع جگہ تھی چونکہ اوس وقت کوئی فوجی آدمی زخمی موجود نہ تھا اسلئے یہ جہاز جنرل صاحب راہنکے اٹٹاف کے قیام کے لئے ویدیا گیا۔

ہمیں اس میں ہر طرح کا آرام تھا۔ صرت اس میں اگر کچھ تکلیف تھی تو یہی تھی کہ کنارہ سے تین میل کے فاصلہ پر سمندر میں کہڑا تھا۔ ہانگ کانگ کو اگر جانا چاہتے تو کشتیوں میں جانا پڑتا تھا۔

ہمارا جہ بیکانیر ہانگ کانگ ہوٹل میں فروکش ہوئے تھے قریب قریب روز

کے صبح کو وہ کشتی میں سوار ہوتے۔ اور اپنی رحمت کو دیکھنے آیا کرتے تھے جزیرہ ہانگ کانگ میں ایک کلب تھا اس کے ممبروں نے ہمارے سب فور تہہ برگیزڈ کے افسروں کو اپنے کلب کا ممبر بنایا۔ ایک روز شام کے وقت ہم سب انسٹر ملکر ہانگ کانگ کلب کو گئے۔ اس کلب کا مکان دریا کے کنارہ نہایت عمدہ موقع پر سہ منزلہ بنایا گیا ہے اسکی عمارت بہت وسیع ہے۔ جہین ممبروں کے قیام کے لئے قریب تیس کمرے بنے ہوئے تھے۔

لاٹیری نہایت اچھی۔ کہاے کا انتظام بہت عمدہ۔ ہر ایک مقام صاف پاکیزہ اور آراستہ تھا۔ پولو کلب۔ کرکٹ۔ اور لائیٹس کلب ہی اس سے متعلق تھے دوسرے روز اسکے سکریٹری نے ہمیں پولو میں آنے کے لئے دعوت دی اگرچہ ہمارے یابون کو جہاز میں کھڑے کھڑے چودہ روز سے زیادہ گزر گئے تھے۔ اس وقت سواری کے قابل نہ تھے تاہم چند افسر پولو دیکھنے کو گئے۔ ہانگ کانگ کے تجارت پیشہ اور ہانگ کانگ کے رحمت کے عہدہ دار چھوٹے چھوٹے یابون پر پولو کھیلتے تھے یہ یابو بالکل ترکی یابون کے مشابہ تھے پولو کا میدان پانی والی کے قریب دریا کے کنارہ واقع تھا اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ریس کورس اور ریس اسٹیڈیم ہی اچھے موقع پر تھی۔ جب ہمارے یابو سواری کے قابل ہو گئے تو مہاراجہ بیکانیر کپٹن واٹسن اور مینے ہانگ کانگ کلب والوں کے ساتھ پولو کھیلا شروع کیا ہی جگہ ایک روز ۲ ستمبر کو جرنیل کن صاحب کے ساتھ امپریس آف چائین جہاز پر مین گیا یہ جہاز بہت بڑا اور

نہایت عمدہ تھا اس قسم کے تین جہاز ہیں۔ امپریس آف جاپان۔ امپریس آف چائنا
 امپریس آف انڈیا۔ یہ تینوں جہاز ہانگ کانگ سے باکوبا کو جاتے آتے رہتی ہیں
 ہانگ کانگ کا یہ جزیرہ ۱۸۳۹ء عیسوی سے گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ میں ہے
 اسکا طول نو میل اور عرض دو میل سے چھ میل تک ہے۔

۱۸۹۸ء عیسوی میں ہانگ کانگ کے مقابل تقریباً دو میل مربع ایک قطعہ اور
 قرب وجوار کے اور چند جزیرے بھی گورنمنٹ برطانیہ کو مل گئے ہیں جو مواقع جنگ
 کے لحاظ سے نہایت مفید ہیں اس لئے کہ جنگی اصول پر اس مقام سے جزیرہ ہانگ
 کانگ پر گولہ باری ہو سکتی تھی۔ انگریزی حکومت کے قبضہ میں اس زمین کے آجانے
 سے وہ خطر و فح ہو گیا ہے اسکا مستقر و کٹور یہ شہر دریا کے کنارہ شمال کی جانب پہاڑ
 کے اوپر آباد ہے اسکی آبادی پہاڑ کے دامن سے اوپر کی طرف چوٹی تک چلی گئی
 ہے جسکی بلندی دو ہزار فٹ کے قریب ہے یہاں جب قدر رعایہ مزدور۔ تجارت پیشہ
 لوگ ہیں وہ سب چینی ہیں جس طرف دیکھو چینی ہی چینی نظر آتے ہیں اسجگہ بڑش گورنر
 رہا کرتے ہیں اسکے سوا ایک جہل مع اسٹاف کے اور ایک پلٹن جسے ہانگ کانگ
 رجمنٹ کہتے ہیں ایک گرسن باٹری دو کمپنیں بڑش رجمنٹ کی یہاں ہمیشہ مقیم رہتی
 ہیں گو یہاں ہی انگریزی عملداری ہے مگر ہندوستان کے اور یہاں کے آئین و
 قوانین میں بڑا فرق ہے یہ بندر گاہ فری پورٹ ہے ہر ایک قوم اور ملت اور ہر ایک
 سلطنت کے جہاز خواہ تجارتی ہوں خواہ جنگی تجارتی اور جنگی دونوں غرضوں سے یہاں

آمدورفت کر سکتے ہیں کسیکو ممانعت نہیں یہاں کسی چیز کا محصول ہی نہیں لیا جاتا اسلئے کہ کسی چیز کا یہاں زیادہ خرچ نہیں سہے مرث ایک بحری اسٹیشن ہے۔

جرمن۔ فرانس۔ آسٹریا۔ جاپان۔ اٹلی وغیرہ سلطنتوں کے کانسل ہی یہاں رہتے ہیں اور سب یورپین سلطنتوں کے چیدہ چیدہ آدمی اس مقام پر نظر آتے ہیں۔

اگرچہ مجھے یہاں ہر طرح کا آرام تھا مگر مجھے شب و روز یہی فکر تھی کہ میں کسی طرح پیکن پائے تخت چین کو پہنچوں اس لئے کہ جنرل سرفروڈ گیسلی کمانڈنگ جاسٹا آکسپڈیشنری فورس اور سات آٹھ سلطنتوں کے کیمپ وہاں ہیں۔ اور پیکن کے اطراف میں بکسر قوم کے لوگ جو آمادہ وقتہ و فساد ہیں۔ اونکی تادیب کے لئے جو فوج جاتی ہو اس کے ساتھ میں ہی شامل ہو جاؤں اور لڑائی میں شریک ہو نیکا موقع مجھے مل سکے۔

میں نے جنرل گیزلی کو اس بارہ میں تحریر کیا اور جنرل صاحب سے بھی کہا کہ آپ جنرل گاس کاٹن صاحب کو لکھیں کہ وہ کسی صورت سے مجھے پیکن روانہ کریں غرض جہد رنجہ سے ممکن تھا۔ اپنی کوشش میں کوئی دقیقہ بینے فروگزاشت نہیں کیا۔ چودہ روز ہانگ کانگ میں مجھے اسی ترو میں گزر گئے پندہروین روز میں اپنے مکرے میں تنہا بیٹھا چین

کے ملک کا نقشہ دیکھ رہا تھا کہ میجر کیبل صاحب میرے پاس آئے اور مجھے پوچھا آپ پیکن کو کس روز روانہ ہوں گے میں نے ان کے اس سوال سے نہایت تعجب کیا اور ان سے کہا کہ ہنوز مجھے کچھ حکم نہیں ملا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہیڈ کوارٹرز میں آپ کا نام اون افسروں کے ساتھ لکھا دیکھا ہے جو سرفروڈ گیزلی کو اسٹاف

مین جانے والے ہیں۔ یہ خوشخبری سنتے ہی مین چیف اسٹاف افسر کرنل گارمین کے پاس گیا۔ اون سے اس خبر کی مجھے پوری تصدیق ہو گئی اسکے بعد جنرل مکینز صاحب نے یہی مجھے سرکاری طور پر اسکی اطلاع دی۔

چیف اسٹاف افسر نے مجھے لکھا کہ دنو اسانامی، جہاز جو ۱۸ ستمبر ۱۹۰۰ء عیسوی کو ہانگ کانگ سے پکین جانے والا ہے آپ کے لئے پایج مقرر کیا گیا ہے میرے اجاب نے میرے پکین جانے کی خوشخبری اور سرفرد گیزلی کمانڈنگ افسر چائینا اکسپڈیشنری فورس کے اسٹاف مین مقرر ہونے سے مجھے مبارکباد دی بہرین فور تہہ برگیڈ کے سب افسروں سے رخصت ہو کر اٹھائیسویں ستمبر روز جمعہ صبح کے وقت دنو اساجہاز پر گیا۔ دن کے بارہ بجے ہمارے جہاز کالنگراوٹھا ہانگ کانگ سے روانہ ہوا۔ تین روز دریا میں سخت تلاطم رہا بارش خوب ہوتی رہی۔ چوتھے روز مطلع صاف ہو گیا۔ آفتاب نکل آیا۔ جہاز میں جنبش کم ہو گئی۔ ۳۰ مارچ اکتوبر روز پختہ کو ساتویں روز ہمارا جہاز جزیرہ وائی ہائی وائی مین پہونچ گیا۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ انگریزی حکومت کے تحت میں ہے ۱۸۹۸ء عیسوی میں جب چین و جاپان میں لڑائی ہو کر چین کو شکست ہوئی تھی تو چین کی سلطنت کو ادا لائی تاوان جنگ کے لئے ایک کڑور اٹھارہ لاکھ پونڈ کی ضرورت تھی۔ برٹش گورنمنٹ نے یہ قرضہ باین شرط دینا منظور کیا کہ سلطنت چین جزیرہ وائی ہائی وائی کو اس رٹیم کی کفالت میں برٹش گورنمنٹ کے تفویض کردے سلطنت چین نے اس شرط کو منظور کر لیا۔

اور تبحر پورٹ آر تھروس کے اور صوبہ شانٹنگ جرمین کے قبضہ میں رہے وہی
 طح والی ہائی والی برٹش گورنمنٹ کے قبضہ میں دیدیا پورٹ آر تھرسے سو میل
 پر جنوب کی طرف والی ہائی والی ایک شہر ہے اور اسکے متعلق ایک جزیرہ لیوننگ
 اور کئی اور چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں انکے سوا زمین کا ایک اور قطعہ مل
 چوڑا جو خلیج کے ساحل پر واقع ہے اسی میں داخل ہے۔

جزیرہ میں گیارہ برج جدید طرز کے بنے ہوئے ہیں جن پر بڑی بڑی توپیں
 رکھی ہیں۔ لیکن اسکے شمال مشرق کی طرف سے جو اکثر بحری طوفان آتے رہتے
 ہیں۔ اور اسکے خشکی کی جانب پہاڑی بلندیاں ہیں انکی وجہ سے بالکل غیر محفوظ ہے
 سرکار انگریزی نے جو اسے لیا اس سے بڑا فائدہ ہوا اگر برٹش گورنمنٹ کے
 قبضہ میں یہ نہ آتا اور یورپ کی کوئی دوسری سلطنت اس پر اپنا قبضہ کر لیتی تو انگریز
 فوائد میں بڑا خلل واقع ہوتا۔

تھروڈ برگ کیڈ جیکلی کمان پر خیرل ریڈ صاحب تھے کچھ مدت سے وہ یہاں مقیم تھے
 گذشتہ ہفتہ میں انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ فوراً شانکا ہی کو ان میں پہونچکے
 اپنا قبضہ قلعہ پر کر لیں حسب حکم سرکار دو جنگی جہازوں میں تھروڈ برگ کیڈ وہاں کو
 روانہ ہوئی۔ لیکن ان سے پیشتر ایک جنگی جہاز نہایت سرعت سے شانکا ہی کو ان
 میں پہونچ گیا۔ بکسر لوگ برٹش فوج کے آنے کی خبر سنتے ہی قلعہ خالی کر کے
 فرار ہو گئے۔ اس جہاز کے کپٹن نے بندرگاہ میں لنگر کیا۔ اور دولت انگلشیہ کا

جھنڈا قلعہ پر چڑھایا دیا اسکے بعد تھرڈ برگیڈیہی وہاں پہنچ گئی۔ والی بالی والی۔ مین چار روز
 رہنے کا ہلکا اتفاق ہوا۔ اکثر اسباب ہمارے جہاز سے اوتار رہی گیا اور سیلون سیکشن
 یعنی جنگی غبارہ کا سامان۔ اور چار انجنیر ہمارے جہاز پر بٹھلائے ہی گئے اور ایک کشتی
 ہی ٹاکو پہنچانے کی غرض سے ہمارے جہاز کے عقب میں باندھی گئی اور اسٹوپر کو دو
 بجے کے وقت جہاز یہاں سے روانہ ہوا۔ اگرچہ ٹاکو تک یہاں سے صبح چوبیس گھنٹہ
 گھنٹہ کا راستہ تھا مگر چونکہ کشتی جہاز کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اسلئے اسکی رفتار بھی
 کر دی گئی تھی۔ اڑتالیس گھنٹہ میں شب چہلوشینہ کو ہم ٹاکو پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو کوئی
 جزیرہ یا بستی ہمیں نظر نہ آئی مگر بیچ بچیں جہاز جن میں بعض جنگی اور بعض ٹرانسپورٹ تھے
 ہمیں دکھائی دے۔ جہاز کے کپٹن سے معلوم ہوا کہ یہاں سے تھوڑی دور بڑھ کر دریا سے
 پہلو شروع ہوتا ہے اسکے قرب میں پانی دس بارہ فیٹ سے زیادہ گہرا نہیں ہے
 اسواسطے کوئی جہاز آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بچین کے پاس اسی مقام میں دفعتی جہاز
 اگر کھڑے رہا کرتے ہیں ٹاکو کا قلعہ یہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ
 واقع ہے یہاں سے دفعتی کشتی میں بیٹھ کر وہاں پر جاتے ہیں اگرچہ اسوقت ایک
 دفعتی کشتی تیار تھی جس میں تمام افسر سپاہی اور گھوڑے ٹاکو جاسکتے تھے لیکن دریائے
 تلاطم زیادہ تھا اسلئے کپٹن نے کہا کہ جب تک دریا کو سکون نہ ہوئے میں کشتی کو
 جہاز کے پاس نہیں لاسکتا اور ورنہ تک سمندر میں جوش رہا اور ہم اسی جگہ رہے یہاں
 انگریزی گورنمنٹ کے دو تار پیڈ و بولٹ اور دو کروڑ اور بھی کھڑے تھے انکے

سواجرمن کے چارہ جاپان کا ایک۔ اسٹریٹ۔ اور فرینچ کے دو دو جہاز یہاں پر موجود تھے
 روسی جہاز یہاں نہ تھے ان کے جہاز پورٹ آرٹھر میں رہتے ہیں جو یہاں سے تقریباً ڈیڑھ
 میل پر مشرق کی طرف سے یہاں سے یکن جانے کے دور استے ہیں ایک ٹاکو سے
 رہتے کہ کشتی پر سوار ہو کر دریائے پیہو کے راستے سے جاتے ہیں اور دوسرا وہ راستہ
 ہے کہ بارہ میل سیہو تک کشتی میں جاتے ہیں۔ اور وہاں سے ریل میں براہِ ٹخس یکن کو
 پہونچتے ہیں اگر منزل بمنزل جانا چاہیں تو اسی راستے سے براہ پیہو یکن کو جاتی ہیں
 پیہو چین میں بڑا مشہور دریائے یکن ٹخس دو تون شہر اسکے کنارہ آباد ہیں پچلی میں
 جا کر یہ دریائے سمندر میں مل جاتا ہے۔

”اسراکٹو پر روزِ پنجشنبہ کو ایک دھانی کشتی ہمارے جہاز کے پاس لائی گئی آئین
 کل بافر مع گھوڑوں اور سامان کے سوار ہوئے۔ کشتی روانہ ہوئی اسی روز شام کی وقت
 یامین ہاتھ کی طرف ہٹا کر کوا قلعہ نظر آیا یہ قلعہ چین کے مشہور مقامات سے ہے۔
 اور دریائے ملاہو سے چند روز قبل جو یہاں جنگ ہوئی تھی اوسکا احوال اس مقام
 پر تحریر کیا جاتا ہے۔“

جنگِ طاکو

یکن پائے تخت چین میں جب یکسرون نے دول یورپ کے سفیرون کا محاصرہ
 کر لیا اور دول یورپ کی طرف سے شہنشاہ چین کو اون کے بارہ میں لکھا گیا تو شاہ چین نے

یہ جواب دیا کہ بکسرون نے جو سلوک کک دوسرون کے ساتھ کیا ہے وہ سلوک ہمارے ساتھ بھی کر رہے ہیں یہ لوگ اس قدر طاقت ور اور سرکش ہو گئے ہیں کہ ہماری حکومت کو بالکل خیال میں نہیں لاتے۔ جب دول یورپ نے شاہشاہ چین کو بکسرون کی تہذیب و تمدن اور ان کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے سے عجیب و غریب اور اپنے سفیروں کی نازک حالت پر غور کیا کہ وہ ایک زمانہ سے محصور ہیں اور انکی نجات کا کوئی راستہ نہیں نکل سکتا تو یورپ کی ہر ایک سلطنت نے اس موقع پر اپنی قوت سے کام لینا چاہا۔ یہاں تک کہ دول یورپ کی فوجیں بکسرون کے فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے پکین کے قریب پہنچ گئیں۔ پہلے پہلے سرکار انگریزی کے دو جنگی جہاز جنہیں سے ایک کا نام ٹریبل اور دوسرے کا پاورفل تھا۔ زیر حکم ایڈمرل سمور۔ واڈمرل بروس کے قلعہ تاکو کے قریب آ پہنچے۔ چونکہ یہ مقام پکین کے راستہ میں واقع تھا اس موقع پر ضرور تھا کہ آگے بڑھنے سے پہلے اسے اپنے قبضہ میں لے لیتے لیکن قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم تھا اور اسپر جرمن ساخت کی عمدہ عمدہ توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ اور یکاخی چین کا سپاہ سالار جو رشتہ میں شاہشاہ چین کا بہنجا تھا۔ پانچ ہزار فوج کے ساتھ اسکی حراست پر متعین تھا اس لئے اسکا فتح کرنا آسان نہ تھا سر سمور نے جو ایک بڑے مدبر اور بحری فوج کے تجربہ کار افسر تھے یہ خیال کیا کہ اگر دوسرے اون جہازوں کا انتظار کیا جائے جنہیں جنرل سرفورڈ گیزلی کے ساتھ انگریزی فوج آ رہی ہے معلوم نہیں کہ بکسرون کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اور ان سفیروں کی ایک

زمانہ سے کچھ خبر ہی معلوم نہ تھی سر سمور نے چاہا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو اپنی فوج کو وہاں
لیجا کر سفیروں کو اس مہلک سے نجات دلایں اس واسطے انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا
کہ جس طرح ہو سکے اپنی موجودہ فوج ہی سے کوئی تدبیر کر کے یہ قلعہ لے لیا جائے۔

اقتاب غروب ہوتے ہی ایڈمرل صاحب نے دونوں جہازوں کے افسروں کو
حکم دیا کہ ہر ایک جہاز سے پان پان سو آدمی کشتیوں پر سوار ہو کر صبح صادق سے
پہلے پہلے روانہ ہو جائیں اور طلوع آفتاب سے قبل بندر گاہ ٹاکو پر پہونچکے قلعہ پر حملہ آور
ہوں افسران فوج کو ایڈمرل سمور صاحب نے یہی بتا دیا کہ جنرل یکاشی کو یہ معلوم ہو چکا
ہے کہ ہمارے جہاز قریب پہونچ چکے ہیں انہوں نے اتنا کہ برجون پر سے اپنے
توب خانہ کو فیر کا حکم جو نہیں دیا غالباً اونکا یہ خیال ہو گا کہ پہلے ہماری طرف سے لڑائی
کی ابتدا ہو۔ اور پہلے ہم فیر کریں۔ یا اونکا یہ مقصد ہو گا کہ ہم قلعہ کے قریب پہونچ کر
اون کی توپوں کی زد میں آجی ہی طرح سے آجائیں بہر حال انہیں کسی طرح یہ خیال
نہیں ہے کہ ہم جہاز سے اتر کر ایک قلیل جماعت کے ساتھ اون کے استوار قلعہ
پر حملہ آور ہوں گے۔ اس صورت میں اگر ہماری فوجی کشتیاں روانہ ہونگی تو قلعہ کے
جنوبی جانب بندر گاہ کو روانہ ہونگی۔ اسی وقت ہم اپنے دونوں جہازوں سے جس قدر
عجالت کے ساتھ ممکن ہو گا شیل کے گولے شمالی طرف سے کثرت سے قلعہ پر اتریں گے
تا کہ قلعہ میں ہل چل مچ جائے اور سب لوگ ہمارے جنگی جہازوں کے وقع کی طرف
متوجہ ہوں چونکہ ہمارے جہازوں کا موقع قلعہ کی مشرقی سمت کو ہے اور بندر گاہ

جنوب کی طرف واقع ہے اس لئے حملہ آور کشنیوں کی طرف اونکا خیال کسی طرح رجوع نہ کریگا اور ہماری فوج بلا فراحت بندرگاہ میں پہنچ جائے گی۔

تمام شب افسران فوج اور سپاہی حملہ کی تیاری میں مصروف رہے حقیقتہً یہ ایک بڑا معرکہ کا کام تھا۔ سامنے یہ ایک نہایت حصین و استوار قلعہ تھا جہیں پانچ ہزار سپاہ مسلح دشمن کی تاک میں موجود تھی۔ اور ادھر صرف ایک ہزار آدمی تھے جو اس ہم کے سر کرنے کو جانے والے تھے اس اثنائے شب کے بارہ بجے پاورفل جہاز کے پیچھے سے کچھ فاصلہ پر یکایک سپرچ لاسٹ دکھائی دی جس سے معلوم ہوا کہ کوئی اور جنگی جہاز آرہا ہے یہ برقی روشنی ہوتی ہے جو موقع خطر سے بچنے کے واسطے دکھائی جاتی ہے سگنل سے معلوم ہوا کہ یہ جاپان کا جنگی جہاز ہے اس کیفیت کے معلوم ہوتے ہی سر سیمور ایڈمرل نہایت خوش ہوئے اوہوں نے فوراً ہیملیو کے ذریعہ جاپانی جہاز کے خبر لے کر اپنے جہاز پر بلایا۔ جب جاپانی ایڈمرل آیا تو سر سیمور نے اپنا ارادہ اس ظاہر کیا اور جو انتظام اوہوں نے حملہ کے لئے کیا تھا اس سے اطلاع دیکر دریافت کیا کہ آپ ہماری مدد کے لئے کتنی جاپانی فوج روانہ کر سکیں گے جاپانی ایڈمرل نے پانچ سو سپاہی دینے کا وعدہ کیا اور یہ کہا کہ صبح کو گولہ بازی میں ہی ہمارا جہاز انگریزی جہازوں کے ساتھ شریک رہے گا۔ غرض صبح صادق سے قبل تینوں جہازوں نے قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی اور اسی وقت ہمارے انگریزی اور پانچو جاپانی سپاہ کشنیوں میں سوار ہو کر بندرگاہ کو روانہ ہوئی۔

جس وقت یہ چھوٹی کشتیان جنگی جہازوں سے جدا ہو کر چلی تھیں اس وقت ان کی حالت نہایت خطرناک تھی اگر اہل قلعہ کی ذرہ نظر ہی اونپر پڑ جاتی تو چند گونہ نہیں وہ ان سب کو غرق کر سکتے تھے۔ ٹریبل اور پاورفل جہازوں نے قلعہ پر اس مستعدی اور سرعت سے گولہ باری کی کہ قلعہ کے تمام لوگ جو خواب غفلت میں بیڑے تھے اور انوکا یہ خیال تھا کہ دن نکلنے کے بعد قلعہ کے برجوں پر سے جہازوں پر گولہ انداز کر نیگے ایسے اضطراب اور بدحواسی کے ساتھ اوٹھ کر جہازوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ بندرگاہ کی کسی نے خبر تک نہ لی اور یہ سب کشتیان خمین صرف پندرہ سو دلاور سپاہ تھی بلا مزاحمت کسی کے خیر و سلامتی کے ساتھ روز روشن ہونے سے قبل ہی بندرگاہ میں پہنچ گئیں اور خشکی میں کل سپاہ آرام سے جا اوتری اس موقع پر جرمنی اور روس اور فرینچ کے لوگوں کا بیان ہے کہ ان سلطنتوں کی فوجیں بھی اوس وقت میں دوسری جانب سے پہنچ گئی تھیں اور ٹاکو کے قلعہ پر حملہ کرتے وقت یہ کل سپاہ شریک تھی مگر صورت واقع پر غور کرنے سے اس بیان کی صحت باور نہیں کی جاسکتی اور صحیح یہ امر ہے کہ یہ فوجیں انگریزی فوج کے اول حملہ کی وقت نہیں پہنچی تھیں اور شریک حملہ نہیں تھیں۔

غرض انگریزی اور جاپانی سپاہ قلعہ پر حملہ آور ہوئی۔ اودھر شمالی جانب میں تین جنگی جہازوں سے بھی زور و شور سے گولہ باری ہو رہی تھی کہ قلعہ کا جنوبی حصہ دو گھنٹہ کے اندر اندر دولت انگلشیہ اور جاپان کے ہاتھ آگیا۔

اس لڑائی میں جو افسر شریک تھے اور ہونو نیاپن کے لوگوں کی بہادری و جرات کا جو احوال مجھے بیان کیا وہ نہایت تعریف کے قابل ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ جاپان کو کل پانسو سپاہی تھے اور قلعہ پر جدہر سے اونہیں چڑھنا تھا اور ہر چڑھائی نہایت سخت تھی مگر یہ لوگ کمال جرات اور ہمت سے چڑھ رہے تھے اور دشمن کے گولوں سے گر جاتے تھے مگر ان کی دلاوری اور بہور میں کسی قسم کا فرق نہ آتا تھا اس معرکہ میں ان کے جو سپاہی خمی ہوئے ڈاکٹر لوگ فوراً ان کو اپنی اہتمام میں لے لیتے اور ان کی مرہم پٹی میں مصروف ہو جاتے تھے اور ہر ایک کام اس ہمت و مستعدی سے کیا جاتا کہ جس سے اہل جاپان کی نہ صرف بہادری بلکہ اس سے ان کا ہر ایک انتظام قابل تعریف سمجھا جاتا تھا جنوبی جانب میں قلعہ ٹاکو کے جو دروازہ تھا وہاں کے دربان اور سپاہی آرام سے بے غم سو رہے تھے ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ کوئی فوج اونپر حملہ کرے گی بلکہ جو سپاہی اس وقت ہوشیار تھے وہ بھی فیصلوں پر چڑھ کر جہازوں کا تماشہ دیکھنے میں مصروف تھے اس اشار میں انگریزی اور جاپانی فوج باآسانی قلعہ میں داخل ہو گئی باہر سے قلعہ کے اندر پہنچے تک انگریزی فوج کے کل سات اور جاپانی فوج کو نو سپاہی مارے گئے چینیوں کے تقریباً سو بیڑہ سو آدمی مقتول ہوئے اس وقت اہل قلعہ نے جتنی توہین کہ قلعہ پر تھیں ان سب کے منہ جنگی جہازوں کی طرف کر کے گولہ باری شروع کر دی لیکن گہرا ہٹ اور اضطراب سے جو گولے چلائے جاتے وہ سب ہوائی ہو جاتے تھے ان سے جہازوں کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچتا تھا۔

یکاشی کو جس وقت یہ خبر پہنچی کہ یورپین فوج جنوبی دروازہ سے قلعہ میں

داخل ہو گئی اور جاپانی فوج بھی اون کے دوش بدوش چلی آرہی ہے اس خبر کے سنتے ہی اوس کے ہوش اوڑ گئے اوس وقت اوسے جنرل جیٹ سے لازم تھا کہ اپنی فوج کی دل افزائی کر کے اون کی ہمت بڑھاتا اور حملہ آوروں کی مدافعت پر اونہیں آمادہ کرتا۔ اس لئے کہ پورا قلعہ ابھی تک چینیوں ہی کے قبضہ میں تھا دن بھی ہنوز پورا روشن نہیں ہونے پایا تھا وہ اس وقت میں بہت کچھ تدبیر کر سکتا تھا مگر بجائے تدبیر جنگ کے اوس نے خود سب سے پہلے اپنے بھاگنے کی تیاری کی۔

ملک چین میں یہ بات مشہور ہے کہ بڑے بڑے فوجی افسر شاہنشاہ اور جب کہیں جنگ پر جاتے ہیں یا اونسپر کوئی دشمن کہی چڑھ آتا ہے تو لڑائی سے پہلے اپنے بھاگنے کا انتظام اور بھاگ کر چھپ رہنے کا مقام تجویز کر رکھتے ہیں۔ تا بحال شکست دشمن کے قبضہ میں نہ آجائیں چنانچہ جب وقت شاہنشاہ چین نے سنا تھا کہ انگریزی جہاز اور فوج آرہی ہے تو اوس نے (۱۲۰) میل کے فاصلہ پر اپنی شکار گاہ میں اپنے پناہ گیر ہونے کے لئے مقام تجویز کر لیا تھا۔ اور جب جہاز اور فوج قریب پہنچ گئی تو امپریس اور چند ممبران رائل فیل کے ساتھ اپنے ہتھنگ سیٹ کو روانہ ہو گیا یکاشی تے ہی بھاگ کر اپنے چہنیے کا وہی مقام مقرر کیا تھا اور قلعہ ٹاکو سے شاہی شکار گاہ تک جو تقریباً ڈہائی سو میل کا فاصلہ تھا کھارون کی ٹاک بٹھا رکھی تھی کہ جب وقت قلعہ ٹاکو میں اوسپر عرصہ

ننگ ہو تو قلعہ چھوڑ کر شاہشاہ کے پاس باسانی پہنچ جائے یکاشی نے جب سنا کہ انگریزی اور جاپانی فوج قلعہ کے اندر آگئی تو اہل قلعہ کو بحال خود لڑتا چھوڑا اور پاکی میں سوار ہو کر قلعہ کے چور دروازہ سے بہاگ نکلا اور شاہشاہ چین کے پاس شکار گاہ کو چل دیا۔

چونکہ کثرت گولہ باری سے قلعہ میں ایک عظیم تہلکہ پڑ گیا تھا اس لئے چینی فوج کے تمام افسروں نے ملکر چاہا کہ جنرل یکاشی کے پاس جائیں اور اس سے کچھ تدبیر بوجھیں۔ لیکن جب جنرل صاحب کو دیکھتے ہیں تو ان کا پتہ نہیں تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ چینیوں کے دستور کے بموجب جنرل صاحب میدان جنگ کو چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی غرض سے فرار ہو گئے یہ سنتے ہی تمام فوجی افسر بیدل ہو گئے اور یہ خبر طرفۃ العین میں تمام لشکر میں شہر ہو گئی۔ جتنے چینی افسر تھے جد ہر اڑکا جی جا با بہاگ نکلے۔ یہہ دیکھ کر جو گولہ انداز کہ قلعہ کے برجوں پر سے گولہ باری کر رہے تھے وہ بھی تو بین چھوڑ چھوڑ کر بہاگ گئے۔ بچوں اور عورتوں سے تو قلعہ اس سے پہلے ہی خالی ہو چکا تھا قبل از طلوع آفتاب مردوں سے یہی خالی ہو گیا۔ جاپانی فوج کو چینیوں کے ساتھ لڑنے سے پہلے تجربہ ہو چکا تھا اور ان کو معلوم تھا کہ چینی فوج دشمن کا دباؤ پڑتے ہی بہاگ نکلتی ہے انہوں نے بلند بون پر سے جب چینیوں کو بہاگتے دیکھا تو انگریزی فوج کے کمانڈر کو مبارکباد دی اور کہا کہ اب آگے بڑھنے میں ہلکی نہ کیجئے اگر سبھی آگے بڑھیں گے تو جہاز کے گولوں سے آپ کی فوج کو خیر و نقصان

پہونچے گا چینی فوج کو آپ اطمینان سے بہاگ جانے دیجئے اور قلعہ کی فصیل پر
سے ہیلیوگراف کے ذریعہ اشارہ کیجئے تاکہ جہازوں پر سے گولہ اندازی موقوف
کر دیں اور جہاز بندرگاہ کی طرف بڑھے جائیں۔

چنانچہ جاپانی افسروں کی رائے کے مطابق انگریزی فوج میں ہی عمل کیا گیا
بلند جگہوں پر چڑھ کے دور بینوں سے دیکھا نو ساری چینی فوج جسکا جدہر کو منہ اڑتا
اودہر کو بہاگتی جاتی نظر آتی تھی۔

جسوقت قلعہ کے برجوں پر سے توپوں کا چلنا موقوف ہو گیا تو خبر لے سر سیمور کو
یہ شدید پیدا ہوا کہ ہماری سپاہ جو کشینون میں گئے ہیں شاید چینی فوج نے اسے آتے
دیکھ لیا ہے اور ہماری فوج سے مقابلہ کر رہی ہے اس خیال سے انہوں نے اپنے
جہاز کو بندرگاہ کی طرف بڑھایا اتنے میں انگریزی فوج کے افسروں نے قلعہ پر
سے یہ سنگل دیا کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا ہے جہازوں کو آگے بڑھاؤ۔ دونوں جہازوں
پر یہ سنگل وقت واحد میں پہونچا اس فتح کی خبر معلوم ہوتے ہی جہاز کے سپاہیوں
نے اس زور و شور سے خوشی کے نعرے مارے کہ جسکی آواز قلعہ کی فصیل تک پہونچی
طرفہ اعمین میں دونوں جہاز لنگر گاہ پر پہونچ گئے اور ٹاکو کا مستحکم قلعہ دولت
انگلشیہ کے ہاتھ آ گیا بکسرون نے دول خارجہ کے سفیرون کو پیکن میں جو محصور
کر رہا تھا اور یہاں تک تنگ کر دیا تھا کہ کسی طرف سے کھانے پینے کا سامان اونکے
پاس کچھ بچا سکتا تھا۔ جب اون کے پاس کھانے کی جنس کم رہ گئی تو اوہ انہوں نے

چاہا کہ شاہنشاہ چین سے رسد کے باب میں کچھ مدد مانگیں یہ سفیر جس مکان میں رہتے تھے وہ ایوان شامی سے بالکل متصل نہا صرف ایک دیوار اونکے درمیان حائل تھی اور ایک نہر مکان سفارت سے ایوان شاہی میں جالی تھی اور سوت سر میگڈ انلڈ سفردولت انگلشڈ نے چاروں طرف کے راستے سدود دیکھ کر اس نہر کی موری کے راستہ سے ایک شخص کو شاہنشاہ چین کے محل میں بھیج کر یہ کہلوایا گو آپ بکسرون کے ہاتھ سے تنگ آگئے ہیں اور فوجی کمک ہمیں نہیں دے سکتے ہیں مگر اس نہر کے ذریعہ کہانے پینے کا سامان تو کچھ ہمیں بھیج سکتے ہیں سفرون کا خیال تھا کہ شاہنشاہ کہانے پینے کا کچھ نہ کچھ سامان ہمارے لئے ضرور بھیجیں گے اور وقتاً فوقتاً وہ اسکا خیال رکھینگے بخلاف اسکے شاہنشاہ نے دو بڑے بڑے تر بوز بھیج دیے اور کہلا بھیجا کہ جیسے کہانے پینے کی تنگی آپ لوگوں پر ہے ویسا ہی حال ہمارا بھی ہے۔ اس وقت یہ دو تر بوز حاضر ہیں انکو بھیجا مونس

لیگنشن میں جو لوگ موجود تھے اونہیں سے میرے بعض دوست بیان کرتے تھے کہ افسرون کو اور اونکی بیون۔ اور بچوں کو بایس روز تک برابر نصف خوراک ملتی رہی تمام افسر اور اون کے ہمراہی اور ملازم جو لیگنشن میں موجود تھے باری باری سے اپنے اپنے وقت پر پرو دیتے تھے اور بکسرون کے دفع کے لئے نہایت دلیری سے بندوقین چلاتے تھے سفارت گاہ کو اونہوں نے اپنی طرح استوار کر لیا تھا اگر اون کے پاس خوراک موجود رہتی تو نہایت اطمینان کے ساتھ وہ

بکسرون لڑتے اسپر ہی روزمرہ لڑائی ہوتی اور گولے گولیاں چلتی رہتی تھیں۔ جتنے دنوں تک لڑائی رہی وہ جنگ کے عادی ہو گئے دشمن سے لڑنا اور اوسکا دفع کرنا۔ اوس کے معمولی کاموں میں داخل ہو گیا تھا۔

میرے ایک دوست بیان کرتے تھے کہ ایک روز شام کے وقت مس میگلڈ ^{انلڈ} کے پاس میں موجود تھا اون کے بچے ٹینس کورٹ میں کھیلنے لگے چلے گئے۔ مس میگلڈ ^{انلڈ} نے اون سے کہا بیٹا وہاں بنانا بکسرون کی گولیاں آتی ہیں۔ کہیں تمہیں کچھ نقصان نہ پہونچے لیکن بچوں نے روزمرہ کا کام سمجھ کے گولیوں کی کچھ پرواہ نہ کی اور کھیلنے کو چلے گئے اور بمشکل واپس بلائے گئے۔

جب شاہنشاہ چین نے سنا کہ قلعہ ٹاکو انگریزی فوج نے فتح کر لیا اور اوسکے جہاز اور فوج پکین کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے تو شباشب مع اسپرس اور چند ممبران رائل فیملی اور حشم و خدام کے اپنی فسکار کا کیطرف جو وہاں سے (۱۲۰) میل کے فاصلہ پر تھی کوچ کر دیا۔ اور وہاں جا کر سپاہ گزین ہوا۔ لیکن بکسر برابر لڑتے اور سفیرون کا محاصرہ کئے بڑے تھے۔

جب شاہنشاہ کے فرار ہونے کی خبر سفارت گاہ میں پہونچی تو سب کو بڑی خوشی ہوئی اور اونہیں اطمینان ہو گیا کہ اب ہماری فوج قریب آگئی ہے اوسوقت اون کے پاس صرف تین ہی دن کے کھانے کا سامان باقی رہ گیا تھا مسٹر میگلڈ ^{انلڈ} نے یہ معلوم کرتے ہی اپنے ایک چینی ملازم کو بہت بڑے انعام کا امیدوار کر کے

ایک خط دیا اور شہر کے راستہ سے اسے روانہ کیا خط میں اونہوں نے اپنا تمام حوالہ لکھ دیا اور قاصد سے زبانی کہا کہ جہان کہیں کوئی شخص یورپ والوں میں سے جہتھے ملجائے تو یہ خط اسے دیدینا۔

ادھر قلعہ ٹاکو پر جب انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا تو سر سیمور کا جنگی جہاز ٹریبل لنکر گاؤں میں پہنچا۔ وہ خود جہاز سے اتر کر قلعہ میں آئے اور وہاں کاکل انتظام اونہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا شام تک جنرل گیزلی ہی چار جہازوں میں فرسٹ اور سکنڈ برگیڈ کے ساتھ ٹاکو میں پہنچ گئے اس جگہ پہنچ کر اونہیں جب معلوم ہوا کہ ٹاکو کے قلعہ پر اپنا قبضہ ہو گیا اور شاہنشاہ چین اپنی دارالسلطنت سے بھاگ گیا ہے تو جنرل گیزلی نے اپنی فوج کو چار حصوں پر منقسم کر کے پکین کا ارادہ کیا اس اثنائے میں جرمن فرینچ اور روس کی فوجیں بھی پہنچ گئیں۔ بکسرون نے ان فوجوں کے آنے کی خبر سنی تو سفارت گاہ کا محاصرہ چھوڑ کر فوراً بھاگ گئے جنرل گیزلی کی سکنڈ برگیڈ کو جو اس وقت پکین کے جنوبی جانب حملہ آور ہو رہی تھی شاہنشاہ چین کی فوج کے اور بکسرون کے کچھ آدمی شہر سے بھاگتے ہوئے ملے۔ دسویں بجال لائنز سے ایک روز مقابلہ ہی ہوا۔ لیکن چینی فوج کچھ ایسی شکستہ خاطر اور بد دل تھی کہ ان کے قدم جم نہ سکے اور اول ہی دہلیز میں فرار ہو گئی۔ جنرل گیزلی اور کچھ فوج جاپانیوں کی شام کے پانچ بجے کے قریب پکین کے پاس پہنچی۔ روس۔ جرمن اور فرینچ کی فوجیں بھی ان کے عقب میں تھوڑے فاصلہ پر تھیں۔ چونکہ بکسرون ان کے پہنچتے ہی پکین

سے سب بہاگ گئے تھے جنرل صاحب پیکن مین پہونچنے کے ساتھ ہی مع افسروں کے ایوان سفارت میں داخل ہو گئے۔ اوسوقت محصورین کو جو کچھ خوشی تھی بیان سے باہر ہے۔

سٹرمیکڈر ایلڈ نے جنرل گینزلی سے ہاتھ ملایا اور سب افسروں نے اونہیں مبارکباد دی دوسرے روز تک یورپ کی باقی ماندہ فوجیں ہی وہاں داخل ہو گئیں اور باہمی مشورے سے یہ قرار پایا کہ شہر کے جنوبی جانب روسی فوج اوترے اور شمالی جانب مین جرمنی فوج کی فرود گاہ رہے اور مغربی طرف انگریزی فوج کیمپ کرے اور مشرقی سمت مین فرینچ فوج مقیم ہو۔

چنانچہ جنرل گینزلی صاحب نے جنرل ریچرڈسن صاحب کو کوس کے برگینڈ کے ٹیل آف میون مین اوتار اور سنار مین اسٹورٹ کوتار ٹرسٹی مین ٹھیلاپا۔ اور خود ایوان سنار کے قریب ایک شاہی مکان مین فروکش ہوئے چین مین پیکن سے جنوب مغرب کی طرف تقریباً ساتھ کوس کے فاصلہ پہل ایک پٹا شہر پوتنگ ہے اس شہر مین مشنری کے امریکن اور فرینچ چالیس آدھ میون کو چینییون نے قتل کر ڈالا تھا۔

پیکن مین یورپ مین افواج پہونچنے کے دو ہفتہ بعد یہ خبر ہی آئی کہ پوتنگ نو مین بکسر لوگ جمع ہو رہے ہیں اور انکارا وہ ہے کہ پیکن مین دوسری سلطنتوں کی جو افواج ہے اوسپر حملہ کریں اوسوقت سب یورپ مین سلطنتوں کے اتفاق سے تمام

یورپ میں افواج کے کمانڈر انچیف کونٹ والڈرسن تھے۔

کاونٹ موصوف نے یہ خبر سنتے ہی حکم دیا کہ ہر ایک سلطنت کی تہوڑی تہوڑی فوج لیجاسے اور پانچ ہزار فوج پوٹنگ فوکوروانہ کیجاسے جنرل گینزلی نے برٹش فوج میں سے ایک رسالہ ایک پلٹن اور ایک توپخانہ لیا اور افواج متفقہ کے ساتھ پوٹنگ فوکوروانہ ہوئے جرمن۔ فرینچ اور جاپانی فوج ہی اون کے ہمراہ ہوئی۔ روسیوں کی فوج اس میں اس لئے شریک نہ تھی کہ ایک ہفتہ قبل سپین کو چھوڑ کر نیچریا کی طرف چلی گئی تھی جنرل گینزلی ان تمام افواج کے ساتھ نوین روز پوٹنگ فوج داخل ہوئے لیکن اس فوج کی آمد کی خبر سن کر تمام بکسر لوگ منتشر اور پراگندہ ہو گئے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ اب میں اپنے ٹاکو سے روانہ ہونے کا حال تحریر کرتا ہوں۔

ہم ٹاکو سے روانہ ہو کر شام کے چہرے سیدھ پہنچے۔ یہاں گھوڑے توکشی سے اتار لئے گئے مگر تمام افسر جس اسٹیشن آئے تھے اسی میں رہے دوسرے روز صبح کو نو بجے سب افسر ریل میں سوار ہوئے۔

تیس سال کا زمانہ ہوا کہ گورمنٹ چین نے ٹاکو سے سپین تک ریلوے لائن بنوائی تھی۔ اسکا اکثر حصہ انگریزی انجینئروں کی تجویز سے تیار ہوا ہے لیکن ریل کو چینی لوگ ہی چلاتے تھے جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی اور چینی فوج نے شکست کھائی تو اس ریلوے لائن پر حملہ آور سلطنتوں نے باتفاق باہمی قبضہ کر لیا تھا۔ مگر اسکا انتظام جرمن۔ فرانس۔ جاپان انگریزی حکومتوں کی رضامندی سے روس کے

سپر کر دیا گیا تھا۔ اسلئے کہ جب پکین پر دول متحدہ کا قبضہ ہو گیا تو اس ریلوے کے متعلق بحث پیش ہوئی۔ چونکہ جرمن - فرانس - برٹش وغیرہ سلطنتوں کی فوجوں میں انجنیئر اور ریلوے لائن کے انتظام کرنے والے آدمی موجود نہ تھے اور راسی فوج میں انجنیروں کی دو کمپیاں موجود تھیں اس لئے اس کا انتظام انہیں کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اس وقت سیہو سے پکین تک سب ریلوے لائن پر روسی لوگوں کے ادٹ پوسٹ تھے لیکن ریلوے لائن تمام دول متحدہ کے کا آتی تھی۔ بارہبے ہماری ٹرین ٹیچسن پہنچی۔ مین اور میجر وٹل صاحب کی سرپرٹ کے بنگلہ میں اترے۔ ملک چین میں ٹیچسن مشہور شہر ہے حال میں لڑائی کے وقت چین کی فوج اس شہر میں جمع تھی اس لئے یورپین افواج کو اس شہر پر بھی گولباری کرنی پڑی تھی گو لون کے صدر مون سے شہر کا تمام شمال حصہ چین اکثر بڑی بڑی عمارتیں تھیں۔ خراب اور ویران ہو گیا تھا۔

چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہوئے کہ قباخان نے اس مقام سے ایک نہر نکالی تھی تاکہ چین سے کانٹین جانے میں آسانی ہو جائے یہ نہر نہر اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ اور دنیا کے عجائبات میں سے ہے چھ سو میل بہ کر دیائے ہوٹانگ اور یانگ ٹشی پر سے گذرتی ہوئی یانگ چونگ پہونچکر سمندر میں گرتی ہو یہاں پہونچنے سے پہلو معلوم ہوا کہ قلعہ یونگ فو اور اوسکے اطراف میں تیس ہزار چینی لوگ تھے اور امکا ارادہ تھا کہ چین پر حملہ کریں اس واسطے تمام سلطنتوں کے

اتفاق سے ہر ایک سلطنت کی فوج میں سے تھوڑی تھوڑی فوج جمع کر کے پانچواں
 فوج وہاں بھیجی گئی تھی۔ اس میں سے جرمن۔ برٹش برگائیڈیں۔ سے روانہ ہو چکے ہیں
 انگلش برگائیڈ کے ساتھ خود جنرل گینرلی گئے ہوئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں
 ایک بڑی سرکہ آرائی ہوگی چونکہ مجھے میدان جنگ میں جانے کا کمال شوق تھا۔
 افسر کمانڈنگ ٹینکس سے ملا اور اون سے کہا کہ مجھے جنرل گینرلی صاحب کے اٹھان
 میں شریک ہونا ہے جو فرسٹ برگائیڈ کے ساتھ ہیں۔ پوٹنگ فو کو روانہ ہو چکے
 ہیں۔ آپ پوٹنگ فو کو میری روانگی کا انتظام کر دیجئے تاکہ میں اون کے پاس
 جلد پہنچ جاؤں۔ افسر کمانڈنگ ٹینکس نے کہا کہ اور پلٹن آج شام کو ریل پر سے
 یہاں اترے گی۔ اور اسی وقت کشتیوں میں سوار ہو کر پوٹنگ فو کو روانہ ہو جائی
 اگر آپ ان کے ساتھ جائینگے تو پانچویں روز جنرل گینرلی صاحب کے کالم سے
 مل جائینگے لیکن کشتیاں چھوٹی چھوٹی ہیں انہیں گھوڑے نہیں جاسکتے۔ آپ کو
 گھوڑے چھوڑنا پڑینگے۔ اور اگر گھوڑے ہی ساتھ لیجانا منظور ہے تو کچھ توقف
 کرنا چاہیے۔ ایک ہفتہ کے بعد سوار فوج روانہ ہوگی اوسکے ساتھ گھوڑے ہی جائینگے
 چونکہ میں سے فوج روانہ ہو چکی تھی۔ اور مجھے نہایت جلد سرفرو گینرلی صاحب کے
 پاس پہنچنا تھا اگر دیر ہو جاتی تو میں اون کے ساتھ میدان جنگ میں شریک
 نہو سکتا۔ اس واسطے میں نے اپنا کل سامان اور گھوڑے اپنے اڑولی مولا بخش خان کے
 ساتھ ٹینکس میں چھوڑ دئے اور لونی فارم کے کوٹ اور برہیس کے سوا جو پھینے

ہوئے تھا ایک خاکی کوٹ اور برعجیس اور دو فلائین کے شرٹ اور ضروری بستر
 ہمراہ لے لیا۔ اور ۱۳ ابراہیم کٹو برٹ ۱۹۰۰ عیسوی روز شنبہ کو شام کے پانچ بجے اور
 پلٹن کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر پوٹنگ فو کو روانہ ہوا۔ اور پلٹن کے کل تین سو
 سپاہی تھے اور اسکے کمانڈنگ کپٹن داؤد خان تھے کپٹن پرائڈ اس جہنٹ کے
 ساتھ ایکٹنگ افسر تھے تیس تیس سپاہی ایک ایک کشتی میں بٹھلائے گئے
 ایک کشتی افسروں کے لئے دی گئی جس میں کپٹن پرائڈ میجر ڈیل اور میں سوار ہوئے
 ہمارے ریور کالم میں کل ساڑھے کشتیان تھیں ہر ایک کشتی کو بارہ بارہ ملاح کھجوں
 سے چلاتے تھے ہماری کشتیان تمام شب چلتی رہیں۔ سردی نہایت تھی۔ پلٹن
 کے سپاہیوں کو ٹچسن میں گرم لباس دیا گیا تھا مگر جلدی کے باعث تقسیم نہ ہو سکا تھا
 سردی سے اونہیں بہت تکلیف رہی دوسرے دن صبح کو نوبے کے قریب
 کشتیان ٹھہر کے سپاہیوں کو کنارہ پر اتارا۔ اونہوں نے وہاں کھانا پکا کر کھایا
 اور گرم لباس اونہیں دیا گیا وہ اونہوں نے پہنا بارہ بجے ہماری کشتیان ندی
 میں پہر روانہ ہو گئیں یہ ندی جس میں ہماری کشتیان جاری تھیں ایک تالاب میں
 مل گئی تھی۔ دو بجے کے قریب ہماری کشتیان اوس تالاب میں پہنچیں تالاب تقریباً
 چودہ میل لمبا اور چھ میل چوڑا ہے ملاحوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ اسکا دور
 بجاس میل کا ہے۔ اسکا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا یہاں بطین سترخاب کثرت سے
 دیکھنے میں آئے۔ چار گھنٹہ برابر اس تالاب ہی میں کشتیاں چلتی رہیں۔ پھر اس سے

نکل کر ایک دوسری ندی میں داخل ہو گئیں جو بوٹنگ فوکی طرف کو بہتی ہے غروب
آفتاب کے بعد تمام کے قریب پیرکشتیان ٹھہرائی گئیں اس سفر کے تمام راستہ
میں یہی قاعدہ رہا کہ تمام دن کشتیان ندی میں چلتیں اور شب کو ندی کے کنارہ
پر باندہ دی جاتیں۔ سپاہی لوگ کنارہ پر اترتے کہا نا پکاتے اور کھاتے تھے
اور طلوع آفتاب کے وقت اپنے منزل مقصود کو کوچ کرتے تھے۔

دوسرے دن صبح کو ملاحوں نے حسب معمول کشتیوں کے بادبان پیر کر رکھ
چونکہ ہوا موافق تھی کشتیان خوب تیزی سے چل رہی تھیں۔

آج فجر کے وقت ہم کشتی کے سامنے کھڑے تھے ہمنے دیکھا کہ چار لاشیں ندی
میں پڑی ہوئی ہیں۔ چینی لوگوں سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو فوجی لوگ
اپنے لشکر سے علیحدہ ہو جاتے ہیں انکو وہاں کی رعایا قتل کر کے ندی میں پھینک
دیتی ہے ان لاشوں کی حالت ایسی متغیر ہو گئی تھی کہ انکی تمیز نہ ہو سکی کہ وہ کس گروہ
اور کس قوم کے لوگ ہیں۔ ندی کے کنارہ جا جا بہین گاؤں ملتے تھے چونکہ ہمارے
ساتھ تین سو سپاہی تھے گاؤں والے چینی ہم سے نہایت ادب اور اخلاق سے ہمیشہ
آتے تھے لکڑی گوشت پھلی جس کسی چیز کی ضرورت فوجی لوگوں کو ہوتی اسی وقت
لاکر حاضر کر دیتے تھے جب ان چیزوں کی قیمت انکو دی جاتی تو وہ نہایت تحب کرتے
اور کہتے تھے کہ پہلی جو فوج گئی اوس نے ہمیں کسی چیز کی قیمت نہیں دی بلکہ جو شے
اونہیں مطلوب ہوئی ہم سے اونہوں نے زبردستی بہین لی دریافت کرنے سے

معلوم ہوا کہ وہ روسی شہے جو ایسا برتاؤ گاؤن والوں سے کرتے تھے۔

روسی فوج کے آدمی اس ملک میں بہت ظلم کرتے ہیں کسی چیز کی قیمت نہیں دیتے رعایا کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے ہیں جرمن اور فرنچ فوج کا ہی یہی حال ہے اصل سبب اس جبر اور تعدی کا یہ ہے کہ اون سلطنتوں کی طرف سے کیمسریٹ کا فوج کے لئے بالکل انتظام نہیں ہے اسلئے جہاں کہیں وہ لوگ جاتے ہیں اپنی ضرورتوں کی وجہ سے عامہ رعایا پر دست تپاؤں دراز کرتے ہیں اور ہر ایک چیز مفت لے لیتے ہیں جس سے غریب بچا رہے نقصان اٹھاتے ہیں اور انگریزی فوج جب کہیں کو جاتی ہے تو اون کے ساتھ کھانے پینے اور سنے بچانے کا سامان ضرورت سے بھی زیادہ رہتا ہے اگر نپدرہ روز کا سفر ہوتا ہے تو بیس روز کا انتظام کیا جاتا ہے کیمسریٹ ڈپارٹمنٹ اسی اہتمام کے لئے مقرر ہے قبل اسکے کہ فوج روانہ کی جائے فوج کی ضرورتوں کے لحاظ سے پہلے کیمسریٹ کا بندوبست کیا جاتا ہے اگر خشکی کا سفر ہوتا ہے تو پھر گاڑھیاں۔ اور اگر دریائی سفر ہوتا ہے تو کشتیاں غرض جس قسم کی بار برداری کی جہاں کہیں ضرورت ہوتی ہے وہ سب پہلے سے مہیا کی جاتی ہے منسل پر پہنچتے ہی لیشن کا ترم بجایا جاتا ہے ہر ایک رجمنٹ کے سپاہی اپنے علاقہ کے کیمسریٹ میں مقررہ جگہ پر جمع ہو جاتے ہیں ایک روز پیشتر سپاہیوں کو اونٹنی ضرورت کے لائق بڑی کشادہ دلی سے خوراک اور دیگر سامان تقسیم کیا جاتا ہے کسی قسم کی تنگی اور کفایت شعاری نہیں کی جاتی۔ اس سبب انگریزی

فوج کو لوٹ کھسوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

میں کے ملک میں سٹرکین تو شاؤنا ونا درہی ہوتی ہیں بلکہ ابھی سٹرک تو اصلاح میں کہیں نظر نہ آئی۔ وہاں ندیاں بکثرت ہیں۔ اکثر ملک قریب قریب کل گاؤں اور شہر ندیوں کے کنارہ آباد ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ندیاں اور جہیلین بڑی بڑی ندیوں میں جاملتی ہیں جہاں کہیں سفر کرتے ہیں یا مال و اسباب بخرض تجارت لیجاتے ہیں تو وہ سب دریائی راستوں سے کشنیوں کے ذریعہ جاتا ہے۔ بلکہ روزمرہ کی چیزیں بھی جیسے بہاجی ترکاری وغیرہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں یا شہر کو کشتیوں ہی میں لیجاتی ہیں۔ ملک چین میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانے کا بڑا ذریعہ کشتیاں بھی جاتی ہیں گاڑی گھوڑے کے عوض کشتیاں ہی کام میں لائی جاتی ہیں چھوٹی چھوٹی ندیوں کا چین کے تمام ملک میں ایک جال سا بچھا ہوا ہے کوئی جگہ ندی سے خالی نہیں۔ بعض جو بڑے بڑے دریا ہیں اونہیں دفانی جہاز چلتے ہیں۔ چین کا ساحل جو طول میں کسی نہر سے ملتا ہے اور مجھے اس سفر میں اس کے بہت بڑے حصہ کے دیکھنے اتفاق ہوا ہے اس میں صدا بند رگا ہیں ہیں اونہیں بہت بڑی تجارت ہوتی ہے اور بیرونی ملکوں سے بکثرت مال آتا ہے اور اسی طور پر یہاں سے بھی ہر قسم کا مال اور سامان دوسرے بیرونی ملکوں کو کشتیوں کے ذریعہ براہ دریا جاتا ہے یہ بندر گاہیں جہاں کی اور بندر گاہوں سے حفاظت اور آرام میں کم نہیں۔

۱۸۱۱ء کو برطانیہ کے رولہ چھبے ساری کشتیاں روانہ ہوئیں انہیں

کے قریب جہن ایک بڑا گاؤں ملا جسکی تقریباً دو ہزار کی آبادی تھی۔ دریا کے کنارے
 فرینچ پلٹن کی جالبین کشتیان کھڑی تھیں یہ ہی پوٹنگ فو اکسپڈیشن کو جانے والی تھیں
 اسکے بعد جرمن کی بھی اکتیس کشتیان ملین جنہیں اونکا اسٹور بہرا تھا۔ اسی روز بار
 بجے کے قریب ندی کے کنارے نیٹو کیولری کی ایک ٹکڑی جہن دور سے دکھائی
 دی جہن بارہ سپاہی ایک یورپین افسر کے زیر کمان تھے۔ جب وہ ٹکڑی قریب آئی
 تو معلوم ہوا کہ وہ تھرڈ بمبی کیولری کی پارٹی ہے یہ ٹکڑی رکنا سٹرنگ کے لئے
 اپنے سکند کالم سے آگے گئی تھی اونکا کالم وہاں سے سات میل پر تھا۔

۷۔ اکٹوبر کو ہماری کشتیان مقام چولی کو میں پہونچیں۔ یہ بہت بڑا گاؤں
 ہے کہ پکین اور پوٹنگ فو کے درمیان راستہ پر واقع ہے اس مقام میں جینیون
 نے ندی پر بہت بڑا لکڑی کا پل بنایا ہے کشتیان اسکے نیچے سے گزرتی ہیں
 ہم اس جگہ شام کے چار بجے پہونچے یہاں ہلکے ہانگ کانگ رجمنٹ بھی ملی جو
 کرنل ریٹالاک صاحب کے زیر کمان تھی۔ اونکی زبان معلوم ہوا کہ الورا پیئر بل سروں
 ٹروپس پلٹن کو ان کے ساتھ رہنے کے لئے حکم ہے اس واسطے تمام کشتیان ندی
 میں پل کے پاس کھڑی کی گئیں۔ ہانگ کانگ پلٹن اور پلٹن۔ وکٹوریہ رجمنٹ
 جہن اسٹریلیا کے ساتھ سپاہی تھے یہ سب ایک جگہ فراہم ہو گئے۔ سر شام ٹامین
 اور فرینچ فوج کی کشتیان بھی یہاں پہونچ گئیں۔

برٹش گورنمنٹ کی فوج کا پہورا سٹہ پر کھڑا کر دیا گیا تاکہ کوئی سپاہی گاؤں میں

جا کر کسی چینی باشندہ پر تبروز یا دتی نکرے اس واسطے انگریزی فوج کا سپاہی نہ گئی
 نہ گیا مگر جرمن اور فرینچ کے سپاہیوں نے گاؤں میں خوب لوٹ مچائی ہماری کشتیوں
 کی مغربی سمت سارے چار بجے ہیلیوگراف کی چمک معلوم ہوئی کرنل ریٹیک نے
 فوراً ایک سگنلنگ پارٹی کو حکم دیا کہ ایک بلند مقام پر ہیلیوگراف نصب کر کے
 دریافت کریں کہ وہ ہیلیوکس فوج کا ہے جرمن اور فرینچ والوں نے ہی اپنے
 اپنے ہیلیوگراف لگائے چونکہ یورپ کی کئی سلطنتوں کی فوجیں تمام ملک میں جا بجا
 پہلی ہوئی تھیں اگر دن میں یا شب میں کسی ہیلیوکس کی چمک کبھی دکھلائی دیتی تو ہر ایک
 سلطنت کی فوج اپنا اپنا ہیلیوگراف کے دریافت کرتی کہ وہ ہیلیوکس کے علاقہ کا ہے
 برٹش سگنلنگ پارٹی نے فوراً کرنل ریٹیک کو خبر دی کہ جرینل لارن کیل کمانڈنگ
 سکند برٹش کالم جنکی فوج تین میل کے فاصلہ پر مقیم ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ۱۹ اکتوبر
 روز پنجشنبہ کو جنرل سرائفر ڈگیزلی کا کالم پوٹنگ فوین داخل ہو گا۔ تمہارا ریور کالم
 جوشیتون میں جاتا ہے اسے ہی اوسے روز پوٹنگ فوین داخل ہونا چاہیے۔
 میں یہ اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ اور افسروں کے ساتھ میں نے اپنے گھوڑے
 ٹینس میں چھوڑ دئے تھے کہ وہ کشتیوں میں ہمارے ساتھ چل نہیں سکتے تھے
 اب یہاں خیال آیا کہ جوقت ہم پوٹنگ فوین پہونچینگے تو سواری کے لئے بڑی
 دشواری ہوگی مگر یہاں ممکن ہو تو کسی گاؤں میں سے ایک دو یا بوضرور خرید لینا
 چاہیے ہر ایک ریمینٹ کے ساتھ سرکاری طور پر ایک چینی مترجم رکھنا تھا جاری

کشتی میں بھی ایک چینی مترجم یا نگ نامی تھا۔ اسے تھوڑی آنکھیں بھی آتی تھیں۔
 میں نے اس سے کہا کہ راستہ میں اکثر بڑے بڑے گاؤں ملتے ہیں انہیں
 غالباً سواری کے یا بوقت سے مل سکیں گے اس نے کہا کہ یا بو تو ہر ایک گاؤں میں
 تھے لیکن فوج کو دیکھ کر ان لوگوں نے اپنے جانور جنگلوں میں بھج دے ہیں تاکہ
 کوئی ان سے زبردستی چھین نہ لے۔

میں یا نگ کو ہمراہ لیکر کشتی سے اترنا۔ اور جو راستہ ندی کے کنارہ کنارہ
 جاتا تھا اس راستہ سے دو میل کے قریب پہونچا تھا کہ ایک بڑا گاؤں ندی کے
 کنارہ پر نظر آیا۔ یا نگ اور میں دونوں اس گاؤں میں گئے جب ہم نے یا بو دریافت
 کئے تو گاؤں کے لوگوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ کوئی یا بو ہمارے گاؤں میں
 نہیں ہے جب ہم نے انہیں روپیوں کی تہیلی دکھلائی۔ اور کامل اطمینان دلایا کہ
 جو مال تم سے لیا جائے گا اسکی واجب قیمت تمہیں دی جائے گی اور بلار صامندی کوئی
 چیز نہ لی جائے گی تب ایک شخص نے یا بو دکھانے کا اقرار کیا اور تھوڑی دیر میں
 دو یا بو اس نے حاضر کئے۔ انہیں ایک سترنگ اور دوسرا سمند تھا دونوں یا بو خوب
 مضبوط تھے ناپ میں تقریباً تیرہ دو کے ہون گے اور پیگو کے یا بون کے ہم شکل
 معلوم ہوتے تھے میں نے جب اس سے قیمت پوچھی تو اٹھائیس ڈالر دونوں یا بون کی
 قیمت بتلائی۔ ایک ڈالر تقریباً ساڑھے تین روپیہ کلدار کا مساوی ہوتا ہے۔
 یعنی وہ قیمت دیکر دونوں یا بو خرید کر لئے چینی مترجم نے کہا کہ اب آپ کو ایک ماٹو

کی ضرورت ہے یا فوج چینی زبان میں سائیس کو کہتے ہیں غرض کہ چینی مترجم نے ایک سائیس بھی یا لون کی خدمت کے لئے ساٹا لہرا ہوا پر نوکر کہا دیا یہ چینی سائیس دو لون یا لون کو ندی کے کنارہ کنارہ لیکر چلنا اور شام کے وقت جب ہماری کشتیاں کنارہ پر ٹھہرتیں تو ہمارے یا بو بھی کنارہ پر باندھ دی جاتے تھے ندی کے کناروں پر دو لون جانب گہانس اتنی گنجان تھی کہ اوسین سے آدمی کا گزرنا شکل تھا اور اوس کے اطراف میں میدان اور کثرت سے زراعت تھی جوار اور مکا کے کہیت منزلوں تک چلے گئے تھے جس مدی میں اس وقت ہم جا رہے تھے اوسکا نام فو ہو تھا یہ پیہو ندی کی ایک شاخ ہے جو دریا میں شامل ہو جاتی ہے اس ندی کے دو لون طرف جا بجا تالاب اور جھیلین بھی ہیں۔ اکثر مقامات پر یہ ندی خود تالابوں اور جھیلوں میں پیہو ٹپکراؤں سے ملحق ہو جاتی ہے یہ تالاب بہت بڑے بڑے ہیں اور وسیع رقبوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جس جگہ ندی تالاب یا جھیل میں شامل ہوتی ہے تو اوس جگہ ندی کے کناروں پر بیدل چلنا سخت مشکل بلکہ بعض مقامات پر ناممکن ہے بعض جگہ کنارہ پر کچھ راستہ ہوتا ہے تو ملاح کشتی کی رسیاں پکڑ کے اوس پر چلتے ہیں۔

منزل بمنزل خشکی کے راستہ سے لڑائیوں میں جانے اور کوچ مقام کرنے کا مجھے بار بار اتفاق ہوا تھا۔ لیکن کشتیوں کے اکسپڈیشن کا یہ اولیٰ ہی موقع تھا جس وقت ہم ٹخپس سے کشتیوں میں روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ کی فوج بڑے انتظام

سے روانہ ہوئی تھی۔

ہر ایک پلٹن کی تعداد کے موافق کشتیان لائی گئیں۔ اور ہر ایک کشتی کے سامنے بیس بیس سپاہیوں کی ٹکڑیاں آئین پہلے سپاہیوں نے اونین اپنا اپنا سبب بہر اپہر خود سوار ہو گئے کشتیوں پر نمبر ڈالے گئے اول کشتی کمانڈنگ افسر کی تھی اور دو برٹش افسروں کی وسط میں۔ اور کل سپاہیوں کی کشتیان چیسہ تین ہزاری کشتی میں تین افسر تھے سب کے پاس سوا یونی فارم اور بستر کے اور کچھ سامان نہ تھا سپاہ کی ہر ایک کشتی میں ایک ایک وہ عہدہ دار تھا جو اس سکشن کی کمان کرتا تھا۔ جب یہ سب کشتیان تیار ہو گئیں تو کمانڈنگ نے فارورڈ کا ترم بجاایا۔ ترم کی آواز پر سب کشتیان روانہ ہوئیں۔ ہر روز یہی قاعدہ تھا کہ دن کے نو بجے کمانڈنگ افسر ہالٹ اور دسمونٹ کا ترم بجاتے اور سب سپاہی اپنی اپنی کشتیوں سے اوتر اوتر کے آدھے گھنٹہ تک باہر رہتے پھر دسمونٹ کے ترم پر کشتیوں میں سوار ہو کر روانہ ہو جاتے تھے۔ اگر ندی کے کنارہ راستہ درست ہوتا تو سب سپاہی فام ہو کر دو تین میل تک پیادہ پا ہی چلتے تھے۔

شلم۔ مولیٰ وغیرہ ترکاریوں کے کہیت ندی کے دو لڑن طرف اکثر دکھائی دیتے تھے لیکن ہماری فوج کے سپاہی کبھی اون کے نزدیک نہ جاتے۔

بنجالت انکے فرنیچ اور جرمن کی پلٹین جو ہمارے ساتھ ساتھ تھیں اون کے سپاہی جب کشتیوں سے اوتر تھے تو جو چیز پاتے او سکولٹ لیتے تھے یورپ کی جن جن

سلطنتوں کی فوجیں اسوقت ملک چین میں گئی تھیں۔ اسکا احوال اور انکی یونی فارم اور انکے انتظام کی طرز اور انداز تو اجالائیں آئندہ لکھوں گا۔ لیکن اس موقع پر جو فوج فرینچ اور جرمن کی ہمارے ریور کالم کے ساتھ تھی اوسکی سپاہیانہ روش انگریزی فوج کے سپاہیوں کی روش سے مقابلہ کر کے دکھاتا ہوں ہمارے کتاب کے ناظرین کو ان دونوں کے درمیان آسمان اور زمین کا فرق نظر آئے گا ہم یہہ سنا کرتے تھے کہ فرینچ اور جرمن کی فوج میں نہایت دیسپلن ہے ان کے سپاہی اپنے افسروں کے بڑے فرمان بردار اور اطاعت گزار اور فوجی قاعدہ کے پابند ہیں۔ انکی دیسپلن اور یونی فارم نہایت درست رہتی ہے طبیعت کے بڑے چالاک اور ہمت ہوتے ہیں لیکن انکی اسوقت کی حالت دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب خوبیاں انہیں ان کے خاص ملکوں جرمن اور فرینچ میں پریڈ اور قواعد کرتے اور ہیڈ کوارٹر میں رہتے وقت شاید ہوتی ہوں گی۔ اسلئے کہ جو جنرل آرڈر تمام سلطنتوں کے جنرل کی طرف سے شایع ہوا تھا اور ضروری انتظامات کے خواہ بط سے افواج کو اطاعت دی گئی تھی اوسکی ایک کاپی ہمارے پاس ہی آئی تھی اوسمیں چودہ باتیں لکھی تھیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ راستہ چلتے وقت کوئی سپاہی کسی گاؤں والے کو تکلیف نہ دے اور نہ زبردستی سے کوئی چیز لے۔ اسباب کا لوٹنا بالکل ممنوع سمجھا جائے جو چیز یعنی منظور ہو وہ قیمت دیکر لی جائے۔

ان احکامات کی تعظ برٹش اور جاپانی فوج نے تعمیل کی اور باقی دوسری

سلطنتوں کی فوج نے بائبل اسکے برعکس عمل کیا جہاں چہ مقام سیہو میں ہماری کشتی
 کھڑی تھی شے کے آٹھ سببے بندوق کی آوارائی دریافت کرنے سے تھوڑی دیر
 کے بعد یہ معلوم ہوا کہ چار چینی شخص ایک چوٹی سی کشتی میں ترکاری بہر کے لائے تھے
 ایک فرنیچ سپاہی نے زیر دستی کر کے بلا قیمت اون سے ترکاری لینا چاہا چینیوں نے
 مفت دینے سے انکار کیا فرنیچ سپاہی نے اونہیں سے ایک چینی کے گولی ہادی
 چینی کی وہنی پیل میں گولی لگا کے پست سے نکل گئی یہ حالت دیکھتے ہی جان کے
 خوف سے باقی تینوں چینی کشتی سے پانی میں کود پڑے اونہیں سے دو توندی میں
 دھن پر ڈوب گئے ایک پیر کر باہر نکل آیا اور برٹش کیمپ میں پہنچا اور سنے
 اس واقعہ کی خبر دی برٹش کیمپ سے دو تین مزدور اسکے ساتھ گئے جس چینی کے
 گولی لگی تھی کشتی میں زخمی پڑا تھا۔ اونکی سب ترکاری فرنیچ سپاہی لے گئے
 تھے چینی مزدور اوس ستم رسیدہ زخمی کو اوٹھا کر انگریزی لشکر میں لے آئے ڈاکٹر
 نے ہاسپٹل میں رکھا اور اسکا ضروری علاج کیا ہماری کشتیوں میں سے چند افسروں
 نے جا کر اوس زخمی کو دیکھا اور جو شخص ندی میں پیر کر زندہ آیا تھا اوسکی زبان یہہ
 سب ماجرا سنا تھوڑی دیر کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو گئے یہ نہیں معلوم کہ وہ
 زخمی مر گیا یا زندہ رہا۔ اور نہ یہ سننے میں آیا کہ جس فرنیچ سپاہی نے گولی ہادی تھی
 کسی نے اوس سے باز پرس کی یا نہ کی خبر ل آڈر میں جو بہ حکم سختی سے تحریر تھا کہ
 سوا وقت جنگ اور مقابلہ کے بے سبب چین کی رعایا میں سے کسی کو کوئی اذیت

نہ پہونچائے اور نہ کوئی شے بلا قیمت کسی سے لے اسکی بجائے فرنچ فوج کے سپاہیوں نے چینی ترکاری فروش کو بندوق سے مار ڈالا۔ اور اونکی ترکاری کی کشتی سب لوٹ لی اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دوسری سلطنتوں کی فوجی بد نظمی اور سپاہ کی عدول حکمی کس حد تک ہے اور انگریزی فوج کی تہذیب اور فرمان برداری کہاں تک ہے کہ انگریزی فوج نے اس زخمی کو فرنچ کے کیمپ سے طلب کر کے اپنے پاس ہاسپٹل میں رکھا اور اوسکے علاج اور تیمارداری کی طرف متوجہ ہوئی۔

اوسوقت میں فرنچ اور جرمن اور اٹالین فوج کے چند لوگ ہمارے ریور کالم کے ساتھ تھے جب ہمارے کشتیوں کے قریب وہ نظر آئے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ قلعہ فوج کے لوگ کسی مقام کو جا رہے ہیں یہ نہیں کہتا کہ جنگ کے وقت بلکہ ایسے کیمپلین میں جبکہ لایٹ مارچنگ آرڈر میں نہایت عمدہ طور پر رہنا سپاہی کو ضرور ہے اور ایسے مواقع پر سپاہی کو اپنی ریفیل اچھی طرح رکھنی اپنی یونی فارم برابر پہنی اور دیکھنے والوں کی نگاہوں میں چالاک و چست نظر آنا اونکی خان سپاہیگری کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔

ہانگ کانگ انفنٹری اور الورا انفنٹری کے سپاہی ڈریس پہینے ہوئے جب کشتی سے اتر کر راستہ میں چلتے۔ اور اونکے افسروں کے ساتھ بیوتے تو بالکل اونکی وضع اور قطع ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے بڑے کیمپ آف اگرنی سینئر میں مستند

کی وضع و قطع ہوتی ہے سپاہی خاکی یونی فارم پہنے ہوئے سر پر بڑی بڑی ٹنگین
باندھے سا برون کے بلٹ۔ خاکی کلوک لگائے۔ ریفلیں ہاتھ میں لئے ہوئے
ایسے چپت و چالاک نظر آتے تھے گویا قدر رتنے انہیں خاص سو لجر اور میدان
جنگ کے لئے پیدا کیا ہے۔

جب وقت پوٹنگ نو کی طرف فوج کو جانے کے واسطے حکم ہوا تو اس کے
چار کالم کئے گئے تھے اور چاروں کالموں کے جنرل کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ
علحدہ علحدہ راستوں سے جائیں ٹخپن کے دو کالموں اور اس کالم کے درمیان
جو پین سے روانہ ہوگا اگرچہ اسی میل کا فاصلہ رہے گا مگر ان چاروں کالموں کو ایک
ہی روز ۱۹ اکتوبر کو پوٹنگ نو میں پہنچنا چاہیے۔ اس حکم کے مطابق چاروں
کالموں کی فوج تاریخ مقررہ پر پوٹنگ نو کے پاس جا کر جمع ہو گئی۔ جنرل سر الفرڈ
گیرلی صاحب کو وہاں پہنچنے پر یہ خبر ملی کہ کبسر لوگ جو برس بھاوت تھی یورپین
فوج کی چڑھائی کی خبر انہوں نے جب سے سنی تو شہر کو چھوڑ کر ہارڈون میں
جا چھپے ہیں معمولی ہتیاروں کے سوا ان کے پاس کچھ توپیں ہی ہیں۔

جنرل سر الفرڈ گیرلی نے کل جنرلوں کو طلب کر کے یہ تجویز کی کہ برٹش کالم
شمالی دروازہ کی طرف شہر سے باہر اترے اور شہر کے اندر شمالی حصہ کا بندوبست
رکھے جرمن کالم جنوبی دروازہ کی طرف اور فرینچ و اٹالین کالم شرقی و غربی حصوں میں
فروکش ہوں اور ان طرفوں کا انتظام کریں۔

اسکے بعد جنرل صاحب خود پوٹنگ نو شہر میں آئے وہاں کا چینی گورنر انکی پیشوائی کے لئے آیا خزانہ اور قلعہ کی کنجیاں پیش کیں۔ جنرل صاحب نے خزانہ کے زر نقد کو شمار کرنے کے لئے حکم دیا۔ کل تین لاکھ اکتیس ہزار ٹیل نکلے۔ یہ چینی سکے ہے جو سات شلنگ یا سو پانچ روپیہ چہرہ دار کا مساوی ہوتا ہے۔ روپیہ شمار کرنے کے بعد خزانہ پر جرمن اور برٹش سپاہیوں کا پہرہ مقرر ہو گیا۔ اور دروازہ پر مہر لگا دی گئی۔ پھر جنرل صاحب شہر کے اندر گورنمنٹ ہوس میں اترے جس میں لی ہنگ چنگ چین کا مشہور وزیر اور یہاں کا سابق گورنر اپنی گورنری کے زمانہ میں رہا کرتا تھا یہ مکان نہایت وسیع ہے اور اس میں کتنے ہی کمرے ہیں۔

درمیان کے کمرے میں جنرل صاحب تھے اور اطراف کے کمرون میں اسٹاف کو جگہ دی گئی تھی اسی روز میں ہی پوٹنگ فوجیوں نے نچا۔ اور جنرل گینرلی سے ملا صاحب موصوف نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اپنے برگیدہ میجر کو حکم دیا کہ ایک ٹرانسپورٹ کارٹ بھجوا کر میرا تمام سامان کشتی سے منگالین اور جنرل گینرلی صاحب نے اپنے کمرے کی برابر میرے قیام کے لئے لی ہنگ چنگ کے ایوان ہی میں ایک کمرہ دیا۔

پوٹنگ نو کی آبادی تخمیناً چار لاکھ آدمیوں کی ہوگی۔ شہر پانچ میل کے دور میں آباد ہے۔ شہر کے اطراف میں بڑی بلند فصیل ہے جو تقریباً ساٹھ فیٹ ارتفاع میں ہے اسکے چار دروازہ مشرق مغرب جنوب شمال کی طرف ہیں اور انہیں

سمتوں سے موسوم ہیں مکانات پختہ ایک منزلہ۔ لیکن گلی کوچے میلے اور خراب صفائی کا نام نہیں یہ شہر چین کے تخت چین سے جنوب مشرق کی طرف واقع ہے چین کے اس حصہ میں یہ ایک ضلع ہی نہیں بلکہ ایک صوبہ کے درجہ میں ہے لی ہنگ چنگ جو اس وقت شہنشاہ چین کی طرف سے دول یورپ کے ساتھ صلح کے شرائط طے کرنے کے لئے چین میں مختار کل مقرر کیا گیا تھا جب یہاں کی گورنری سے وزیر ہو کر چین کو گیا تھا تو اس کی جائے ایک اور گورنر مقرر ہوا تھا اور اس تمام علاقہ کا حاکم تھا اس کے ماتحت چار بڑے بڑے عہدہ دار مثل کلکٹریا ڈپٹی کمشنر ضلع کے تھے اور ہر ضلع کا مالی کام کرتے تھے۔

چینی فوج یہاں بہت تحلیل رہتی تمام صوبوں میں کل پانچ سو آدمی ہوں گے چین کی رعایا اور خزانہ چین کے لئے زیادہ کو تو الی اور فوج کی ضرورت ہی نہیں ہے اس لئے کہ یہ لوگ اپنی سرکار سے سرکشی ہی نہیں کرتے اور خود امن پسند ہیں ان کے مزاجوں میں ایسی غربت ہے کہ لڑائی کے پاس نہیں جاتے فوجداری مقدمات حاکم ضلع کے پاس بہت ہی کم آتے ہیں۔

چینی لوگوں کی جب کسی آپس میں تکرار ہوتی ہے تو صرف درشت الفاظ ہی استعمال کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے پر کسی اپنا ہاتھ نہیں اوٹھاتا۔ مار پیٹ کو معیوب اور مذہب کے برخلاف سمجھتے ہیں۔

غرض دوسرے دن صبح کو جنرل صاحب نے تمام فوج کا ملاحظہ کیا۔ شام کو چینی قوم

کے مخبروں سے معلوم ہوا کہ بکسر لوگ بہاڑوں میں جمع ہیں۔ جنرل صاحب نے دواسکو اڈرن
 تھرو بھی لانسئرز کے اونگی خبر لانے کے واسطے روانہ کئے جب یہ اسکو اڈرن بکسرون
 کے گاؤں کے پاس پہنچے تو اونہوں نے انپر بندوقین چلائیں۔ ایک سپاہی رنجی
 ہوا۔ بکسرون کے یہی چند آدمی مارے گئے۔ سرشام یہ اسکو اڈرن اوسی روز واپس
 آگئے۔ دوسرے روز ۳۳ راکٹوبر کو جنرل صاحب نے ایک کالم بکسر لوگی کرنل فیض
 اونگی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جس میں تھرو بھی لانسئرز اور سولہ بگال لانسئرز کا ایک
 ایک اسکو اڈرن اور جو بیس پنجاب انفنٹری کی نصف پلٹن تھی۔ اس کالم سے بکسرون
 کا مقابلہ ہوا۔ انگریزی فوج کے تین سپاہی اور ایک افسر رنجی ہوا۔ اور بکسر لوگ
 قریب چالیس کے مارے گئے اور اون کے بچیس خچر اور یا بو گرفتار ہوئے۔ اور
 آٹھ توہین ماتہ آئیں یہ کالم تیسرے روز پوٹنگ فو کو واپس گیا۔

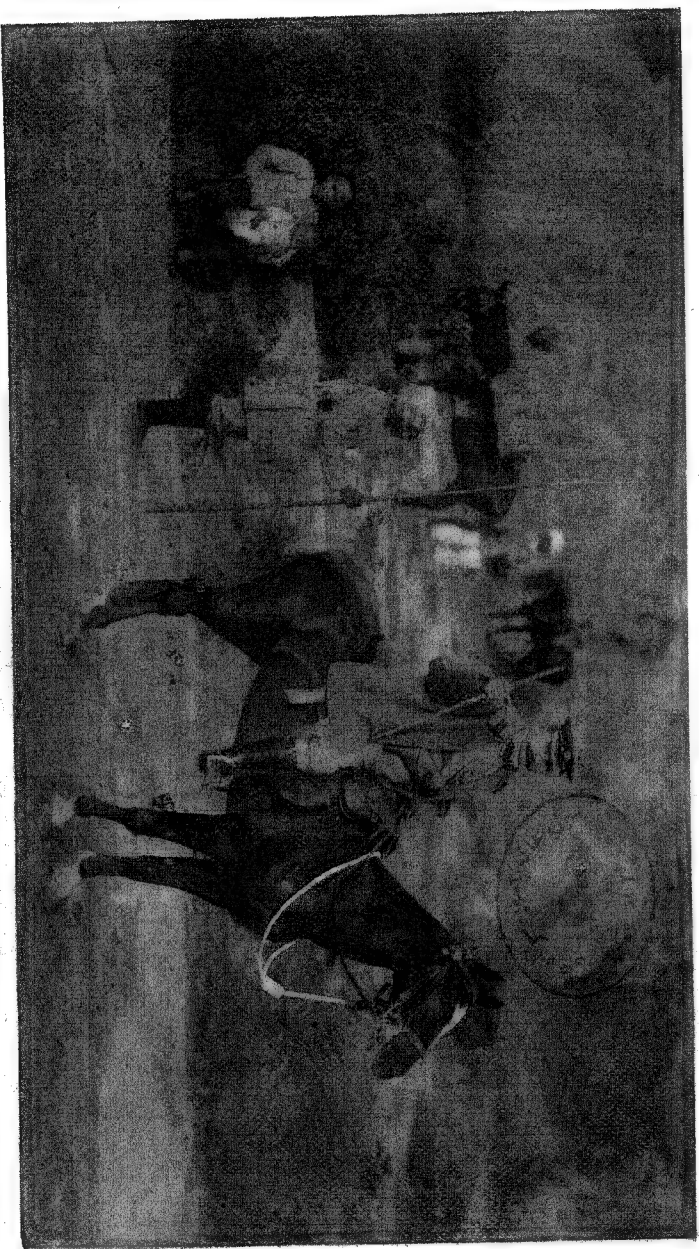
۳۱ راکٹوبر کو اٹالین کرنل نے جنرل گیزی صاحب کو رپورٹ دی کہ اٹالین
 پلٹن کے بیس سپاہیوں پر جو رکتائیٹس کے لئے گئے تھے یکایک بکسرون نے
 بندوقین چلائیں۔ اور اس اٹالین پارٹی اور ہیڈ کوارٹر کے درمیان آکر دیڑھ سو بکسرون
 نے راستہ سدود کر دیا ہے اونہیں کا ایک سپاہی کسی حیلہ سے نکلا خبر دیو کو آیا ہے۔
 جنرل گیزی صاحب نے فوراً سولہ بگال لانسئرز کا ایک اسکو اڈرن اٹالین پلٹن
 کے ساتھ لکھ کدوانہ کیا اس فوج کے پہنچتے ہی بکسر لوگ فرار ہو گئے۔ اٹالین
 پلٹن کا ایک سپاہی مارا گیا اسی روز فرنیچ پلٹن سے بھی بکسرون کا مقابلہ ہوا۔ چہ

فرنیچ سپاہی زخمی ہوئے اور بائیس بکسروں مارے گئے۔

چونکہ بکسروں نے اہل یورپ کی مشنریوں پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کئے تھے اس لئے ضرورت تھا کہ اس جابرانہ حرکات کی اذیت کو سزا دی جاتی ہے۔ پوٹسڈم نوکی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد جب واپسی کا ارادہ ہوا تو جنرل گینزلی صاحب نے جرمن اور فرنیچ خبر لون کو بلایا۔ اور اون کے اتفاق سے یہ تجویز کی کہ جس مندر میں پادریوں اور عیسائیوں کو بکسروں نے قتل کیا ہے اسے پامال کرنا ضرور ہے اور سکوڈائی ٹاؤن میں سے اڑا دینا چاہیئے۔

یہاں سے فوج کے چار کالم کر کے مختلف راستوں سے پکین کو روانہ کیا جائے یہ فوج بکسروں کو اون کے ظلم و ستم کی پاداش میں جہاں پائے قتل کرے اور جہاں جہاں اون کے گاؤں ملتے جائیں وہاں وہاں اونکو آگ دیتی جائے خصوصاً مقام لانگ فانگ کے باشندوں سے جہوں نے پادریوں کو قتل کیا ہے پورے طور سے انتقام لیا جائے اور اون کے گاؤں تاراج کر دے جائیں اور یہ کالم یہ مہات سر کرتے ہوئے پکین پہنچ جائیں۔ ان کالموں کی روانگی کی تاریخ ۲۸ اکتوبر قرار پائی۔ چونکہ جنرل گینزلی صاحب منزل بمنزل براہ راست پانچ وزین پکین پہنچنے والے تھے اس موقع پر یہی مناسب سمجھا کہ میں جنرل رچرڈسن صاحب کے ساتھ جاؤں جو چار کالموں میں سے ایک کالم کے افسر مقرر ہوئے تھے ان کے ہمراہ جانے سے چین کا ملک بھی میرے دیکھنے میں آئیگا اور لڑائی کا بھی موقع ملے گا۔

صفحة ۵۳۱
 افسر الملک لارکاپوٹنگ فوضو پشالی سے یکین مانتیخت عیدین کو دروازہ ہونا



جنرل گینرلی صاحب نے جنرل رچرڈسن صاحب کے اسٹاف میں مجھے مقرر فرما دیا۔

۲۸۔ اکٹوبر ۱۹۰۱ء عیسوی کو جنرل گینرلی صاحب براہ راست یکن پائے تخت چین کو روانہ ہو گئے۔ اور جنرل لارن کیمل صاحب دو پلٹنیں ایک رسالہ اور ایک توپخانہ کے ساتھ مشرقی پہاڑوں کے راستے سے ٹخپن کو گئے اور جنرل رچرڈسن صاحب نے ایک رسالہ ایک پلٹن۔ ایک توپخانہ لیکر لانگ فانگ کی طرف کوچ کر دیا۔ میں بھی اون کے کالم کے ساتھ چلا گیا۔

جنرل صاحب نے سولالانگ رز سے ایک گھوڑا میری سواری کے لئے مقرر کیا اور شل دو سکرافسرون کے ایک چوٹا سا خیمہ ہی مجھے دیا میں اوپر تھریئر کر آیا ہوں کہ میں نے اپنا سامان گھوڑے اور ارٹولی وغیرہ سب ٹخپن میں چھوڑ دے تھے اب وہ وہاں سے یکن آگئے تھے میری درخواست پر جنرل گینرلی صاحب نے پوٹنگ نو سے یکن کو تیار دیا تھا کہ یہ کل سامان پوٹنگ نو میں بھیج دیا جائے چنانچہ سولالانگ خیمہ و فعدار گھوڑے وغیرہ سامان لیکر یکن سے میری طرف کوچے تھے لیکن قبل اسکے کہ وہ پوٹنگ نو میں میرے پاس پہنچیں جنرل رچرڈسن کے کالم کے ساتھ لانگ فانگ کو روانہ ہو گیا میں نے ہر خیمہ کو شش کی کہ لانگ فانگ کے پرچ میں ہیر گھوڑے اور سامان میرے پاس آجائے اس لئے کہ جنرل رچرڈسن صاحب کا ارادہ تھا کہ لمبے لمبے کوچ کر کے بکسرون کے شہروں اور مقامات پر تاخت کریں اس موقع پر مجھ کو اپنے گھوڑوں اور سامان کی نہایت ضرورت تھی لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ پوٹنگ نو

کے محلے میں جیسے میرے گھر بڑے سامان اور آدمی بچھے دور رہتے تھے ویسے ہی لانگ فانگ کے حملہ میں بھی وہ مجھ تک نہ پہنچ سکے۔

غرض ۲۸ اکتوبر کو ہمارا کالم آتشو گاہوں میں پہونچ کر مقیم ہوا دوسرے روز سولہ میل کی مسافت طے کر کے مقام پانی کان ٹم میں پہونچا بکسروں کا یہ ایک بڑا مقام تھا دوسرے روز یہاں قیام کر کے ۳۰ تاریخ کی صبح کو فوجی پارٹیوں سے اس مقام کا محاصرہ کیا گیا تاکہ بکسر کہیں بھاگ نہ جائیں اور جنرل صاحب خود گاہوں کے اندر گئے۔ تین شخص جو اہل مشتری کے قتل میں شریک ہوئے تھے یہاں گرفتار کئے گئے اور انکو اسی وقت گولی سے مار دینے کا حکم دیا گیا۔ میجر اینجیلو صاحب نے اون تینوں کو علیحدہ علیحدہ کھڑا کیا۔ اور سولہویں رسالہ میں سے بارہ سپاہیوں کو حکم دیا کہ چار سپاہی ایک ایک بکسر پر بیٹل بنیل قدم کے فاصلہ سے بندوقین فیر کریں۔ غرض تینوں مجرموں کو مار کر اون کے مکانات جلادے۔ اور یہاں ان لوگوں کا جو مندر تھا اسے بھی ڈانٹا مٹ سے اوڑا دیا۔

۳۱ اکتوبر کو چوبیس میل چل کر ننگ کنگ میں ہم پہونچے۔ بکسروں کا یہ ایک بڑا شہر ہے اس میں فرنیچ کے پادریوں اور اون کی عورتوں اور بچوں کو بکسروں نے خون کے مہینے میں قتل کیا تھا۔ جنرل صاحب نے شہر کے دروازوں پر بلٹن اور رسالہ کا گارڈ متعین کیا کہ بکسر لوگ باہر نکل کر بھاگ نہ جائیں۔ اور فوج کو کیمپ میں اترنے کے لئے حکم دیا۔

آج ہمارے کالم کو راستہ میں دوند بون پر سے عبور کرنا پڑا راستہ ہی تو پختانہ کر
 لئے اچھا نہ تھا۔ ہماری فوج اس مقام پر پانچ بجے بعد پہونچی۔ چین کے ملک کے اس
 نواح میں آجکل پانچ بجے سے پہلے آفتاب غروب ہو کر اندھیرا شروع ہو جاتا ہے
 سب سے چھوٹا دن یہاں آٹھ گھنٹہ کا اور سب سے بڑی رات سولہ گھنٹہ کے قریب ہوتی
 ہے آج تمام دن سرد ہوا چلا کی اور پہاڑوں پر برف ہی گرتی رہی۔ شب کو چند
 سائیس سردی سے ٹھٹھک گئے جب انوکھا آگ سے سینکا اور انوکلی مالش کی گئی تب
 اون کے ہاتھ پاؤں سیدھے ہوئے اور جوڑ بند کھلے۔ بالٹیوں میں پانی جم کر برف
 ہو گیا تھا گرم چار کی پیالی اگر منہ تک لائی جاتی تو منہ تک پہونچتے پہونچتے
 سرد ہو جاتی تھی۔ گھوڑوں کی رکابوں کا لوہا اتنا سرد ہو جاتا کہ رکاب میں پاؤں کو
 کے بعد تھوڑی دیر میں سن ہو جاتا تھا۔ اس واسطے جرمن فرینچ اور اٹلی کی کیوریوں
 میں رکاب پر ایک تکر لکڑی کا لگاتے تھے کہ سوار کا پاؤں بجائے لوہے کے
 لکڑی پر رہے سردی سے ہمیشہ لگانی ہی چھوڑ دی گئی تھی اس لئے کہ لوہے
 کی ہر ایک چیز سردی کی شدت سے جسم کے قریب آئے ہی ناگوار معلوم ہوتی تھی
 جو گرم لباس ہم ملکتے سے اپنے ساتھ لائے تھے وہ یہاں ہمارے کچھ کام نہ آیا
 گرم لباس کچھ تو ہمیں گورنمنٹ کیمسٹری سے ملا۔ اور کچھ ہم نے خود بازار سے خرید کیا۔
 صبح کو نو بجے کے قریب جنرل صاحب شہر کی طرف بڑھے۔ دشمن کی نہ تو
 کوئی فوج مقابلہ کو آئی۔ اور نہ قلعہ پر سے کوئی توپ چلی جنرل صاحب قلعہ میں داخل ہوئے

قلعہ کا حاکم مینڈرین نامی پیشوا کی کے لئے آیا اور جنرل صاحب کو سرکاری مکان میں لے گیا۔ جنرل صاحب چینی گورنمنٹ ہوس میں اترے اور اس سے کہا کہ جن بکسروں نے تمہارے شہر میں پادریوں کو قتل کیا ہے وہ مجرم بکسروں کے حوالہ کر دیجئے اور چالیس ہزار ڈالر جرمانہ داخل کیجئے مینڈرین نے کہا کہ دو مجرم تولی ہنگ چنگ کے حکم سے تھوڑا زمانہ گزرا ہے کہ قتل ہو چکے اور اون کے سر قلعہ کی دیوار سے لٹکا دئے گئے ہیں جو اس وقت تک موجود ہیں۔

چین کے ملک میں یہ دستور ہے کہ قلعہ کی دیوار پر لوہے کی ٹوکریاں رسیوں سے اوڑھان رہتی ہیں جب کبھی کوئی مجرم قتل کیا جاتا ہے تو اس کا سر ایک ٹوکری میں رکھ دیتے ہیں وہ کچھ زمانہ تک اوڑھان رہتا ہے اون دونوں مجرموں کے سر بھی قلعہ کی دیوار سے اوڑھان تھے۔

جرمانہ کی نسبت مینڈرین نے کہا کہ ایک مہینے کی مدت میں پکین بھجودن گا۔ جنرل صاحب نے اس وعدہ کے متعلق اوہں سے ایک نوشتہ لے لیا اور کمپ میں واپس چلے آئے وہاں سے دو کوس پر بکسروں کا ایک اور گاؤں تھا حکم دیا گیا کہ وہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ آگ لگا کے اسے خاک سیاہ کر دیا۔

یکم ماہ نومبر کو جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ آج چوبیس میل پاچ کر کے سر شام پان چوبیس مقام کا محاصرہ کیا جائے گا صبح کے سات بجتے ہی فوج کا کوچ ہو گیا بارہ بجے ایک گھنٹہ کے لئے راستہ میں ٹھہرے تاکہ سب افسر اور سپاہی کھانا کھا لیں

اور گہوڑوں کو بھی پانی پلا کر روانہ کہا انس کہلا دیں۔ اسکے بعد پہر کو ج کر دیا چار بجے کے قریب اڈولنس پارٹی کا ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اوس نے کہا کہ دشمن کے کچھ سوار اور پیادے راستہ کے دہنی طرف نظر آتے ہیں۔ جنرل صاحب نے فوراً کالم کو ہالٹ کا حکم دیا۔ تو پتخانہ اور پلیٹن آگے بڑھائی گئی تھوڑی دیر کے بعد انسراج اڈولنس پیروں کی تحریری رپورٹ پہنچی کہ چینی فوج کے تقریباً تین سو سوار۔ اور پانسو پیادے ویرہ میل کے فاصلہ پر دکھائی دیتے ہیں۔ اور سب ایک جگہ کھڑے ہیں جنرل صاحب نے اسی وقت ایک افسر پیروں کو دشمن کی خبر لانے کے واسطے بھیجا چونکہ دشمن کے اور ہماری فوج کے درمیان گاؤں اور درخت حامل تھے دشمن کی فوج ہمیں نظر نہیں آتی تھی اس واسطے ہم آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ ہم گاؤں سے آگے نکل گئے۔ جیہی ہم گاؤں سے نکلے ہیں کہ ہمارے ایک سوار نے ایک سرخ کاغذ لاکر جنرل صاحب کو دیا یہ سرخ کاغذ چینی فوج کے جنرل کا درننگ کارڈ تھا۔ چین کے ملک میں درننگ کارڈ کا قدیم سے دستور ہے۔ سرخ کاغذ پر چینی حرفوں میں نام لکھا ہوتا ہے اور سپاہی نے زبان بھی کہا کہ چینی فوج کے چھ سپاہی صلاح کا جہنڈا ہلاتے ہوئے آگے آئے اور میں سے ایک نے جو افسر معلوم ہوتا ہے یہ کاغذ دیا ہے اگرچہ اونکی زبان ہماری سمجھ میں نہیں آتی لیکن قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنرل گریمسٹن صاحب سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جنرل صاحب نے چینی مترجم کو جنرل گریمسٹن صاحب کے ساتھ مع اوس سپاہی کے

بہجاکہ مفصل احوال دریافت کر کے اطلاع دیں۔

اس اثنار میں ہمارا کالم گاؤن سے گزر کر ایک میدان میں پہونچا اور چینی سوار اور پیادے ہمیں بخوبی نظر آنے لگے۔

جنرل صاحب نے توپخانہ کو ایکشن پر آنے کے لئے حکم دیا۔ چاروں توپیں فوراً ایکشن پر لائی گئیں (یعنی دشمن پر فیر کرنے کو تیار کی گئیں) کمانڈنگ توپخانہ نے جیجنگ ڈسٹش کے آلہ سے دیکھ کر دو ہزار فیٹ کے فاصلہ پر شش باندہی توپوں میں شیل بہر کے جنرل صاحب کے حکم کے منتظر ہوئے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ جب تک میں خود حکم نہ دوں فیر نہ کیا جائے پلٹن کو توپخانہ کے لفٹ پر کھڑا کیا اسلئے کہ دہنی طرف کی زمین ناقص تھی رسالہ کو دہنی طرف اسکو اڈرن کالم میں فارم کیا۔ غرض کہ تمام برگیڈ کو نہایت خوبی کے ساتھ ٹاک فارمیشن میں تیار کیا۔

جنرل صاحب کو اس بات کا اشتطارت تھا کہ اول چینی فوج کی طرف سے فیر ہو تو ہم توپخانہ کو فیر کا حکم دین چینی فوج کے رسالہ کو ہم برابر دیکھ رہے تھے پلٹن رسالہ سے ذرہ فاصلہ پر تھی۔ ہم سب افسروں نے اپنے اپنے ریوالور بار کر لئے جنرل رچرڈسن صاحب کی طرز کار روائی سے معلوم ہوتا تھا کہ جب وہ توپخانہ کو فیر کا حکم دینگے تو فوراً رسالہ کو فلینگ اینگ کے لئے آگے بڑھائینگے۔ غرض اسوقت سب کے دلوں میں ایک جوش پیدا ہو رہا تھا اور خیال تھا کہ طرفین میں ابھی لڑائی ہوگی۔ اور سپاہ کو اپنی دلیری اور بہادری کے دکھانے کا موقع ملیگا۔

اسی اثنائ میں ہماری بائیں طرف سے بندوق کی آواز آئی۔ چونکہ اوسط طرف گنجان
 درخت تھے یہ معلوم نہ ہوا کہ کس نے بندوق چلائی جنرل صاحب نے ایک افسر کو خبر لانے
 کے لئے بھیجا اس افسر نے چند منٹ کے بعد واپس آکر بیان کیا کہ چینی فوج کے چہر
 سپاہی جنہیں ایک افسر بھی تھا صلح کا جھنڈا لیکر آ رہے تھے پارٹی کے پاس آؤ واپس پارٹی کو افسر نے
 کہا کہ تم سب لوگ اپنے ہتیار رکھ دو۔ پانچ نے تو ہتیار رکھ دے لیکن ایک نے جو افسر تھا۔
 اپنے ہتیار نہیں رکھے اور اپنی فوج کے طرف پلٹ جانے کا ارادہ کیا اس وقت ترمیٹر
 نے جو آڈیو والٹس پارٹی کے ساتھ تھا اسے روکنا چاہا جب وہ نہ رکا تو ترمیٹر نے اوپر
 ریوالور کا فیر کیا۔ وہ افسر گولی کہا کر زمین پر گر گیا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ افسر
 چینی رسالہ اور پلٹن کا جنرل تھا اور وہ لوگ بکسر نہیں ہیں۔ بلکہ امپیریل آرمی یعنی شاہی
 فوج چین کے سپاہی ہیں۔ لی ہنگ چنگ کے حکم سے بکسرون کو اوسط سٹرا
 دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ جنرل صاحب نے یہ سن کر کہا کہ جکو فقط بکسرون سے
 جنگ کرنے اور انہیں منرا دینے کا حکم ہے امپیریل آرمی سے لڑائی کی اجازت نہیں
 جنرل صاحب نے چینی مترجم کے ذریعہ ان سواروں سے جنہوں نے ہتیار رکھ دے
 تھے کہلایا کہ جکو امپیریل آرمی سے کچھ سروکار نہیں۔ تمہارا جنرل اپنی غلطی سے مارا
 گیا۔ اگر کہڑا رہتا تو ہمارے سپاہی ہرگز اسے فریئر نہ کرتے آپ لوگ اپنے لشکر میں جا کر
 ہم کیفیت بیان کر دیں۔ اور میں خود ہی جا کر تمہارے افسر سے یہ بات کہو گا چنانچہ
 جنرل صاحب نے فوج کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر کھڑی رہے اور اپنے اسٹاف میں سے

جھوٹے گروہ کو ہرگز لیکر چینی فوج میں گئے اور مترجم کے ذریعہ تمام واقعات بیان کئے اور جو غلطی ہوئی تھی اسے خوب سمجھا دیا۔ جب ہم چینی رسالہ کے پاس پہنچے تھے تو اون کے طرز اور انداز سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ نہایت خوف زدہ ہیں۔ اول صف میں تقریباً تین سو سوار ہون گے ان کی یونی فارم عجیب تماشے کی تھی۔ ایک ڈھیلہ کرنا جس طرح کہ چینی لوگ اکثر پہنتے ہیں۔ سینہ پر ایک گول نشان جس میں چینی تحریر سے اسپیریل آر می لکھا تھا۔ اسی طرح ایک گول نشان پشت پر بھی تھا۔ اس میں اون کے رجمنٹ وغیرہ کا یہی نمبر تھا۔ ریفیل پشت پر سلنگ کی ہوئی۔ تلوار زین میں سامنے لگی ہوئی بعض کے ہاتھوں میں بہالے اور بعض کے ہاتھوں میں جھنڈیاں سب ریفیلین ان کے پاس جرمن ساخت کی تھیں۔ چینی پلٹن ہم سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔

اوسے روز شام ہماری فوج مقام پانچو میں پہنچی۔ دوسرے دن یکم نومبر کی صبح کو یہاں مقام رہا۔ کبکسروں کے اجتماع کی خبر لانے کے لئے چاروں طرف فوج کی ٹکڑیاں روانہ کی گئیں۔ جنرل صاحب کا حکم تھا کہ گاؤں والوں کی کسی چیز کو کوئی ہاتھ نہ لگائے ہاں اگر بار بار بزداری کے جانور۔ خچر۔ یا بو اونٹ ملجائیں تو اونہیں کیمپ میں لے آئیں۔ چنانچہ اچھکی تاریخ ساٹھہ خچر۔ اور یا بو۔ اور چالیس اونٹ سپاہی اپنے ساتھ لشکر میں لائے۔

۲ نومبر کو آٹھ بجے سب فوج نے پانچو سے کوچ کیا۔ راستہ میں ایک

بڑی ندی سے عبور کرنا تھا اس لئے جنرل صاحب نے کل سات میل چلنے کے لئے آج حکم دیا۔ قریب دس بجے کے ہم ندی کے کنارہ پہنچے۔

سب سے پہلے بار برداری کے خچر وغیرہ ندی سے پار کئے گئے۔ پھر تو پچانہ ندی سے پار ہوا۔ ندی میں تقریباً ساڑھے تین فیٹ پانی تھا۔ کنارہ پر ریت زیادہ تھی تو پچانہ بڑی مشکل سے پار ہوا۔ اس کے بعد رسالہ اور پیریلیٹن نے عبور کیا۔ دس بجے سے غروب آفتاب تک جنرل صاحب مع اسٹاف کے ندی کے کنارہ کھڑے رہے جب سب فوج کیمپ میں اور ترکی تو سبے آخر وہ کیمپ میں آئے۔

۳ نومبر کی صبح کو نو بجے شکر کا کوچ ہوا تین بجے لانگ فائیگ کے علاقہ میں پہونچا مخمرون نے بیان کیا تھا کہ بکسرون کا یہ ایک گاؤں ہے۔ چارنہرا بکسرون کے قریب یہاں جمع ہیں۔ لیکن جب ہم یہاں پہونچے تو ریگٹا میڈنگ پارٹیز اور کیمپ پٹرول کی زبانی معلوم ہوا کہ بکسرون چھوڑ کر پہاڑوں میں جا چھپے ہیں۔

۴ نومبر کو یہاں مقام کیا گیا پانچویں تاریخ کی شب کو اتنی سردی بڑی کہ ندی کا باقی جم گیا۔ برف جنگل میں چاروں طرف جمی ہوئی ایسی معلوم ہوتی تھی گویا میدان میں ایک سفید چادرنہی ہے طلوع آفتاب سے قبل ہی تند ہوا چلنا شروع ہوئی چونکہ یہ ہوا برفستانی پہاڑوں کی طرف سے آتی تھی اسکی وجہ سے سردی بدرجہا بڑھ گئی ہوا کا ہر ایک جھوکا دلیر سخت ناگوار گزرتا تھا۔ جب قدر گرم لباس ہمارے پاس تھے وہ ہم نے سب پہن لئے تھے لیکن سردی کا کچھ چارہ نہ ہوتا تھا۔ چار۔

کافی تیار کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن نہ آگ روشن ہوتی تھی اور نہ نوکروں سے سردی کے باعث کام ہو سکتا تھا۔ پانی گرم کرنے کے ظروف میں برف ڈال کر آگ پر رکھتے تو اس میں آگ کی گرمی بڑی دیر میں اپنا اثر کرتی تھی۔

جنرل صاحب نے نہ بچے تک تو قف کیا کہ سردی کم ہو جائے آخر بھجوری فوج کی تیاری کا ترم بجا دیا۔ سپاہیوں نے بمشکل گھوڑوں پر زین باندھے اسباب نچرون پر بار کیا۔ لیکن اس وقت ایک اور مشکل کا سامنا پڑا۔ لانگ فانگ جو شمال کی طرف واقع تھا وہاں جاتا تھا اور شمالی پہاڑوں سے ہوا بھی آرہی تھی۔ جب چلنے کا ارادہ کیا تو سرد ہوا کے زور سے گھوڑوں کے منہ پاٹ پاٹ جاتے تھے سواروں کے منہ اور کان سردی کی شدت سے سن ہو گئے۔

اگرچہ افسروں کے پاس گرم لباس نجوبی تھا۔ جسم پر فلائین کے موٹے کرتے اونکے اوپر جاکٹ اور اونپر یونی فارم کے موٹے خاکی کوٹ اور کوٹوں پر فریجی جینی لومڑی اور گلہری غیسرہ کے پوسٹینون کے استر کے اور کوٹ ہاتوئین امریکہ کے دستانے جکے استر بالون کے تھے یہ سب پہننے تھے لیکن اسپر ہی اں شدت سے سردی معلوم ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تمام رسالہ اور توپخانہ کے گھوڑوں پر کمل اور کملوں کے اوپر زینین بند ہی تھیں۔ مگر گھوڑے سردی سے کانپ رہے تھے اس روز بمشکل بارہ میل کی منزل طے کی گئی اور خدا خدا کر کے لانگ فانگ پہنچے اس وقت جنرل صاحب نے یہ تدبیر کی کہ چونکہ ہوا کی شدت

ورمردی ہے آج کیمپ کے ڈیرے کھڑے نہوسکیں گے اور صبح سے فوج میں
 سپاہیوں کو کچھ کھانا پانی ہی نہیں ملا ہے آج کسی بستی کے اندر مکانوں میں
 اوترنا بہتر ہوگا جب لانگ فنانگ گاؤں میں لشکر پہونچا تو جنرل رچرڈسن
 صاحب نے وہاں کے منیڈرین سے کہا کہ ہمارے لشکر کے آدمیوں کو گاؤں
 کے اندر اوترنے کی اجازت دیجئے ہم لوگ کسی گاؤں والے کو تکلیف ندینگے
 گاؤں کے مکانوں میں صرف شب گزارینگے اور صبح ہوتے ہی چلے جائینگے
 منیڈرین نے اسے منظور کر لیا۔ جنرل صاحب نے خود جا کر رسالہ اور پلٹن۔ اور
 توپخانہ کو اوترنے کی جگہ بتلائی۔ رسالہ گاؤں کے باہر ایک بڑے دیول میں
 مقیم ہوا۔ توپخانہ شہر میں ایک ایسی جگہ اوترا جو بطور سرائے تھی۔ پلٹن شہر نیاہ
 کے خالی مکانات میں فروکش ہوئی۔ جنرل صاحب مع اسٹاف کے ایک بڑے
 مکان میں اوترے شب کو گاؤں میں بخوبی آرام پایا اسکے بعد ایک ہفتہ تک
 کوچ مقام کرتی ہوئی ہماری فوج پکین پائے تخت چین کے قریب جا پہونچی۔
 اور ۶ ماہ نومبر کو ہمارا کالم پکین میں داخل ہو گیا۔ جنرل رچرڈسن کو سر الفرڈ گیزلی
 صاحب نے اطلاع دی کہ آپ مع اپنی فوج کے ٹپل آٹ سپاہیوں میں قیام کریں۔
 پکین پہونچنے کے بعد میں جنرل رچرڈسن صاحب سے رخصت ہو کر سر الفرڈ
 گیزلی صاحب کے پاس گیا۔ جنرل صاحب موصوف اپنے اسٹاف کے ساتھ لیکیشن
 کے قریب ایک مکان میں مقیم تھے اونہوں نے مجھے اپنے پاس اوتارا۔ اور

ایک کرو میرے رہنے کو خالی کر دیا۔ اسی روز ایک مہینہ پندرہ دن کے بعد میلہ سامان اور گھوڑے اور میرے آدمی مہینہ ٹھپس میں بیٹھ آیا تھا مجھے یہاں ملے کہانے کے وقت میز پر سفید چادر پکھی گئی۔ اور کہانا حسب معمول کہانے میں آیا۔ اگرچہ سردی یہاں بھی بہت تھی لیکن ہر ایک کرو میں آتش دان تھے۔ تمام مکروں میں دروازے خوب اچھے آئینہ دار لگے ہوئے تھے جبکی وجہ سے ہوا اندر آسکتی تھی اور اچھی طرح روشنی رہتی تھی اور ہر قسم کا اسباب آرام و راحت کا یہاں پر مہیا تھا۔

دوسرے روز میں جنرل اسٹوارٹ صاحب سے ملنے کے لئے گیا جوتا ٹرسٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے اون سے ملاقات کرنے کے بعد فرسٹ برگید کے دوسرے عہدہ داروں سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج بھی سردی بشت تھی گیارہ بجے گھڑوں کو پانی پلانے کے واسطے نکال رہے تھے تو کتوں سے بھاگتے بھاگتے پانی جمع جاتا تھا۔

۸۔ نو مہر کو مہاراجہ بیکانیر بھی ٹھپس سے یکین پہونچے اور مہاراجہ گوالیار کے پاس ٹاٹرسٹی میں فروکش ہوئے۔ شام کو میں اون سے ملنے کو گیا۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار دونوں سے ملاقات ہوئی اور یہ قرار پایا کہ دوسرے روز صبح کو جنرل صاحب سے اجازت لیکر مکانات شاہی کی سیر کو جائیں ایدان شاہی پر تمام دولتخوہ کے پہرے تھے جنرل گیزلی صاحب نے ہمارے ارادہ سے دوسری سلطنتوں کے سپاہ سالاروں کو اطلاع دی۔ پہرہ ۹۔ نو مہر کو گیارہ بجے کے

قرب شاہشاہ چین کے خاص محلات کی سیر کیا واسطے گئے۔

مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ بیکانیر اور مین اور کپٹن اسیس محلات شاہی کے دیکھنے کے وقت ہمراہ تھے۔ چینی زبان میں شاہی مکانات جس نام سے موسوم ہیں انگریزی میں اوکٹاگر جبر ٹرنی (یعنی وہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہوتی) عمارت شاہی اول ایک عظیم الشان دروازہ نظر آیا جسکی چہیت چینی عمارت کے طرز پر مبنی ہوئی تھی۔ وہ عمارت ہمارے شہر اورنگ آباد کے بہر کل کے دروازہ کی عمارت سے مشابہ تھی۔ جب اس جلو خانہ سے نکل کر ہم آگے گئے تو ہمیں ایک بہت بڑا وسیع میدان ملا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہشاہ چین کی برآمدی کے وقت اس میدان میں دونوں طرف چینی فوج کھڑی رہا کرتی ہے جب ہم یہاں سے اور آگے بڑھے تو ہمیں ایک بہت بڑا مال ملا جس میں دربار عام ہوا کرتا ہے اس کے وسط میں ایک تخت رکھا تھا۔ اور تخت کے دونوں طرف بڑے بڑے چھ چھ فیٹ اونچے شمع دان تھے۔ یہاں پر ہمیں قرآن سے معلوم ہوا کہ ان مکانوں میں جو سامان پہلے تھا وہ لوٹ لیا گیا ہے۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار اور مین ہر ایک چیز کو دیکھتے اور جو امر ہمارے ذہن میں قابل استفسار ہوتا۔ چینی مترجم سے اسکو ہم پوچھتے جاتے تھے۔ اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ شاہشاہ چین جو وقت اپنے زمانہ خداد سے برآمد ہوتے ہیں تو تمام اہل بار اؤ کو دیکھتے ہی سجدہ کی وضع سے زمین پر سر کر دیتے ہیں اور جب شاہشاہ

حکم دیتا ہے تو سجدہ سے سراوٹھاتے ہیں۔ اگر شاہنشاہ کسی وزیر سے بات کرے تو وزراء دولت گھنٹنوں کے بل کھڑے رہ کر جواب دیتے ہیں۔ گھنٹے ٹیکنے کے واسطے خاص قسم کے ٹیکے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن وزراء کے سوا اگر کسی عہدہ دار سے بادشاہ مخاطب ہو تو اسے سجدہ ہی میں پڑے پڑے جواب دینا واجب ہوتا ہے مگر جم نے یہی بیان کیا کہ شاہنشاہ کی سواری اچانا اگر شہر میں جاتی ہے تو اول تمام شہر میں منادی ہو جاتی ہے سواری نکلنے کے وقت تمام شہر کے دوکاندار اپنی اپنی دوکانیں۔ اور شہر کے تمام باشندے اپنے اپنے مکانوں کے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ کوئی متنفس گھر کے باہر نہیں رہنے پاتا سب لوگ مکانوں میں بند ہو جاتے ہیں۔

بادشاہ کی جلو میں بڑے بڑے گھنٹے رہتے ہیں۔ ایک گھنٹہ کو دو گھار ایک آگے اور ایک پیچھے کندھوں پر رکھے لٹکائے ہوئے چلتے ہیں سواری چلتے وقت گھنٹے بجتے جاتے ہیں تاکہ مخلوق کو بادشاہ کی سواری کی خبر معلوم ہو جائے بادشاہ ایک بڑی پالکی میں سوار ہوتا ہے وہ پالکی ہی عجیب و غریب شکل کی ایک چھوٹے سے گنبد کے طور پر ہے جسکے آگے پیچھے ڈنڈے دو ڈھائی سو فینٹ لمبے چلے گئے ہیں اسے ڈھائی میں سو آدمیوں سے لیکر ہزار آدمی تک اوٹھاتے ہیں۔ حرم سرا سے شاہی کے دروازوں پر پہرہ داروں کے پاس قدیم زمانہ کے تیر و کمان اور تلواریں رہتی ہیں۔ زمانہ مکانات میں پلنگ

اور سہریوں کی بجائے جیوتڑے بنے ہیں۔ اور ادنیٰ پریشی اور جالی کے پھر دان پڑے ہیں۔ سردی کے موسم میں باہر سے اون کے اندر آگ ڈال دی جاتی ہے کہ مکان گرم رہیں لیکن امکانہ شاہی اور دوسرے مکانات کی طرز تعمیر میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ شاہی عمارات کے سفال اور خشت سب زرد ہوتے ہیں اور دوسرے مکانات کے زرد نہیں ہوتے مینے جہاں تک مکانات دیکھے اونہیں شاہی اور عامہ رعایا کے سب مکانات ایک مندرجہ سفال پوش تھے۔

شاہی مکانات کی کرسیاں بہت بلند اور اونکی سیڑھیاں سنگ مرمر کی تھیں اور اون کے دو جانب سنگ مرمر کی تختیاں لگی تھیں اونپر ایک بڑے اثر و سہے کی شکل بنی تھی جو ایک چہچکی کو نگل رہا تھا۔ چینی مترجم کی زبان معلوم ہوا کہ اثر و سہے سے مراد چین سے ہے اور چہچکی سے مراد جاپان گویا اس امر کا ثبوت تھا کہ چین اور جاپان میں ہمیشہ سے دشمنی ہے۔

دو پہر سے شام تک ہننے محلات شاہی کی خوب سیر کی۔ پہر ہم سب اپنی اپنی فرود گاہ کو واپس چلے آئے۔

۱۰۔ بروز مبر کو صبح کے وقت چار اجد سید ہیا اور مہاراجہ بیکانیر جنرل گیزلی صاحب کی ملاقات کو آئے۔ جنرل صاحب کے ساتھ برک فٹ کہا کر دیر تک باتیں کرتے رہے اسی روز شام کو میں مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ سندھیا کے ساتھ اونکی

فرد گاہ کو گیا۔ اور اون کے ساتھ ساتھ پیکن کے شمالی حصہ میں پہر کر سیر کی۔
 اارنو مہر کو (ٹیمپل آف ہیون) آسانی مندر کے دیکھنے کو گیا۔ یہ مندر
 شاہی معبد دن میں سے ہے اسکی عمارت نہایت بلند اور دروازہ عالیشان ہے
 دروازہ سے گزرنے کے بعد اول ایک چھوٹا سا صحن ملا۔ پھر ایک بہت بڑا کمرہ
 دیکھنے میں آیا۔

بڑے بڑے قدر و قیمت اور مختلف شکلوں اور صورتوں کے بت کھڑے
 تھے چینی مترجم کی ربانی معلوم ہوا کہ ان میں سے ہر ایک بت ایک خاص کام
 کے لئے مخصوص ہے کوئی بت پانی برساتا ہے کوئی بیماری دفع کرتا ہے۔
 کوئی تجارت میں نفع رسانی کا کام کرتا ہے۔ کوئی زراعت میں سرسبزی شادابی
 کی خدمت انجام دیتا ہے۔ کوئی بچوں کی پیدائش اور پرورش میں مدد کرتا ہے
 کوئی بوڑھوں بچوں کی حفاظت کرتا ہے۔ غرض اسی طرح کی انواع و اقسام کی
 خدمتیں ان کے سپرد ہیں۔ یہ سب بادشاہی معبد میں اپنے اپنے دیوتاؤں کے
 اہمکنٹوں اور کارپردازوں کے طور پر ہیں۔ بادشاہ چین کا مرتبہ اون دیوتاؤں
 سے کم اور اون کے گماشتوں سے بڑا ہے۔ اگر کسی سال بارش نہ ہو تو بادشاہ
 کی طرف سے مندر کے بڑے پجاری کو شاہی فرمان پہنچتا ہے کہ آپ ہماری
 طرف سے پانی کے بت سے کہہ دو کہ خشک سالی اور پانی کے قحط سے مخلوق کو تکلیف
 ہے وہ جلد پانی برسانے کا بندوبست کرے۔ اور پانی کے دیوتا سے کہہ کر پانی

برسواے اگر اسکے خلاف ہوگا تو تجویز مناسب کی جائے گی۔ بڑا بچاری اوس
 شاہی فرمان کو دیکھتے ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پانی کے بستے کے سامنے
 لیجاتا ہے اوس وقت فرمان لاسنے والا چوبدار اور کل اسٹاف کے لوگ اپنی
 اپنی جگہ کھڑے ہوتے ہیں۔ بڑا بچاری شاہی فرمان اوس بستے کے سامنے پڑھتا
 ہے اگر اسپر ہی پانی اور چند روز نہ برسے تو دوسرا فرمان پانی کے بستے کے نام
 پہونچتا ہے اور بچاری کو حکم ہوتا ہے کہ پانی کے بت کو سناؤ ویکھو جو اعزاز اور
 خطابات تکو دے گئے تھے وہ سب متروک کر لئے گئے اور تھکودیتاؤن کی
 صف میں جو جگہ دی گئی تھی تم اوس سے خارج کر دے گئے اور بچاری کو حکم
 ہوتا ہے کہ وہ اوس بت کو وہاں سے نکال کر دھوپ میں ڈال دے اور جب تک
 پانی نہ برسے اوسے دھوپ اور سروی میں ذلت اور خواری کے ساتھ پہنچا
 رہنے دے بچاری اس حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اگر اسکے بعد پانی برس گیا تو پھر
 شاہی فرمان کے بموجب بت کو خلعت وغیرہ پہنچا جاتا ہے اور حسب دستور
 سابق دیتاؤن کی صف میں اوسکے جگہ دیکھائی دے ورنہ دوسرے سال تک وہ
 بت میدان اور دھوپ ہی میں پڑا رہتا ہے اگر اچھانا کسی سال شروع سے
 ہی بارش اچھی ہوتی ہے اور پانی وقت پر برستا ہے تو بادشاہ کی طرف سے
 پانی کے بت کو زیور اور جواہرات اور خلعت پہنایا جاتا ہے اور خطاب اور
 اعزازی مراتب دے جاتے ہیں۔ یہ خطاب اور خلعت وغیرہ ایک نئی غرت

مینڈرین نہایت تو نرک و احتشام کے ساتھ بڑے بجاری سکے پاس لیجاتا ہے
بڑا بجاری جسکی حالت ایک بڑے متمول زمیندار کی سی ہے یہ خبر سکریشوایی
کو آتا ہے۔ اور پھر مینڈرین۔ اور بجاری دونوں ملکر آسمانی مندر میں داخل ہوتے
ہیں۔ پانی کے بت کو غسل دیا جاتا ہے اور اسے اوسکی جگہ سے چند انچرہ آگے
بڑھا کے خلعت وغیرہ پہنایا جاتا ہے پھر شاہی فرمان پڑھ کر اسے سنا یا جاتا ہے
غرض کہ دنیا کے تمام مذہبوں سے چینینوں کا مذہب بالکل نرا لاس ہے
چینینوں کے مذہبی خیالات دنیا سے انتقال کے بعد روح اور بہشت اور فوج
اور ثواب و عذاب کی بہ نسبت جو کچھ ہیں اون سے ثابت ہوتا ہے کہ ان
لوگوں نے ان امور کو بچوں کا کہیل سمجھا ہے اگر میں ان حالات کو تفصیل سے
لکھوں تو ایک دوسری کتاب ہو جاوے گی۔ چینینوں کا اپنے بادشاہ کی نسبت
یہ خیال ہے کہ بادشاہ (نقل کفر کفر نباشد) خدا کا قریب واسطہ و ارمیوٹ
ہوتا ہے اور خدا کے اراکین دولت جن کے واسطے سے دنیا کا وجود قائم
ہے روحانی خلقت ہیں جو مختلف ناموں سے مشہور ہیں۔ اور مختلف کام دنیا
کے ان کے سپرد ہیں اور ان کے مختلف صورتیں ہیں اون ہی کے ہم صورت
مٹی کے بت بنا کر وہ لوگ مندرون میں رکھتے ہیں۔ معاذ اللہ بادشاہ خدا
کا رشتہ دار ہے اور اراکین ملازم ہیں بادشاہ کا درجہ سب بتوں سے زیادہ
ہے اسلئے بادشاہ کو اختیار ہے کہ جس بت کو چاہے سرفراز کرے اور جسکو

چاہے سزا دے۔ اونہیں اعتقادات میں سے ایک بڑا اعتقاد یہ ہی ہے کہ جب بادشاہ یہاں پر ایک ساٹی کے بت کو سرفراز کرتا ہے اور خلعت پہناتا ہے تو دوسرے عالم میں خدا کی طرف سے روحانی بت یعنی رکنِ خدائی کو بھی سرفرازی ہوتی ہے اگر یہاں اسکو سزا ہو تو وہاں ہی خدا کی طرف سے اس رکن کو سزا دی جاتی ہے۔

شہر یکن کے شمالی حصہ میں بڑے بڑے تجارتی دوکانیں ہیں قہریم کا چینی اسباب وہاں ملکتا ہے۔ راستے نہایت وسیع اور فراخ ہیں دکان کے سامنے دو طرف سڑکوں کے زمین پر تھیر کا فرش بچھا کر اور پال ڈال کے کثرت سے چھوٹی چھوٹی دوکاندار بیٹھتے ہیں اور اونہیں انواع و اقسام کا مال شہین وغیرہ فروخت ہوتا ہے گوراستہ کی گرواڑتی ہے اور سامان خراب ہوتا ہے مگر وہ اس کی کچھ پروا نہین کرتے ہر ایک موسم میں انکی دوکانیں زمین پر لگی رہتی ہیں۔ تاتار شہر میں بھی شہین فروشوں کی کثرت سے دوکانیں ہیں یہہ دکاندار نہایت دولت مند ہیں۔ انکی تجارت کا کاروبار بڑے وسیع پیمانہ پر چلتا ہے ہر چند کہ اس زمانہ میں۔ جرمن فرنیچ۔ اور روسیوں وغیرہ نے بازار کے تمام مال اور اسباب کو لوٹ لیا تھا مگر پھر بھی انواع و اقسام کا سامان کثرت سے موجود تھا۔

ان بازارات کی سیر کے بعد ہم ایک شاہی حکیم کے مکان میں گئے یہاں ہم نے دیکھا کہ دو خانہ میں انواع و اقسام کی گولیاں ہیں۔ شیشے اور دوا خانہ کے

ظروف توڑے پہوڑے پڑے ہیں۔ مترجم کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ شانہ شاہ چین کے خاص حکیم کا دواخانہ ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیوں کی دوائیں لوٹا میں تلف ہو گئیں۔ اکثر شیشوں میں گولیاں تھیں۔ جنہر طلائی ورق مراد تھے۔ مترجم نے کہا کہ ان گولیوں میں عہنر اور مشک خالص۔ اور میانی وغیرہ قیمتی اشیاء پڑے ہیں۔

امراء دولت ایک ایک گولی کے پچاس پچاس سو سو ڈالر قیمت دیکر لیا کرتے تھے لیکن افسوس کہ ایسی بیش بہا ادویہ فرنیچ اور روسی وغیرہ فوجوں نے بڑی بیدردی سے غارت اور برباد کر دیں یہ لوگ لوٹ کے وقت بڑے بڑے مرتبانوں کو اس خیال سے کہہ لیتے تھے کہ انہیں شاید دسکی ہوگی۔ لیکن جب انہیں اپنا مقصود نہ پاتے تو بے تمیزی سے زمین پر پھینک کر توڑ ڈالتے تھے اس طرح سے لاکھوں روپیوں کا دواخانہ برباد ہو گیا۔

پسین میں جو وقت یورپ کی فوج داخل ہوئی تو روس۔ فرنیچ۔ جرمن اور اٹلی کی فوجوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن جنرل سرفروڈ گیزلی صاحب نے حکم دیا کہ کوئی انگریزی سپاہی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب افسران فوج نے دیکھا کہ تمام سلطنتوں کے آدمی شہر کو لوٹ رہے ہیں تو انہوں نے جنرل صاحب سے کہا کہ اگر ہم نہ ہی لوٹیں گے تب ہی بدنامی سے نہیں بچ سکتے آپ ہمیں لوٹنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے جنرل صاحب نے کہا کہ اس قسم کی لوٹ

کہ سوٹ سے سپاہیوں کے اخلاق بکڑ جاتے ہیں لیکن ایسی حالت میں کہ تمہارے سامنے دوسری سلطنتوں کی فوجیں لوٹ رہی ہیں تو بہتر ہوگا کہ سو سپاہی ایک افسر کی ماتحتی میں شہر کو جائیں۔ اور جو دو کانین دکانداروں سے خالی ہوں۔ اور ان کا سامان جمع کر کے لے آئیں۔ اور ایک شاہی بڑے مکان میں جمع کر دیں غرض اس کام کے واسطے ایک پارٹی تیار کی گئی اور اس کا نام ارکینائیز ولوٹنگ پارٹی رکھا۔ اور جس مکان میں یہ سامان جمع کیا گیا اس کا نام پرائیز و گودام رکھا گیا۔ ایک ہفتہ کے اندر وہ بڑا مکان لٹیمین اوٹشپینڈ کے قیمتی سامان بھر گیا۔ ایک رفرین اور جنرل رچرڈسن صاحب پرائیز و گودام میں گئے اور سارے بیچرے پوچھا کہ ان لٹیمین تھانوں کے گمٹے جو بہرے ہیں کیا ہم قیمت دیکر انہیں سے لے سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ آپ جس قدر سامان چاہیں یہاں سے لے سکتے ہیں فی تھان دو ڈالر قیمت مقرر کر دی گئی ہے میں نے اور جنرل رچرڈسن صاحب نے چند تھان اوٹھا لئے اور انکی قیمت اپنے نام لکھ دی۔ حیدر آباد میں پہونچ کر جب میں نے ان تھانوں کی قیمت دریافت کی تو فی تھان چالیس روپیہ کا اندازہ کیا گیا۔

اس کے بعد ہم شاہنشاہ کا محل گراما دیکھنے کو گئے جو پکین سے تھوڑی دور واقع ہے اسکی عمارت بھی قریب قریب اور شاہی مکانات کے ہی راستہ میں جب ہم جا رہے تھے تو ہمیں جنگل میں ادھر ادھر متفرق جگہوں میں مٹی کے

ڈھیر دکھائی دے دریافت کرنے سے چینی مترجم نے بیان کیا کہ یہ چین والوں کی قبریں ہیں۔ چین میں ہمارے ملک کی طرح قبرستان کے لئے کوئی خاص مقام نہیں ہے بلکہ چینی جب مرتے ہیں تو اون کے خولش و اقارب اپنے مذہب کے شاستری کے پاس جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ مردہ کو کہاں دفن کیا جائے وہ منجم شاستری کچھ حساب لگا کر بتلا دیتا ہے کہ فلان رخ اور فلان سمت میں فلان قسم کے درخت یا مکان کے پاس اتنے گز کے فاصلہ سے اس مردہ کے دفن کی جگہ ہے وہاں اسے لیجا کر گاڑ دو شاستری کی ہدایت کے موافق اوسی جگہ مردہ دفن کر دیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی دستور ہے کہ مردہ کو اپنی زندگی میں جو چیز مرغوب اور پسند تھی مثلاً تلوار یا کوئی زیور یا کپڑا یا کتاب وغیرہ وہ ہی میت کے ساتھ صندوق میں رکھ کر دفن کر دیا جاتی ہے چینیوں کی قبریں یہی پختہ نہیں ہوتیں مٹی کا ایک بچا ڈھیر ہوتا ہے جو زمین سے کئی فیٹ بلند بنا دیتے ہیں۔ لیکن وہاں کی مٹی میں کچھ ایسی قوت ہے کہ زمانہ دراز تک وہ ڈھیر بحال خود برقرار رہتے ہیں برسات وغیرہ سے اونہیں بہت کم نقصان پہونچتا ہے۔

اشنائے گفتگو میں مینے چینی مترجم سے اونکی شادی کے دستور کو دہرایا کیا تو اس کے بیان سے ثابت ہوا کہ چینیوں کی شادی کے دستور بہت کچھ ہمارے ہندوستان کے ہنود کے رسموں کے مطابق ہیں۔

یہہ چینی مترجم جو ہمارے ساتھ رہا کرتا تھا اسکی ڈاڑھی میں صرف دو تین بال تھے مگر بڑے لمبے لمبے جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑی احتیاط سے بڑھائے گئے ہوں گے۔ مینے ان بالوں کے بڑھانے کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا اول تو اہل چین کی ڈاڑھی میں بہت بال نہیں ہوتے اور اگر ہوتے ہی ہین تو وہ انہیں منڈوا دیتے ہین۔ لیکن اگر کسی شخص کے پوتا پیدا ہو جاتا ہے تو اسے ڈاڑھی رکھنا لازم ہوتا ہے گو کتنے ہی بال ہوں ایک ہو یا دو ہوں وہ ڈاڑھی کے بالوں کی نہایت احتیاط سے حفاظت کرتا ہے ہرگز کترنے منڈانے اور توٹنے نہیں دیتا اذیکہ خیال ہے کہ اگر دادا کی ڈاڑھی یا مویچوں کسی بال کو کوئی صدمہ پہونچے گا تو اس سے پوتے کی جان کو ضرور نقصان ہوگا۔ اسی واسطے سات سال ہونے جب سے کہ میرے پوتا پیدا ہوا ہے مینے اپنی ڈاڑھی کے ان دو تین بالوں کو منڈوانا چھوڑ دیا ہے اور پوتے کی خاطر سے انہیں نہایت حفاظت سے رکھتا ہوں کسی طرح ٹوٹنے نہیں دیتا۔

چین کے امرا اور مغز اپنے ناخن نہیں تراشتے اون کے ناخن بڑھتی برہتی ایک ایک ویڑہ ویڑہ انچہ کے ہو جاتے ہین جو ہمارے ملک والوں کی نظروں میں نہایت ہی بدناما معلوم ہوتے ہین لیکن چین والوں کے لئے لازم غرت سے خیال کئے جاتے ہین۔ انکا خیال ہے کہ ناخن بڑھانا امارت اور مالدار ہونے کی دلیل ہے گویا اونکے تمام کام خدمت گزار اور نوکر چاکر کرتے ہین۔

اور اذکو گھر کی کوئی چیز چھونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یاد دلاؤ کہ لفظوں میں یون کہا جائے کہ جب ناخن بڑھ جاتے ہیں تو وہ خود کسی کام کو اپنے ہاتھ سے اچھی طرح نہیں کر سکتے پہر جب اون کے ناخن ایک بار بڑھ جاتے ہیں تو اذکو کا ٹوٹ جانا بھی خواست اور بدیمیتی خیال کیا جاتا ہے اسلئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی ناخنوں کی نہایت حفاظت کریں۔

۲۔ امرا اور دولتمندوں کے سوا اہل حرفہ اور مزدوری پیشہ اپنے اپنے ناخن تراشتے ہیں۔

چین کے ملک میں دودھ کا بالکل استعمال نہیں ہے۔ مینے اپنے اس کئی مہینے کے سفر اور قیام میں دودھ مطلق نہیں دیکھا وہ لوگ دودھ کے لئے مولشی نہیں پالتے کہانے میں بجائے گہی کے چربی استعمال کرتے ہیں۔ چینی لوگ انواع و اقسام کی چٹنیاں، آچار، اور مربے بھی کہاتے ہیں۔ شیرینیان بہت باخرو اور سلیقہ سے بنائی جاتی ہیں۔ بادام، پستہ وغیرہ پر خشک جڑ ہانے کا عام رواج ہے اور بہت نزاکت اور نفاست سے چڑھائی جاتی ہے۔

مجھے بعض چینی امرا کی ڈنر پارٹیوں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا لیکن چونکہ اون کے کہانوں کی کیفیت میں پہلے ہی سن چکا تھا۔ بجز شیرینی کے مینے اور کسی چیز کی طرف رغبت نہیں کی۔ دعوت میں جانے سے میرا مقصد وہی تھا کہ اون کے کہانوں کو دیکھوں۔ کیکڑوں کا شوربا، پیپی پائی، اذکی غذاؤں میں

نہایت مرغوب۔ اور باقرہ غذا تصور کی جاتی ہے۔ کتون کے اون بچوں کو جن کی ابھی آنکھیں نہ کھلی ہوں او بالتے ہیں۔ اور اون کے گوشت کے سمو سے بناتی ہیں۔ بڑی چمکا ڈرین ہی مرغ کی طرح اون کی غذاؤں میں اچھا کھانا ہے۔ ابابیل جو ایک قسم کی دریائی گھانسن سے گھونسلہ بناتی ہے چینی لوگ اوسکو پکا کر کھاتے ہیں اور نہایت عمدہ غذا جانتے ہیں سفید جو ہون کا گوشت بھی بہت باقرہ تصور کرتے ہیں۔ اون کے گوشت کے کباب اور سمو سے اونکو نزدیک پاکیزہ غذاؤں میں سے ہیں انکے سوا اونکی اور بہت سی غذائیں سنو میں آئین جن کے ذکر سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ آدمی کے گوشت کی نسبت بھی مشہور ہے کہ چینی لوگ کھاتے تھے۔ لیکن ایک زمانہ سے یہ فعل مذموم روک دیا گیا ہے غالباً دول خارجہ کا یا چین کے ملک میں مسلمانوں کی کثرت آبادی کا اثر ہے۔ چین میں یہ انواع واقسام کے گوشت جو کھائے جاتے ہیں ظاہراً اسکا سبب یہی ہے کہ سرد ملکوں میں گوشت کھانہ کی خواہش طبعی طور پر ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان کے اور سباع حیوانات کے سوا جو چرند جانور جیسے ریچرہ وغیرہ ہیں۔ گرم ملکوں میں ہرگز گوشت نہیں کھاتے۔ اگر وہ سرد ملکوں میں چند نسلوں تک رہتے ہیں تو اونہیں بھی مثل دزدون کے گوشت کھانے کی عادت ہو جاتی ہے اور چرند جانوروں سے خارج ہو کر دزدون میں داخل ہو جاتے ہیں۔

چین میں جانوروں کی اس قدر کثرت بھی نہیں ہوتی جیسے کہ گرم ملکوں میں
ہے شائد حیوانات کی کمی کی وجہ سے ان لوگوں نے مکروہ جانوروں کے کھانے
کی عادت ڈالی ہے اور ان بدترین جانوروں کے کھانے پر مجبور ہیں۔

ہیمنیوں کے کھانا کھانے کی یہی عجیب و غریب وضع ہے چین میں اکثر
لوگ چاول بہت کھاتے ہیں۔ غریب لوگ تو زمین پر بیٹھتے ہیں لیکن کھانا رکابی
میں نکال کر تپائی یا دوسری بلند چیز پر اتنا اونچا رکھتے ہیں کہ منہ کے قریب پہنچ
جاتا ہے اور میز پر کھاتے ہیں وہ بھی میز کرسی اتنی اونچی رکھتے ہیں کہ کھانا
کھانے کے وقت رکابی اون کے منہ کی برابر رہتی ہے رکابی کے ساتھ ہر
ایک کے پاس دو تیلیاں بھی رہتی ہیں۔ تیلیوں سے چینی لوگ کھانا کھاتے
ہیں۔ آپ کو تعجب ہو گا کہ تیلیوں سے کھانا کیونکر کھایا جاتا ہو گا۔ وہ دونوں
تیلیوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔ اور اون سے ایک ایک چاول
اٹھا کر منہ میں ڈالتے جاتے ہیں۔ چینیوں کا کھانا کھاتے ہیں۔ اگرچہ بہت
وقت صرف ہوتا ہے خصوصاً امرا۔ اور غریبوں کا کہ وہ بہت ہمارے دیر تک
کھاتے رہتے ہیں لیکن تیلیوں سے وہ جس سرعت سے کھانا کھاتے ہیں ہم
اون کی برابر اس قدر جلد نہیں کھا سکتے۔ انہیں بچپن سے ہی عادت ہوتی ہے۔
گوشت وغیرہ کو ہاتھ سے توڑ کر لقمہ کر لیتے ہیں کھانا کھاتے وقت کانٹے یا چمچ
وغیرہ کبھی استعمال نہیں کرتے۔

چینی عورتوں کے لئے اگرچہ مذہبی طور سے پردہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن مغزین میں عورتوں کا یاہر چاہنا اور غیروں کے سامنے نکلنا محبوب سمجھا جاتا ہے وہ عورت بہت خوش نصیب تصور کی جاتی ہے جو شادی کے روز شوہر کے گہریں آئے اور مرتے دم تک باہر نہ نکلے۔

یہ جو مشہور ہے کہ چینی عورتیں آہنی جوتے استعمال کرتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے اصل اسکی اسفند ہے کہ جب مغز چینوں کے گہریں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فوراً اوسکے پاؤں میں کپڑے کی پیٹیاں باندھ دی جاتی ہیں۔ وہ پیٹیاں ہمیشہ بند ہی رہتی ہیں۔ جن سے اوراقضہ کے ساتھ اون کے پاؤں بڑھنے نہیں پاتے اور رفتہ رفتہ پاؤں چھوٹا ہو کر پاؤں کے نیچے کی وضع بالکل بگڑ جاتی ہے میں چین کے ملک سے چینی عورتوں کے استعمال کرنے کے جوتے لایا ہوں جو ہرے ڈرائنگ روم میں موجود ہیں۔ انکا طول چھ انچہ سے زیادہ نہیں ہے چین کے لوگوں سے جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین نے ایک مرتبہ مینا بازار لگایا تھا اور اوسوقت اوس کے روبرو بہت سی حسین اور جمیل عورتیں آئی تھیں۔ اونہیں سے ایک عورت کے پاؤں نہایت چھوٹے چھوٹے تھے۔ شاہنشاہ نے اوسکے پاؤں کو دیکھ کر بہت پسند کیا اور یاسمن کے پھول سے انکو تشبیہ دی اسکا کچھ ایسا اثر ہوا کہ مغزین میں عورتوں کے پاؤں چنبیلی کے پھول کی صورت پر ہو جانے کے

لئے کوشش کی گئی۔ اور اس خیال نے ایسی ترقی پائی کہ رفتہ رفتہ دو تمدنوں میں ایک رسم ہو گئی۔ اور اب تک یہ رسم جاری ہے۔ بیٹی باندھنے سے اون کے پاؤں کچھ ایسے چھوٹے اور کمزور ہو جاتے ہیں کہ عورتیں سیدھی چل بھی نہیں سکتیں۔ پاؤں بد نما اور چلتے وقت خمیدہ دکھائی دیتے ہیں۔ چینی عورتوں کے جسم پر ڈھیلا پاجامہ ہوتا ہے جو زیادہ تر لنگے سے مشابہ ہے اور سینہ بند پر کرتا۔ اور کرتے پر ایک چوڑا کر بند یا پٹی باندھتی ہیں اور مغز عورتیں پاتا یہ بھی پہنتی ہیں۔ اور اونکا لباس اکثر ریشم اور سنبھ اور قاقم کا ہوتا ہے اون کے سر کے بالوں میں گلاب کے پھول اور کبھی کبھی مصنوعی پھول بھی ہوتے ہیں۔

چہتری لیکر پہرنا عورتوں کا اچھا فیشن خیال کیا جاتا ہے۔ غریبوں کی عورتیں اپنے بچوں کو اپنی پیٹھ پر باندھ لیتی ہیں۔

مسلمان عورتیں جو تاتاری کہلاتی ہیں اونکا اکثر لباس چینی عورتوں کا سا ہوتا ہے لیکن اونکی جویتوں کے تلے زیادہ اونچے ہوتے ہیں۔ مرد ڈھیلا پاجامہ کرتا۔ اور قبا پہنتے ہیں جسکی آستین لمبی ہوتی ہیں۔ مغزین اکثر ریشمی لباس اور موسم سرما میں پشمینہ سنبھ اور قاقم پہنتے ہیں۔ عام چینی لوگ بنگالیوں کی طرح سر پر کچرہ نہیں رکھتے البتہ مغزین میں ٹوپی اوڑھنے کا رواج ہے تمام چینوں میں چوٹی رکھنے کا دستور ہے ایام طفولیت سے مرتے دم تک چوٹی

کے بال قطع نہیں کرتے انکا کاٹنا اون کے مذہبی ممنوعات میں داخل ہے
 اونکا خیال ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو دیوتا مردے کو چوٹی پکڑ کے آسمان
 پر لیجاتے ہیں۔ اگر پیدائش کے بعد کسی کی چوٹی گٹ جائے تو اوپر کنہیتے وقت
 وہ چوٹی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مردہ نیچے گر پڑتا ہے دیوتاؤں کے پاس جانے
 سے محروم رہ جاتا ہے۔ فوجی سپاہیوں کا یونی فارم الخالق کی طرح کا ایک
 انگڑا ہے جو تاسہ جکاسینہ گول اور اوپر چینی حروف میں فوج کا نشان رہتا ہے
 سپاہی ڈھیلے پانجام پر موزہ پہنتے ہیں یا پٹی باندھ لیتے ہیں۔

عہدہ داروں اور افسروں کی ٹوپوں پر ٹین ہوتے ہیں ان ٹینوں کے
 رنگوں سے فوج کے مختلف اقسام معلوم ہو سکتے ہیں۔

جنگی فوج کے افسروں کے نیلے۔ عدالتی عہدہ داروں کے کالے اور ایسی
 ہی دو کے محکموں اور سرشتوں کے دوسرے رنگوں کے ٹین ہوتے ہیں۔
 چین میں بڑے گھوڑے نہیں ہیں۔ چھوٹے یا بوتڑ کی یا یون کی مثل اچھڑ مضبوط
 اور چالاک ہوتے ہیں۔ لیکن خچر بہت بڑے اور صورت اور شکل کے اچھے
 ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں خچروں پر سوار ہونا کچھ معیوب نہیں سمجھا جاتا
 مغزین اور امرا اون پر بے تکلف سوار ہوتے ہیں۔ اور بازاروں میں
 پھرتے ہیں۔

چینی لوگوں کا سلام چن چن ہے۔ جب ایک دوسرے سے راستے

میں ملتا ہے تو چین جن کہتا ہے اسکا معنی مزاج لیفٹ ہے۔

چین میں ندیوں کی کثرت کے باعث چاول بہت پیدا ہوتے ہیں۔
انواع واقسام کے چاول وہاں دیکھنے میں آئے۔ سفید اور زرد جو ار اور مونگ
ہی پونگ نو کے علاقہ میں بہت دیکھی گئی۔ وہاں کی زمین نہایت زرخیز اور
مک خوب سرسبز و شاداب ہے۔

انگور۔ اور ناشپاتی بھی کثرت سے ہی اس زمانہ میں ناشپاتی کا موسم
اگرچہ آخر ہو چکا تھا۔ لیکن پہر ہی ہمیں جا بجا راستہ میں اچھی اور نہایت بافرہ
ناشپاتیان بکثرت ملتی تھیں۔

شہر یکن کے ایک حصہ میں جو تاتار شہر کے نام سے مشہور ہے مسلمان
رہتے ہیں۔ چین میں مسلمان کب آئے اور کیونکر آئے یہ تو مجھ چین والوں
سے معلوم نہو سکا مگر عربی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ چین میں مسلمان
ہجرت کل اول صدی کے آخر یا دوسری صدی کے آغاز میں پہنچ گئے تھے۔
لیکن یہ مضمون اور اسکی تحقیقات استقدر طولانی ہے اور روایتیں ایسی
مختلف واقع ہوئی ہیں کہ اس کتاب میں اونکے لکھنے کا موقع نہیں ہے۔

بہر حال مسلمان بکثرت بلکہ کڑوڑوں ہیں۔ میں نے جہاں تک اونکو دیکھا
مجھے اونکی شکل و شمائل۔ لباس طرز معاشرت۔ اور بود و باش کی حالت میں
بد مذہب والوں سے کچھ فرق نظر نہ آیا۔ اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ

عام چینی سربرہنہ رہتے ہیں اور مسلمانوں کے سروں پر سیاہ ٹوہیان ہوتی ہیں اور اون کے سروں پر جو ٹیان نہیں ہوتیں۔

مسلمانوں کے مکانات کے دروازوں پر کہیں کہیں کوئی خط سے بسم اللہ بھی لکھی ہوئی دیکھی گئی۔ تا تاں شہر میں مسجدیں ہی ہیں مگر مسجدوں کی کثرت نہیں اور انکی وضع بھی مسجدوں کی سی نہیں ہے اور دوسری عمارتوں میں اور انہیں کچھ فرق نہیں پایا جاتا۔ البتہ اون پر بسم اللہ اور دیگر آیات قرآنی لکھی ہوتی ہیں گویا مسجد کی ہی ایک بڑی علامت ہے۔ عربی خط کی شان بالکل پیچیدہ اور کوئی خط کے طرز پر ہے۔

چینیوں کے ہاتھ کا عربی خط ہمارے ملک کے معمولی استوراہ کے آدمی نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ چینی مسلمانوں سے میں نے اون کے خیالات مذہبی کو بہت کچھ دریافت کرنا چاہا مگر میرا مترجم نہ تو استفراںگریزی جانتا تھا۔ اور نہ اردو زبان کہ مجھے اون خیالات سے آگاہ کرتا۔ اور نہ کوئی ایسا چینی مسلمان ملا جو میرے خیال کے موافق جواب دے سکتا تھا۔ چینی مسلمانوں کے لہجے سے استفراں معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو اون کا تلفظ ہماری سمجھ میں اچھی طرح ہرگز نہ آسکیگا۔ چینی اور عربی ملکر ایک لہجہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے ہمارے کان محض نا آشنا ہیں۔

چینیوں کی صنعت اور حرفت قدیم زمانہ سے مشہور چلی آئی ہے مگر انہوں نے

اپنی تجارت کو اپنے ہی ملکوں میں محدود کر رکھا ہے اسکی خاص وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چین کا ملک وسیع ہونے کے باعث اونکو اپنا مال اور سامان تجارتی باہر بیجانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اگر اپنے ملک سے وہ باہر بھی جاتے ہیں تو ملک چین ہی کے اطراف و حواض اور قرب وجوار کے جزیروں میں جیسے شنکھائی۔ ہانگ کانگ۔ وائی وائی وائی۔ پو کوٹ وغیرہ میں انہیں آمدورفت کرتے ہیں اور ان سے آگے نہیں بڑھتے۔

روپیہ کی قسم سے چین کے ملک میں تقریباً سکے ہے جسکو ڈالر کہتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں یہ رائج ہے اور تانبے کے پیسوں کا عام طور سے بڑا درواج ہے پیسہ میں چو کوئی ایک سوراخ ہوتا ہے اس سوراخ میں ستلی ڈالکر سوسو پیسوں کے ہمارے پرولیتے ہیں۔ ایک ڈالر کے سو پیسے ہنٹے جاتے ہیں چینی لوگ جب سودا خریدنے بازار کو جاتے ہیں تو جتنے ڈالر انکی اشیاء خرید کرنا چاہتے ہیں نی ڈالر کے حساب سے اوتنے ہی پیسوں کے بار اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں۔

ڈالر کے سوا ایک اور سکہ سلور شوز کے نام سے موسوم ہے یعنی چاندی کا جوتا یہ سکہ ڈھائی تولہ کی مقدار سے سوسو تولہ تک ہوتا ہے۔ اگر کسی کو نصف یا ربع یا جتنی مقدار کے ٹکڑے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ سوار سے اسے اوتنا قطع کر لیتا ہے اور وہ ٹکڑا کام میں لاتا ہے جب اس قسم کے

دو چار تکر کے کسی کے پاس جمع ہو جاتے ہیں تو جس وزن کا وہ چاہتا ہے سنار اوسکو فوراً ڈال دیتا ہے دیر نہیں لگتی سناروں کے پاس اسکے سانچے موجود رہتے ہیں۔
 لکس چین میں افیون کا استعمال بہت سے چین میں افیون دوسرے ملکوں سے آتی ہے امر اور غربا سب افیون کا استعمال کرتے ہیں۔

چین میں چائے منچوریہ کے ضلع میں بہت پیدا ہوتی ہے

اول قسم شاہی اور شاہی خاندان کے استعمال کی چائے ہے اس چائے کو دوسری چائے کی طرح آگ پر رکھ کے خشک نہیں کرتے بلکہ اوسے فقط دھوپ کی گرمی سے خشک کرتے ہیں اسی واسطے اوسے انگریزی میں سن ہولڈ ٹی یعنی دھوپ میں خشک کی ہوئی چائے کہتے ہیں اس قسم میں اول درجہ کی چائے کی قیمت فی پونڈ چودہا ڈالرتک ہوتی ہے۔ اس گہران قیمت پر بھی یہ چائے دستیاب ہونی دشوار ہے بڑی کوشش اور تلاش سے اس قسم کے تیسرے درجہ کی چائے کسی امیر یا رئیس کی وساطت سے فی پونڈ چودہ پندرہ ڈالر کو مل سکتی ہے ورنہ میسر نہیں آتی۔ اسکے پتے زعفران کے پتوں کی طرح بلانیک اور لمبے لمبے ہوتے ہیں اور انہیں چھوٹی چھوٹی گرہیں ہوتی ہیں۔ اور یہ چائے نہایت خوشبودار اور باغری ہوتی ہے اور بغیر دودھ اور شکر کے استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اگر رنگ ذرہ زیادہ ہو جاتا ہے تو اسکے مزہ میں تلخی آ جاتی ہے جسے بہت

کوشش کی کہ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے واسطے شاہی قسم کی چائے
میں سے اول درجہ کی کچھ چائے اپنے ہمراہ لیجاؤں لیکن مجھے دستیاب نہ ہو سکی
دوسرے درجہ کی چائے فی پونڈ سات ڈالر کچھ بھرت ہو گئی تھی۔ اسے میں
حیدر آباد لایا تھا۔

دوسری قسم کی وہ چائے ہوتی ہے جسکو فینڈرین ٹی ریضے امر کے پینے
کی چائے کہتے ہیں یہ چائے بھی بہت لطیف اور باخود ہوتی ہے چین میں فی پونڈ
دو ڈھائی ڈالر کو ملتی ہے اس قسم کی چائے پینے کا جمہلو اکثر اتفاق ہوا ہے لیکن
یہ چائے بھی چین میں بہت مشکل سے بہم ہوتی ہے۔ لیکن میں مسٹر گرین ریڈ
ایک امویکن سوداگر تھے۔ ان کے ذریعہ سے میں نے اس چائے کا انتظام کیا تھا
وہ اس قسم کی چائے میرے لئے چین سے بھیجا کرتے تھے۔

تیسری قسم کی عام استمالی چائے ہوتی ہے اس چائے کا رنگ سنہرا ہوتا
ہے اور چین میں اسکا استعمال کثرت سے ہے۔

چوتھی قسم کی چائے غریب اور فردوری پیشہ لوگوں کے استعمال کی ہوتی ہے
اسکا رنگ مائل بسا ہی ہوتا ہے اور اس قسم کی چائے کا اکثر سفوف بکٹا ہوا
ہے اور جب کے چین کے باشندے بھی اس سے استعمال کرتے ہیں۔

چین میں چائے کی یہاں تک کثرت ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی ٹوکان میں
جوار چاول مونگ وغیرہ غلہ کے ساتھ چائے کا ہی تھیلا رکھا رہتا ہے یہ وہاں عام

خوراک کی اشیاء کی طرح فروخت ہوتی ہے۔

غرض وڈیرہ پہنچنے تک سینے جنرل گیزلی صاحب کے پاس رہ کر چین کی خوب سیر کی اور اس مدت میں چین کے حالات سے کما حقہ واقفیت مجھ کو حاصل ہوئی اس زمانہ میں چینی بالکل مغلوب ہو گئے تھے صلح کی کارروائی جاری تھی۔ اور آئندہ لڑائی کی کسی قسم سے امید نہ تھی جنرل کاؤنٹ والڈر سی فیلڈ مارشل کی رائے سے یہ امر قرار پایا تھا کہ موسم سرما ختم ہونیکے بعد دول یورپ کی کل فوجیں اپنے اپنے ملکوں کو واپس ہو جائیں۔

اس موقع پر جنرل گیزلی صاحب نے مجھے ہمارا جہ سندھیا اور ہمارا جہ بیکانیر کو یہ صلاح دی کہ پکین مین تین مہینے رہنے کی بجائے اگر آپ اس فوج کے ساتھ جو ہندوستان واپس جانے والی ہے ہندوستان پہنچ جائیں تو بہتر ہوگا کہ ہنرے جنرل گیزلی صاحب کی رائے کے ساتھ اتفاق کر کے ہندوستان کی طرف مراجعت کا ارادہ کیا۔

خصت کے وقت جنرل گیزلی صاحب مجھے ہمارا جہ سندھیا اور ہمارا جہ بیکانیر کو فیلڈ مارشل کاؤنٹ والڈر سی کی ملاقات کے واسطے اپنے ہمراہ لے گئے کاؤنٹ موصوف شاہی مکانات میں مقیم تھے اون کے دروازہ پر جرمن فوج کا گارڈ نہایت توڑک و اچھٹام کے ساتھ یونی فارم پہنے موجود تھا ملاقات کے وقت کاؤنٹ موصوف نہایت تپاک سے پیش آئے ہمارا جہ سندھیا ہمارا جہ بیکانیر

اور مجھے دیر تک بائیں کرتے رہے پھر ہم اون سے رخصت ہو کر اپنے مستقر کو واپس آئے۔

۷۔ ہمارا ڈسٹریکٹ ۱۹ عیسوی کو جنرل گینرلی اور دوسرے دوستوں سے رخصت ہو کر ہمارا جہاں سندھیا۔ ہمارا جہاں بیکانیر۔ اور مین پکین سے روانہ ہوئے اور تیسرے روز ہم ٹنچس پہونچے یہاں وائیسٹیس ٹیلیگراف اسٹیشن یعنی بغیر تار کے خبر رسانی کا تار گہر تھا جو افسروہاں مقرر تھے انہوں نے سب آلات اور خبر رسانی کے طریقے بتائے یہ ٹیلیگراف نہایت تعجب انگیز ہے۔ سرسری نظر سے اس کے اصول برابر سمجھ میں نہیں آتے۔

دو شکر روز ٹنچس مین جنرل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ہمارا جہاں سندھیا یہاں سے اپنے جہاز کو الیا رپر سوار ہو کر تشریف لیکے مین دو شکر جہاز پر سوار ہو کر وائی وائی وائی کو روانہ ہوا اس شام ہمارا جہاز ٹا کو پہونچا۔ یہاں ٹریل۔ اور پاورل دونوں جہاز کھڑے تھے۔ پاورل جہاز مین یڈل سرپر تشریف رکھتے تھے انہوں نے ہم کو اپنے جہاز پر بلوایا۔ چونکہ ہمارا جہاں سندھیا کا جہاز ہم سے اول وہاں پہونچ چکا تھا۔ وہ صبح ہی سے اس جہاز مین تشریف رکھتے تھے ہم بارہ بجے وہاں پہونچے تھے ہم نے اوٹمرل صاحب کے ساتھ بیچ کھایا اور جہاز کی خوب سیر کی۔ ہمارا جہاں سندھیا نے ایک روز اوسی جگہ قیام کیا لیکن مین اوسی روز وہاں سے روانہ ہو گیا۔



چھٹے روز ہمارا جہاز ہانگ کانگ پہونچا۔ یہاں پہونچتے ہی سرہنری بلیک گورنر ہانگ کانگ کا ایک خط منجھو ملا جس میں ادھون نے اپنے پاس فروکش ہونے کے لئے بھجے دعوت دی تھی۔ میں نے ادھون کی دعوت کو نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور جہاز سے اترتے ہی گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوا۔

اس مدت میں سرہنری بلیک اور لیڈی بلیک کے پاس گورنمنٹ ہوس میں قیام پذیر رہا پھر ہمارا جہاز وہاں سے روانہ ہوا چودہ روز تک دریائی سفر میں گزرے اس وقت دریائے تملاکم تھا سراج اچھا رہا۔ جہاز میں مسافر بھی تھوڑے تھے۔ ۲۸ دسمبر کو صبح کے چھ بجے ہمارا جہاز کلکتہ پہونچا۔ میں جہاز کے کپٹن اور دوسرے دو تینوں سے رخصت ہو کر کلکتہ کے گریٹ ایسٹرن ہوٹل میں فروکش ہوا۔ یہاں سفر کی ماندگی کے باعث میں نے دو تین روز آرام لیا۔

پھر جنوری ۱۹۰۱ء عیسوی کو ریل پر سوار ہو کر حیدرآباد کی طرف عازم ہوا اور گیارہویں تاریخ حیدرآباد میں داخل ہوا۔ اسٹیشن پر میرے احباب اور افسران فوج جو میری ملاقات کے لئے آئے تھے ادھون سے میں ملاقات کر کے سیدھا ڈیوڑھی مبارک میں آیا۔ اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں میں نے اپنی حاضری کی نظر گزارائی۔ دوسرے روز قدر قدرت اعلیٰ حضرت دیر تک جنگ چین کے حالات استفسار فرماتے رہے۔

میں نے جو عجائب و غرائب ملک چین کے اس طولانی سفر میں بچشم خود دیکھے تھے

یاسے تھے اور جو واقعات جنگ چین کے میری نظر سے یا میری وہاں قیام کے زمانہ میں دوسرے مقامات پر گزرے تھے ان میں سے اکثر خدمت اقدس و اعلیٰ میں عرض کئے۔

اوسے زمانہ میں ولایت کے تارون سے معلوم ہوا کہ ملکہ مغلیہ و کٹوریہ ملک انگلستان و قیصر ہندوستان کا نراج علیل ہے یہ علالت ایسی بڑھی کہ اسے جنوری ۱۹۱۱ء میں کٹوریہ سے جہان غالی سے ملک جاودانی کو رحلت کی۔

الحمد للہ کہ جلد اوّل

سوانح افسری

یعنی ۱۔ یفیم پٹر نل نواب افسر جنگ افسر والدہ سر افسر الملک بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ دی۔ او۔ اے۔ ڈی۔ سی۔ کمانڈر انچیف افواج باقاعدہ مالک محروسہ سرکار اصفیہ نظامیہ ختم ہوں اور دوسری جلد لارڈ کرزن کے شریف ادبی حیدر آباد کے مضمون سے آغاز ہوئی۔

معذرت

سوانح افسری کے طبع ہوتے وقت سہو کا تہیہ بعض مقامات پر الفاظ غلط
 رہے ہو گئے ہیں اس لئے ایسے تمام الفاظوں کی تصحیح کر کے ایک تختہ غلط اور صحیح
 الفاظ کا اس کتاب کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔ ناظرین کتاب ہذا سے استدعا ہے کہ
 ملاحظہ کے وقت بعض مقامات پر جو الفاظ غلط پائے جاوین انکو اس تختہ غلط و صحیح
 میں ملاحظہ فرمائیں۔

تختہ غلط و صحیح سوانح افسری جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰	۱۰	فار بن سکرٹری	فار بن سکرٹری
۸۲	۱۲	تہین	تہین
۹۶	۱۰	سقارت	سفارت
۹۷	۱۶	خاک	خاک
۹۸	۳	سر لوٹس کیو کناری	سر لوٹس کیو کناری
۱۰۶	۳	کوٹھیا	کوٹھیا
۱۲۷	۳	کوہنارین	کوہنارین
۱۵۱	۴	مائیون	مائیون
۱۵۵	۱۵	ادائی شکریہ	عبد ادائی شکریہ

بیت	بٹیت	۵	۱۶۵
افروختہ	افروختہ	۹	۱۶۶
منع کریمین	منع کرتے ہیں	۱۱	"
ایسی حالت	اسی حالت	۱۱	"
تسلط	تسلط	۳	۱۶۷
اسوقت اس انتظام	اسوقت اس انتظام	۱۲	۱۶۸
حفظ ماتقدم	تقدم بالحفظ	۱۱	۱۶۹
اتفاق	اتفاق	۱۶	"
۱۲۹۸	۱۳۹۸	۲	۲۲۹
۱۳۱۵	۱۳۲۵	۱۳	"
سرچارلس گاف	سرہیوگاف	۱	۲۳۲
چارلس گاف	ہیوگاف	۱۰	"
قابلیت	قابلیت	۱۱	۲۳۶
چارلس گاف	ہیوگاف	۱	۲۴۰
ستاق	سناو	۱۲	۲۸۶
بارن دیہان	بارن ڈیہان	۷	۳۱۲
بارن	بارن	۱۳	"

دع	دع	۱۴	۳۱۳
بارن ڈیہان	بارن ڈیہان	۲۶	۳۱۳
"	"	۵	"
"	"	۶	"
"	"	۸	"
"	"	۱۳	"
بنے	بنے	۱۵	۳۱۶
جیوانی خصال	جیوانی خصال	۱۵	"
کاوری	گاڈری	۸	۳۳۲
چالیں کوس	بیں کوس	۱۱	۳۴۰
مائل بسیاہی	مائل بسیاہی	۳	۳۴۶
حرقون	حرقون	۹	۳۹۰
توالج	توالج	۱۱	۳۹۴
اسٹولپرڈ	اسٹولپرڈ	۱۲	"
کمانڈنگ مقرر ہو	اس سٹرین فقرہ بڑایا گیا	۳	۳۸۲
نارین	سوفارین	۳	"
جزیرہ ملا	جزیرہ ٹمائے ملا یا	۹	۳۹۰

دریا	آبنائے	۹	۴۹۰
جھبہ کو	جمبو لو	۱۳	"
آئی لینڈ	انیڈ	۸	۴۹۱
والی	وائی	۱۳	۴۹۲
ریس اسٹانڈ	ریس اسٹیڈ	۱۴	"
ہنگ سیٹ	تہنگ سیٹ	۱۵	۵۰۴
پڑے	بڑے	۱۴	۵۰۸
سغات	سنارت	۱۱	۵۱۰
راشن	لیشن	۱۴	۵۱۶
ڈسپلین	ویسپلین	۶	۵۲۳
کیپ لاکف	کیپلین	۱۱	۵۲۵
مشتری	مشتري	۷	۵۳۲
ڈیلا کرتا	ڈیلا کرنا	۵	۵۳۸
کنون	کھتون	۱۰	۵۴۲
کیپٹن اسپس	کیپٹن اسپس	۴	۵۴۳
کھٹرون	کھٹرون	۱۶	۵۵۴
ڈرائی	ڈرائڈ رنی	۸	۵۶۳

۱۱۱۲

۷۷۱